قافلۂ مجدد تھانوی رحمہ اللہ کی
تربیت یافتہ عظیم شخصیات کی

یادگار باتیں

جنہوں نے دلوں کی دنیا بدل دی

مجموعہ افادات
مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ
عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ
عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی صاحب رحمہ اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

یادگار باتیں
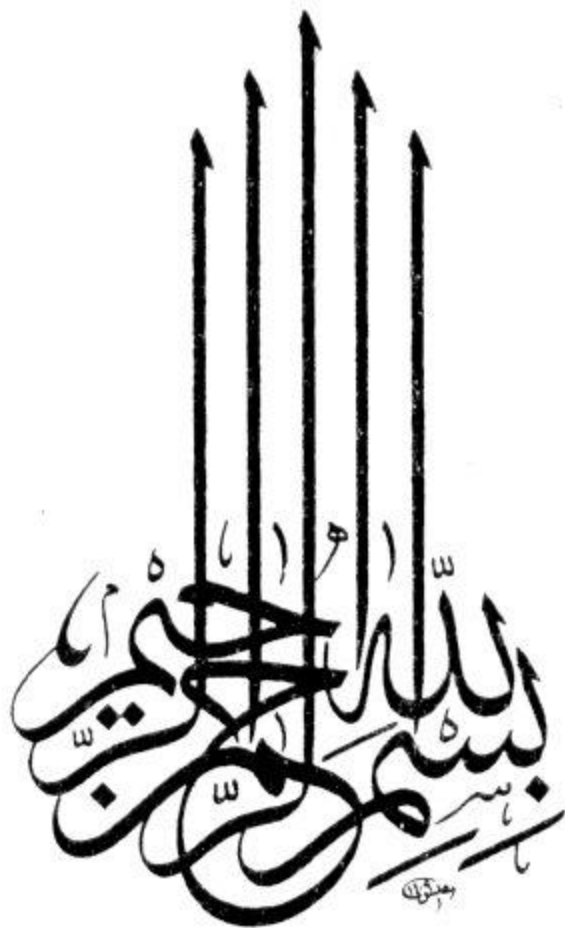
جس قلب کی گرمی نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اُس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہو گی

بھیڑ میں دنیا کی، جانے وہ کہاں گم ہو گئے
کچھ فرشتے بھی رہا کرتے تھے انسانوں کے ساتھ

کچھ ایسے بھی اس بزم سے اُٹھ جائیں گے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

ھدیۂ مُحبّت

بخدمت جناب ....

....

....

....

نوٹ: دوست احباب کو ہدیہ کرکے اپنے لئے صدقۂ جاریہ بنایئے

اہل دل کی

قافلہ مجدد تھانوی رحمہ اللہ کی تربیت یافتہ عظیم شخصیات کی
یادگار باتیں جنہوں نے دلوں کی دنیا بدل دی

❖ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اکابر خلفاء کی وہ قیمتی باتیں جو صرف دین ہی نہیں بلکہ دنیا بھی سنوار دیں۔

❖ آج کی مایوس اور پریشان حال انسانیت کے لئے پیغام حیات

❖ اس پرفتن دور میں دین کی حفاظت اور اصلاح کیلئے بیدار کر دینے والی قیمتی باتیں جو براہ راست دل پر اثر کرتی ہیں۔

❖ ہزاروں افراد کی اصلاح کا ذریعہ بننے والی انمول باتوں کا مجموعہ

مجموعہ افادات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ
حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ
حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ
عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ
عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی صاحب رحمہ اللہ

مرتب
محمد اسحٰق ملتانی
(مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

یادگار باتیں

تاریخ اشاعت .... شوال المکرم ۱۴۲۹ھ

ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت .... سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ ... چوک فوارہ ... ملتان
مکتبہ الفاروق ... سریال روڈ چوہڑ ہڑپال ... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات ... انارکلی ... لاہور
دارالاشاعت ... اردو بازار ... کراچی
مکتبہ سید احمد شہید ... اردو بازار ... لاہور
مکتبۃ القرآن ... بنوری ٹاؤن ... کراچی
مکتبہ رحمانیہ ... اردو بازار ... لاہور
مکتبہ دارالاخلاص ... قصہ خوانی بازار ... پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTERE
119-121- HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے...... کہ اس نے نہ صرف اسلام کی دولت سے نوازا بلکہ اپنے صحیح ترین حضرات سے بھی وابستہ فرمادیا...... آج ہم مجدد الملت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات پڑھتے ہیں ...... تو بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر کرتے ہیں...... کہ حضرت کے خاص تربیت یافتہ حضرات کی صرف زیارت ہو جانا ہی بڑی نعمت تھی...... لیکن اللہ نے اپنے فضل وکرم سے صرف زیارت ہی نہیں...... بلکہ ان حضرات سے خصوصی تعلق بھی نصیب فرمادیا۔

بندہ نے اولاً...... سیدی ومرشدی حضرت حاجی محمد شریف صاحب نور اللہ مرقدہ کی طویل صحبت پائی حضرت کی خصوصی شفقتیں نصیب ہوئیں ...... اور حضرت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا...... اس لئے کتاب ہذا کو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے تذکرہ ...... اور یادگار باتوں سے شروع کیا گیا ہے۔

شیخ اول حضرت مرشدی حاجی صاحب رحمہ اللہ کی وفات ...... حسرت آیات کے بعد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق رہا...... شیخ اول کی برکت سے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کا نہ صرف خصوصی تعلق نصیب ہوا ...... بلکہ قدم قدم پر شفقتوں اور دعاؤں کی سوغاتیں ملیں...... جو یقیناً بندہ کیلئے عظیم سعادت ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ہر ماہ زیارت وملاقات ہوتی ......جس میں وہ اپنی بے پناہ شفقتوں وعنایتوں سے نوازتے ...... ایک مرتبہ اپنے ہاں قیام کی سعادت سے نوازا...... حضرت کے خادم تھے جو حضرت کی مجلس کے احاطہ میں دینی کتب تقسیم کیا کرتے تھے...... انہوں نے ایک دفعہ بندہ سے فرمایا...... کہ اگر آپ حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعائیں لینا چاہتے ہو...... تو حضرت کی مجالس جو چھوٹے پمفلٹ کی صورت میں صدیقی ٹرسٹ سے چھپ رہے ہیں ...... انہیں یکجا کردیں ...... بس پھر کیا تھا...... حضرت سے مشورہ کیا ...... تو حضرت نے نہ صرف جازت بلکہ ڈھیروں دعاؤں سے نوازا...... الحمدللہ پھر اسی وقت ''افادات عارفی'' کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کرنا شروع کردیا...... اس دوران حضرت سے باقاعدہ رابطہ رہا...... جب کتاب تیار کرکے بندہ حاضر خدمت ہوا...... تو حضرت نے عجیب شفقت کا معاملہ فرمایا...... فرط مسرت سے حضرت پر عجیب کیفیت تھی ...... کتاب کو سر پر رکھا...... اور بار بار آپ کی زبان سے یہ جملہ ادا ہوا...... ''ارے تم نے ہمارے ساتھ بڑی محبت کا معاملہ کیا'' ...... اکثر مجلس میں حاضری ہوتی ...... تو بڑے بڑے حضرات کے سامنے بھی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ...... بڑی محبت بھرے انداز میں سامعین کو مخاطب فرماتے ...... اور بندہ کا تعارف کراتے ہوئے یوں فرماتے

''ارے یہ صاحب ملتان والے...... بڑا کام کررہے ہیں''۔

حضرت عارفی رحمہ اللہ کی ایک کرامت عرض کردوں ...... ایک دفعہ حضرت کی مجلس میں کسی صاحب نے کلید مثنوی کے بارہ میں عرض کیا...... کہ اس کے بارہ میں سنتے رہتے ہیں...... کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مثنوی شریف کی شرح لکھی ہے ...... کیا آپ کے پاس ہے ...... یا آپ نے دیکھی ہے؟ ...... حضرت نے فرمایا ...... مجھے بھی اس کے دیکھنے کا شوق ہے ...... لیکن کوشش کے باوجود صرف اسکی دو جلدیں اکٹھی کرسکا ہوں۔

بس حضرت سے یہ بات سنی تھی...... کہ حضرت کی توجہ اور برکت سے دل میں بڑی

قوت کیساتھ داعیہ پیدا ہوا کہ...... کیوں نہ اسے مکمل تلاش کر کے شائع کر دیا جائے۔
اللہ کے فضل سے اسی مقصد کیلئے ہندوستان تھانہ بھون کا عزم کیا...... لیکن وہاں سے بھی باقی حصوں کے مطلوبہ اجزاء تو مل گئے...... لیکن پانچواں دفتر نہ ملا۔
دیوبند سے واپسی پر دہلی میں قیام ہوا...... چونکہ تلاش اور دعائیں جاری تھیں ...... تو اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ...... دہلی میں ایک قدیم بزرگ قاضی سجاد حسین صاحب رحمہ اللہ اس وقت حیات تھے...... کیوں نہ دفتر پنجم کے بارہ میں ان سے معلومات کی جائیں...... کہ انہوں نے مثنوی شریف کا ترجمہ کیا ہے...... بس پھر دہلی کے گلی کوچوں میں گھومتے اور پوچھتے پوچھتے ان تک رسائی ہوئی...... ایک قدیم چوبارے پر حضرت کا قیام تھا۔
حضرت سے کلید مثنوی دفتر پنجم کے بارہ میں دریافت کیا کہ آپ کو کوئی علم ہو...... فرمایا کہ جب میں ترجمہ لکھنے لگا تھا...... تو میں نے کلید مثنوی تلاش کی...... اور تلاش بسیار کے بعد مجھے بھی صرف دفتر پنجم کے علاوہ باقی دفاتر مل گئے...... بس اب تو بظاہر مایوسی کی کیفیت تھی...... لیکن اللہ کی قدرت سے یقین بھی تھا...... کہ اللہ کے فضل سے دفتر پنجم ضرور مل جائے گا۔
واپسی پر پاکستان میں کہیں سے معلوم ہوا...... کہ حضرت کے قلمی مسودات نایاب مواعظ جو حکیم الامت رحمہ اللہ کے بھتیجے...... حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ پاکستان لے آتے تھے...... اور اخیر عمر میں دار العلوم کراچی والوں کے سپرد کر دی تھیں...... کیوں نہ ان میں تلاش کیا جائے...... اس کے بعد کراچی حاضری پر خصوصی اجازت سے ان مسودات کی زیارت ہوئی...... اور اللہ کے فضل سے انہی مسودات میں پانچواں دفتر بھی مل گیا...... اور یوں حضرت عارفی رحمہ اللہ کی برکت سے مکمل کلید مثنوی شائع ہوئی...... اور اب اس کا کمپیوٹر ایڈیشن بھی آچکا ہے۔
حضرت عارفی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد بندہ کا...... حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق قائم ہوا...... حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کی

طرف سے بھی کمال شفقتیں ملیں...... حضرت اگرچہ خود مرشد کامل تھے...... لیکن پھر بھی مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ سے باقاعدہ تعلق اور مکاتبت رکھتے...... اور آنے جانے والوں کے ہاتھ اپنے خطوط بھجواتے تھے...... اس دوران بندہ کو تھانہ بھون جانے کی سعادت ملتی رہی...... اس ضمن میں حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے خطوط پہنچانے کیلئے...... جلال آباد مسیح الامت رحمہ اللہ کے ہاں بھی جانا ہوتا...... اور یوں مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ کی نہ صرف زیارت...... بلکہ استفادہ کا بھی موقع ملا۔

حضرت کی نایاب پر مغز کتاب...... ''شریعت وتصوف''...... کی اشاعت کا بھی شرف نصیب ہوا...... جو شریعت میں مطلوب حقیقی تصوف کو آشکار کرنے میں مکمل ومدلل کتاب ہے...... اور متبدی اور منتہی سالکان طریقت کیلئے ضروری نصاب ہے...... مسیح الامت رحمہ اللہ سے تعلق کی مزید تفصیل کتاب ہذا میں موجود ہے۔

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد...... محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ سے نہ صرف تعلق رہا...... بلکہ نہایت محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے رہے...... ایک دفعہ ہندوستان حضرت سے ملاقات ہوئی...... تو بعد میں ایک صاحب نے بتایا کہ...... حضرت تمہارے بارہ میں بہت ہی محبت...... اور شفقت کا اظہار فرما رہے تھے...... حضرت پر احیاء سنت اور نہی عن المنکر کا جو داعیہ غالب تھا...... وہ حضرت کی یادگار باتوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ کے فضل وکرم سے...... حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ سے بھی گہرا دلی تعلق رہا...... اور براہ راست حضرت کے مواعظ سننے کی سعادت حاصل ہوئی...... حضرت کی مفید علمی واصلاحی کتب میں سے ''خطبات طیب''...... ''پچاس مثالی شخصیات''...... ''نونیۃ الاحاذ''...... اور...... ''مکتوبات حکیم الاسلام''...... ''تاریخ مقامات مقدسہ'' کی اشاعت کا شرف بھی حاصل ہوا...... مؤخر الذکر کتاب حضرت کی آخری تصنیف ہے...... جو مقدس مقامات کی تاریخ میں اپنی

مثال آپ ہے...... اسی طرح حضرت کی ایک تقریر...... جو بحالت نیند آپ نے فرمائی اور کیسٹ میں محفوظ کرلی گئی...... وہ بھی ''خطبات طیب'' میں شامل ہے...... اسی طرح بندہ نے حضرت کی جملہ تصانیف ومواعظ سے منتخب ملفوظات جمع کر کے...... ''ایک ہزار جواہر حکمت'' ...... کے نام سے مرتب کر کے شائع کی...... جو دین کی صحیح فہم اور مفید علمی واصلاحی گراں قدر ملفوظات کا مجموعہ ہے...... بہرحال ان حضرات کی صرف زیارت ہی عظیم سعادت تھی...... لیکن اللہ نے اپنے فضل وکرم سے ان حضرات کی نہ صرف صحبت...... بلکہ تعلق اور دعائیں بھی نصیب فرمادیں...... یہ حضرات کیا تھے؟ ...... ان کے بارہ میں ایک اللہ والے فرماتے ہیں۔

ع وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں

عرصہ سے جی چاہتا تھا کہ...... یہ حضرات جن سے بندہ کا نیاز مندانہ تعلق رہا ہے ...... ان کی گراں قدر یادگار باتوں کو مختصر سوانح حیات کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا جائے...... اللہ کی توفیق سے ''یادگار باتیں'' اسی دیرینہ تمنا کی تکمیل ہے...... جس میں ظاہر و باطن کی اصلاح اور دین ودنیا کی کامرانی کے وہ مجرب نسخے ہیں...... جو ہزاروں افراد کی اصلاح اور دل کی دنیا بدلنے میں تیر بہدف ثابت ہوئے ہیں...... موجودہ دور میں...... جبکہ حواس باختگی اور گوناں گوں مصائب ومشکلات نے انسانیت کو جکڑ دیا ہے ...... اور اس کا تمام تر قبلہ روحانیت سے ہٹا کر مادیت کی طرف کر دیا ہے...... اور انسان مادی اشیاء اور چکا چوند ترقی ہی میں سکون کا متلاشی ہے...... جبکہ یہی چیزیں سکون کے فقدان کا سبب ہیں...... تو کیسے سکون حاصل کیا جاسکتا ہے؟ ...... ''یادگار باتیں'' ہر مسلمان کا علمی وعملی قبلہ درست کرتے ہوئے...... اسے مادیت سے روحانیت کی طرف لے جاتی ہے...... جہاں دلی سکون بھی ہے...... اور آخرت کا روشن مستقبل بھی۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے بندہ کو نیاز مندی کا شرف حاصل نہ رہا...... تاہم کتاب تیاری کے مراحل میں تھی...... کہ ہمارے مہربان ست جناب حاجی محمد راشد صاحب (ڈیرہ اسماعیل خان) نے حضرت

صاحب رحمہ اللہ کے ......ملفوظات جمع کر کے عنوانات کے اضافہ کیساتھ بھجوائے......اس لئے وہ بھی جزو کتاب بنا دیئے گئے ہیں...... کتاب ہذا میں حکیم الامت رحمہ اللہ کے جن چھ اکابر کی یادگار باتیں جمع کی گئی ہیں......ان میں سے ہر ایک علم وفضل اور رشد وہدایت کا مینارہ ہے......لیکن دوران ترتیب بندہ نے ان حضرات سے اپنے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے ......تقدیم وتاخیر کی ہے ......اور ان شخصیات میں سے پہلی تین کا تعلق پاکستان سے ہے......جبکہ آخری تین شخصیات ہندوستان کی ہیں۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے......کہ دوران مطالعہ جس قسم کی لفظی ومعنوی اغلاط پر مطلع ہوں ......وہ نہ صرف احقر کی طرف منسوب کی جائیں ......بلکہ ان کی نشاندہی کیساتھ بندہ کو بھی مطلع فرمادیں......تو احسان عظیم ہوگا......اور ایسی اغلاط کو براہ راست مرتب ہی کی طرف سے سمجھا جائے......اور اکابر کی شخصیات کو ایسی اغلاط سے مبرا سمجھا جائے۔

اللہ پاک ان حضرات کی صحبت کی برکات ہمیں ہر لحہ نصیب فرمائیں ......اور اس جدید مجموعہ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے......قارئین کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں......آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

والسلام
محمد اسحٰق غفرلہ
صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بمطابق فروری ۲۰۰۹ء

سیدی و مرشدی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کو
حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی طرف سے اجازت نامہ کا عکس

بشارت

بے اختیار قلب پر تقاضا ہوا تو لکھا ہے کہ
آپکو اجازت دیدوں کہ اگر کوئی طالب حق آپ سے
بیعت یا تعلیم کی درخواست کرے
منظور کر لیں۔ اشرف علی
از تھانہ بھون ۱۸ ذیقعدہ

[illegible]
[illegible]
[illegible]

عکس تحریر حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

گر گزندت رسد ز خلق مرنج
کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
از خدا داں خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست

محمد طیب مدیر دار العلوم دیوبند
۱۶ / ۸ / ۷۶ھ

محمد یوسف لدھیانوی
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مکرم و محترم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نامہ گرامی! کل "شریعت و تصوف" اور "مکتوبات اشرفیہ" کا پیکٹ موصول ہوا۔ دیکھ کر بڑا جی خوش ہوا۔ حضرت اقدس حکیم الامۃ قدس سرہٗ کے علوم و معارف کی اشاعت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ذوق و شوق اور سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و عنایت سے شرف قبول نصیب فرمائے اور ثمرۂ برکات و سعادت بنائے۔

مکتوبات اشرفیہ کا پہلا ایڈیشن میں نے پڑھا تھا۔ مگر یہ نیا ایڈیشن آپ نے بہت دیدہ زیب شائع کیا ہے۔ کل عصر کے وقت کتاب ملی تھی، شرعی و طبعی معمولات سے فراغت پر اس کا مطالعہ شروع کیا اور ختم کر کے سویا۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت اقدس حاجی صاحب مدت فیوضہم کے علوم و معارف اور فیوض و برکات میں چند در چند اضافہ فرمائیں اور ان کا سایہ عاطفت رحمت و عافیت کے ساتھ دراز فرمائیں۔ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے ان جواہر کو منظر عام پر لاکر انہوں نے بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اور حضرتؒ کے وصال کے بعد دوسرے شیخ سے ربط و تعلق کی روداد بھی بڑی بصیرت افروز اور سبق آموز قلمبند فرمائی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ مجھ جیسے ناکارہ کو بھی اپنے مخلص بندوں سے محبت و تعلق کا کوئی رشتہ نصیب فرمادیں تو ان کے کرم سے کیا بعید ہے۔ حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں اس روسیاہ کا دست بستہ سلام اور درخواست دعوات صالحہ عرض کردیں۔ والسلام

محمد یوسف عفا اللہ عنہ
۲ر۸ر۱۴۰۳ھ

عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کی خودنوشت سوانح حیات "مکتوبات ملفوظات اشرفیہ" (اصلاح دل) کے بارہ میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے تاثرات کا عکس

اظہارِ مسرّت وتحسین

از حضرت اقدس مرشدی ومربی مولانا الحاج محمد شریف صاحب دامت برکاتہم
خلیفۂ ارشد حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مجھے دلی خوشی ہے کہ عزیز القدر حافظ محمد اسحاق صاحب مجددِ ملت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات شائع کرنے کے حریص ہیں۔ انہیں حضرتؒ سے صرف نسبت ہی نہیں بہت کا نسبہ ہے۔ حضرت کے مسلک اور مذاق کی تبلیغ کے بہت خواہشمند ہیں اور زرِ کثیر خرچ کرکے حضرت کی کتابیں جو نایاب ہیں چھپوا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرماکر ناظرین کے لئے نافعیت الرہدایت اور اُن کے لئے سرمایۂ آخرت بنادیں۔

دعاگو

احقر محمد شریف عفی عنہ

فہرست عنوانات

۱- عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

۲-عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفیؒ رحمہ اللہ

۳۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

۴-حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

۵- مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ

۶۔ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

ماٰخذ یادگار باتیں

اصلاح دل
فیوض الاکابر
انوار مرشد
شخصیات وتأثرات
نقوش رفتگاں
مسافران آخرت
شریعت وتصوف
مجالس مسیح الامت
مجالس ابرار
ملفوظات عارفی
سکون قلب
ایک ہزار جواہر حکمت
البلاغ مفتی اعظم نمبر
مجالس محی السنۃ
ماہنامہ ''محاسن اسلام'' ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادگار باتیں

سیدی و مرشدی عارف ربانی

حضرت الحاج محمد شریف صاحب

نور اللہ مرقدہٗ

دامن حضرت تک میری رسائی

احقر مرتب محمد اسحٰق غفرلہ عرض کرتا ہے کہ:

غالباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے...... ہمارے حضرت والد محترم مولانا حاجی عبدالقیوم صاحب مدظلہ کے...... دوست جناب صوفی شاہ دین صاحب...... جو سکول کی کتب وغیرہ کا کام کیا کرتے تھے...... جو نہایت دیندار صالح بزرگ تھے۔ حضرت والد صاحب کے حکم پر ان کے پاس میں...... کچھ اردو وغیرہ پڑھنے جایا کرتا تھا...... ایک دفعہ میں نے ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا کہ...... میں نے قرآن مجید حفظ کیا ہے اور رمضان المبارک میں...... بصورت تراویح قرآن مجید سنانے کیلئے مسجد کی تلاش میں ہوں...... تو انہوں نے فرمایا کہ...... ہمارے حضرت کی ایک مسجد ہے...... صبح کی نماز کے بعد ان سے مل لیں۔ شاید آپ کیلئے جگہ بن جائے...... یہ سنتے ہی خوشی کی ایک لہر سارے وجود میں سرایت کر گئی...... اگلے دن...... حضرت والد صاحب کی معیت میں بعد نماز فجر کچھ تاخیر سے پہنچنے پر معلوم ہوا...... کہ حضرت گھر تشریف لے جا چکے ہیں...... ہم سیدھے گھر پہنچے...... بس معمولی سی دستک دینی تھی...... کہ حضرت نے فوراً بیٹھک کھول کر اس قدر شفقت و مروت کا معاملہ کیا...... کہ بندہ حیران ہی رہ گیا...... اور یہ سمجھا کہ...... حضرت والد صاحب مدظلہ کے حضرت سے پرانے تعلقات ہوں گے...... جس پر یہ شفقت کا برتاؤ کیا جا رہا ہے...... لیکن بعد میں حضرت والد صاحب نے بتلایا کہ...... حضرت سے میری بھی یہ پہلی ملاقات تھی...... بہر حال حضرت والد صاحب نے...... حضرت کی خدمت میں میرے بارہ میں درخواست پیش کی...... تو حضرت والا نے دو باتیں ارشاد فرمائیں۔

ایک تو یہ کہ...... اس کی عمر کے بارے میں تسلی کر لیں...... کہ پندرہ سال سے زائد ہونی چاہئے...... دوسری بات یہ کہ میں اپنی مسجد کے خادم سے دریافت کر لوں گا...... کہ

انہوں نے کسی اور حافظ صاحب سے وعدہ تو نہیں کیا...... اور پھر شام کو مجھ سے مل لیں۔

اسی دن شام کو مسجد میں میں...... حضرت والد صاحب کا خط لے کر...... حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا...... حضرت والد صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ...... اس کی عمر تقریباً سولہ سال ہے۔ برائے مہربانی...... ہماری اس درخواست کو قبول فرما کر اجازت دی جائے ...... نماز کے بعد میں نے جیسے ہی حضرت کی خدمت میں خط پیش کیا...... بغیر کسی تاخیر کے ...... حضرت مسجد کے اندر والے حصے میں تشریف لے گئے...... اور خط پڑھا...... اور اسی خط پر لکھا...... مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور نیچے جہاں لکھا تھا اجازت دی جائے...... اسی لفظ اجازت پر خط کھینچ کر تحریر فرمایا۔

کہ اجازت ہے...... اور نیچے اپنے دستخط فرما دیئے۔

بندہ حضرت کی اس بات پر حیران ہوا...... اور حضرت کی اس مختصر تحریر نے...... دل پر ایسا اثر کیا کہ کم عمری کے باوجود بندہ نے وہ خط اچھی طرح سنبھال کر محفوظ کر لیا...... بس اس کے بعد کیا عرض کروں رمضان شریف آ گیا...... اور بندہ نے قرآن مجید بتوفیق الٰہی سنایا ...... لیکن اس کے ساتھ روزانہ حضرت کی زیارت اور دعائیں نصیب ہوتی رہیں۔

حضرت کے دست حق پر بیعت

مجھے حضرت کی مسجد میں ...... رمضان المبارک میں قرآن پاک سنانے کی ...... سعادت حاصل ہوئی اور روزانہ حضرت والا کی زیارت نصیب ہوتی رہی...... اور حضرت کی شفقت کے تو کیا عرض کروں...... لیکن حضرت والا کا تعارف...... حضرت کے خلیفہ مستری محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ کے ذریعہ ہوا۔

اکثر نمازوں کے بعد مسجد میں ان کی مجلس ہوتی تھی...... وہ حضرت والا کے عجیب وغریب واقعات سناتے...... ان مجالس کی برکت سے...... حضرت والا سے بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ اور انہی سے اس کا طریقہ بھی معلوم کیا۔

بس پھر کیا تھا جیسا کیسا تھا...... حضرت والا سے جا کر بیعت کی...... درخواست

کردی۔ ہمارے حضرت والا کا معمول جلد بیعت فرمانے کا نہ تھا...... اکثر یہی نصیحت فرماتے تھے کہ...... پہلے اصلاحی تعلق اور آنا جانا رکھا جائے...... جب آپس میں خوب دل مل جائیں......اور باہمی مناسبت پیدا ہو جائے......تو پھر بیعت کا مذائقہ نہیں......بہرحال میں نے بیعت کی درخواست کی......تو حضرت نے یہی مذکورہ نصیحت فرمائی......کہ ابھی تم رسالہ ''تسہیل قصد السبیل اور تبلیغ دین''...... پڑھو...... پھر آجانا۔

بندہ دونوں مذکورہ کتابوں کے...... مطالعہ کرنے کے بعد حاضر ہوا......اور بیعت کی درخواست کی...... پھر حضرت نے فرمایا جلدی کیا ہے؟......بیعت بھی کرلیں گے...... بندہ نے تقاضا کیا تو فرمایا کہ اچھا فلاں دن آنا بیعت کرلیں گے......بندہ مقررہ دن حاضر ہوا...... تو فرمایا جلدی کیا ہے (اپنی کم عمری کی وجہ سے آداب وغیرہ...... سے بندہ تہی دست تھا ہی)

باضابطہ بیعت

میں نے عرض کیا کہ...... حضرت! آج کے دن کا تو آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔

بس یہ کہنا تھا کہ...... حضرت والا نے اس گستاخی بھرے جملہ کو...... محبت پر محمول فرما کر ارشاد فرمایا۔بیٹھو میں ابھی آتا ہوں...... تھوڑی ہی دیر میں حضرت تشریف لائے......تو آپ کے ہاتھ میں ماہنامہ...... ''البلاغ'' تھا اس میں سے خطبہ پڑھ کر...... بندہ کو بیعت فرمایا۔

اور فرمایا کہ...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے یہی خطبہ پڑھ کر حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کو بیعت فرمایا تھا...... پھر اس کے بعد عجیب تواضع بھرے...... یہ کلمات ارشاد فرمائے...... کہ ہمارے دادا پیر...... حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔

کہ میں...... اس نیت سے مرید کرلیتا ہوں کہ......اگر وہ مقبول ہوگا......تو وہ ہم کو جنت میں لے جائے گا......اور اگر ہم مقبول ہوئے......تو ہم اس کو لے جائیں گے۔

پھر فرمایا میں تو کسی قابل نہیں ہوں...... میں بھی یہی نیت...... کر کے بیعت کرلیتا ہوں۔

دین بھی دنیا بھی

میں واپسی کیلئے اپنی جگہ سے اٹھنے لگا...... تو فرمایا بیٹھو...... میں ابھی آتا ہوں...... گھر

تشریف لے گئے...... تو ایک نیا نیا سو روپے کا نوٹ لے آئے...... اور بندہ کو عنایت فرمایا...... اور ارشاد فرمایا جاؤ اس کو اپنی ضروریات پر خرچ کرو...... اس وقت بندہ کیلئے یہ بہت بڑی رقم تھی...... اور بالخصوص حضرت والا کی طرف سے...... تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

عام طور سے دیکھا جاتا ہے...... کہ مرید نذرانے پیش کرتے ہیں...... لیکن یہاں یہ معاملہ دیکھا کہ بیعت کے بعد حضرت نے ہی...... اپنے دست شفقت سے یہ کثیر رقم عنایت فرمائی...... پھر اسی پر بس نہیں بلکہ کمال شفقت سے یہ بھی فرمایا...... آئندہ کوئی بھی ضرورت ہو...... بے تکلف آکر بتادیا کرو۔

مثالی معاشرت

میرے حضرت بڑے عجیب تھے...... حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی تربیت کا اعلیٰ نمونہ تھے...... ہر کام میں...... ہر معاملہ میں...... اعتدال پر عمل تھا۔

میرے حضرتؒ کا معمول تھا کہ...... جب کوئی آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبت و تعلق کی...... وجہ سے کوئی ھدیہ بھیجتا...... یا دیتا تو آپ اس کی بہت قدر فرماتے...... اور انتہائی خوشی و محبت سے بار بار شکریہ کے الفاظ سے وصول کرتے...... اور دیکھنے والے کو تاثر ملتا کہ...... جیسے آپ اس کے منتظر ہوں...... اس سلوک اور محبت بھرے انداز کو دیکھ کر...... ھدیہ دینے والے کا دل باغ باغ ہو جاتا۔

آج کل عام دستور کے مطابق یہ پرخلوص ہدیات کے لین دین کا رواج ہی...... ختم ہوتا جارہا ہے...... اور جہاں کہیں پایا بھی جائے...... تو ھدیہ لینے والے انتہائی بے اعتنائی سے کام لیتے ہیں...... اور ھدیہ وصولی کی اطلاع تک کرنے کی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ میں نے...... ایک صاحب کو کچھ کتابیں ہدیہ بھیجیں...... تو موصوف نے بڑی مشکل سے شکریہ کے لفظ پر اکتفا کیا...... اور مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ...... شاید انہیں میرے ھدیہ دینے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی...... بس رسماً انہوں نے شکریہ کہا ہے...... جس سے طبیعت رنجیدہ ہوئی...... اور کیوں نہ ہو...... جب محبت و خوشی کے جواب میں بھی خشک...... اور روایتی الفاظ بھی نہ ملیں۔

حالانکہ شریعت میں مسلمان سے...... ملاقات کے وقت مسکرا کر ملنے کو بھی ثواب...... اور صدقہ قرار دیا گیا ہے...... حضرتؒ کے اعزہ میں سے ایک صاحب کو متعلقین میں سے...... کچھ ہدایا بھیجتے رہتے تھے...... ایک مرتبہ انہوں نے حضرت والا سے کہا میری طرف سے انہیں شکریہ کہہ دینا...... اس پر حضرت والا نے...... ان کو ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ...... خالی شکریہ شکریہ کیا ہوتا ہے شکریہ بھی ادا کرو...... اور ان سے زیادہ اچھا ہدیہ بھیجو...... جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں استطاعت دی ہے تو تمہیں بھی جواب میں اچھا ہدیہ بھیجنا چاہئے۔

حضرت کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ...... کسی کے پر خلوص ہدیہ و محبت و پیار...... بھرے انداز میں شکریہ کے ساتھ قبول کرے...... اور اچھا تاثر ظاہر کرنے کیلئے...... جواباً استطاعت کے مطابق ہدیہ بھیجے۔

حضرت کا معمول تھا کہ...... اگر کسی کے ہاں پر تکلف کھانا کھایا ہو...... تو جب اس کی دعوت کرتے...... تو اس کیلئے بھی ایسے ہی پر تکلف کھانے کا اہتمام کرتے...... اور اس پر نکیر کرتے کہ...... خود تو آدمی کسی کے ہاں عمدہ کھانے دعوت میں کھائے...... لیکن اس کی دعوت کرے...... تو سادہ کھانا کھلائے۔

میرے حضرت نے...... ایک واقعہ سنایا کہ...... ایک مرتبہ میں...... اور حاجی شیر محمد صاحب حضرت کی خدمت میں خانقاہ حاضر تھے...... حضرت حکیم الامت تھانوی نے فرمایا کہ...... کچھ مضمون نقل کرانا ہے...... کیا اجرت پر نقل کر دیں گے...... اس پر میرے شیخ نے فرمایا کہ...... میں بغیر اجرت کے ہم بخوشی نقل کر دیں گے...... اس پر حضرت تھانوی نے فرمایا کہ اگر اجرت لو تو مضامین نقل کراؤں گا...... ورنہ نہیں۔

نسبت کی برکت

ایک مرتبہ میرے شیخ حاجی شیر محمد کی قبر پر تشریف لے گئے...... فرمایا کہ میں قبر پر پہنچا...... تو ان کی قبر پر لکھا تھا...... ''حاجی شیر محمد'' تو میرے دل میں خیال آیا...... کہ میری قبر پر کیا لکھا ہوا ہونا چاہئے...... تو فوراً دل میں خیال آیا کہ...... یہ لکھا ہوا ہو محمد شریف تھانویؒ

...... مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ صرف اس نسبت سے ہی میری مغفرت ہو جائے گی۔
بندہ کا تعلق حضرت والا سے پندرہ سال سے زائد عرصہ کا رہا۔ بہت قریب سے دیکھا۔

کمال تواضع

واقعی عجیب تھے ایک ایک ادا عجیب تھی۔
بہت شفقت فرماتے...... ذرا سا کام کر دیا تو عجیب...... محبت بھری دعاؤں سے نوازتے۔
میرے حضرت کی کوشش یہی رہتی تھی ...... کہ وہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں ......
حالانکہ وہ نوے سال کی عمر کے قریب پہنچ چکے تھے...... لیکن یہ حضرت والا کی فطرت ہو چکی تھی...... کہ دوسرے کو اپنے کام کیلئے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں۔
کئی دفعہ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ...... مہمان آئے ہوئے ہیں...... ہم لوگ بیٹھک میں بیٹھے ہوئے ہیں...... حضرت والا اٹھے اور گھر سے سائیکل اٹھایا...... اور مہمانوں کیلئے بوتل یا پھل لیکر آ گئے کسی کو معلوم بھی نہ ہونے دیا...... کہ حضرت والا بازار سے خود لے آئے ہیں۔
واقعی تواضع تو حضرت والا کے خمیر میں رچی بسی ہوئی تھی۔
بہت منت سماجت کر کے...... حضرت والا سے بندہ درخواست کرتا...... کہ حضرت! یہ کام میں کر کے آتا ہوں...... تو بمشکل اجازت ملتی...... لیکن بہت حدود و قیود کا خیال کر کے بندہ کی آزادی میں ذرہ بھر کوئی فرق نہ آئے تب کوئی کام بتاتے۔

میری سعادت

آخر عمر میں بمشکل اس کی اجازت دی کہ...... بندہ موٹر سائیکل پر گھر سے...... حضرت والا کو نماز کیلئے لے آیا کرے...... اس میں بھی وقتاً فوقتاً کافی رقم دے دیتے...... کہ یہ تمہارے پٹرول کیلئے ہے۔
ایک دفعہ بندہ نے ایک عریضہ لکھ کر پیش کیا کہ حضرت والا!...... کیا یہ میری تھوڑی سی خدمت بھی قبول نہیں...... اس کے جواب میں حضرت والا نے...... عجیب محبت بھرے جملے لکھے جس میں یہ بھی تھا۔

کہ اسحاق! میں تمہاری محبت کا حق ادا نہیں کر سکتا...... اللہ اللہ کیا محبت و شفقت ہے
...... وہ بھی ایک ادنیٰ خادم کے ساتھ...... واقعی اسے ہی کہتے ہیں...... کرم بالائے کرم۔
حالانکہ کتنے لوگ تھے...... جو ترستے تھے کہ حضرت والا...... ہمیں کوئی خدمت بتا
دیں۔ حضرت والا کا بندہ پر یہ احسان عظیم تھا۔

کمال شفقت

بندہ ایک دفعہ بیمار ہوا...... تو حضرت والا کی طرف سے والا نامہ ملا...... جس کو ذیل
میں نقل کر رہا ہوں...... اسے پڑھئے اور اپنا سر دھنئے کہ...... ایک ایک جملہ میں دوسرے کی
کس قدر رعایت ہے...... اور پھر یہ ایک خادم کے ساتھ معاملہ ہے۔

عزیزم محمد اسحاق سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
تمہاری بیماری کے متعلق میں بے چین ہوں۔
اللہ تعالیٰ تمہیں صحت دے...... اپنی تکلیف کی کیفیت سے مطلع کرو...... کب
تک آنے کی امید ہے؟...... اگر خود نہیں آسکتے...... اپنے کسی بھائی کو تراویح
میں قرآن مجید سنانے کیلئے بھیج دو...... یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہمیں اجازت دو کہ
...... ہم کسی اور حافظ کیلئے کوشش کریں...... اگرچہ اب موزوں آدمی ملنے کی
توقع بہت کم ہے...... رمضان المبارک شروع ہونے والا ہے...... اور سب
حفاظ متعین ہو چکے ہونگے...... بہر حال سب حالات سے مطلع کرو۔ حامل
رقعہ ہذا کو زبانی بتلا دو...... لکھنے میں تمہیں تکلیف ہوگی۔
دعاء گو۔ احقر محمد شریف عفی عنہ...... ۲۹ شعبان ۱۴۰۰ھ۔

یہ سب حضرت ہی کا فیض عام ہے

یہ سب میرے حضرت...... سیدی و مرشدی الحاج محمد شریف صاحب نور اللہ مرقدہ
...... (خلیفہ ارشد حکیم الامت تھانویؒ) کے طفیل ہے...... انہی کی برکت سے...... اس نالائق
کو راہ ہدایت نصیب ہوئی...... اور انہی کی صحبت مبارکہ کی بدولت...... حضرت حکیم الامت

تھانویؒ ...... کا تعارف نصیب ہوا اور ...... ''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' ملتان کی تالیفات کی اشاعت بھی انہی کا فیض ہے۔

حضرت حکیم الامت کی ...... تالیفات کی اشاعت پر ...... حضرت والا حاجی صاحب نے ایک موقعہ پر نہایت خوشی اور دعائیہ درج ذیل کلمات تحریر فرمائے ...... جنہیں ...... ''تحدیث بالنعمت'' ...... کے طور پر لکھ رہا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مجھے دلی خوشی ہے کہ ...... عزیز القدر حافظ محمد اسحاق صاحب ...... مجدد الملت حکیم الامت حضرت تھانوی کی ...... تالیفات شائع کرنے کے حریص ہیں ...... انہیں حضرت سے محبت ہی نہیں محبت کا نشہ ہے ...... حضرت کے مسلک اور مذاق کی تبلیغ کے بہت خواہش مند ہیں ...... اور زر کثیر خرچ کر کے حضرت کی کتابیں جو نایاب ہیں ...... چھپواتے رہتے ہیں ...... اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرما کر ناظرین کیلئے ...... نافعیت اور ہدایت اور ان کیلئے سرمایہ آخرت بنائیں ...... آمین۔ دعا گو احقر محمد شریف عفی عنہ۔

فرمایا جب صبح تہجد کے وقت اٹھتا ہوں ...... تو اللہ پاک سے ان الفاظ میں دعا کرتا ہوں ...... کہ اے اللہ آپ نے قیامت کے روز جتنے سوالات کرنے ہیں ...... ان سب کا ابھی سے جواب دیئے دیتا ہوں ...... کہ میرے پاس کسی سوال کا جواب نہیں ...... اس لئے محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیجیو۔

وقت کی قدر

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر ...... ہمیشہ ایک ایک لمحہ کی اہمیت مستحضر رہتی ...... اور ایک لمحہ بھی ضائع جانا ...... انتہائی گراں گزرتا ...... اور اگر کبھی کوئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وقت کو ضائع کرنے کا سبب بنتا ...... تو اس کا اظہار بلا تکلف فرما دیتے ...... اگر کبھی کسی صاحب نے حضرت سے ملاقات کا وقت لیا ہوتا ...... تو حضرت ہمیشہ اپنی بیٹھک میں وقت

سے پہلے دروازہ کھول کر ان کے منتظر ہوتے...... تاکہ آنے والے کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو اور انتظار کی تکلیف بھی نہ ہو...... اگر کبھی کوئی بلا ضرورت کسی کا تذکرہ کرتا...... تو یہی ارشاد فرماتے...... تجھ کو پرائی کیا پڑی پنی نبیڑ تو۔

درج ذیل میں حضرت کا ایک مکتوب گرامی ہے جو حضرت نے اپنے ایک مرید ظفر اللہ صاحب کی درخواست پر تحریر فرمایا۔

وقت زندگی کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے...... اس کی بہت قدر کرنا چاہئے...... اسے ضائع نہ کرو۔ مجمعوں میں حویلیوں میں بیٹھ کر...... لایعنی باتوں میں وقت گزارنا...... بہت خسارہ ہے...... ہمارے حضرت تھانوی کو وقت کی بہت قدر تھی...... اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت کی...... فطرت ہی میں وقت کی اہمیت کو مضمر کر دیا تھا...... حضرت کو ابتداء ہی سے وقت کے ایک ایک لمحہ کو صحیح...... اور برمحل استعمال کرنے کا اہتمام تھا...... چنانچہ اسی کی برکت ہے کہ...... حضرت رحمہ اللہ نے رشد و ہدایت اور علوم دین کی تبلیغ...... اور اشاعت کا ایک بہت گراں قدر...... اور بہت بڑا ذخیرہ...... ہمارے لئے اور آئندہ نسلوں کیلئے مہیا فرما دیا ہے...... ہر وقت حضرت کی نظر گھڑی پر رہتی تھی...... اور نہایت سہولت اور بے تکلفی سے ہر کام کو وقت پر انجام دیتے تھے...... آپ نے ساری عمر اپنے تمام معمولات وضروریات زندگی کو مقررہ اوقات میں ایک ہی انداز میں ڈھال لیا تھا...... فرماتے کسی کام کو اس امید پر ملتوی کرنا کہ...... پھر کسی فرصت کے وقت اطمینان سے پورا کرلیں گے...... سخت غلطی ہے...... اس کو اسی وقت انجام دینا چاہئے...... کام کو وقت پر پورا نہ کرنے سے اکثر ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے...... وقت بڑی قدر کی چیز ہے...... دین و دنیا کی دولت یہی ہے...... حضرت کو فراغت قلب بہت عزیز تھی...... فرماتے مجھے وقت کی ناقدری سے بہت تکلیف ہوتی ہے...... میں نہ کسی کو کسی معاملہ میں منتظر رکھتا ہوں نہ انتظار کی تکلیف برداشت کرسکتا ہوں...... میں ہر کام سے وقت پر...... فارغ ہو جاتا ہوں۔ فرماتے...... میں یہ نہیں کہتا کہ...... میں ہر وقت ذکر

اللہ میں مشغول رہتا ہوں...... مگر دل یہ چاہتا ہے کہ قلب فارغ ہو...... اگر اللہ اللہ کرنا چاہوں تو موانع تو نہ ہوں...... میں جو بعض لوگوں سے الجھتا ہوں وجہ یہ ہے...... کہ لوگ بات صاف نہیں کرتے...... وقت ضائع ہوتا ہے...... مجھے ایک لحہ کا ضائع ہونا سخت ناگوار ہے...... مجھے فراغ قلب بہت عزیز ہے...... میری طبیعت میں گرمی ہے...... اور یہ گرمی انجن کا کام دیتی ہے...... ہر وقت تقاضا ہوتا ہے کہ جلدی کرو جلدی کرو...... کام کو ختم کرو...... جب میں کسی کام کو شروع کرتا ہوں...... اسی وقت سے تقاضا شروع ہو جاتا ہے...... کہ کام کو ختم کرو...... متواتر کام پر لگا رہتا ہوں...... اور ختم کے قریب تو میرا حال یہ ہوتا ہے کہ...... ساری رات لکھتا رہتا ہوں ایک منٹ بھی نہیں سوتا...... کام ختم کر کے ہی دم لیتا ہوں...... ہر روز کی ڈاک اسی دن ختم کرتا ہوں...... اس کی دو وجوہات ہیں...... میں اپنے قلب کو فارغ کرنا چاہتا ہوں...... اور یہ چاہتا ہوں کہ ہر ایک کو اس کا خط وقت پر ملے...... اسے انتظار کی تکلیف نہ ہو۔

کمال تواضع وفنائیت اور خدمت خلق

حضرت ڈاکٹر احسان الحق قریشی...... میرے حضرت کے داماد تھے...... اور محبوب خلیفہ بھی تھے ان کا حضرت والا سے تعلق کچھ...... اس طرح ہوا کہ...... نشتر کالج میں ڈاکٹری کیلئے داخلہ لیا...... اور حضرت والا کا کہیں سے علم ہوا...... ملاقات کیلئے آئے...... اور حضرت والا سے درخواست کی...... کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں...... مجھے کچھ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کے نام لکھ دیں...... حضرت والا نے لکھ دیئے۔

اب جب انہوں نے...... خلفاء کی یہ فہرست دیکھی...... تو عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو اپنا نام لکھا ہی نہیں...... (اور یہ کس طرح ہوسکتا تھا...... کیونکہ حضرت والا کے تو خمیر میں ہی تواضع تھی) لہٰذا اب میں آپ ہی سے بیعت ہوں گا...... پھر بیعت کیا ہوئے...... عاشق ہو گئے...... اور میرے حضرت تو پھر فرمایا کرتے تھے کہ محبت کا جواب تو محبت ہی ہوتا ہے...... پھر کیا تھا حضرت والا کے داماد بنے...... ان کی نیکی اور تقوی کا کیا لکھوں...... ماشاء

اللہ باوجود کلینک کی انتہائی مصروفیات کے...... جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ...... کے درس بخاری میں ہوتے تھے...... اکثر جمعرات کو لاہور سے رات کے وقت چلتے صبح ملتان میں جمعہ کا دن حضرت والا کی خدمت میں گزارتے...... اور رات کی گاڑی سے پھر لاہور واپس تشریف لے جاتے...... اس قدر مشقت اٹھا کر دو راتیں بے آرام رہنا...... یہ ان کی طلب صادق کی علامت نہیں...... تو اور کیا ہے...... اور باقاعدہ خط وکتابت رکھتے تھے...... اور جب حضرت والا لاہور تشریف لے جاتے تھے...... ان کی خدمت کا یہ حال تھا...... حضرت والا جو لیٹرین استعمال فرماتے تھے...... اس کو ڈاکٹر صاحب خاموشی سے جا کر...... خود روزانہ صاف کرتے تھے۔

حضرت والا کو السر کی تکلیف ہوئی...... ڈاکٹر صاحب نے خوب خدمت کی...... دو دفعہ معدہ کے اہم آپریشن ہوئے...... حضرت والا کی ضعف ونقاہت کو دیکھ کر...... کوئی ڈاکٹر ہمت نہیں کر پاتا تھا ڈاکٹر رشید صاحب مرحوم نے...... بہت توجہ اور لگن سے یہ آپریشن کئے...... اور اس دوران حضرت والا کی عجیب وغریب کرامات سننے میں آئیں...... مثلاً جب دوسرا آپریشن ہوا...... تو اس وقت حضرت کو بے حد ضعف تھا...... لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ عین آپریشن کے وقت...... حضرت والا کی نبض شروع سے آخر تک سرمو کوئی فرق نہیں آیا...... اس قدر اطمینان کی کیفیت تھی...... اور حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ...... جس وقت مجھے آپریشن کیلئے لے جا رہے تھے...... اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کہ:

اے اللہ میں جانتا ہوں کہ...... یہ زندگی کا ایک ایک سانس بے بہا گوہر ہے...... جس سے آپ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے...... اگر میرا وقت آہی چکا ہے...... تو مجھے ایمان کی سلامتی کے ساتھ بلا لیجئے...... اس کے بعد اللہ پاک نے حضرت والا کو صحت بخشی...... لیکن حضرت والا کے داماد ڈاکٹر صاحب حادثہ کا شکار ہوئے...... ریڑھ کی ہڈی کرش ہوئی...... چند روز ہسپتال میں زیر علاج رہے حضرت والا ملتان سے پہنچ گئے...... آخر وقت تک ساتھ رہے...... حضرت والا فرماتے تھے کہ...... ریڑھ کی ہڈی کرش ہونے کی وجہ سے ان کا نچلا دھڑ بالکل بے حس ہو چکا تھا...... لیکن میں نے ارادہ کرلیا...... کہ اگر خدانخواستہ یہ اسی طرح

زندہ رہیں گے...... تو ان کے بول و براز میں خود صاف کروں گا...... کیونکہ انہوں نے میری بہت خدمت کی ہے...... مجھے کندھوں پر اٹھایا ہے۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ...... ڈاکٹر صاحب نے نئی کوٹھی بنائی...... دعائیں کرتے رہے...... کہ اے اللہ! اچھے ہمسائے دے...... لیکن ہم نے دیکھا کہ زندگی میں تو ان کی یہ دعا قبول نہ ہوئی...... لیکن بعد وفات اس کا ظہور ہوا...... اور یہ اس طرح کہ ان کی تدفین بڑے بڑے اولیاء اللہ...... یعنی حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی...... اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے...... خلیفہ مولانا جلیل احمد شیروانی اور اکابر رحمھم اللہ کی ہمسائیگی میں ہوئی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

یہ ہوتا تھا میرے حضرت کے ہاں کی محبت کا جواب۔

اس سانحہ پر حضرت والا کو کس قدر شدید صدمہ تھا...... اس کا اندازہ کون لگا سکتا تھا۔

جعلی پیروں سے چھٹکارا

میرے حضرت نے فرمایا کہ...... حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے...... تعلق سے پہلے ہمارا پورا خاندان جعلی پیروں سے دل برداشتہ تھا...... میں نے جب اپنے خاندان والوں کو...... ملفوظات حسن العزیز سے...... حضرت حکیم الامت کے حالات اور ملفوظات سنائے...... تو سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں...... کیا ایسا پیر بھی ہوتا ہے...... اور یہ بھی فرمایا کہ ان جعلی پیر کا ایک مرید ہر سال آیا کرتا تھا کہ...... پیر صاحب کا سالانہ دے دو...... ایک دفعہ کیا ہوا کہ گھر میں میں...... موجود تھا...... یہ شخص بغیر اجازت گھر میں آ گیا...... اور کہنے لگا کہ سرکار کا سالانہ دے دو...... تو میں نے اس کو بٹھایا کھانا کھلایا...... اور اس کو کہہ دیا کہ آئندہ تکلیف نہ فرمایئے گا...... ہم نے اپنی سرکار بدل لی ہے۔

بیعت میں معمول

میرے حضرت جلدی سے کسی کو بیعت نہ فرماتے تھے...... جب بہت اصرار ہوتا تو بیعت فرماتے...... اور یہ بھی فرماتے کہ اس نیت سے بیعت کر رہا ہوں کہ...... نامعلوم آخرت میں میرے لئے کیا فیصلہ ہو...... اور تم جنتی ہو...... اور میری سفارش کر دو...... اور فرماتے حضرت

حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ بھی...... اسی نیت سے بیعت فرماتے تھے...... ہم کیا چیز ہیں۔
میں نے اپنے حضرت کو کبھی یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا...... کہ فلاں میرے مرید...... یا خلیفہ
ہیں...... بلکہ احباب کا لفظ استعمال فرماتے کہ...... کچھ احباب آرہے ہیں...... ان سے ملنا ہے۔

انداز مجلس

مجلس میں بالکل عامیانہ انداز میں بیٹھتے تھے...... اکثر خاموشی رہتی تھی یہ بات بالکل
پسند نہ تھی...... کہ کوئی کسی کو ترغیب دے کر حضرت والا کی مجلس میں لائے۔

جسمانی خدمت

حضرت کا جسمانی خدمت لینے کا معمول بالکل نہ تھا...... ایک تعلق دار نے لکھا کہ
حضرت میرا بہت دل چاہتا ہے کہ آپ کے سر میں تیل لگاؤں آپ کے پاؤں دباؤ
......حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ یہ خدمت اپنے گھر والوں کے سوا کسی سے نہیں لیتا......

تعلق کی حساسیت

حضرت والا سے کوئی تعلق والا لکھ دیتا...... کہ فلاں بزرگ کی خدمت میں گیا تھا...... مجھے
بڑے اچھے لگے ان سے مجھے محبت ہوگئی...... بس حضرت والا فرماتے تو پس پھر مجھے چھوڑ دو
......ان سے ہی اپنا بیعت واصلاح کا تعلق کرلو...... کیونکہ میں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے
سنا کہ اس راستہ میں نفع کا مدار مناسبت پر ہے...... اور اب تمہیں نفع انہی سے ہوگا...... اب انہی
کے پاس جاؤ لیکن حضرت والا کو کون چھوڑ سکتا تھا...... بہت منت سماجت کے بعد قبول فرمالیتے۔

اپنی ذات کی نفی

میرے حضرت کو یہ بھی بالکل پسند نہ تھا...... کہ آپ کے ملفوظات...... آپ کی مجلس میں
لکھے جائیں...... ایک دفعہ بندہ نے ایک عریضہ لکھ کر یہ درخواست کی کہ...... مجلس کے بعد
حضرت والا کے ارشادات لکھ لیتا ہوں...... لیکن مکمل طور پر نہیں...... اگر اجازت فرمادی تو بندہ
مجلس میں ہی لکھ لیا کرے...... اس پر حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ...... میں تو نالائق دربار
اشرف ہوں...... ایسا ہرگز نہ کریں مجھے شرم دامن گیر ہوگی...... اللہ اللہ یہ کیسے لوگ تھے......

اسی سال کی عمر ہے...... مجلس لگی ہوئی ہے...... گھر کا کوئی کام ہوتا ہے...... اپنا سائیکل خود نکالتے ہیں...... بازار سے جو چیز ضرورت ہے...... لے کر آجاتے ہیں...... مخدومیت کی شان سے شدید نفرت تھی...... کوئی متعلق پہلی دفعہ خدمت میں حاضر ہو رہا ہوتا اور پتہ پوچھتا کہ...... اسٹیشن سے کس طرف آپ کا گھر ہے...... اس کو جواب کچھ اس طرح کا دیا جاتا کہ جب آپ اسٹیشن پر اتریںگے...... تو صدر گیٹ پر ایک بوڑھا سفید داڑھی...... اور سفید پگڑی والا آپ کی انتظار میں کھڑا ہوگا...... اللہ اللہ کیسی تواضع تھی......!!! یا اللہ ہمیں بھی یہ نصیب فرما۔

اظہار شفقت

ہمارے حضرت کے ہاں محبت کی بڑی قدر تھی...... حضرت والا کے ایک محب و عاشق جناب انوار الٰہی صاحب...... جو حضرت والا سے بے حد محبت کرتے تھے...... اور ہر وقت راحت پہنچانے کے حریص تھے۔

ایک روز نیا موٹر سائیکل خرید کر لائے...... اور حضرت کی خدمت میں...... ہدیہ پیش کیا اور انتہائی لجاجت کے ساتھ اس کے اظہار کیلئے الفاظ نہیں...... حضرت والا نے قبول فرمالیا...... بلکہ حاجی صاحب کی محبت...... اور خوش کرنے کیلئے باوجود پیرانہ سالی کے...... خود چلانے کا بھی ارادہ فرمالیا۔

ہمارے حضرت سے ایک محبت کرنے والے...... اور حضرت والا کی مسجد کے خادم جناب حکیم جان محمد صاحب کو پتہ چلا کہ...... حضرت والا موٹر سائیکل خود چلانے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔

بس حکیم صاحب...... حضرت والا کے پاس پہنچ گئے...... اور اپنے مخصوص بے تکلفانہ انداز میں عرض کیا کہ...... حاجی صاحب! کچھ ہوجائے میں آپ کو موٹر سائیکل نہیں چلانے دوں گا...... چونکہ ان کے روکنے کا منشاء محض محبت تھی...... حضرت والا نے فوراً ارشاد فرمایا کہ

حکیم صاحب! تسلی رکھیں...... میں نہیں چلاؤں گا۔

اب اس موٹر سائیکل پر نماز کیلئے...... حضرت والا کو لے جانے...... اور لانے کی...... سعادت احقر کے نصیب ہوئی۔

کچھ عرصہ کام اس طرح چلا کہ...... ایک روز بندہ نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا

...... کہ حاجی صاحب کا ذاتی موٹر سائیکل چوری ہو گیا ہے...... حضرت والا پر اس کا کافی اثر ہوا...... شام کو حضرت والا نے ایک خط احقر کے حوالہ کیا...... اور فرمایا کہ یہ خط حاجی انوار الٰہی صاحب...... کو دے آؤ...... اور موٹر سائیکل بھی...... اس خط میں حضرت والا نے ان کے موٹر سائیکل چوری ہونے کا بہت افسوس کیا...... اور بہت ہی منت سماجت کے ساتھ لکھا کہ......

چونکہ آپ کا موٹر سائیکل چوری ہو گیا ہے...... لہٰذا میری درخواست ہے کہ اب میری طرف سے یہ موٹر سائیکل آپ رکھ لیں...... اور اس کو اپنے کام میں لائیں...... جب احقر موٹر سائیکل لے جانے لگا...... تو فرمایا ذرا ٹھہرو...... تشریف لائے...... اور موٹر سائیکل پر ہاتھ پھیرا...... اور فرمایا یہ کافی روز ہمارے پاس رہا ہے...... اس کو شاباش تو کرنے دو۔

اللہ اللہ ایک بے جان چیز کیساتھ اس قدر اظہار شفقت...... اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ...... اپنے متعلقین کے ساتھ کس قدر مشفقانہ برتاؤ تھا...... اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کتنی قدر دانی تھی...... جنہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اگر کوئی صاحب...... حضرت کے حالات کا مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں...... تو حضرت والا کی خود نوشت سوانح کا مطالعہ فرمائیں...... جو "مکتوبات وملفوظات اشرفیہ"...... کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ اور اب یہی کتاب...... "اصلاح دل" کے نام سے شائع کی گئی ہے۔

معمولات پر کمال استقامت

حضرت رحمہ اللہ کا ہمیشہ معمول تھا کہ...... صبح تقریباً تین بجے اٹھتے تھے...... اور خود چائے تیار کرتے...... پھر گھر والوں کو اٹھاتے تھے...... اور اس میں جتنے برتن استعمال ہوتے...... ان کو دھو کر رکھتے حضرت رحمہ اللہ سے کئی بار یہ سنا کہ...... گھر والے کافی تقاضا کرتے ہیں...... کہ آپ برتن خود نہ دھویا کریں...... لیکن حضرت رحمہ اللہ ہمیشہ یہ فرماتے ہیں کہ...... یہ میری طبیعت کے خلاف ہے...... عمر کے آخری دنوں...... جبکہ نقاہت کمزوری بے حد ہو چکی تھی...... لیکن یہ معمول برابر جاری رہا...... حضرت والا کے چھوٹے صاحبزادے...... جناب محمد ظریف صاحب...... جن کو ماشاء اللہ کافی خدمت کا موقع ملا انہوں نے اصرار کے ساتھ عرض کیا...... کہ ابا صبح جب اٹھیں...... تو میں آپ کے قریب میں سو رہا ہوں...... مجھے اٹھائیں

اس وقت ان کی محبت کے سبب...... ''اچھا'' یا خاموشی اختیار فرماتے...... ایک روز صبح کی نماز کے فوراً بعد...... حضرت والا کی عیادت کیلئے حاضری ہوئی تو...... کیا دیکھا کہ حضرت والا زخمی ہیں...... اور کپڑے خون آلود ہیں...... جناب ظریف صاحب عرض کررہے ہیں...... کہ ابا جی مجھے کیوں نہ اٹھادیا...... میں نے کئی بار اس کی درخواست کی ہے کہ...... صبح جب اٹھنا ہو تو مجھے اٹھادیا کریں...... اب دیکھیں تو سہی کہ کس قدر زخم آگئے ہیں...... اور اس پر حضرت والا ایک عجیب انداز و کیفیت میں یہ فرمارہے ہیں...... کہ ''مجھے کچھ نہ کہو میں خوش ہوں کہ...... مجھ سے میرے حضرت کی سنت ادا ہوگئی...... حضرت والا کے زخمی ہونے کا واقعہ یوں پیش آیا...... کہ صبح حسب معمول تہجد کیلئے اٹھے...... اور چائے پکانے کیلئے باورچی خانہ تشریف لے گئے ...... وہاں چکر آگیا اور چولہے پر گر گئے اور بے ہوش ہوگئے...... اور جو برتن ہاتھ میں تھے وہ بھی گر گئے...... ہوش آنے پر کسی کو جگایا نہیں...... برتن اپنی جگہ رکھے...... اور جا کر لیٹ گئے ...... اور یہ جو حضرت والا فرمارہے تھے کہ...... ''مجھے کچھ نہ کہو مجھ سے حضرت والا کی سنت ادا ہوگئی''...... اس کا واقعہ کچھ اس طرح سے...... حضرت والا ہی سے سنا ہوا ہے کہ:

ایک دفعہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ رات کو اٹھے...... استنجاء کیلئے لوٹا بھرا ...... جاتے ہوئے چکر آیا...... گر گئے اور بے ہوش ہوگئے...... ہوش آنے پر کسی کو جگایا نہیں بمشکل اٹھ کر چارپائی پر لیٹے تو یاد آیا کہ...... ''لوٹا'' راستہ میں گر گیا تھا...... اور کسی کی اس وقت آنکھ کھلی...... اور لوٹا اس نے اپنی جگہ نہ پایا...... تو اس کو تکلیف ہوگی اب بھی کسی کو جگایا نہیں...... بلکہ خود اٹھے اور ''لوٹے''...... کو اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھا...... تو پھر سکون آیا...... یہ ہے حسن معاشرت اور انسانیت۔

فرمایا کہ مجھے کبھی یہ ہمت نہیں ہوئی...... کہ مدینہ منورہ جانے والے کو کہوں...... میرے سلام عرض کردینا...... کہاں میں اس قابل کہ اس عالی دربار میں میرا نام آئے...... لیکن دوست احباب لکھتے رہتے کہ...... ہم باقاعدہ سلام عرض کرتے ہیں...... فرمایا جب روضہ اقدس پر حاضر ہوا...... تو سلام عرض کرنے کیلئے...... بوجہ خوف زبان سے الفاظ ہی نہ نکل رہے تھے...... تو میرے ساتھ نواسا بھی تھا اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا...... اور اس کو آگے کرکے یہ تو معصوم ہے...... تو الفاظ نکلے ارشاد فرمایا ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے

...... ادھر ادھر دیکھ رہا تھا...... تو ایک صاحب نے بڑے زور سے کہا کہ "توجہ الی اللہ" بس چوکنا ہو گیا...... اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

ایک روز حضرت والا نے ...... اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا...... کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے...... بالا خانہ پر رہنے کی سعادت نصیب ہوئی...... تو دیکھا کہ حضرت والا کے گھر میں طوطا تھا...... تو دل میں خیال گزرا کہ...... اگرچہ کوئی یہ ناجائز نہیں ہے...... لیکن حضرت والا کی شان رافع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا...... بس دوسرے ہی روز...... حضرت والا نے اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک پڑوس میں ایک صاحب حج کو گئے ہیں...... وہ اپنا "طوطا" ہمارے گھر چھوڑ گئے ...... جس کی حفاظت ہمارے ذمہ ضروری ہوگئی ہے......

حضرت والا نے فرمایا کہ بس جب یہ سنتا تھا...... تو بے حد ندامت ہوئی اور استغفار کیا۔

شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ کی حضرت کی خدمت میں حاضری

شیخ القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ بندہ سے نہایت شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے ایک مرتبہ بندہ حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو...... حضرت قاری صاحب نے ارشاد فرمایا کہ...... بڑے قاری صاحب ...... یعنی حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ...... ملتان آؤں گا...... مجھے حضرت حاجی صاحب سے ملاقات کرانا...... تو بندہ نے اس کا تذکرہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے کیا...... تو میرے حضرت رحمہ اللہ نے دوسرے روز ...... مجھے ایک خط لکھ کر دیا کہ...... حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کو پہنچاؤں ...... اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دل چاہے تو خط پڑھ لو...... جب پڑھنا شروع کیا تو بہت تواضع بھرا چند شروع کے جملے یاد ہیں...... زہے نصیب کہ...... آپ میرے مکان پر تشریف لائیں...... مبادا اس خیال سے کہ آپ کو تکلیف ہوگی آپ جگہ اور وقت بتا دیں ...... کہ خود آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا...... جب خط لے کر حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی ...... خدمت میں پہنچا...... تو کیا

دیکھتا ہوں کہ...... حضرت قاری فتح محمد صاحب تشریف فرما ہیں......اور حضرت قاری رحیم بخش صاحب ہی......ادب سے سامنے دوزانوں بیٹھے ہیں...... بندہ نے خط حضرت قاری رحیم بخش صاحب کی خدمت میں پیش کیا......تو حضرت قاری صاحب نے...... بڑے قاری صاحب کو پڑھ کر سنایا......اور فرمایا خط کون لایا ہے......کہ بتایا گیا کہ اسحاق لایا ہے ......فرمایا اسحاق جاؤ رکشہ لاؤ گاڑی کا انتظام ہوگیا...... حضرت رحیم بخش صاحب بھی ساتھ تشریف لائے...... حضرت والا کی بیٹھک میں ملاقات ہوئی...... عجیب محبت کا باہمی اظہار ہوتا رہا...... میرے حضرت نے قاری صاحب سے ارشاد فرمایا کہ...... گھر میں قدم رنجہ فرمائیں......تو بڑے قاری صاحب حضرت والا کے ساتھ گر تشریف لے گئے......تو بیٹھک میں بندہ...... حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بیٹھا رہا......تو حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ بار بار یہ جملہ فرما رہے تھے کہ دیکھو......! اہل طریقت میں کیسی محبت ہے ......دیکھو! اہل طریقت میں کیسی محبت ہے...... پھر تھوڑی دیر میں بڑے قاری صاحب بیٹھک میں تشریف لائے......تو میرے حضرت نے اپنی الماری کھولی......اور اس میں سے اپنی کتاب...... ''مکتوبات وملفوظات اشرفیہ''......خودنوشت سوانح اٹھا کر چونکہ عام طور پر حضرت والا کا معمول ہے......(غایت تواضع کے سبب ہے) کہ نہ تو اپنی کتاب کا کسی کو تعارف کراتے ہیں......اور نہ ترغیب دیتے ہیں...... لیکن آج خلاف معمول یہ دیکھا...... کہ خود اپنی کتاب الماری سے نکالی......اور حضرت قاری صاحب کو دی......تو دل میں کچھ خیال گزرا......تو دوسرے روز حضرت والا نے اپنی مجلس میں اس کا ذکر فرمایا کہ...... جب میں قاری صاحب کو گھر میں لے گیا......تو قاری صاحب نے دریافت فرمایا کہ سنا ہے......کہ آپ کی کتاب چھپی ہے......کہاں سے مل سکتی ہے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو پیش کرتا ہوں......اس لئے میں نے دی ہے...... یہ سن کر اپنے خیال اپنے پر ندامت ہوئی۔

بہر حال عشاء کی نماز کا وقت قریب ہوا......تو مسجد کی طرف سب حضرات پیدل چلے حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ نے...... بڑے قاری صاحب کا ہاتھ تھاما ہوا تھا ......تھوڑی دیر میں بندہ نے کیا دیکھا...... حضرت والا آگے بڑھے......اور حضرت قاری

رحیم بخش صاحب کو ایک عجیب اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا...... قاری صاحب ہٹئے ...... قاری صاحب کا ہاتھ میں پکڑوں گا...... بس پھر کیا تھا قاری صاحب فوراً ہٹ گئے...... اور حضرت والا نے قاری صاحب کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لئے...... اور تھوڑی دیر چلنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ...... قاری صاحب!...... اس دستگیری کو یاد رکھئے گا...... اس وقت حضرت والا پر کیا کیفیت تھی...... اور آواز میں کیا محبت و کیفیت بھری ہوئی تھی...... اس کے اظہار کیلئے خدا کی قسم الفاظ نہیں ہیں...... لیکن دل و دماغ میں آج بھی وہ الفاظ اپنی کیفیت کے ساتھ گونج رہے ہیں...... اب سنئے حضرت قاری صاحب نے کیا...... فرمایا ارشاد فرمایا! ...... کہ آپ نے خود میرے ہاتھ پکڑے ہیں...... آپ اس دستگیری کو یاد رکھئے گا۔

شفقت اور بے تکلفی کی انتہا

ہمارے ایک بزرگ...... حاجی فضل الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ تھے...... ان کا اولاً اصلاحی تعلق حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے تھا...... آخر عمر میں انہوں نے ...... ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے اپنا باقاعدہ اصلاحی تعلق کر لیا...... وہ اسلام آباد کافی عرصہ مقیم رہے...... وہاں سے باقاعدہ غالباً ہفتہ میں دو خط لکھا کرتے تھے...... لیکن پیرانہ سالی تھی...... شاید اس وجہ سے ان کی تحریر نہایت شکستہ تھی...... لیکن ہمارے حضرت رحمہ اللہ نے...... کبھی بھی ان کو اپنی تحریر صاف لکھنے کو نہیں فرمایا...... حالانکہ ان کی تحریر ایسی شکستہ ہوتی تھی کہ شاید ہی کوئی پڑھ سکے...... لیکن قربان جایئے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے کہ...... ایسا معلوم ہوتا تھا...... کہ ان کی تحریر پڑھنے کی مشق کی ہوئی تھی اس کے باوجود کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کبھی ایسا ہوتا تھا...... کہ کئی الفاظ بالکل سمجھ سے بالاتر ہوتے اور حضرت کو کافی دیر ان پر غور کرنا پڑتا تھا...... ایک دفعہ اس طرح ہوا کہ...... احقر قریب بیٹھا ہوا تھا تو حضرت سے کوئی لفظ پڑھا نہیں جا رہا تھا...... حضرت نے اپنے اس خادم سے فرمایا کہ...... دیکھو اسحٰق! ...... اگر تم یہ لفظ پڑھ دو تو میں تمہیں ایک روپیہ انعام دوں گا...... بندہ دیکھ ہی رہا تھا...... اور حضرت والا بھی مسلسل اس پر غور فرما رہے تھے...... مجھ سے کہاں پڑھا جاتا...... بس حضرت

والا نے فرمایا کہ واپس کرو...... اللہ تعالیٰ نے میرا روپیہ بچالیا...... یہاں دوسری چیزوں کے علاوہ یہ بھی غور کرنے کی چیز ہے کہ...... اللہ اللہ اپنے ایک خادم کے ساتھ کیسا بے تکلف مشفقانہ انداز تھا...... رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کی طرف سے خلعت خلافت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے حضرت رحمہ اللہ پر ایک مضمون لکھا جس میں لکھتے ہیں ...... کہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ پر محبت ...... فنائیت ...... اور خود فراموشی ...... وخود انکاری کا رنگ بہت ہی غالب تھا...... ان کی ہر ادا سے محبت ...... وتواضع ٹپکتی تھی ...... شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت کے ساتھ انہیں ...... ایسی والہانہ محبت وعقیدت تھی ...... جس کی مثالیں بہت کمیاب ہیں ...... اور جب شیخ کی جانب سے اجازت وخلافت کی بشارت دی گئی ...... تو حاجی صاحب نے ...... جواب میں لکھا:

حضرت کے ارشادا کو دیکھ کر ششدر رہ گیا ...... خدا کی قسم ...... اس قابل ہوں ...... کہ گندی نالی میں پھینک دیا جاؤں ...... اور ہر شخص مجھ پر تھوک تھوک کر جائے۔

حضرت حکیم الامت نے جواب میں تحریر فرمایا:

بس میں اپنے دوستوں کیلئے ...... اسی حالت کا انتظار کیا کرتا ہوں ...... اور وقوع سے مسرور ہوتا ہوں مبارک ہو۔

حضرت حاجی مرحوم نے ...... اپنی جو کیفیت حضرت حکیم الامت کو لکھی ...... وہ واقعۃ ان کا ملکہ راسخہ بن چکا تھا ...... ان کی فنائیت ...... بے نفسی اور خود شکنی کا یہ عالم تھا ...... کہ وہ سکول ماسٹری کے زمانے میں اپنے نوعمر شاگردوں کو بلاتکلف فرما دیتے ...... کہ اگر مجھ میں کوئی عیب دیکھو ...... تو مجھے اس کی اطلاع ضرور کردو ...... میں ناراض نہیں ہوگا ...... بلکہ خوش ہوں گا ...... اس کی اس فرمائش پر ...... کسی طالب علم نے اپنے فہم کے مطابق ان کے عیب کی نشاندہی کی ...... تو طالب علم کو شاباش دی ...... اور شاگردوں کی صف میں برملا اپنے ...... اس ”عیب“ کا اقرار کرلیا ...... ہمارے دینی مدارس کے ایک نوعمر مبتدی طالب علم کو ان کے والد

ماجد نے نصیحت کہ...... کہ کبھی موقع ملے...... تو حضرت حاجی محمد شریف صاحب کی خدمت میں حاضری دیا کرو...... وہ طالب علم حاجی صاحب کی...... خدمت میں گیا...... تو حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں کیسا خوش قسمت ہوں...... کہ ایک طالب علم میرے پاس آیا ہے۔

ہمعصر خلفاء سے باقاعدہ تعلق

ان کی فنائیت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ...... حضرت حکیم الامت کی بارگاہ سے...... خلافت واجازت کے باوجود...... انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ مبتدی سالک سمجھا...... اور حضرت حکیم الامت کے بعد ان کے خلفاء سے...... اپنا اصلاحی تعلق رکھا...... پہلے حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب سے...... ان کے بعد...... حضرت اقدس مفتی محمد حسن امرتسری سے...... ان کے بعد سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا خیر محمد جالندھری سے...... اور ان کے بعد ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئ عارفی مدظلہم العالی سے...... اور یہ تعلق بھی محض رسمی واسمی نہیں...... بلکہ کامل سپردگی کے ساتھ...... جس طرح ایک مبتدی قدم قدم پر اپنے شیخ سے اصلاحی مشوروں کا طالب ہوتا ہے...... اور اپنے تمام ارادوں کو فنا کر کے شیخ کامل کی اطاعت کی لذت محسوس کرتا ہے...... حضرت حاجی صاحب کا اسی نوعیت کا تعلق...... ان اکابر کے ساتھ رہا ہے...... واقعہ یہ ہے کہ اس فنائیت کی مثالیں...... اس دور میں بہت ہی...... کمیاب بلکہ نایاب ہیں۔

راحت رسانی کا اہتمام

ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ...... یہ خاص ذوق تھا...... کہ آپ اپنے ذاتی کاموں کیلئے...... حتی الامکان دوسروں کو کہنے یا مدد لینے سے گریز فرماتے...... اور اس چیز کا اہتمام ہوتا...... کہ اپنے کام کیلئے دوسروں کو تکلیف نہ دی جائے...... یقیناً یہ بات حضرت کی عجیب شان عبدیت تھی...... گویا حضرت کو مخدوم بننے کی بجائے...... خادم بن کے رہنا پسند تھا...... اور دوسروں کے اصرار پر بھی ہر ایک سے خدمت قبول نہ فرماتے۔

ایک مرتبہ حضرت کے گھر فریج میں گوشت رکھا تھا...... بندہ نے باصرار قصائی سے...... کٹوا کر لانے کی درخواست کی...... جسے حضرت نے قبول فرمالیا...... بندہ گوشت لے کر

قصائی کی دکان پر آیا...... اس کی دکان بند تھی...... کچھ دیر انتظار کیا...... تو قصائی آ گیا...... اس نے فریج کے یخ بستہ گوشت کو کاٹنے کیلئے کافی دیر پانی میں بھگو کے رکھا...... تا کہ وہ کاٹنے کے قابل ہو جائے...... اس دوران کافی دیر گزر گئی...... بندہ نے بارہا سوچا کہ...... جا کر حضرت کو تاخیر کی وجہ بتلا دوں...... تا کہ آپ کو تشویش نہ ہو...... پھر سوچا کہ گوشت کٹوا کر ہی جاؤں گا...... تا کہ گرمی میں بار بار نہ آنا جانا پڑے۔

ادھر حضرت رحمہ اللہ کو میری تاخیر پر کافی پریشانی...... اور تشویش ہوئی...... میں اسی فکر میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں...... حضرت سخت گرمی...... اور دھوپ کے موسم میں...... چھتری تانے تشریف لا رہے ہیں...... بندہ نے صورتحال عرض کی...... تو حضرت نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا...... تم صبح سے اب تک میرے کام میں لگے ہوئے ہو...... تو تم میرے زرخرید غلام تو نہیں...... بندہ نے عرض کیا کہ...... حضرت بندہ کو تو آپ کی خدمت سے راحت ہوتی ہے...... تو فرمایا تمہیں اس تکلیف کا احساس نہ ہو...... لیکن میں بھی تو بے حس نہیں...... اللہ اکبر کیا شان عبدیت تھی کہ...... اپنے اس خادم کی معمولی تکلیف بھی گوارا نہ تھی۔

جیسا کہ عرض کیا گیا...... حضرت کو مخدوم بن کے رہنا بالکل گوارا نہ تھا...... اس لئے ذاتی بالخصوص خدمت پاؤں وغیرہ...... دبوانا بالکل پسند نہ تھا...... ایک مرتبہ ایک صاحب نے بڑے اصرار و لجاجت سے پاؤں...... دبانے کی درخواست کی...... تو حضرت نے فرمایا "...... یہ خدمت میں اپنی اہلیہ سے لیتا ہوں"۔

حضرت کو بطور خاص اس بات کا اہتمام رہتا...... کہ کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہ پہنچے...... اور اگر ایسی کوئی بات سامنے آتی...... کہ فلاں نے کسی کو تکلیف پہنچائی...... تو حضرت یہ اشعار پڑھتے اور اسے نصیحت فرماتے۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

یعنی میں نے سنا کہ اللہ والوں نے تو کسی دشمن کے دل کو بھی ناراض نہیں کیا...... تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوگا...... کہ تو تو اپنے دوستوں سے بھی لڑتا پھرتا ہے۔

حکیم الامت حضرت رحمہ اللہ...... کی خانقاہ کا اس حوالہ سے تذکرہ فرماتے...... کہ وہاں کسی کو کسی سے تکلیف نہ ہوتی تھی ...... ہر کوئی اپنے کام میں لگا رہتا تھا......اور یہ شعر ایسے موقع پر ضرور پڑھتے۔

بہشت آں جا کہ آزارے نباشد کسے رابا کسے کارے نباشد

یعنی بہشت ایسی جگہ ہے کہ......وہاں کسی کو کسی سے تکلیف نہ ہوگی......اور کسی کو کسی سے کوئی کام بھی نہ ہوگا۔

اللہ کی محبت

میرے حضرت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ......ایک شخص کو سزا میں ننانوے چابک لگے......تو اس نے اف تک نہ کی...... جب سوواں چابک لگا......تو اس نے چیخ ماری کسی نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی...... کہ تو نے ننانوے چابک تک تو اف نہ کی......اور سوویں پر چیخ اٹھا......تو اس نے کہا کہ دراصل بات یہ ہے...... کہ ننانوے چابک تک تو میرا محبوب مجھے دیکھ رہا تھا اور سوویں پر وہ جا چکا تھا اس وقت مجھے تکلیف کا احساس ہوا۔

یہ حالت تو ایک عشق مجازی پر ہوئی......اور جسے عشق حقیقی نصیب ہو......اس کے کیا کہنے......اس کو تو کیسی بھی تلخیوں کا سامنا ہوگا......تو اس کیلئے وہی شیریں بن جائیں گی۔

از محبت تلخہا شیریں بود

بہر حال جسے خدا تعالیٰ کی محبت مل گئی......اسے ساری نعمتیں مل گئیں......میرے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ......ایک دفعہ بادشاہ نے اعلان عام کیا کہ...... ہمارا دربار لگے گا جو شخص جو مانگے گا اس کو دیں گے......بس پھر کیا تھا کسی نے کچھ مانگا......کسی نے کچھ مانگا......بادشاہ کے ساتھ اس کی باندی کھڑی تھی......بادشاہ نے غصہ کے ساتھ اس کو دیکھا......اور کہا تو کچھ نہیں مانگتی......اس نے فوراً بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا......کہ مجھے تو بادشاہ چاہئے۔

اور کہا یہ لوگ بے وقوف ہیں کہ......کوئی کچھ لے رہا ہے کوئی کچھ لے رہا ہے......مجھے

تو آپ چاہئیں......اور جسے آپ مل گئے......اس کو سب کچھ مل گیا......ہمارے روحانی جد امجد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ......اپنی ایک مناجات میں فرماتے ہیں......کوئی تجھ سے کچھ......کوئی کچھ چاہتا ہے......میں تجھ سے ہوں یا رب طلبگار تیرا......بس جب صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ نصیب ہو جاتا ہے......بس پھر اس کو کوئی فکر نہیں ہوتی......کسی سے کوئی ڈر خوف نہیں......آج کسی بڑے دنیا دار عہدہ دار سے تعلق ہوتا ہے......وہ بڑا بے خوف ہوتا ہے کہ......بس جی کیا ہے......ایک فون کر دوں گا......حالانکہ یہ خود عاجز بے بس اور جس پر گھمنڈ ہے......وہ بھی محتاج اور بے بس۔

حضرت رحمہ اللہ کی عجیب وغریب نصیحت

فرمایا: زندگی گزارنے کا طریقہ......کتاب (قرآن) اور سنت کا اتباع ہے......اللہ تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہنا چاہئے......ان ہی کی دھن ان ہی کا دھیان......بس یہی دین ہے......کسب دنیا ناجائز نہیں......مگر دل ادھر ہی لا رہنا چاہئے......ہر سانس ایک بش قیمت جواہر......اور گویا بھرپور خزانہ ہے......جس سے ابدی سعادت حاصل ہو سکتی ہے......اور جب عمر پوری ہوگی......تو آخرت کی تجارت ختم ہوگی......وقت کو خدا کی نعمت سمجھ کر اس کی قدر کرنا چاہئے......آنکھ بند ہوتے ہی وقت ضائع کرنے کا پتہ چل جائے گا......پھر حسرت ہوگی......مگر یہ حسرت کام نہ آئے گی......پھر دارالحساب ہوگا وہاں عمل نہیں......اب ہم دارالعمل میں ہیں......اس حساب کی تیاری کر لینا چاہئے......تمام تحقیقات تدقیقات دھری رہ جائیں گی......جس نے سب غموں کو ایک غم بنا لیا......اور وہ ہے غم آخرت......تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیاوی غموں کیلئے بھی کافی ہو جاتے ہیں......اور جس نے سب غموں کو اپنے اوپر سوار کر لیا......حق تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں......کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔

کمال حلم

میرے حضرت کے خلیفہ مستری محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ......جو حضرت کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے تھے......انہوں نے یہ بات مجھے سنائی......کہ ایک عمر رسیدہ

حافظ صاحب حضرت کی مسجد میں آئے......اور پہلی دفعہ حضرت کی اقتداء میں نماز ادا کی...... حضرت والا کی کیفیت (ہیبت حق) کی وجہ سے عجیب ہوتی تھی...... خصوصاً شروع فاتحہ تک تو یہ کیفیت ہوتی تھی......کہ سورۃ فاتحہ اچھی طرح سمجھ نہیں آتی تھی......اور جسم مبارک پر لرزہ طاری ہوتا تھا......(ویسے ماشاء اللہ حضرت کی تجوید بہت اچھی تھی)......لیکن یہ نو وارد حافظ صاحب جیسے ہی نماز سے فارغ ہوئے......تو بلند آواز سے یہ بات کہی......کیا نماز اس طرح پڑھائی جاتی ہے......کہ نماز میں کھڑے ناچ رہے ہیں اور اس طرح کے سخت نازیبا الفاظ استعمال کئے ......لیکن حضرت والا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا...... بعد میں حضرت مستری صاحب نے حافظ صاحب کو سمجھایا......اور حضرت کا تعارف کرایا......تو ان کو ندامت ہوئی......تو دوسرے روز اسی نماز میں حاضر ہوئے......تو نماز کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ......کل ایک صاحب نے میری اصلاح کی فکر کی تھی......تو میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں......کہ یہ طریقہ اصلاح کا درست نہیں......ادھر سے حافظ صاحب کو پہلے ہی ندامت تھی......بس حضرت کے اس ارشاد کو سن کر ان کی عجیب کیفیت ہو......اور انتہائی ندامت سے معافی چاہی......بس اس کے بعد پھر کیا تھا......وہ حضرت کے عاشق ہو گئے......اور قریب ہی میں رہائش اختیار کر لی ......اور پھر باقاعدہ حضرت کی خدمت میں حاضری رہی......اور غالباً حضرت سے بیعت بھی ہو گئے......اور کافی عرصہ رہے......اور حقر کا اسی مسجد میں رمضان المبارک میں قرآن سنتے رہے......پھر عرصہ بعد ان کی اپنے بیٹے کی وجہ سے رہائش دور ہو گئی......تو پھر باوجود ضعف پیری کے ہر جمعہ حاضری دیتے تھے......ایک دفعہ حضرت والا نے بندہ کو ایک خط دکھایا......اور فرمایا کہ یہ حافظ صاحب کا خط ہے......جو انہوں نے سفر حج میں جہاز میں بیٹھ کر لکھا تھا۔

اکرام مسلم

ایک دفعہ رمضان المبارک کا جمعہ تھا...... حضرت والا اعتکاف میں بیٹھے تھے......بندہ نے حضرت کو دیکھا کہ...... حضرت مسجد کے کنارے پر بے تابی کی حالت میں کھڑے ہیں ......میں نے عرض کیا کہ...... حضرت خیریت ہے فرمایا...... ''حافظ صاحب آئے تھے......اور میں جمعہ کیلئے مطالعہ میں مصروف تھا......تو میں نے ان سے کہا کہ میں اس وقت مطالعہ کر رہا

ہوں...... تو وہ یہ کہ کر چلے گئے کہ اتنی دیر میں میں فلاں صاحب سے مل آؤں...... تو ان کے جانے کے بعد مجھے تنبہ ہوا...... کہ ایک شخص میرے لئے کتنی دور سے ملنے کیلئے آیا...... اور میں نے ان سے یہ کہہ دیا...... کہ میں مطالعہ میں مصروف ہوں...... اس لئے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کوئی شخص ان کو بھاگ کر بلا لائے...... اور بعد میں حضرت والا نے ان سے معذرت کی۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ...... حضرت والا آنے والوں کا کس طرح خیال فرماتے تھے۔

یہ بھی حضرت والا کو بارہا دیکھا کہ...... جب بھی کوئی مہمان آیا تو گھر کے دروازے پر اس وقت کھڑے رہتے...... جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتا۔

حضرت والا محبت کی بہت قدر فرماتے تھے...... اور اکثر فرمایا کرتے تھے...... کہ محبت کا جواب تو محبت ہی ہوتا ہے۔

کمال تواضع

حضرت رحمہ اللہ کا معمول تھا...... کہ مسجد میں پہلی صف میں ہمیشہ بائیں طرف بیٹھتے تھے۔ ایک صاحب نے عرض کیا...... کہ حضرت آپ ہمیشہ پہلی صف میں بائیں طرف بیٹھتے ہیں...... جب کہ دائیں طرف بیٹھنے میں بہت فضیلت حدیث شریف میں آئی ہے۔

تو حضرت نے ارشاد فرمایا...... مجھے بھی معلوم ہے...... کہ دائیں طرف بہت فضیلت ہے...... لیکن میں یہ جگہ یعنی دائیں طرف...... نیک لوگوں کیلئے چھوڑ دیتا ہوں...... اور میں اپنے آپ کو سب میں ذلیل ترین سمجھتا ہوں...... اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں بائیں طرف رہوں۔

ایک دفعہ احقر نے عرض کیا کہ...... آپ کے جو ملفوظات مجلس میں سنتا ہوں...... دل چاہتا ہے کہ اسی وقت نوٹ کر لیا کروں...... بعد میں بعینہ وہ الفاظ نوٹ کرنا دشوار ہوتے ہیں...... اس لئے اجازت عطا فرمائی جائے...... کہ احقر مجلس ہی میں نوٹ کر لیا کرے...... اس کے جواب میں حضرت کے تحریر فرمودہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

میں تو نالائق در بار اشرف ہوں...... اس لئے شرم دامن گیر ہوگی...... ایسا نہ کریں۔

حضرت اپنی مسجد میں امامت کے فرائض خود انجام دیتے تھے...... پیرانہ سالی کی وجہ سے درس امامت......اور کتاب سنانے کی خدمت میرے متعلق کر دی...... حضرت کے حکم سے کتاب میں سنانے لگا...... چند حضرات نے تقاضا کیا کہ میرے کتاب سنانے کی بجائے...... حضرت خود چند کلمات فرما دیا کریں...... لیکن منظور نہیں فرمایا...... ایک خان صاحب نے چند رفقاء کے ساتھ تحریری طور پر حضرت کی خدمت میں درخواست کی...... اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

محترم مکرم جناب خان صاحب زید مجدکم...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب کے جذبات محبت......اور دعاؤں سے یہ ناکارہ بہت زیادہ متاثر ہوا۔ایک کیف وسرور کی کیفیت پیدا ہوگئی...... خان صاحب!......بات اصل میں یہ تھی کہ نماز کے بعد امام کی جگہ فوراً بیٹھنا......اور بجائے امام کے کچھ بیان کرنے میں دعویٰ اور امتیاز کی سی صورت تھی...... جو مجھے پسند نہ تھا......دعویٰ اور امتیاز میں بڑے مفاسد ہیں......اور عبادت کا حاصل اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے مٹنا ہے......اور دعویٰ اور امتیاز اس کی ضد ہے...... جو مہلک ہے۔

لیکن محبت میں ایسی کشش ہے...... جیسی مقناطیس میں ہوتی ہے...... کہ وہ لوہے کو کھینچ لیا انکار کی گنجائش وہمت نہیں پاتا......اور پھر یہ محبت وتمنا صرف آپ کی نہیں......سب احباب کی ہے......اس لئے بھی مجھے خود رائی نہیں کرنا چاہئے......سر تسلیم خم ہے ان شاء اللہ کچھ کہہ دیا کروں گا...... چونکہ مجھے ہر ایک کی آزادی محبوب ہے...... میں کسی کو مقید رکھنا نہیں چاہتا......اور بعض حضرات کو ضروری کام ہوتے ہیں میں ان کا حرج نہیں کرنا چاہتا......اس لئے امام کی دعا کے بعد کچھ کہا کروں گا......تاکہ ہر ایک کی آزادی برقرار رہے...... جو چاہے چلا جائے......آپ حضرات کی دعاؤں کا ممنون......

احقر محمد شریف عفی عنہ ۷۰۹ نواں شہر ملتان۔

اس کے بعد حضرت صبح کی نماز کے بعد کچھ کلمات فرما دیا کرتے ......لیکن عجیب عبدیت کا مقام تھا کہ......نماز کے بعد مصلی کے قریب تشریف رکھتے......اور چونکہ امامت

کی ذمہ داری احقر کے سپرد تھی...... اس لئے مجھے اپنے قریب ہی بٹھا لیتے...... اور فرماتے کہ مجھے مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ ایسی صورت میں امام کو مصلی سے اٹھا دیا جائے...... کہ امامت اس سے کرائی جائے...... اور دوسرا کچھ کہنے کیلئے آئے...... اور اسے مصلی سے اٹھائے۔

فرمایا...... مجھے ذرا سی بات بھی اگر فضول ہو...... تو اس سے نہایت انقباض ہوتا ہے۔

یہ عمر رأس المال ہے...... کہ ہر سانس ایک بیش قیمت جوہر اور گویا بھرپور خزانہ ہے...... جس سے ابدی سعادت حاصل ہو سکتی ہے...... اور جب عمر پوری ہو گئی تو تجارت ختم ہو گئی...... پھر غفلت میں گزرے ہوئے...... وقت پر حسرت ہو گی...... مگر یہ حسرت کام نہ آئے گی...... اب دار العمل نہیں اب دار الحساب ہو گا...... اس لئے فرصت کو غنیمت جانو اور حساب کی تیاری کر لو۔

جب آدمی مرجاتا ہے...... تو ایک ایک نیکی کیلئے ترستا ہے...... اہل قبور پاس سے گزرنے والوں سے تمنا کرتے ہیں...... کہ کوئی ایک دفعہ سبحان اللہ یا الحمد للہ پڑھ کر ثواب بخش دے۔

اے کہ بر ما مے روی دامن کشاں از سر اخلاص الحمدے بخواں

جب ایک ایک نیکی کیلئے آدمی ٹکریں مارے گا...... تو اب وقت ہے جتنی چاہو نیکیاں کما لو...... مرنے کے بعد اگر حسرت کرے گا...... تو اس سے کیا نفع ہو گا...... ایک ایک سانس غنیمت اور بے بہا موتی ہے...... اس کی قدر پہچانو...... آج کا کام کل پر کبھی نہ ڈالو آج ہی کرو...... گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں جو کچھ ہونا تھا ہو چکتا ہے...... غفلت میں گزرے ہوئے وقت پر حسرت ہو گی...... مگر یہ حسرت نفع نہ دے گی۔

جس کو مقصود حضرت حق ہوں...... اس کو اور فضول خرافات سے اور فضول جھگڑوں کی کہاں فرصت...... یہ تو انہی کا کام ہے...... جو آخرت سے بے فکر ہیں...... دوسرے کی فکر تو وہ کرے جو اپنے سے فارغ ہو۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا: کوئی شخص آ کر مجھ سے بیعت کی درخواست کرتا ہے...... تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ مجھے چڑا رہا ہے...... زیادہ اصرار کرتا ہے...... تو حضرت کا حکم سمجھ کر بیعت کر لیتا ہوں۔

ایک متعلق نے حضرت کی خدمت میں اپنے بیٹے کی نافرمانیوں کا حال لکھا...... اور اپنی بہت زیادہ پریشانی کا اظہار کیا...... تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:

کہ حالات کو پڑھ کر بہت صدمہ ہوا...... کاش وہ لڑکا میرے سامنے ہوتا...... تو میں اپنی پگڑی اس کے پاؤں پر رکھ دیتا...... یہ خط واپس پہنچا...... تو لڑکے کے والد صاحب یہ خط پڑھ رہے تھے......اور رو رہے تھے...... اسی نافرمان لڑکے نے آکر پوچھا...... کہ ابا کیا بات ہے؟ آپ رو رہے ہیں...... تو باپ نے وہ خط سامنے کر دیا...... خط پڑھتے ہی لڑکے کی حالت بدل گئی......اور فرمانبردار بن گیا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ نے اپنے رسالہ ''فیوض الاکابر'' میں حضرت کے حالات وملفوظات تحریر کیے ہیں۔ اس میں لکھتے ہیں۔

''مولائے کریم تو بہت رحیم وکریم ہیں...... ان سے رحمت کی بہت امیدیں ہیں...... اگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے قیامت میں یوں پوچھ لیا...... کہ میرے طریقہ پر کیوں عمل نہ کیا...... تو میرا کوئی ٹھکانہ نہیں''۔

''میں تو یوں دعاء مانگتا ہوں کہ یا اللہ مجھ سے اگر آخرت میں سوال کرنا ہے...... تو میں تو ابھی جواب پیش کرتا ہوں...... کہ میرے پاس کوئی جواب نہیں...... مجھے تو بلا حساب ہی بخش دیجئے''۔

احقر کے سامنے کا واقعہ ہے کہ...... خیر المدارس میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت علیل تھی...... احقر بھی پاس بیٹھا ہوا تھا...... کہ حضرت والا تشریف لائے...... تین چار منٹ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک کا حال پوچھا اور واپس روانہ ہو گئے...... حالانکہ اس وقت بھی حضرت والا سفید ریش ہی تھے...... احقر نے بفضلہٖ تعالیٰ چھتیس سال حضرت والا کی زیارت کی......اور یہ سارا زمانہ احقر نے حضرت والا کا سفید ریش ہونے ہی کی حالت کا پایا......اور نواں شہر جہاں حضرت والا کا دولت کدہ ہے...... وہ خیر المدارس سے تقریباً تین میل (ساڑھے چار کلومیٹر) دور ہے......اور سائیکل پر تشریف لائے اور سائیکل پر ہی واپسی ہوئی...... حضرت والا کے واپس تشریف لیجانے کے فوراً بعد حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا...... یہ ہے اخلاص۔

حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ...... مجھے تو اپنی اہلیہ سے اتنا تعلق ہے کہ...... میں دعاء کیا کرتا ہوں کہ...... یا اللہ مجھے تو جنت میں یہی اہلیہ مل جائیں...... مجھے یہی کافی ہیں......

مجھے حور کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت والا کثرت سے فرمایا کرتے تھے کہ...... مجھے نیکی کی توفیق اور حضرت سے اصلاح کا تعلق قائم ہونے میں اہلیہ کا بہت زیادہ دخل ہے...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کرنے میں ڈاڑھی کا رکھنا ضروری تھا...... نیا نیا نکاح ہوا تھا...... میری عمر بھی اہلیہ کی عمر سے کچھ زائد تھی...... میں نے اس سے ذکر کیا کہ...... اجازت دو تو ڈاڑھی رکھ لوں ؟ کہنے لگی یہ تو بتائیں...... کہ ڈاڑھی رکھنا ثواب کا کام ہے...... یا نہ؟ میں نے کہا ثواب کا کام ہے...... تو کہنے لگی مجھے ڈاڑھی منڈے اچھے نہیں لگتے...... آپ ضرور ڈاڑھی رکھیں...... اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی...... اور اصلاحی تعلق کا راستہ سہل ہو گیا...... سبحان اللہ! جان رحمۃ اللہ علیہا کا بھی بچپن ہی سے نیکی کی طرف کتنا میلان تھا...... پیدائشی ولی تھیں۔

فرمایا کہ میری اہلیہ ایسی ہیں کہ...... جب کبھی مجھے دیکھتی ہیں کہ...... ذکر سے کچھ غفلت ہے تو...... ذکر کرتے کرتے میرے پاس سے گزرتی ہیں...... اور اپنی تسبیح میرے چہرے کے سامنے یا کندھے وغیرہ سے لگا کر اشارہ کرتی ہیں...... کہ ذکر کرو...... سبحان اللہ میاں بیوی کیسے ولی کامل تھے۔

حضرت والا بار بار فرمایا کرتے تھے کہ...... اہلیہ کے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاح کا تعلق قائم کرنے کی وجہ سے...... مجھے بہت ہی راحت اور آسانی کی زندگی نصیب ہوئی...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلیہ کو ایک خط کے جواب میں یہ تحریر فرمادیا...... ”خواہ غلطی سمجھو یا نہ سمجھو...... اقرار کر کے شوہر سے پوچھ لیا کرو کہ...... غلطی ہے یا نہیں...... اگر وہ غلطی بتلادیں تو عذر کرلیا کرو“۔

خوش طبعی سے حضرت والا فرماتے تھے کہ...... میرے ہاتھ میں تو چھومنتر آ گیا...... جب کبھی اہلیہ کو تنبیہ کرنی ہوتی ناراض ہو کر بیٹھ جاتا کہ...... حضرت کا ارشاد یاد کرو...... غلطی کا اقرار کرو اور معذرت کرو وہ فوراً ایسا ہی کرلیتی ہیں...... میں معاف کر دیتا ہوں...... اور صلح صفائی ہو جاتی ہے...... سبحان اللہ! ایسی ہی پاکیزہ زندگی کا نام حیٰوۃ طیبہ ہے۔

احقر اس زمانہ میں خیر المدارس میں پڑھتا تھا...... حضرت والا نے اصرار فرما کر احقر کو کھانا

کھانے کیلئے فرمایا...... احقر نے مان لیا...... حضرت والا نے کافی مقدار میں سالن پیش فرمایا ...... احقر کچھ برکت حاصل کرنے کیلئے کچھ پیٹو ہونے کی وجہ سے کچھ سالن کے لذیذ ہونے کی وجہ سے وہ سارا سالن ہی کھا گیا...... تو جلدی سے حضرت نے دیسی شکر غالباً گھی میں ملی ہوئی ...... جو ہمارے علاقوں میں سالن کے طور پر استعمال ہوتی ہے...... لے آئے اسوقت احقر سمجھا کہ احقر نے سارا سالن ہی ختم کر دیا...... شاید ابھی گھر میں کسی نے کھانا کھانا ہو...... بہر حال حضرت والا کی عجیب مہمان نوازی ظاہر ہوئی...... گھر کا سارہ پکا ہوا سالن احقر کو کھلا دیا۔

ایک دفعہ ایک حادثہ میں احقر کا کچھ نقصان ہو گیا...... تو خط کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمایا۔

خدا گر بحکمت ببندد درے بفضلش کشاید درے دیگرے

یہ شعر احقر کے سینے میں ایسا گڑ گیا کہ...... ہر مصیبت اور تکلیف میں فوراً یہ شعر یاد آ جاتا ہے...... اور انتہائی سکون نصیب ہو جاتا ہے...... مصائب میں کثرت سے حضرت والا سے سنا کہ حق تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کے مراقبہ سے عقلی غم دور ہو جاتا ہے...... اور طبعی غم کے دور ہونے کی کوئی تدبیر نہیں...... وقت گزرنے سے آہستہ آہستہ دور ہو جاتا ہے۔ (فیوض الاکابر)

صوفی محمد اسلم صاحب (بہاولنگر) اپنے رسالہ ''انوار مرشد'' میں لکھتے ہیں:

احقر ناکارہ حضرت والا کی دو صفات سے اس قدر متاثر ہوا ہے کہ...... جن کا ذکر احقر لکھنا ضروری خیال کرتا ہے...... پہلی صفت تواضع اور انکساری...... حضرت والا اپنے کو مٹائے ہوئے تھے...... احقر ناکارہ کو کئی دفعہ گھر میں مہمان بننے کا شرف حاصل ہوا...... رات کو احقر کے پاس لوٹا مصلیٰ خود رکھ دیتے...... اور ساتھ ایک بڑی بالٹی پانی کی بھی رکھ دیتے کہ...... اگر رات کو غسل کی حاجت ہو تو کوئی پریشانی نہ ہو...... اگر احقر خود کہتا کہ حضرت والا مجھے تہجد کے وقت جگا دینا...... جو احقر ٹائم بتاتا اسی ٹائم پر آ کر جگا دیتے...... اگر احقر نہ کہتا تو پھر نہ جگاتے ...... حضرت والا کا یہ اکثر معمول تھا کہ صبح کو سب سے پہلے یہ بات پوچھتے کہ رات کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی...... نیند آ گئی تھی...... احقر عرض کرتا' ہاں حضرت! کوئی تکلیف نہیں ہوئی...... آرام سے سویا تھا' پھر مسکرا پڑتے...... اگر احقر کہتا کہ حضرت میں تو رات کو مسجد میں رہوں گا...... فرماتے اچھا ہاں انتظام کرا دوں گا...... عشاء کے وقت خادم مسجد کو بلاتے اور

فرماتے...... ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رات کو گرمی بہت تھی...... حضرت والا نے فرمایا اگر بیٹھک میں سونا چاہو تو یہاں پر سو جاؤ...... اگر مسجد میں سونا ہے تو اس کی بھی میری طرف سے اجازت ہے...... احقر نے عرض کیا' حضرت جی! میں مسجد میں سو جاؤں گا...... فرمایا' گرمی لگے تو پنکھا چلا لینا...... کیونکہ مسجد کی تمام بجلی کا بل ہمارے ایک خان صاحب ادا کرتے ہیں...... مسجد کے چندے سے ادا نہیں کیا جاتا...... انہوں نے میرے مہمانوں کو بھی پنکھا چلانے کی اجازت دے رکھی ہے...... ایک مرتبہ احقر سے فرمایا' ہر مہمان سے ایک جیسا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا...... بعض میرے پاس ایسے مہمان آتے ہیں...... جن سے خصوصی تعلق ہوتا ہے...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی مہمانوں سے خصوصی تعلق اور ان کے مراتب کے اعتبار سے برتاؤ کیا کرتے تھے...... ہر مہمان سے ایک جیسا سلوک اور برتاؤ نہیں ہو سکتا۔

تحریک خلافت میں حضرت تھانویؒ کا مسلک حق

جب میں لاہور گیا...... تو جامعہ اشرفیہ جانے کا بھی اتفاق ہوا...... مہتمم صاحب نے فرمایا کہ...... طلبا میں خطاب فرما دیا جائے...... میں نے اس فرمائش کو قبول کر لیا اور طلبا میں خطاب کیا...... اس میں کانگریس اور مسلم لیگ کی تحریکات پر میں نے بیان کیا...... جس میں وفاق اخبار کے ایڈیٹر بھی موجود تھے...... ان کے متعلق مہتمم صاحب نے فرمایا یہ شخص بڑا ذہین ہے...... جو بات سنتا ہے اس کو یاد رکھتا ہے...... میں نے بے تکلف تحریک خلافت میں اپنے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا حق پر ہونا بیان کیا...... اساتذہ اور طلبا پر عجیب اثر تھا۔

تواضع کا عقلی طور پر کون سا درجہ حاصل کرنا ضروری ہے

امام غزالی نے لکھا ہے کہ...... دل میں اس قدر تواضع کا پیدا ہونا ضروری ہے کہ...... اپنے کو اس قدر حقیر جانے کہ...... میلے کچیلے کپڑوں والا...... جس کے کپڑوں میں سے بدبو آ رہی ہو...... اس کے ساتھ عقلی طور پر...... معانقہ کرنے کو دل میں عار محسوس نہ کرے...... یعنی بے ساختہ طور پر اس کے سینہ کے ساتھ چمٹنے کو دل چاہے کہ...... میں تو اس سے بھی حقیر ہوں۔

بناوٹی تواضع

آج کل لوگ اپنے آپ کو نالائق...... خبیث...... آوارہ وغیرہ...... ایسے خطاب تواضع

جتانے کیلئے کہتے ہیں...... اگر کوئی کہہ دے ہاں! واقعی جناب...... آپ نالائق ہیں...... تو پھر دیکھنا کہ اس کے خلاف کتنی دل میں غم وغصہ کی لہر دوڑتی ہے۔

آخرت کا غم تمام غموں کو نگل جاتا ہے

آخرت کا غم...... تمام غموں کو نگل جانے والا ہے...... جیسا کہ عصاء موسوی کہ تمام چھوٹے بڑے سانپوں کو نگل گیا تھا...... اسی طرح جس کے دل میں آخرت کا غم لگا ہو...... ہر وقت خدا کو راضی کرنے ہی کی فکر ہو...... اسی کی رضا جوئی کا طالب ہو...... اللہ پاک اس کو دنیا کے غموں سے نجات عطا فرماتا ہے...... دنیا کے سب کاموں کا کفیل ہو جاتا ہے...... یعنی دنیا میں رہنے کی جائز ضروریات کی کفالت فرماتا ہے...... لیکن جو شخص دنیا کے غم کو اپنے اوپر سوار کر لیتا ہے کہ...... ہر وقت دنیا حاصل کرنے...... اور ناجائز طریقہ سے دولت جمع کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے...... تو اللہ پاک اس کو دنیا ہی کے حوالے کر دیتے ہیں...... کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہو۔

اختیاری غیر اختیاری کا فرق

اگر انسان کے اختیار میں کچھ نہیں...... غیر مختار ہے...... تو پیغمبر بھیجنے کا مقصد کیا ہے ...... اور احکام الٰہی کا آنا فضول ٹھہرتا ہے...... یہ کام نہ کرو...... وہ کام کرو...... یہ حکم اس کو دیا جاتا ہے...... جس کو اختیار دیا جائے...... یعنی وہ کام کرنا اس کے اختیار میں ہو...... جب اس کے کچھ اختیار میں نہیں...... تو دوزخ میں جانا عبث ٹھہرتا ہے...... حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ...... انسان مجبور ہے یا مختار ہے؟...... انہوں نے فرمایا کہ اپنی ایک ٹانگ اوپر اٹھاؤ...... اس نے اٹھائی...... پھر فرمایا دوسری بھی اٹھاؤ...... وہ اٹھا نہ سکے...... فرمایا یہ تقدیر کی حقیقت ہے کہ...... نہ انسان پورا مجبور ہے اور نہ ہی پورا مختار ہے۔

تقدیر کا بہانہ

شریعت پر نہ چلنے کیلئے تقدیر کو آڑ بنایا جاتا ہے...... کہتے ہیں کہ اگر تقدیر میں ہے جنت تو مل جائے گی...... دوزخ مقدر میں ہوگا تو دوزخ ہی ملے گا...... اعمال سے کیا ہوتا ہے؟

...... یہ شیطانی چال ہے...... اگر اتنا ہی تقدیر پر بھروسہ ہے...... تو دنیاوی امور میں تقدیر کہاں چلی جاتی ہے...... تقدیر میں تو یہ لکھا ہے کہ...... جتنا رزق مقدر میں ہے اتنا ہی ملتا ہے...... دن رات کمانے کی کیوں کوشش کی جاتی ہے...... خود بخود مل جائے گا...... وہاں تو سب سے پہلے تقدیر کے منکر بن جاتے ہو...... اسی طرح اگر کسی کی آنکھ میں درد ہو رہا ہو...... اور شہر میں ماہر ڈاکٹر بھی موجود ہو...... کیا وہ یہ خیال کرے گا کہ یہ درد تقدیر میں لکھا ہے...... ہونے دو ...... بلکہ بھاگا بھاگا ڈاکٹر صاحب کے پاس جائے گا...... تقدیر پر بھروسہ نہیں کرے گا...... تقدیر کا یہ مقصد نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو...... کوشش اختیاری اعمال میں پوری کرو...... پھر معاملہ اللہ کے سپرد کر دو۔

توکل کی شرعی حقیقت

توکل اس کو نہیں کہتے کہ...... ہاتھ پاؤں جوڑ کر بیٹھے رہو...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المال کا اونٹ گم ہو گیا...... آپؓ کی تلاش میں دوپہر کے وقت نکلے...... اور اس کو تلاش کر کے دم لیا...... مقصد واقعہ یہ ہے کہ انسان...... اپنی طرف سے پوری کوشش کرے ...... کوشش کرنے کے بعد پھر خدا پر بھروسہ کرے...... جیسے زمیندار زمین میں ہل چلاتا ہے ...... بیج ڈالتا ہے...... یہ تمام کوشش کے بعد پھر خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔

پودے کا نکالنا...... فصل کا پکنا...... پھل وغیرہ کا آنا...... یہ کسان کے اختیار میں نہیں...... یہ کام تو اللہ پاک کرتے ہیں...... لیکن تدبیر اور کوشش کرنے کے باوجود بھی توکل خدا ہی پر ہو...... اس کا نام ہے توکل۔

مومن کو اصل راحت جنت میں

ایک شخص حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا...... دعا کی درخواست کی ...... حضرت والا نے اس کیلئے دعا فرمائی...... ارشاد فرمایا کیا آپ ملازم ہیں؟...... اس کی آنکھوں سے آنسو آ گئے...... معلوم ہوتا تھا کہ وہ بے چارہ مالی مشکلات میں پریشان ہے...... اس کے بعد حضرت والا نے احقر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ...... دنیا میں انسان کو نہیں ملتا......

کوئی کتنا ہی امیر بن جائے...... کوئی نہ کوئی پریشانی رہتی ضرور ہے...... مومن کو راحت و آرام تو جنت میں ملے گا...... یہ بے چارے بھی کسی مالی مشکلات میں پریشان ہیں۔

قلب کو ذکر اللہ کیلئے فارغ رکھنے کی کوشش

حضرت تھانویؒ سے سنا ہے کہ...... میں قلب کو اللہ کے ذکر کیلئے فارغ رکھنے کی کوشش کرتا ہوں...... کیونکہ قلب فارغ ہوگا تو...... کبھی نہ کبھی ذکر کی توفیق ہو ہی جائے گی...... جیسے برتن کہ اگر وہ پہلے ہی سے پُر ہو...... اور شے اس میں کیسے داخل ہوگی!...... اس لئے حضرت تھانوی کوئی کام شروع کرتے تو...... جلد ہی اس کو پورا کر کے فارغ ہونے کی کوشش فرماتے تھے...... کوئی کتاب تصنیف کی جاتی تو...... بعض دفعہ اس کو مکمل کرنے کیلئے...... ساری ساری رات لکھتے ہی رہتے...... فرمایا جو کام کیا جائے...... اس کو توجہ اور استقامت کے ساتھ کیا جائے...... کام اس وقت تک نہیں ہوتا...... جب تک کہ اس کام کے پیچھے نہ پڑا جائے...... تفسیر بیان القرآن کے متعلق دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ! جب تک یہ مکمل نہ ہو...... مجھے بیمار نہ کریں...... اس لئے تفسیر بیان القرآن لکھنے کے دوران آپ کو کوئی تکلیف نہیں آئی...... لیکن جب یہ مکمل ہوئی...... اس کے بعد کچھ دن بیمار رہے۔

ایصال ثواب اور دعا کی اہمیت

احقر نے سوال کیا کہ حضرت والا!...... والدین کا انتقال ہو جائے اور خواب میں اگر پتہ چلے کہ...... وہ عذاب میں مبتلا ہیں تو کیا کرنا چاہئے؟...... فرمایا ان کیلئے ایصال ثواب کریں...... ان کیلئے عذاب الٰہی سے رہائی کی دعا مانگیں...... مسلم والدین کیلئے ان کے مرنے کے بعد ثواب کرنے...... اور ان کیلئے دعا استغفار کرنے سے...... اللہ پاک نجات عطا فرما دیتے ہیں...... کئی واقعات ایسے ہیں کہ...... کوئی بزرگ قبرستان سے گزرے...... دیکھا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے...... تو انہوں نے ان کیلئے توبہ استغفار کی...... درود شریف بھیجا...... اللہ پاک نے ان کی رہائی فرما دی...... ایصال ثواب کیلئے کسی تاریخ کا تعین کرنا ناجائز ہے۔

وقت کو غنیمت جانو

اس کا ایک ایک سانس بے بہا گوہر ہے...... انسان اس زندگی میں اگر ایک دفعہ بھی ...... سبحان اللہ...... کہہ لے تو جنت میں درخت لگ جاتا ہے...... لیکن مرنے کے بعد اگر ہزار دفعہ بھی...... سبحان اللہ...... کہتا رہے تو کوئی درجہ نہیں ملے گا۔ جنت میں درجات کی ترقی ...... اس دنیا میں ہی ہوتی ہے...... یہ دار العمل ہے...... یہاں پر اعمال کی قیمت پڑتی...... یہ آخرت دار الجزاء ہے...... وہاں انسان کو عملوں کی جزاء دی جائے گی۔

مومن کی کوئی چیز رائیگاں نہیں

مومن کی کوئی چیز رائیگاں نہیں جاتی...... حتی کہ اگر کوئی چیز چرا بھی لے جائے...... اس کا بھی اجر ملتا ہے...... کوئی چیز گم ہو جائے تو...... اس کا بھی اجر ملتا ہے...... یہاں تک اگر راستے میں چلتے ہوئے کانٹا لگ جائے...... تو اس پر بھی مومن کو اجر ملتا ہے...... حدیث شریف میں تو یہاں تک آتا ہے...... اگر چلتے ہوئے راستے میں کوئی کانٹا پڑا ہے...... ڈھیلا پڑا ہے...... اس کو اس نیت سے ہٹا دیا کہ...... کسی کو تکلیف نہ دے اس پر بھی اجر ملتا ہے۔

مومن کو مصیبت اور غم میں اجر ملتا ہے...... اگر کوئی بیماری آجائے...... تو بیماری بھی مومن کیلئے گناہوں کا کفارہ اور اجر و ثواب کا باعث ہوتی ہے...... مصیبت اور غم کا بھی...... مومن کیلئے اصلاح باطن کی ترقی کا سبب بنتا ہے...... حدیث میں ہے کہ...... بعض کو درجات کی بلندی کی خاطر ان کو کسی بیماری یا غم میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

خواب...... کتنا ہی برا ہو اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں...... برے خواب پر پکڑ نہیں ہے...... اصل حالت بیداری کی حالت ہے...... اگر یہ شریعت کے مطابق ہے...... تو سب کچھ حاصل ہے...... اگر بیداری کی حالت شریعت کے مطابق نہیں...... تو خواب کتنا ہی اچھا ہو تو یہ کمال کی بات نہیں...... انسان جو مکلف ہے...... جاگنے کی حالت کا ہے...... اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ میں کسی اجنبی عورت سے زنا کر رہا ہوں...... یا خواب میں اس سے زیادہ برے افعال کرتا ہوا دیکھے...... تو کچھ بھی پریشانی کی ضرورت نہیں...... مثلاً ایک

آدمی خواب میں بادشاہ بنا ہوا ہے...... بڑی ٹھاٹھ باٹھ سے بادشاہی کر رہا ہے...... اور لیکن جب بیدار ہوتا ہے...... تو ٹوٹی ہوئی چارپائی پر اپنے کو پاتا ہے...... اور ایک شخص ہے کہ وہ بادشاہ بنا ہوا ہے...... ہر طرح کی سہولت حاصل ہے...... لیکن خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہ بہت افلاس کی حالت میں ہے...... لوگ اس کے جوتے مار رہے ہیں...... جب وہ بیدار ہوگا تو اس کو اس خواب کا کوئی غم نہیں ہوگا...... کیونکہ وہ تو بادشاہ ہی ہے۔

اسی طرح یہ زندگی ہے...... کہ یہ بھی خواب کی مانند ہے...... اگر اس دنیا میں شریعت پر چلا...... گو اس کو تکالیف بھی آتی رہیں...... لیکن جب وہ آخرت میں پہنچے گا...... تو اس کی یہ زندگی خواب کی مانند نظر آئے گی...... دنیا کی تکالیف ایسی معلوم ہونگی...... جیسے اس کو کسی نے خواب میں تکلیف پہنچائی ہو۔

بعض خواب برے ہوتے ہیں...... لیکن ان کی تعبیر اچھی ہوتی ہے...... زبیدہ خاتون کو خواب آتا ہے کہ...... لوگ آتے ہیں...... زبیدہ سے ہمبستری کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں...... زبیدہ کو اس خواب سے بڑی پریشانی ہوئی...... اس نے ملازمہ کو کہا کہ ابن سیرین کے پاس جا کر کہو کہ مجھے ایسا خواب آیا ہے...... ملازمہ ابن سیرین کے ہاں حاضر ہوئی...... اور خواب بیان کیا کہ...... مجھ کو ایسا خواب آیا ہے...... ابن سیرین صاحب فرمانے لگے...... یہ خواب تیرا نہیں ہوسکتا...... جس نے یہ خواب دیکھا ہے...... اس کو تعبیر بتلائی جائے گی...... آخر ملازمہ نے زبیدہ خاتون کا نام لیا...... تو فرمایا ہاں ان کا خواب ہوسکتا ہے...... فرمایا اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ...... زبیدہ خاتون کے ہاتھ سے ایسا صدقہ جاریہ والا کام ہوگا کہ...... جس کا نفع لوگ اٹھاتے رہیں گے...... یہ نفع نہر زبیدہ کی صورت میں جاری ہوا۔

امام مالک کو مدینہ میں خواب آتا ہے کہ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں...... آپ نے پوچھا کہ میری عمر کتنی رہ گئی ہے؟...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کا پنجہ دکھایا...... بیدار ہوئے تو پریشان ہیں کہ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے کیا مراد ہے؟...... ابن سیرین کو خواب کی تعبیر بتلانے میں بڑی مہارت تھی...... انہوں نے بتلایا اس سے مراد یہ ہے...... کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا......

قرآن مجید کی ایک آیت میں ان پانچ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے...... پس غیر اختیاری امر امور کے درپے نہیں ہونا چاہئے...... اضافہ خواجہ عزیز الحسن فرماتے ہیں:

لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری — نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کئے جا مزہ گو نہ آئے — نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

وقت کی قدر کریں

فارغ نہیں رہنا چاہئے...... جو شخص فارغ رہتا ہے...... شیطان اس کو گمراہ کرنے کا زیادہ موقع فراہم کرتا ہے...... دین کا کام نہ ہو تو کسی دنیاوی کام میں مشغول رہے...... اپنے وقت کی قدر کرے...... مرنے کے بعد جو وقت فضولیات میں گزرا اس پر حسرت ہوگی۔

مسلمان کا دوزخ میں جانا

میں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے سنا کہ...... اگر مسلمان دوزخ میں بھی جائے گا...... تو اس کو اتنی دردناک سزا نہیں ملے گی...... جتنی کافر کو ملے گی۔

پل صراط پر سے گزرنا

پل صراط پر سے مسلمان بھی گزریں گے...... اور منافق بھی...... لیکن کافر نہیں گزریں گے...... کیونکہ وہ تو سیدھے...... بغیر حساب کتاب کے دوزخ میں جائیں گے...... منافق اس واسطے گزریں گے...... ان سے دنیا میں مسلمانوں جیسا سلوک کیا جاتا تھا...... لیکن وہ کٹ کر دوزخ میں گرے پڑیں گے...... اور مومن صحیح سلامت پار اتر جائیں گے...... اس لئے تو حدیث شریف میں دعا فرمائی گئی ہے...... کہ " ربنا اتمم لنا نورنا" (یا اللہ میرے لئے نور آگے پیچھے کردے...... دائیں بائیں کردے)

شریعت اور پل صراط

میں نے حضرت تھانویؒ سے سنا ہے کہ...... شریعت پر چلنا بھی گویا پل صراط پر چلنا ہے...... حکمت اس کی یہ ہے کہ...... اسلامی اصولوں پر چلنا حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنا......

افراط وتفریط میں مبتلا نہ ہونا...... یہ بڑا مشکل کام ہے...... یہ وہی شخص کر سکتا ہے...... جس کے دل میں خوف خدا اور خدا تعالیٰ کی عظمت ہوگی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ میں تواضع

حضرت تھانوی رحمہ اللہ میں تواضع کا یہ عالم تھا...... کہ گلی سے گزر رہے ہیں...... ساتھ خادم بھی ہیں...... بھنگی سڑک صاف کر رہا ہے...... ایک خادم نے آگے بڑھ کر...... روکنا چاہا کہ ذرا ٹھہر جائیں...... حضرت والا نے فرمایا...... مت روکو! وہ اپنی ڈیوٹی دے رہا ہے...... ہم اس کے کام میں خلل اندازی نہیں کرنا چاہتے...... اس کو اپنا کام سرانجام دینے دو۔

صفائی معاملات

حضرت تھانوی رحمہ اللہ...... وظائف کی بہ نسبت صفائی معاملات کی بہت تاکید کرتے تھے...... صفائی معاملات کی اس قدر تاکید فرماتے تھے کہ...... ہم سے کبھی نہیں پوچھا تھا کہ...... کتنے وظائف پڑھتے ہو...... بلکہ یہ فرماتے کہ تمہارا معاملہ شریعت کے مطابق ہے...... تمہاری وجہ سے کسی کو شرعاً تکلیف تو نہیں ہوتی...... یعنی تمہاری زبان و ہاتھ...... سے کسی کو ناجائز تکلیف تو نہیں پہنچتی۔

اولاد کی تربیت

ایک شخص حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا کہ...... میرا بیٹا بڑا نافرمان ہے...... بات نہیں مانتا...... اوباش لوگوں کے ساتھ اس کی دوستی ہے...... اب میں اس کو عاق کر کے گھر سے نکال دینا چاہتا ہوں...... حضور والا مشورہ دیں...... حضرت والا نے فرمایا کہ...... تمہارا بیٹا رات کو گھر آجاتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا...... پھر اس کو گھر سے نہ نکالو...... کیونکہ گھر سے نکالنے سے تو وہ زیادہ بگڑ جائے گا...... اب رات کو تو گھر آجاتا ہے...... رات کے گناہ سے بچا رہتا ہے...... پھر رات دن اوباش لوگوں میں رہ کر...... اور زیادہ برائی میں مبتلا ہوگا۔

اولاد کی مثال انگلی کی طرح ہے...... کہ اگر گل جائے کاٹے تو تکلیف...... نہ کاٹے تو پھر بھی تکلیف...... اولاد جب جوان ہو جائے...... تو حکمت عملی اور صبر و تحمل سے...... ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا رہے۔

بدنظری سے بچنا اختیاری ہے

نظر کی حفاظت کو تقوی میں خاص دخل ہے...... بعض لوگ یہ کہتے ہیں بدنظری سے بچنا بہت مشکل ہے...... یہ غیر اختیاری امر ہے...... انسان کو اختیاری اعمال کا مکلف بنایا گیا ہے...... اگر یہ غیر اختیاری بات تھی...... تو شریعت میں کیوں حکم دیا گیا ہے کہ...... آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں...... یعنی غیر محرم عورتوں...... یا امرد حسین لڑکوں کو شہوانی نظر سے دیکھنا...... یہ آنکھوں کا زنا ہے۔

شریعت نے پہلی نظر جو اچانک پڑ جائے...... اس کو معاف کیا ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ...... اے علیؓ پہلی نظر جو اچانک پڑ جائے...... وہ معاف ہے...... اگر دوسری ڈالی گئی تو اس پر پکڑ ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ...... سے میں نے خود سنا کہ...... انسان اگر زنا کرنے کیلئے عورت کی چھاتی پر بھی سوار ہو جائے...... اور عورت اس کے پورے قابو میں آ جائے...... اس وقت بھی بچنا اختیاری امر ہے...... اس وقت بھی انسان مجبور نہیں ہو جاتا...... اس وقت بھی بچنا اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔

بس دل میں خدا کی محبت اور عظمت نہیں ہے...... اس لئے شریعت کے آسان حکموں پر بھی چلنا ہمیں مشکل نظر آتا ہے...... اگر کوئی شخص کسی نامحرم حسین عورت کو شہوانی نظر سے گھور رہا ہو...... ایسی حالت میں اس کے باپ کو پتہ چل جائے...... تو پھر بھی کیا اس کو ایسی حالت میں گھورتا رہے گا؟...... بلکہ وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرے گا...... کہیں اس کے باپ کو میری اس حرکت کا پتہ چل جائے...... کیا اس بڑے حاکم اللہ جل شانہ کا دل میں ڈر نہیں ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے...... اگر ہم اندھیری کوٹھڑی میں بھی کوئی برا کام کریں...... تو اس کو بھی دیکھ رہا ہے...... یہاں تک کہ پتھر کا باریک کیڑا جب چلتا ہے...... اس کی آواز بھی سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔

دنیا کی محبت کی دو قسمیں

دنیا کی محبت کی دو قسمیں ہیں...... ایک محمود ہے اور ایک مذموم ہے...... محمود محبت تو یہ ہے کہ...... دنیا بھی کمائے...... اور اس میں شرعی حدود سے تجاوز نہ کرے...... جب انسان

شرعی حدود تجاوز کرتا ہے...... حلال حرام کی کچھ پرواہ نہیں کرتا...... دن رات دنیا ہی کے کمانے کی فکر ہے...... تو یہ محبت مذموم ہے۔ حدیث شریف میں مذموم محبت کے متعلق ارشاد ہے کہ...... دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

دنیا کی مذموم محبت کو کم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ...... دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت دل پیدا کی جائے...... یہ اکثر بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے ہی سے دولت نصیب ہوتی ہے...... صرف کتابیں پڑھنے ہی سے اس دولت کا حاصل ہونا بہت مشکل ہے...... جب یہ دولت حاصل ہو جاتی ہے...... تب پھر دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ (انوار مرشد)

ایک ایمان افروز عجیب واقعہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ...... نے اپنے دور میں تقریر و تحریر کے ذریعے...... عوام و خواص کی اصلاح کا جو تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا...... اس کی برکات آج بھی پڑھی اور دیکھی جا سکتی ہیں...... آپ کے تجدیدی کارناموں میں جہاں آپ نے ہزار سے زائد مختلف علمی و اصلاحی کتب تالیف فرمائیں...... وہاں آپ نے زندگی کے ہر شعبے سے منسلک افراد...... میں سے خلفاء کی ایک پوری جماعت تیار کی...... جن میں صرف علماء ہی نہیں بلکہ وکیل۔ انجینئر۔ ڈاکٹر۔ زمیندار۔ ٹیچر...... امیر غریب ہر قسم کے افراد...... نے اصلاح کے بعد اپنے حلقہ میں...... تعلیمات حکیم الامت کا فیضان جاری فرمایا...... اور اپنی عملی زندگی میں تقویٰ اور اتباع سنت کی ایسی روشن مثالیں قائم کیں کہ...... انسان بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ...... وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں۔

حکیم الامت رحمہ اللہ پر تقویٰ...... اخلاص اور حقوق کی ادائیگی میں ایسی پختگی تھی کہ...... خاص علماء کی نظر بھی وہاں تک پہنچنی مشکل ہے...... حضرت کے ایام مرض میں ایک صاحب نے کچھ رقم کا منی آرڈر کیا اور لکھا کہ...... میں اس رقم کا آپ کو مالک بنا رہا ہوں جہاں چاہیں خرچ کر دیں...... حضرت نے اسی کوپن پر تحریر فرما دیا کہ...... آپ ایک طرف مجھے مالک بنا رہے ہیں...... اور دوسری طرف وکیل بھی بنا رہے ہیں...... جبکہ شرعاً مالک اور

وکیل میں فرق ہوتا ہے..... لہذا آپ کی رقم واپس کی جارہی ہے۔

ایک سفر میں روانگی سے پہلے ایک صاحب نے 60 روپے دیئے ..... اور عرض کیا کہ یہ آپ کے سفر کی تیاری کیلئے ہیں..... حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ سفر کی تیاری مکمل ہوچکی ہے ..... لہذا آپ واپس رکھ لیں..... وہ صاحب بھی مزاج سے واقف تھے..... انہوں نے اس وقت رکھ لئے اور بعد میں یہ کہہ کر 70 روپے دیدیئے کہ..... یہ آپ کے لئے ہدیہ ہیں..... حضرت نے قبول فرمالئے اور حاضرین مجلس سے فرمایا کہ..... اگر میں پہلے رکھ لیتا تو صحیح نہ ہوتا..... سچائی کی برکت سے اللہ نے اس پر دس روپے کا نفع لگا کر مجھے دیدیا ہے..... قدم قدم پر شریعت کی پاسداری کا یہ وصف ..... آپ کے خلفاء اور متعلقین میں بھی نمایاں رہا ..... ذیل میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ..... کے خلیفہ ارشد حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ..... کی زندگی کا ایک واقعہ دیا جاتا ہے جو ہمارے پیر بھائی محترم الحاج ظفر اللہ صاحب (پشاور) نے تحریر فرمایا ہے..... احقر مرتب عرض کرتا ہے..... کہ اللہ کے فضل سے بندہ کو حضرت کی خدمت میں..... تقریباً 10 سال قریب رہنے کا موقع ملا..... ایسے ایمان افروز بیسیوں واقعات دیکھنے میں آئے..... جن میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے۔

محترم الحاج ظفر اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ..... عرصہ دراز تک (بندہ ظفر اللہ) کہتا رہا کہ حضرت! میرا جی چاہتا ہے ..... کہ آپ کے لیے ایئر کنڈیشن لگادوں..... ناظرین میرے الفاظ ذہن نشین رکھیے گا..... کہ ایئر کنڈیشن (لگادوں) عرصہ پانچ سال تک میں حضرت کو کہتا رہا..... حضرت نے ہمیشہ یہ تحریر فرمایا۔

ظفر اللہ!... الحمد للہ میرا گزارہ بہترین ہورہا ہے..... اطمینان رکھیں۔

ایک بار شدید گرمیوں میں میں نے اپنا اے سی بند کردیا..... اور بغرض ناز حضرت والا کو تحریر کیا کہ..... اگر حضرت والا اے سی نہیں لگوائیں گے..... تو میں بھی آج سے اے سی میں لیٹنا چھوڑ رہا ہوں..... اور میں نے اے سی بند کردیا..... حضرت والا کا سرفراز نامہ آیا، تو یہ تھا۔

ظفر اللہ! ایسا نہ کریں..... اپنا اے سی کھول دیں..... اور اطمینان رکھیں میں بڑی راحت وآرام میں ہوں..... میں نے اے سی پھر چلا دیا... سال بعد گرمیوں میں..... میں نے پھر کہنے

کا ارادہ کیا ہی تھا کہ...... حضرت کا والا نامہ آیا جو کہ خود تحریر فرمایا تھا...... والا نامہ بڑی بے صبری سے کھولا تو یہ لکھا تھا...... ظفر اللہ! مجھے ایئر کنڈیشن بھجوادیں...... اور گھر کا مکمل پتہ...... مکان نمبر 709 نواں شہر ملتان تحریر تھا...... چونکہ ہمارا کاروبار ہی الیکٹرانک فریج اے سی کا تھا...... فوراً میں نے کراچی کمپنی کوفون کیا کہ اس پتے پر 1-1/2 ٹن شارپ جاپان اسمبل اے سی بک کردیں...... ۳ دن بعد اے سی ملتان پہنچ گیا...... اور حضرت والا کے ہاں لگا دیا گیا۔

اے سی لگنے کے تین چار ماہ بعد ملتان قدمبوسی کے لیے حاضر ہوا...... حضرت والا کے ایک خادم سے میں نے پوچھا کہ ایئر کنڈیشن کیسے لگا... فرمانے لگے چلو فراغت ہوگی تو پھر تفصیل عرض کروں گا..... مجھے تو دراصل تشویش یہ تھی کہ عرصہ پانچ سال سے بار بار خصوصاً گرمیوں میں لکھتا رہا...... کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوادوں...... اور حضرت والا نے ہمیشہ یہی لکھا کہ...... ظفر اللہ!...الحمد للہ خوب گزارہ ہورہا ہے...... اطمینان رکھیں مجھے ہر طرح راحت وسکون ہے...... یا یہ تحریر فرماتے مجھے آپ کی محبت پر ناز ہے...... جان دیکر بھی آپ کی محبت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

اور پھر حضرت والا علیحدہ سے خود تحریر فرمایا کہ...... اے سی بھیج دیں...... جب کھانا وغیرہ کھا کر فرصت ہوئی تو...... حضرت والا کے خادم نے تفصیلاً پورا واقعہ سنایا کہ فلاں فلاں صاحب جن میں زیادہ تر عمر میں حضرت سے زیادہ تھے...... جمع ہوئے... گرمی شدید تھی...... حضرت پیرانی صاحبہ کی آنکھوں کا آپریشن ہوا تھا...... سب نے مشورہ کیا کہ ہم سب مل کر حضرت کے کمرے میں اے سی لگواتے ہیں ...حضرت والا کے پاس گئے...... اور بطور ناز عرض کیا کہ...... بس حضرت.... آپ نے ہمیں کچھ نہیں کہنا ہم نے فیصلہ کرلیا ہے...... ہم کل اے سی لے کر لگوادیں گے...... ان سب حضرات کا تعلق اصلاحی بھی حضرت والا سے تھا... حضرت پر عجیب حالت طاری ہوگئی...... اور فرمایا میں آپ لوگوں کی محبت سے مغلوب ہوگیا...... مگر ایک بات ہے کہ...... سب سے پہلے ظفر اللہ نے مجھے کہا تھا کہ میں اے سی لگوادوں گا...... لہٰذا اسے پتہ چلے گا تو اس کی دل شکنی ہوگی...... بس پہلے اس کا حق بنتا ہے...... اس طرح آپ کا اے سی لگ گیا۔

اب اصل بات سنئے جو سنانا چاہتا ہوں...... میرے سابقہ جملوں پر (کہ میں ہمیشہ یہی لکھتا رہا کہ حضرت !...... میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے کمرے میں اے سی لگوادوں) اے سی لگنے کے دو سال بعد...... میرے حضرت والا اللہ کو پیارے ہو گئے...... میں بھی ملتان حاضر ہوا...... حضرت والا کے برخوردار محترم ظریف بھائی نے فرمایا...... بھائی ظفر اللہ! امی جان آپ کو بلا رہی ہیں...... میں فوراً حاضر ہوا پردے میں دروازے کے پیچھے تھیں...... میں نے سلام پیش کیا...... گھر والوں کی خیریت معلوم کی پھر فرمانے لگیں...... آپ کے لیے حضرت کی ایک وصیت ہے...... وہ آپ کو دینا چاہتی ہوں اور کاغذ کا لفافہ دروازے سے باہر کیا اور فرمانے لگیں...... یہ پڑھ لیں میں نے خوشی خوشی کھولا...... کہ شاید وہ خطوط مبارک ہوں گے...... جو حضرت والا نے مجھے فرمایا تھا...... کہ دس عدد خطوط مبارک حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے میری وفات کے بعد...... آپ کو دے دیئے جائیں گے...... لفافہ کھولتے اور پڑھتے ہی میرے ہوش ٹھکانے نہ رہے...... میری چیخیں نکل گئیں...... حضرت نے یہ لکھا تھا:

چونکہ ظفر اللہ نے ہمیشہ مجھے یہ لکھا...... کہ میرا جی چاہتا ہے...... کہ آپ کے کمرے میں ایئر کنڈیشن لگوادوں...... اس نے مجھے ہبہ یا وقف نہیں کیا...... لہٰذا یہ اس کی امانت لگی ہے...... میرے مرنے کے بعد گھر والوں کو حق نہیں پہنچتا...... کہ اس کو استعمال کریں...... ظفر اللہ کو واپس کر دیا جائے۔ میرے خط کی فوٹو کاپی وصیت نامے کیساتھ لگا رکھی تھی۔

آخر میں نے اے سی واپس لے لیا...... اور دوبارہ حضرت پیرانی صاحبہ کی خدمت میں انتہائی لجاجت کر کے ہدیہ کے طور پر دیدیا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کی صحبت سے بندہ کو جو باتیں حاصل ہوئیں...... ان میں دین و دنیا کی رہنمائی بھی ہے...... اور دین کا فہم بھی...اور یہ کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے لائن کیسے جڑی رہے...... اس کا کیا طریقہ ہے...... اور زندگی کے مقصد پر کیسے نظر رہ سکتی ہے...... یہ سب باتیں بزرگوں کی صحبت سے ہی نصیب ہوتی ہیں۔

شریعت حضرت والا کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی...... کہیں کسی مسئلہ پر تردد ہوتا فوراً بہشتی زیور دیکھتے...... اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہوتا تو علماء سے رجوع فرماتے...... بلکہ اپنی علالت وضعف کے باوجود بنفس نفیس جامعہ خیر المدارس تشریف لے جاتے......اور علماء و مفتیان کرام سے مسائل معلوم فرما کر عمل کرتے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب علم نے اپنی باپردہ اہلیہ کے بارے میں عرض کیا...... کہ حضرت ان کے سر پر ہاتھ پھیر دیں...... آپ نے ناراضگی کے لہجے میں فرمایا...... کہ آپ عالم ہو کر یہ بات کہہ رہے ہیں...... حالانکہ یہ جائز نہیں۔

ایک شخص نے عرض کیا...... کہ حضرت میرے سر پر ہاتھ پھیر دیں...... تو آپ نے فرمایا...... اگر اس سے تمہارا کوئی فائدہ ہوتا ہے...... تو لاؤ میں ہاتھ پھیر دیتا ہوں۔

ایک دفعہ آپ نے پین میں سیاہی ڈالی...... اسکے بعد پین چیک کرنے کیلئے کچھ لکھا مجھے شوق ہوا...... کہ دیکھوں حضرت نے کیا لکھا ہے...... میں نے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ حضرت نے لکھا تھا...... اے اللہ مجھے معاف فرما۔ اے اللہ میرے متعلقین کو معاف فرما۔

سبحان اللہ! کسی لمحہ بھی آخرت سے غفلت نہ ہوتی تھی۔

رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ

عارف ربانی
حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے قلم سے مختصر تعارف

حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب...... ملتان میں قیام پذیر تھے...... جامعہ خیر المدارس کے سرپرست تھے...... اور انتہائی سادگی کے ساتھ اپنے شیخ کے مسلک کے مطابق اصلاح وارشاد کی خدمات انجام دے رہے تھے۔......

حضرت خود فرمایا کرتے تھے کہ...... میں اپنے شیخ حضرت حکیم الامت قدس سرہ...... کی مجسم کرامت ہوں کہ...... انہوں نے مجھے کس ماحول سے نکال کر کہاں پہنچادیا۔

تقسیم ہند کے بعد حضرت حاجی صاحب...... نے ملتان کو اپنا وطن بنالیا تھا...... اور حضرت حکیم الامت سے مجاز بیعت ہونے کے باوجود...... آپ نے حضرت کے اکابر خلفاء...... حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب...... حضرت مولانا خیر محمد صاحب...... اور احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہم...... سے نیازمندانہ تعلق قائم رکھا...... اور یہ سب حضرات آپ سے نہایت اکرام ومحبت کا معاملہ فرماتے رہے...... بہت سے طالبین نے آپ سے اصلاح وتربیت کا تعلق قائم کیا...... اور اس تعلق کی برکت اور اثر سے...... ان کی زندگیوں میں انقلاب پیدا ہوا۔

آپ کی زندگی...... اس قدر سادہ اور متواضع تھی کہ...... کسی کو گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ یہ شیخ طریقت ہوں گے...... ملتان کے محلّہ نواں شہر کے ایک قدیم طرز...... کے سادہ سے مکان میں مقیم تھے...... گھر پر کوئی خادم نہ نوکر...... کوئی مہمان پہنچ جاتا تو اس کی خاطر ومدارات میں...... خود ہی سارا کام کرتے...... بازار سے کوئی چیز لانی ہوتی...... تو خود جاکر لاتے...... مہمان خواہ رتبے اور عمر میں کتنا چھوٹا کیوں نہ ہو...... اس معمول میں فرق نہیں آتا تھا۔

احقر ناکارہ پر...... حضرت حاجی صاحب کی بے پایاں شفقتیں...... حیطہ بیان میں نہیں آسکتیں...... جب کبھی ملتان حاضری ہوتی...... تو احقر کا معمول یہ تھا کہ...... قیام گاہ جانے سے پہلے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا...... حضرت بھی آنے کی خبر سنتے تو منتظر رہتے تھے...... اور جب پہنچ جاتا تو مسرت کا ایسا اظہار فرماتے کہ...... احقر پانی پانی ہو جاتا...... بس حاضری میں تکلف اس بات پر ہوتا تھا کہ...... حضرت کی عادت معلوم تھی کہ...... وہ خود میزبانی کی فکر فرمائیں گے...... ایک مرتبہ حاضر ہوا تو بڑی شفقت سے بیٹھک میں بٹھا کر اندر تشریف لے گئے...... جب کچھ دیر گزر گئی...... تو دوسرے دروازے سے ہاتھ میں...... شربت کی بوتلیں لئے داخل ہوئے...... تب اندازہ ہوا کہ بوتلیں لینے کیلئے خود بازار تشریف لے گئے تھے...... ایسے مواقع پر ہم خدام کی ندامت اور شرم کی انتہا نہ رہتی...... لیکن ان کو غایت تواضع کی بنا پر احساس بھی نہ ہوتا کہ...... یہ کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے۔

احقر کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ...... کی وفات کے موقع پر اطراف عالم سے جو تعزیتی خطوط آئے...... ان کی تعداد شاید سینکڑوں سے متجاوز ہو...... ان میں طویل خطوط بھی تھے اور مختصر بھی...... لیکن ایسے خط گنے چنے تھے...... جنہیں پڑھ کر خاص تسلی ہوئی اور جو اکثر یاد رہتے ہیں...... ان میں سرفہرست حضرت حاجی صاحب کا مکتوب گرامی تھا...... اختصار کے باوجود اس کے لفظ لفظ میں شفقت و محبت...... اور حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی تربیت کا خصوصی رنگ رچا بسا ہے...... تحریر فرمایا:

مکرمی و محترمی جناب مولانا صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ...... حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خبر وفات نے دل مجروح کر دیا...... اس ناکارہ کے تو بہت ہی بڑے محسن تھے...... کسی پہلو قرار نہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنا قرب خاص عطا فرمادیں...... اور ہم سب کو صبر جمیل سے نوازیں...... یہ ناکارہ دعائیں اور ایصال ثواب ان شاء اللہ کرتا رہے گا......

آپ ہی حضرات سے تو معلوم ہوا ہے کہ...... اللہ کے حاکم اور حکیم ہونے کا

مراقبہ......ایسے موقع پر بہت نفع دیتا ہے......جواب کی تکلیف نہ فرمائیں
......آپ کو فرصت نہ ہوگی......جوابی لفافہ صرف احتیاطاً بھیجا ہے......یہ لفافہ
آپ کی ملکیت ہے......لفافہ صرف اس لئے بھیجا ہے کہ......شاید کوئی اطلاع
ضروری ہو تو دے سکیں......ورنہ اپنا قیمتی وقت......جواب پر صرف نہ
فرمائیں......اسی لئے لفافہ پر اپنا پتہ تحریر نہیں کیا۔

یہ خاص طور پر حاجی صاحب کے باصرار حکم کا نتیجہ تھا کہ......احقر نے اپنی نااہلی کے باوجود خیر المدارس......کی مجلس شوریٰ کی رکنیت سے عذر نہیں کیا......اور اس کا نقد فائدہ احقر کو یہ پہنچا کہ اس کی بدولت بار بار ملتان حاضر ہونے......اور حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا......مجلس شوریٰ کے اجلاسات میں آپ اکثر خاموش رہتے......لیکن جب مدرسے کے مسلک و مشرب کا سوال آتا......تو غیر متزلزل موقف کا اظہار فرماتے......لیکن اس طرح کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو......دوسرے معاملات میں......احقر جیسے ادنیٰ طالب علم کی بات بھی بلاں چوں و چرا مان لیتے۔

حضرت کی وصیت تھی کہ......انہیں سنت کے مطابق جس شہر یا گاؤں میں انتقال ہوا......وہیں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے......نعش کو کسی اور شہر میں منتقل نہ کیا جائے......اور تدفین حتی الامکان جلدی کی جائے......اور کسی کے انتظار میں تاخیر نہ کی جائے......اور تدفین کیلئے عام قبرستان سے الگ کوئی جگہ منتخب نہ کی جائے......چنانچہ جس روز وفات ہوئی......اسی دن رات ہی کو ملتان ہی میں تدفین عمل میں آئی۔

احقر نے ایک مرتبہ ملاقات کے بعد رخصت کے وقت عرض کیا کہ......"حضرت! کوئی نصیحت فرمادیں"......حضرت نے ایک لمحہ توقف کے بعد فرمایا......"عمر کے لمحات کو غنیمت سمجھیں......عمر کا یک ایک لمحہ بڑا گراں قدر ہے......اسے ناقدری سے بچائیں۔

ایک اور مرتبہ اسی قسم کی درخواست پر فرمایا......دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں......دنیا سے دل لگانے کے بجائے......وطن اصلی یعنی آخرت کی فکر......کو غالب رکھیں۔(نقوش رفتگاں)

ایک مبارک مکتوب

میرے شیخ ومرشد حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کی خودنوشت سوانح جوادارہ نے پہلے ''مکتوبات وملفوظات اشرفیہ'' کے نام سے شائع کی تھی۔اب یہ کتاب ''اصلاح دل'' کے نام سے موسوم ہے اس کا ایک نسخہ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔اس پر حضرت نے جو خط تحریر فرمایا وہ ہمارے لئے سرمایہ سعادت ہے۔(مرتب)

مکرم ومحترم زیدت مکارہم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

مزاج گرامی! کل آپ کا پیکٹ موصول ہوا۔دیکھ کر بڑا جی خوش ہوا۔حضرت اقدس حکیم الامت قدس سرہ کے علوم ومعارف کی اشاعت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص ذوق وشوق اور سلیقہ عطا فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وعنایت سے شرف قبول نصیب فرمائے اور مثمر برکات وسعادت بنائے۔

مکتوبات اشرفیہ کا پہلا ایڈیشن میں نے پڑھا تھا۔مگر یہ نیا ایڈیشن آپ نے بہت دیدہ زیب شائع کیا ہے۔کل عصر کے وقت کتابیں ملی تھیں شرعی وطبعی معمولات سے فراغت پر اس کا مطالعہ شروع کیا اور ختم کر کے سویا۔حق تعالیٰ شانہ حضرت اقدس حاجی صاحب مدت فیوضہم کے علوم ومعارف اور فیوض وبرکات میں چندر چند اضافہ فرمائیں اور ان کا سایہ عاطفت' صحت وعافیت کے ساتھ دراز فرمائیں۔حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے ان جواہر کو منظر عام پر لا کر انہوں نے بہت بڑا احسان فرمایا اور حضرت کے وصال کے بعد دوسرے مشائخ سے ربط وتعلق کی روئیداد بھی بڑی بصیرت افروز اور سبق آموز قلمبند فرمائی ہے۔حق تعالیٰ شانہ مجھ ایسے نابکاروں کو بھی اپنے مخلص بندوں سے محبت وتعلق کا کوئی شمہ نصیب فرمادیں تو ان کے کسی سے کیا بعید ہے۔حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں اس روسیاہ کا دست بستہ سلام اور درخواست دعوات صالحہ عرض کردیں۔

والسلام محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۴۰۳/۸/۴ھ

مرض الوفات............انتقال پُر ملال

اس میں حضرت والا رحمتہ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات سے قبل
ایک ہفتہ کے حالات پیش خدمت ہیں: (از مرتب)
آہ! بزم اشرف کا ایک اور چراغ بجھ گیا!
(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ ارشد عارف ربانی...... حضرت سیدی ومرشدی حاجی محمد شریف صاحب نور اللہ مرقدہ کو ۱۴ ارجب ۱۴۰۵ھ بمطابق ۵ اپریل جمعہ کی شب کو سینہ میں دائیں طرف شدید درد ہو......اصبح کو ڈاکٹر نے انجکشن لگایا...... جس سے قدرے سکون ہوا...... اور کچھ نیند آ گئی ......لیکن رات کے شدید درد نے نہایت مضمحل کر دیا...... جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو کیا دیکھتے ہیں...... کہ حضرت والا اندر سے بیٹھک کی طرف دیوار کے سہارے تشریف لا رہے ہیں...... خدام نے عرض کیا کہ حضرت تکلیف ہے...... کمزوری زیادہ ہے...... گھر میں نماز ادا فرما لیں......تو فوراً ارشاد فرمایا کہ اب میں بالکل ٹھیک ہوں...... دو آدمیوں کے سہارے سے حضرت والا کو کار میں بٹھلا دیا گیا...... جب مسجد میں پہنچے تو دو آدمیوں کے سہارے گھسٹتے ہوئے...... پاؤں کے ساتھ مسجد میں رونق افروز ہوئے...... تھوڑی دیر سانس لینے کے بعد کرسی پر بیٹھے احقر کو آواز دی اور سیون اپ طلب فرمائی...... اس کے بعد حسب معمول تین چار منٹ تقریر طویل ہوئی...... جب گھڑی دیکھی تو فرمایا...... ''ارے وقت زیادہ ہو گیا...... اب میں ختم کرتا ہوں''...... اس سے پہلے اکثر یہ ارشاد فرما کر تقریر ختم فرماتے تھے...... کہ ''مضمون ابھی کافی رہ گیا باقی آئندہ جمعہ''۔

خطبہ کے بعد کھڑے ہو کر فرض ادا فرمائے...... نماز کے فوراً بعد حضرت والا کے گزرنے کے لئے راستہ بنا دیا گیا...... اور عرض کیا گیا کہ...... حضرت تشریف لے چلیں تو ارشاد فرمایا کہ: ''چار سنتیں پڑھ لوں''...... جب چار سنتیں پڑھ چکے تو پھر عرض کیا گیا کہ حضرت تشریف لے چلیں...... تو ارشاد فرمایا کہ دو اور پڑھ لینے دیں...... اس کے بعد خیال تھا کہ اب تو ضرور تشریف لے چلیں گے...... لیکن پھر یہی ارشاد فرمایا کہ دو نفل پڑھ لینے دو۔

نفل پڑھ لینے کے بعد دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے...... جب دعاء سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ...... ملفوظات کا معمول پورا کر لینے دو (نماز جمعہ کے بعد معمول ہے کہ سب متعلقین بیٹھ جاتے ہیں...... اور مجلس صیانۃ المسلمین کی جانب سے ایک صاحب حضرت والا کے ساتھ بیٹھ کر ملفوظات اشرفیہ پڑھتے ہیں...... پھر حضرت والا دعا فرماتے ہیں...... اور دعاء کے بعد یہ ارشاد فرماتے ہیں...... جو صاحب پاس بیٹھنا چاہیں...... مکان پر تشریف لے آئیں...... اس کے بعد دعاء فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو صاحب باہر سے آئے ہوں یا کسی نے کوئی بات پوچھنی ہو تو وہ یہیں پوچھ لیں...... میری طبیعت اچھی نہیں میں گھر پر جا کر آرام کروں گا...... اس کے بعد حضرت والا گھر تشریف لے گئے...... (کسے کیا معلوم تھا کہ حضرت والا کی مسجد میں یہ آخری نماز ہے) خادم بھی ساتھ گیا...... کچھ دیر بیٹھا رہا...... ایک دوائی بازار سے لائی تھی لا کر کھلائی...... ارشاد فرمایا کہ میری رقم میں سے ایک سو روپے اٹھا دو اس لئے کہ میری نواسی لاہور سے آئی ہوئی ہیں...... وہ ابھی جائیں گی...... انہیں دینا ہے...... (اس تکلیف میں بھی حسن سلوک دیکھئے) اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ...... اب تم جاؤ عصر کے بعد پھر آ جانا...... عصر کے بعد ایک صاحب حضرت سے ملاقات کے لئے میرے ساتھ ہو لئے...... ہم حاضر ہوئے...... تھوڑی دیر بعد ملنے والے صاحب تشریف لے جانے لگے...... تو مجھے ارشاد فرمایا...... کہ ان کو آگے تک موٹر سائیکل پر چھوڑ آؤ پھر آ جانا...... احقر پھر حاضر ہوا کچھ دیر پاؤں دابتا رہا...... مغرب کی نماز کا وقت قریب ہوا...... تو فرمایا جاؤ نماز پڑھو اس کے بعد پھر عشاء کی نماز کے بعد حاضر ہوا...... تو خلاف معمول وقت سے پہلے ڈاک تیار دیکھ کر احقر حیرت میں رہ گیا...... فرمایا ڈاک لے لو...... صبح ڈال دینا...... صبح کی

نماز کے بعد کچھ اپنی مسجد کے نمازیوں کے ساتھ حاضر ہوا...... تو اس بات سے خوشی ہوئی کہ درد میں کافی افاقہ ہے...... لیکن ساتھ ہی نقاہت بڑھی ہوئی نظر آتی تھی...... احقر تقریباً گیارہ بجے ڈاک خانہ سے پھر ڈاک لے کر پہنچا...... تو حضرت والا حسب معمور بیٹھک میں تشریف لائے ہوئے تھے...... حضرت والا کا معمول تھا کہ کیسی بھی تکلیف ہو صبح نو بجے کے قریب بیٹھک میں تشریف لے آتے تھے...... (اور کئی دفعہ یہ بھی ارشاد فرمایا...... کہ مجھے آرام تو یہیں ملتا ہے) اور مغرب کے بعد گھر میں تشریف لے جاتے تھے۔

میرے چھوٹے بھائی ساتھ تھے...... ان سے ان کے بچے کی خیریت دریافت فرمائی اور کچھ باتیں...... اپنے پوتے عزیز طلعت قمر کی سنا کر خود بھی محظوظ ہو رہے تھے...... اور ہمیں بھی محظوظ کر رہے تھے۔

اس کے بعد خیریت دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا...... کہ اب درد تو نہیں لیکن مجھے پتا نہیں کیا ہو گیا...... کہ ہمت ہی نہیں نگاہ بھی پھٹی جا رہی ہے...... ایسا لگتا ہے دنیا سے جانے کے دن قریب ہیں...... اس جملہ سے طبیعت بہت متاثر ہوئی...... لیکن دعاء وزاری کے سوا کیا ہو سکتا تھا...... اس کے بعد دن بدن کمزوری اور نقاہت شدت اختیار کر گئی...... پیر کے روز تک تو حضرت والا بیٹھک میں تشریف لاتے رہے...... اور عصر کے بعد مجلس کا معمول مختصر وقت کے ساتھ جاری رہا...... غالباً پیر کے روز کی مجلس میں خاص احباب جمع تھے تو لیٹے لیٹے حضرت والا کی زبان مبارک سے ملفوظات کا سلسلہ جاری تھا...... دوران گفتگو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے...... کہ انہیں احباب کو جنت میں بھی اکٹھا کر دے۔

اس کے بعد منگل کے روز سے بیٹھک میں آنا بند ہو گیا...... کیونکہ اب اٹھنے بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی...... اور سانس کی تکلیف شروع ہو چکی تھی...... غذا بند ہو گئی بار بار پانی مانگتے تھے یا تھوڑی بہت یخنی...... اب بلڈ پریشر بالکل گر گیا تھا...... اس کو معمول پر لانے کے لئے دو انجکشن لگائے گئے۔

بدھ کے روز ڈاکٹر صاحب نے بتایا...... کہ بلڈ پریشر کافی معمول پر آ گیا ہے...... انجکشن لگانے کی ضرورت نہیں...... لیکن حالت تشویش ناک نظر آتی تھی...... کیونکہ سانس اکھڑ چکا تھا...... اور زیادہ تر غشی کی کیفیت رہنے لگی۔

عصر کے بعد کافی متعلقین بے تابی کے عالم میں دروازے پر جمع ہو گئے...... کہ ایک نظر دیکھ لینے دو۔۔۔۔ کچھ لوگ جب اندر داخل ہوئے...... تو حضرت والا کی آنکھ کھل گئی ...... تو احقر سے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کون ہیں۔

میری نظر پھٹ رہی ہے...... مجھ سے پہچانا نہیں جاتا...... میں نے ایک دو صاحب کے نام بتائے...... تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ سب کے نام بتاؤ...... جب تک سب کے نام نہ معلوم کر لئے چین نہیں آیا۔

سبحان اللہ آنے والوں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا۔

وفات سے دو روز قبل یہ دعا فرما رہے تھے...... کہ اے اللہ جس طرح آپ نے مجھے دنیا میں عزت اور آرام سے رکھا ہے...... اسی طرح اب مجھے آرام سے اٹھا لے...... آخری ایام میں ایک دفعہ یہ بھی ارشاد فرمایا...... کہ اب تو دنیا سے جانے کو جی چاہتا ہے...... آخر کب تک جئیں گے۔۔۔۔ یہ بھی کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ...... یہ چھیاسی سالہ بوڑھی مشین آخر کب تک چلے گی...... حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا فرماتی ہیں...... کہ وفات سے تین روز قبل فرمایا کہ اب میرا وقت قریب آچکا ہے...... اب میں نے چلے جانا ہے...... پیرانی صاحبہ فرماتی ہیں...... کہ میں نے عرض کیا آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں...... کیا آپ کو خواب آیا ہے؟...... اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔

بدھ کے روز شام کو حضرت کے خاص عقیدت مند...... ڈاکٹر ملک محمد عبدہٗ صاحب ڈاکٹر فاروق نذیر صاحب ہارٹ سپیشلسٹ کو لائے۔۔۔۔ ڈاکٹر صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ...... مجھے معلوم ہوتا ہے کہ گردوں میں یا پھیپھڑوں میں کوئی نقص ہے...... اس لئے خون وغیرہ ٹیسٹ کرائے جائیں۔

شام کو ہی خون ٹیسٹ کے لئے دیدیا گیا۔۔۔۔ صبح بارہ بجے کے قریب رپورٹ ملی کہ خون کافی گاڑھا ہو گیا ہے...... جس کی وجہ سے دوران خون ٹھیک نہیں رہا...... ڈاکٹر صاحب نے مشورہ دیا کہ ایسی حالت میں ہسپتال داخل کر دینا چاہئے...... اس کے بعد تقریباً ایک بجے ڈاکٹر صاحب ہسپتال کے اس وارڈ کے بڑے ڈاکٹر کو گھر لائے...... جس کے وارڈ

میں داخل کرنا تھا۔۔۔۔۔ڈاکٹر صاحب نے چیک کیا اور کہا کہ......میرا مشورہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر خون وغیرہ ٹیسٹ کرایا جائے......اور چھاتی کا ایکسرے کرایا جائے۔

فوری طور پر احقر ہسپتال سے ایک لیبارٹری والے کو لے آیا......اور اس نے جب خون لینا چاہا......تو خون اس قدر گاڑھا ہو چکا تھا کہ......نکلنا مشکل ہو رہا تھا......کافی سعی کے بعد کچھ نکلا۔۔۔۔۔اس کے بعد احقر ظہر کی نماز کے لئے چلا گیا۔

نماز ظہر کے بعد محترم جناب حاجی انوار الٰہی صاحب (جو کہ حضرت کے محبوب ترین خدام میں سے ہیں......جن کے متعلق حضرت بے ساختہ جذبات کا اظہار فرمایا کرتے تھے) کے صاحبزادے جناب ذیشان الٰہی صاحب اپنی کار لے آئے کہ حضرت والا کو ایکسرے کے لئے لے جائیں۔

حضرت پر غشی طاری تھی چل کر کار تک تو آ نہیں سکتے تھے......اس لئے حضرت کے چھوٹے صاحبزادہ جناب محمد ظریف صاحب اور ان کی اہلیہ جن کو قریب رہنے کی وجہ سے ماشاءاللہ خوب خدمت کا موقع ملا......اس سے بڑھ کر ان کے لئے کیا سعادت ہو سکتی ہے۔

بہرحال چھوٹے صاحبزادہ صاحب اپنے کندھے پر اٹھا کر لے آئے......اور کار کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا......احقر نے سرہانے کی طرف بیٹھ کر حضرت والا کا سر مبارک اپنی گود میں لے لیا......اور ایک پانی کا گلاس ساتھ لے لیا۔

اب تک تو حضرت خود پانی مانگ رہے تھے......اب مانگنا بند فرما دیا تھا......لیکن ہونٹ بار بار خشک ہو رہے تھے......اس لئے احقر بار بار پانی ڈالتا رہا......جب ہم نشتر ہسپتال کے باہر شہاب کلینک پر پہنچے......تو احقر نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت مجھے پہچانتے ہیں......تو حضرت نے زبان سے تو کچھ نہیں فرمایا......سر مبارک کو معمولی سی حرکت دی کہ ہاں پہچانتا ہوں۔

اب حالت میں کافی تغیر محسوس ہو رہا تھا۔

محمد ظریف صاحب اور ذیشان الٰہی صاحب ایمبولینس کا سٹریچر لے آئے......جس میں لٹا کر کلینک کے اندر ایکسرے کے لئے لے جایا گیا......اور کافی مشکل سے ایکسرے

ہوا......اس کے بعد ایمبولینس میں گھر لے آئے۔

دوپہر کے تین بج چکے تھے......اب گھر میں آنے کے بعد بھی ویسی ہی غشی طاری تھی۔ اس حالت میں بھی حضرت والا نے ہاتھ اٹھائے کہ مجھے تیمّم کے لئے پتھر دو......پتھر دیا گیا......لیکن ابھی تیمّم کرنے نہ پائے تھے......کہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

اس کے بعد حضرت نے ظہر کی نماز کے لئے ہاتھ باندھ دیئے۔

گویا کہ حضرت کا آخری فعل نماز تھا......ماشاء اللہ آخر تک نمازیں ادا فرماتے رہے......گو آخری دو دنوں میں غشی کی حالت میں پڑھتے رہے......جس کی وجہ سے پوری نہ ہوتی تھیں......وفات کے فوری بعد دو دنوں کی نمازوں کا فدیہ دے دیا گیا۔

اتباع سنت کی فکر کا یہ عالم تھا......کہ محمد ظریف صاحب بتاتے ہیں......وفات سے دو اڑھائی گھنٹے پہلے کرتہ بدلنے کے لئے اتارا گیا......جب پہنانے لگے......تو جلدی میں بایاں پہلو پہلے پہنانے لگے۔

حضرت اقدس نے پیچھے کھینچ لیا......کہ پہلے دایاں پہناؤ۔

سبحان اللہ! اتباع سنت رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی تھی......بلکہ طبیعت ثانیہ بن چکی تھی......اے اللہ ہم خدام کو بھی یہ نعمت نصیب فرما (آمین)۔۔۔۔اس کے بعد احقر نے حضرت والا سے دو تین بار پوچھا کہ......حضرت کیا تکلیف زیادہ محسوس ہو رہی ہے......لیکن کوئی جواب نہ ملا۔۔۔۔سانس بہت تیزی سے جاری تھا......احقر نے کئی بار مشاہدہ کیا کہ......ہر سانس میں اللہ اللہ کی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔۔۔۔۔بہر حال احقر سوا تین بجے سہ پہر تک قریب رہا۔۔۔ساتھ والے کمرے میں حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا اور مستورات جمع تھیں......احقر ان سے یہ کہہ کر گھر آ گیا کہ......آپ سب حضرت کے قریب آ جائیں......میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔۔۔۔میرے جانے کے بعد حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا اور گھر کی مستورات سب قریب آ گئیں۔

حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا فرماتی ہیں کہ......ہم جب قریب آئے......تو آنکھیں پتھرا چکی تھیں......بہت تیزی سے سانس جاری تھا......آب زم زم پلایا......دو دفعہ خلاف

معمول زور سے آنکھیں کھولیں ...... اور ہمیشہ کے لئے بند فرمالیں ...... میں ابھی گھر میں تھا ...... کہ محترم ڈاکٹر ملک محمد عبدہ صاحب نے گھر پر یہ اطلاع دی ...... کہ ہم سب یتیم ہو گئے ......(اناللّٰہ وانا الیہ راجعون)

تقریباً پونے چار بجے حضرت اس دار فانی سے پردہ فرما گئے۔۔۔۔بس کیا تھا ...... دنیا تاریک ہوگئی ...... دل ودماغ پر سکتہ چھا گیا۔۔۔۔چھوٹے صاحبزادے کی پریشانی کا عجیب عالم تھا ...... دل کو سنبھالنا مشکل ہو چکا تھا۔

عصر کے بعد احقر اپنے ساتھ ید اللہ شیخ صاحب (جوکہ حضرت کے ہمسائے ہیں ...... اور بہت عقیدت ومحبت رکھنے والے ہیں) کو لے کر قریب کے قدیمی قبرستان (حسن پروانہ) میں لحد مبارک کے انتخاب کے لئے ...... شیخ صاحب موصوف کے والدین کی قبروں کے ساتھ ایک جگہ کا انتخاب بلا اختلاف رائے ہوا ...... اور اسی جگہ حضرت اقدسؒ زیر لحد آرام فرما ہیں ...... اور واقعی وہ ہر لحاظ سے ایسا اچھا موقع ہے ...... کہ جس نے دیکھا بہت پسند کیا ...... چوک نواں شہر سے چند قدم پر مشرق کو جاتے ہوئے ...... داہنی طرف ایک گلی قبرستان کو نکلتی ہے ...... گلی کے ختم ہوتے ہی قبرستان شروع ہو جاتا ہے۔۔۔۔سامنے ہی حضرت اقدس کی مرقد مبارک کا کتبہ نظر آتا ہے۔

مغرب کے وقت لاہور سے حضرت کی صاحبزادی ...... اور دوسرے بچے اور حضرت والا کے مجاز بیعت مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب ...... اور مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہم ہوائی جہاز سے تشریف لائے۔۔۔۔نماز مغرب کے فوری بعد غسل دیا گیا ...... جس میں کافی حضرات نے شرکت کی ...... وہ بھی عجیب منظر تھا ...... کوئی پانی ڈال رہا تھا ...... کوئی صابن لگا رہا تھا ...... کوئی پاؤں دھو رہا تھا ...... پروانوں کی طرح اردگرد متعلقین جمع تھے ...... عشاء کے قریب غسل سے فارغ ہوئے۔

احقر نے حضرت کی وصیت کے مطابق ...... حضرت تھانوی کا ایک خط جلا کر اس کی راکھ کو حضرت تھانوی کے ایک رومال کے حصہ میں باندھ کر ...... حضرت والا کی گردن مبارک کے نیچے رکھ دیا ...... عشاء کے بعد آخری دیدار کے لئے لوگوں کا جم غفیر تھا۔

حضرت کی وصیت کے مطابق ...... (کہ تدفین میں جلدی کی جائے) باہمی مشورہ سے گھر سے جنازہ اٹھانے کا وقت رات کے گیارہ بجے مقرر کیا گیا ...... (ماشاء اللہ ٹھیک گیارہ بجے جنازہ گھر سے اٹھالیا گیا) جس وقت گھر سے باہر نکلا ...... اس وقت گھر میں ایک کہرام برپا تھا ...... جب جنازہ گھر سے باہر لایا گیا ...... تو اس وقت مجمع کا اندازہ ہوا ...... نہ لاؤڈ سپیکروں پر اعلان ہوا ...... نہ کوئی ریڈیو کی اطلاع ...... لیکن لوگوں کا سیلاب حیران کن تھا ...... کہ کس طرح اور اتنی جلدی ان کو کیسے اطلاع ہوگئی۔

بہر حال اس مجمع کو دیکھ کر اس چیز کا خیال آیا ...... کہ جنازہ کی چارپائی کے ساتھ بانس باندھے جائیں ...... اس لئے باہر سڑک پر جنازہ رکھ دیا گیا ...... تھوڑی دیر میں بانس آگئے ...... اور پھر جنازہ اٹھایا گیا ...... تقریباً رات کے بارہ بجے ...... جنازہ علامہ اقبال پارک (چوک نواں شہر) پہنچا ...... یہاں بھی کافی لوگ جنازہ کے منتظر تھے۔

احقر نے نماز جنازہ پڑھائی ...... اس کے بعد قریب حسن پروانہ کے عام قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لے جایا گیا ...... قبر میں تین آدمیوں نے اتارا ایک تو احقر تھا ...... دوسرے حضرت کے محبوب معالج ...... ڈاکٹر ملک محمد عبدہ صاحب تیسرے حضرت سے ایک محبت رکھنے والے حاجی عبدالوحید صاحب تھے ...... اتارنے کے بعد پھر احقر خود قبر میں اترا اور حضرت کی وصیت اور سنت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ حضرت کو لٹایا ...... قبر میں عجیب سکون تھا ...... آخر کیوں نہ ہوتا۔

چہرہ انور کا آخری دیدار کیا ...... اور بوسہ دینے کی سعادت حاصل کرنے کے بعد باہر آ گیا۔

تدفین میں بھی کثرت سے لوگوں نے شرکت کی ...... تقریباً رات ایک بجے تدفین سے فراغت ہوئی۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

وصیت

۱- میں اپنے احباب سے استدعا کرتا ہوں...... کہ میرے سب معاصی صغیرہ وکبیرہ عمداً وخطاً کے لئے مجموعی طور پر استغفار فرمادیں...... اور جو میرے اندر عادات بد اور اخلاق ذمیمہ ورزیلہ ہیں...... ان کے ازالہ کی دعا فرماویں۔

۲- میرے اخلاق سیئہ کے باعث...... بہت بندگان خدا کو حاضرانہ وغائبانہ میری زبان اور ہاتھ سے تکالیف وایذا پہنچی ہیں...... خصوصاً اسکول کے زمانہ تعلیم میں سینکڑوں طلباء کو میں نے جسمانی سزائیں دیں...... جو حضرات مجھ سے دینی تعلق رکھتے ہیں...... ان کو بھی زبانی طور پر سختی سے متنبہ کرنے کی نوبت آئی...... سخت گیری اور مواخذے بھی کرتا رہا ...... علاوہ ازیں بعضوں کی غیبتیں بھی ہوئیں۔۔۔۔۔ ایسے مواقع پر ضرورت سے زیادہ شدت یا نفس کی آمیزش کا احتمال ہے...... میں نہایت عاجزی سے چھوٹے بڑوں سے با ادب استدعا کرتا ہوں ...... کہ للہ دل سے معاف فرما دیویں...... اللہ تعالیٰ ان کی بھی تقصیرات سے درگزر فرماویں گے...... اور ان کے درجات بھی بلند ہوں گے...... میں بھی ان کے لئے دعاء کرتا ہوں...... کہ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں عفو وعافیت عطا فرماویں...... معذرت کرنے والے کی تقصیر سے درگزر کرنے والے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

۳- میرے حق میں جو دوسروں سے کوتاہیاں ہوگئی ہیں...... میں بطیب خاطر گزشتہ اور آئندہ کے لئے محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے...... اور اپنی معافی کی توقع پر سب کو معاف کرتا ہوں۔

۴- خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس وقت میرے ذمہ کسی کا قرض نہیں...... اور حق تعالیٰ شانہ کا جو معاملہ فضل اس ناکارہ خلائق کے ساتھ ہے...... اس سے امید ہے کہ ان شاء

اللہ آئندہ بھی اس سے محفوظ رہوں گا...... اگر اتفاق ایسا ہو یا کسی کی امانت میرے پاس ہوئی ...... یادداشت زبانی یا تحریری کردی جائے گی۔

۵- اہلیہ (مکان مسکونہ نمبر ۰۹ے نواں شہر ملتان...... اہلیہ نے مجھے خود ۱۵ مئی ۱۹۸۲ء کو دوبارہ ہبہ کردیا...... پس اور اس میں جتنی چیزیں پیوست ہیں...... مثلاً برقی پنکھا نلکہ وغیرہ وہ بھی سب مجھے ہبہ کردی ہیں...... پس وصیت نمبر ۵ میں (مکان مسکونہ سے لے کر یہ سب مکان ہی کا حصہ ہیں) اتنی عبارت خلاف سمجھی جائے...... اور سرکاری کاغذات میں پہلے ہی مکان میرے نام ہے اب یہ مکان میری موت پر ورثاء میں تقسیم ہوگا...... محمد شریف عفی عنہ، ۱۵ مئی ۱۹۸۲ء۔) کا مہر میں ادا کرچکا ہوں...... مکان مسکونہ ۰۹ے نواں شہر ملتان میں اہلیہ کو ہبہ کرچکا ہوں...... اس میں جتنی چیزیں پیوست (گڑی ہوئی) ہیں...... مثلاً برقی پنکھے نلکہ وغیرہ دیگر اشیاء یہ سب مکان ہی کا حصہ ہیں...... دوسری چیزیں اکثر میری ملک ہیں...... ان میں جو چیز اہلیہ اپنی ملک بتائے...... اس کا قول قابل قبول وتصدیق ہے۔

۶- میں اپنے احباب کو وصیت کرتا ہوں...... کہ حتی الامکان دنیا ومافیہا سے دل نہ لگائیں...... اور کسی وقت فکر آخرت سے غافل نہ ہوں...... ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر اسی وقت پیغام اجل اجائے...... تو جانا ناگوار نہ ہو...... ہر وقت یہ سمجھیں ''شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بوذ''

اصلاح نفس کی فکر رکھیں...... نفس کو کبھی ڈھیل نہ دیں...... صحبت اہل اللہ کا التزام رکھیں...... مسائل کے لئے ہمیشہ بہشتی زیور مطالعہ میں رکھیں...... مرشد تھانوی علیہ الرحمتہ کے مواعظ کے مطالعہ کی پابندی رکھیں...... حسن خاتمہ کو تمام نعمتوں سے افضل واکمل اعتقاد رکھیں...... اور الحاح وتضرع سے اس کی دعائیں کرتے رہیں...... ایمان حاصل پر شکر خدا بجا لاتے رہیں...... خود اپنے لئے بھی دعاء کی درخواست والتجا کرتا ہوں...... کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی خاتمہ ایمان پر فرماویں۔

۷- میری رقم کا چوتھائی حصہ...... بہ نیت حقوق العباد وفدیہ وزکوۃ فقراء ومساکین کو دے دیئے جائیں...... کہ شاید کچھ ذمہ باقی ہوں۔

۸- میرے ایصال ثواب کے لئے کبھی جمع نہ ہوں...... نہ اہتمام سے نہ بلا اہتمام ...... ہر شخص منفرداً خود جس کا دل چاہے دعائے...... وصدقہ اور عبادت نافلہ سے نفع پہنچائے ...... کم از کم تین بار سورہ اخلاص ہی بخش دیا کریں...... ان شاء اللہ یہ عمل خود ان کے حق میں بھی بہت نافع ہوگا۔

۹- جس شہر یا گاؤں میں میرا انتقال ہو...... مجھے وہیں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے...... کسی دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے اور نہ ہی میرے لئے عام قبرستان سے الگ کوئی جگہ منتخب کی جائے...... اگر ملتان میں انتقال ہو تو ہماری مسجد کے ساتھ...... جو قبور کے لئے جگہ ہے...... وہاں دفن نہ کیا جائے۔

۱۰- میرے جنازہ میں شرکت کے لئے...... کسی رشتہ دار یا کسی بزرگ کا انتظار نہ کیا جائے...... اور نہ لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرایا جائے...... وقت پر جتنے افراد موجود ہوں...... نماز جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں...... بے تکلف مخلص احباب جو فوراً پہنچ سکیں...... ان کو اطلاع کا مضائقہ نہیں۔

۱۱- مجھے قبر میں سنت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹایا جائے...... میت کو سیدھا لٹا کر صرف چہرے کا رخ قبلہ کی طرف کر دینے کا...... دستور غلط اور خلاف سنت ہے۔

۱۲- میت کو غسل دیتے وقت جو کپڑا ناف سے زانو تک ڈالا جاتا ہے...... وہ تر ہونے کے بعد جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے...... جس سے جسم کی رنگت اور حجم نظر آنے لگتا ہے...... از راہ کرم مجھے غسل دیتے وقت ناف سے زانو تک کے حصہ پر کسی چادر کو دونوں طرف سے دو آدمی پکڑ کر ذرا اونچا کھینچ کر رکھیں...... اس بات کا خاص اہتمام کیا جائے...... عنایت ہوگی...... نہ تعزیتی جلسہ کیا جائے۔

۱۳- آخر میں ناظرین کرام سے اس دعاء کی درخواست کرتا ہوں...... کہ اللہ تعالیٰ سفر آخرت سے قبل تمام حقوق اور میرے مظالم سے سبکدوش فرما دے...... اور آخرت میں ہر طرح کے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔

۱۴- گھر میں حضرت والا نور اللہ مرقدہ کا عطاء فرمودہ ایک رومال ہے...... اس کا نصف میرے کفن میں رکھ دیا جائے...... باقی نصف اہلیہ کے کفن میں رکھنے کے لئے محفوظ رکھ لیا ہے...... حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط جو علیحدہ کر کے رکھ لیا گیا ہے...... اس کو جلا کر اس کی راکھ حضرت والا کے رومال میں باندھ کر میرے کفن میں رکھ دی جائے۔

۱۵- مرض الوفات میں اگر کوئی نماز رہ جائے...... اس کا فدیہ بھی اہتمام سے ادا کر دیا جائے...... ویسے اللہ کی ذات عالی سے امید ہے...... کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تا دم آخر نمازیں ادا کرنے کی توفیق وہمت عطا فرماویں گے...... آخر میں اپنے تمام اعزہ، احباب اور متعلقین سے درخواست ہے...... کہ وہ احقر کو حتی الامکان دعاؤں میں یاد رکھیں۔۔۔۔

جزاهم الله تعالىٰ خير الجزاء

احقر محمد شریف عفی عنہ مکان: ۹۰۷ نواں شہر۔ ملتان

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ

فہرست خلفائے مجازین

۱-مستری محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ......مکان نمبر ۳۲۴......بوہڑ والی گلی نواں شہر ملتان۔

۲-حاجی محمد فاروق صاحب رحمہ اللہ......بیت الاشرف......باغ حیات......سکھر

۳-ڈاکٹر احسان الحق صاحب قریشی رحمہ اللہ......کوٹھی نمبر ا گاف روڈ لاہور۔

۴-پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال جاوید صاحب رحمہ اللہ......اسٹیل ٹاؤن......بن قاسم......کراچی نمبر ۴۹

۵-ڈاکٹر محمد عبدالواحد السید المحترم......ص ب......۴۲۸۷۱۱الریاض ۱۱۴۸۴......سعودی عرب

۶-سید نادر شاہ صاحب...... بستی دائرہ......ملتان

۷-حاجی عبدالرزاق شہید رحمہ اللہ......جامعہ اشرفیہ......نیلا گنبد......لاہور

۸-مولانا مفتی محمود اشرف صاحب عثمانی......استاد حدیث دارالعلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴

۹- ماسٹر عبدالرب صاحب...... ۱۲۵ ملا سٹریٹ...... پرنام بٹ ۶۳۵۸۱۰ نارتھ ارکوٹ، ڈسٹرکٹ......تمیل ناڈو......ساؤتھ انڈیا۔

۱۰- ماسٹر محمد اقبال صاحب قریشی......ادارہ تالیفات اشرفیہ...... متصل ڈاک خانہ ہارون آباد ضلع بہاول نگر۔

۱۱- حافظ محمد اسحاق صاحب......ادارہ تالیفات اشرفیہ......چوک فوارہ، ملتان

۱۲-مولانا محمد محترم فہیم عثمانی صاحب رحمہ اللہ...... مسجد مقدس......دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور۔

۱۳-مولانا منظور احمد صاحب......استاد حدیث جامعہ خیر المدارس......ملتان

۱۴-جناب سید قمر الدین احمد شاہ صاحب......ناظم جائیداد جامعہ خیر المدارس......ملتان

۱۵-جناب صوفی بشیر محمد صاحب رحمہ اللہ......اونچی گلی نزدیک کچہری چوک ملتان

۱۶-ماسٹر محمد گلزار صاحب رحمہ اللہ......(مجاز صحبت) بیت الاشرف...... باغ حیات سکھر۔

یادگار باتیں

عارف باللہ

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

حضرت عارفی رحمہ اللہ کا
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے
قلم سے مختصر تعارف

اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو اس دنیا میں اپنی رحمت کا مظہر بنایا تھا...... وہ رحمت ورافت اور شفقت کا پیکر مجسم تھے...... جس کسی کا آپ سے تعلق ہوا...... خواہ مختصر وقت ہی کیلئے کیوں نہ ہو...... وہ آپ کے اس وصف جمیل کا گہرا نقش لئے بغیر نہ رہ سکا...... آپ اپنے سے ادنیٰ تعلق رکھنے والوں کی نجی زندگی کی تفصیلات تک اس قدر دخیل تھے کہ...... آج ان میں سے ہر شخص یہ محسوس کرر ہا ہے کہ...... دنیا میں اس کی سب سے گرانقدر پونجی لٹ گئی...... یہ عزیز ترین متاع گم ہوگئی...... اور زندگی کا محبوب ترین سہارا ٹوٹ گیا۔

حضرت والا کے ضعف ونقاہت کا سلسلہ تو عرصے سے چل رہا تھا...... لیکن شدید ضعف کے باوجود آپ نے اپنے معمولات زندگی کبھی نہیں چھوڑے...... اسی طرح آخر شب میں بیدار ہونا...... اسی طرح نوافل واوراد کا اہتمام...... اسی طرح آٹھ بجے گھر سے نکل جانا...... اور ایک بجے دوپہر تک مطب میں اس طرح مشغول رہنا کہ بیچ میں پل بھر کی مہلت نہ تھی...... اسی طرح ڈاک کے انبار کا جواب...... اسی طرح احباب کے سامنے دینی افادات کا سلسلہ...... اسی طرح ایک ایک فرد کے ساتھ حق محبت کی ادائیگی کا اہتمام...... غرض اس ضعف ونقاہت کے عالم میں ...... ان تمام گرانبار ذمہ داریوں کا پورا پورا حق ادا کرنا ایک ایسی محیر العقول بات تھی ...... جسے حضرت والا کی قوت ایمانی کی کرامت کے سوا کسی اور نام سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

اسی ضعف کے عالم میں اتوار ۱۱ رجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء کو فجر کے بعد معمولی بدہضمی کی بنا پر درد شکم کی شکایت شروع ہوئی...... اتفاق سے اسی دن دارالعلوم میں ختم

بخاری شریف کی تقریب تھی...... اور حضرت نے یہاں تشریف آوری کا وعدہ فرمالیا تھا...... خدام نے بھی عرض کیا کہ طبیعت چونکہ ٹھیک نہیں ہے...... اس لئے دارالعلوم تشریف لے جانا ملتوی فرمادیا...... لیکن فرمایا کہ الحمدللہ ابھی ہمت ہے...... اور ختم بخاری شریف کی بابرکت مجلس میں شرکت کا معاملہ ہے...... اس لئے میں ضرور جاؤں گا...... اللہ اکبر! اس ضعف اور علالت میں بھی سعادتوں کے حصول کی...... یہ فکر اور دارالعلوم کے ساتھ تعلق کا یہ عالم تھا۔

دارالعلوم تشریف لائے...... لیکن یہاں پہنچ کر بھی تکلیف جاری رہی...... یہاں تک کہ تکلیف ہی کی بنا پر وقت مقررہ سے پہلے تشریف لے جانے کا فیصلہ فرمالیا...... اور مکان پر تشریف لے گئے...... مکان پر پہنچنے کے بعد بھی تکلیف بڑھتی چلی گئی...... متعدد معالجوں کا علاج ہوا...... لیکن درد شکم کو افاقہ ہوا تو پیشاب میں رکاوٹ کی تکلیف ہوگئی...... منگل کے دن پتہ چلا کہ بلڈ پریشر بہت گر گیا ہے...... اور بلڈ یوریا میں بہت اضافہ ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کو اس آخری دور میں اپنے شیخ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کے علوم وفیوض کی تشریح وتوضیح...... اور ان کی نشر واشاعت کیلئے گویا چن لیا تھا...... خاص طور پر اپنی زندگی کے آخری سالوں میں حضرت پر افادہ خلق کا ایک جذبہ بیتاب طاری تھا...... ان کی ہر وقت کی دھن یہ تھی کہ جو کچھ میں نے اپنے شیخ سے حاصل کیا ہے...... اسے جلد از جلد اپنے ہر مخاطب کی طرف منتقل کردوں...... چنانچہ حضرت کے یہ افادات کسی باقاعدہ مجلس کے پابند نہیں تھے...... بلکہ ان کی حالت یہ تھی کہ ؎ میں جہاں بیٹھ لوں، وہیں میخانہ بنے

چنانچہ اٹھتے بیٹھتے...... چلتے پھرتے ان کی زبان مبارک پر ایک ہی ذکر تھا...... اور وہ تھا...... اتباع سنت کی دعوت وتبلیغ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے اعمال کی تربیت اور اپنے شیخ کے مزاج ومذاق کی تعلیم...... چنانچہ آپ جہاں بیٹھ جاتے...... خواہ وہ گھر ہو یا مطب...... یا کوئی اور جگہ دعوت وتبلیغ کا یہ سلسلہ شروع ہوجاتا تھا...... اور اس جذبہ بیتاب کا لازمی اثر یہ تھا کہ...... سننے والا اگر چند لمحہ بھی آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوسکا ہے...... تو وہ اپنی زندگی کیلئے کچھ نہ کچھ لیکر اٹھتا تھا۔

حضرت والا کی اس تبلیغ ودعوت اور تعلیم وتربیت سے سینکڑوں زندگیوں میں انقلاب آیا......اور نہ جانے کتنے لوگوں کی کایا پلٹ گئی۔

آپ نے وکالت کے پیشے کو چھوڑ کر ہومیو پیتھک طریقہ علاج کا مشغلہ اختیار فرمایا تھا ......اور آخر وقت تک اس مشغلے کو ترک نہیں فرمایا......مطب میں لوگوں کے رجوع کا عالم یہ تھا کہ......جس وقت حضرت مطب میں تشریف فرما ہوتے......اس وقت بعض مرتبہ کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہ ہوتی تھی......لیکن اس مشغولیت کے عالم میں بھی دعوت وتبلیغ کا کام چھوٹتا نہیں تھا......اور اس مطب میں جسمانی امراض کے ساتھ ساتھ روحانی امراض کا علاج بھی جاری رہتا تھا...... نہ جانے کتنے لوگ ہیں ......جو حضرت کے پاس اپنے جسمانی امراض کے علاج کیلئے آئے......آتے وقت نہ دین کی کوئی فکر تھی......نہ کسی دینی بات سے دلچسپی......لیکن یہاں سے دین کی فکر لیکر لوٹے جسم کے ساتھ ساتھ اپنی روح کی دوائیں لیکر گئے......اور رفتہ رفتہ اللہ نے ان کی کایا پلٹ دی۔

زبانی وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ حضرت کے یہاں تصنیف کا سلسلہ بھی جاری تھا ......اور آپ نے ہزارہا صفحات پر مشتمل اپنی ایسی تالیفات کا گرانقدر ذخیرہ چھوڑا ہے...... جو اپنے اسلوب کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے......اور طالبان حق کیلئے ان شاء اللہ رہتی دنیا تک مشعل راہ بنے گا......''اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''......''مآثر حکیم الامت'' ......''بصائر حکیم الامت''......''معارف حکیم الامت''......''اصلاح المسلمین''......اور ''معمولات یومیہ''......میں سے ہر کتاب ہم سب کیلئے ایک گرانقدر سرمایہ اور علوم ومعارف کا انمول خزانہ ہے......جس کے ذریعے ان شاء اللہ حضرت والا کا فیض ہمیشہ جاری رہے گا......علیہ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً۔(نقوش رفتگاں)

مشکل کو آسان کرنے کا گُر

میں نے ......دو گر ایسے سیکھے ہیں ......کہ ان سے مجھے زندگی کی تمام مشکلات میں آسانی ملی ہے......ایک ''ہمت'' ......اور دوسرے ''پابندی اوقات'' ......ان دو چیزوں سے مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں...... میں نے زندگی کے ہر مرحلے میں ان سے کام لیا ہے۔

وقت

وقت کو اپنا تابع کرلو......تو وقت تمہارا تابع ہو جائے گا......اور کاموں میں برکت ہو جائے گی......ارادہ اور ہمت سے بڑے بڑے کام ہو جاتے ہیں۔

نظام الاوقات

نظام الاوقات بنانے......اور اس کی پابندی کرنے کی برکت یہ ہے......کہ ذرا سے وقت میں بہت سے کام ہو جاتے ہیں۔

پابندی وقت

وقت پر کام کرنے کی عادت ڈال لو......پھر وقت خود کام کرا لیتا ہے۔

سرمایہ زندگی

وقت بڑا گرانقدر سرمایہ زندگی ہے......اگر وقت پر کام کرنے کی عادت پڑ گئی ......اور

اس پر مداومت حاصل کر لی...... تو پھر وقت تمہارا خادم بن جائے گا۔

نظم اوقات

زندگی میں...... تنظیم الاوقات بڑی چیز ہے...... دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ گزرے ہیں...... ان کی زندگی کے حالات اُٹھا کر دیکھو...... تو یہی پتہ چلتا ہے...... کہ ان کی زندگی میں نظام الاوقات کی بڑی اہمیت رہی ہے۔

قیمتی سرمایہ

وقت زندگی کا بڑا سرمایہ ہے...... اس لیے اس کی بڑی قدر کرنی چاہیے...... اس کے لیے ضروری ہے...... کہ صبح و شام تک کی زندگی میں جس قدر مشاغل ہیں...... ان کے لیے نظام الاوقات مرتب کیا جائے...... تا کہ ہر کام مناسب وقت پر آسانی سے ہو جائے۔

مختصر معمولات

کچھ وقت بلکہ سب سے بہتر وقت...... نماز فجر کے بعد ذکر اللہ کے لیے...... اوراد و وظائف' تلاوت کلام پاک...... ماثورہ دعاؤں کے لیے مقرر کرنا چاہیے...... یہ معمولات اس قدر مختصر ہونے چاہئیں...... کہ ان پر بلا تکلف دوام ہو سکے۔

اہل وعیال سے حسن سلوک

اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی نیت سے...... کچھ وقت اپنے گھر کے اندر اپنے اہل و عیال کے ساتھ صرف کرنا چاہیے...... اس سے ان کو تقویت اور انشراح رہتا ہے...... اور خود اپنی زندگی میں بھی ان کے ساتھ...... اُنس ومحبت پیدا ہونے سے نشاط خاطر رہتا ہے...... فاور بہت سے امور خانہ داری...... اور حسن انتظام میں مدد ملتی ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ شفقت ومحبت...... اور حسن سلوک کے لیے...... خاص طور پر بہت تاکید فرمائی ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

دنیا اور آخرت کا کوئی کام ہو...... اس کو اس اُمید پر منحصر کرنا...... کہ کسی فرصت کے وقت اطمینان

سے کرلیا جائے گا...... ایک ایسا فریب ہے...... جو اکثر بڑے نقصان وخسران کا باعث ہوتا ہے۔

جو وقت بھی سکون سے گزرے نہ ہے نصیب کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

(عارفی)

ہمت

ہمت بہت بڑی چیز ہے...... اس سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں ...... اور عمل آسان ہو جاتا ہے۔

رحمت خداوندی پر نظر

ہائے ہائے مت کرو...... یہ نہ کہو کہ...... ''کچھ بن نہیں پڑتا...... ہم کیا کریں کیسے کریں؟...... کہاں تک کریں؟''...... حق تعالیٰ کی وسعت رحمت پر نظر رکھو...... سب کچھ بن پڑے گا...... سب ٹھیک ہو جائے گا...... اپنے ضعف و ناتوانی کو نہ دیکھو ورنہ کچھ بھی نہ کرسکو گے...... حق تعالیٰ پر نظر رکھو سب کچھ کرسکو گے...... ان کو راضی رکھنے کی فکر کرتے رہو...... ان شاء اللہ کامیاب ہو جاؤ گے۔

ہمت کی قدر

ہمت کا سرمایہ کسی کے پاس موجود ہے...... تو اس کا جائز استعمال ہونا چاہیے' ناجائز استعمال نہ ہونا چاہیے...... ہمت اچھی چیز ہے...... مگر جب حدود کے اندر ہو۔

''ہمت مرداں مدد خدا''...... یہ تو صحیح ہے مگر جہاں ہمت کا مصرف صحیح ہو...... وہاں ہمت کرو لیکن ہمت کرنے سے...... اگر اپنے نفس پر ظلم ہو رہا ہو...... تو اپنے نفس پر ظلم کر کے ہمت کرنا جائز نہیں۔

دعا کا ایک ادب

جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہو...... تو پہلے اپنے اللہ سے مانگیں...... پھر اس شخص سے کہیں...... جس سے وہ مل سکتی ہے۔

ایک مفید وظیفہ

ہر کام سے پہلے...... ''ایاک نعبد و ایاک نستعین''...... کہنے کی عادت ڈالو بلکہ ہر وقت دل ہی دل میں یہ رٹ لگاؤ...... کہ ''یا اللہ! اب کیا کروں؟...... پھر دیکھو کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔''

رجوع الی اللہ کا طریقہ

اگر گھر سے باہر جانا ہے...... تو پہلے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلو...... کہ اے اللہ! میں باہر جا رہا ہوں...... میری آمد و رفت کو عافیت و سلامتی اور خیر و برکت کے ساتھ پورا فرما دیجئے...... کھانا کھانا ہے...... پانی پینا ہے یا اور کوئی کام کرنا ہے...... تو اللہ تعالیٰ سے دل ہی دل میں مناجات کرلو۔ فرمایا کرتے تھے شروع میں قدرے الجھن ہوگی...... لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ عادت میں داخل ہو جائے گا...... اور بلا تکلف ہر ہر لحہ رجوع الی اللہ...... کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

کام سے مراقبہ

جب بھی کوئی کام کرنا ہو...... بڑا ہو یا چھوٹا...... آسان ہو یا مشکل...... علمی یا عملی...... دینی ہو یا دنیوی...... فوراً دل ہی دل میں اللہ کی طرف رجوع ہو جائیں...... اور عرض کریں...... یا اللہ! آپ میری مدد فرمائیے...... آسان فرما دیجئے...... پورا فرما دیجئے...... قبول فرمالیجئے...... پھر دیکھئے آپ کے کاموں میں کیسی آسانی اور سہولت پیدا ہوتی ہے۔

کتنی دعا کی جائے

جب دعا مانگتے مانگتے تھک جاؤ...... تو یوں عرض کرو...... کہ اب آپ بدون مانگے ہم کو سب دے دیجئے...... کیونکہ ہم تو تھک گئے ہیں...... اب مانگنے کی طاقت نہیں۔

ہر وقت کی دعا

فرمایا ہر دعا میں یہ دعا بھی کرنی چاہیے...... کہ اللہ تعالیٰ استقامت فی الدین...... واہتمام دین اور مقبول عمل کی توفیق مل جائے۔

ایصال ثواب میں ترغیب

میں جب دعائے مغفرت...... یا ایصال ثواب کرتا ہوں...... تو سب سے پہلے اپنے والدین کے لیے کرتا ہوں...... پھر اپنے آباؤ اجداد اور جدات و اُمہات کے لیے...... اس کے بعد اپنے اساتذہ اور مشائخ کے لیے...... پھر اپنے اہل و عیال...... اور دوسرے رشتہ داروں کے لیے، پھر اپنے خدام کے لیے کرتا ہوں...... اس کے بعد اپنے خدام سے فرمایا کہ تم بھی اسی طرح کیا کرو۔

پریشانی کے وقت کا وظیفہ

فرمایا کہ اگر کوئی سخت مرض یا پریشانی ہو...... تو پانچ سو مرتبہ یا ارحم الراحمین...... پڑھ کر دُعا کرنا چاہیے۔

مصائب سے بچاؤ کا وظیفہ

ایک صاحب نے کہا کہ...... حضرت ایک سخت بلا آنے والی ہے...... فرمایا کہ ۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... اور آیت الکرسی پڑھ کر...... یہ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی جان و مال کو اس سے بچالیں...... اور تمام عالم کے مسلمانوں کے گھروں کا حصار کرلو۔

ایک اور وظیفہ

ایک صاحب نے کہا کہ...... میرا تبادلہ بہت تکلیف دہ جگہ ہو رہا ہے......

تو فرمایا نماز کے بعد یہ دُعا پڑھیں۔

"رب ادخلنی مدخل صدقٍ و اَخرجنی مُخرج صدِقٍ واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً"

دعا کیسے کی جائے؟

اپنی ہر ضرورت میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو...... ان سے مانگو...... اور دل کھول کر ان سے عرض و معروض کرو...... لگ لپٹ کر مانگو...... بالکل اس طرح ضد کرو...... جیسے ایک معصوم بچہ اپنی ماں سے لجاجت...... خوشامد اور عاجزی کے ساتھ...... ضد کرتا ہے۔

عاجزی و طلب صادق

گناہ تم سے نہیں چھوٹتے...... تو یہ بات بھی اللہ میاں سے کہو...... کہ یا اللہ! میں حقیقتاً اس سے بچنا چاہتا ہوں...... مگر یہ معاشرہ مجھ کو مجبور کر دیتا ہے...... یا اللہ! آپ میری مدد فرمائیے...... **"ایاک نعبدو ایاک نستعین"**...... کبھی رو رو کر خدا کے سامنے...... اپنی عاجزی ظاہر کرو۔ یقیناً راہ ملے گی...... مگر طلب صادق پیدا کرو۔

صبر و شکر

قبول دعا کے سلسلے میں فرمایا...... اللہ میاں سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا......

(لہٰذا) دعا ضرور مانگنی چاہیے...... پھر یا تو مقام شکر ہے...... یا مقام صبر ایک میں ترقی کا وعدہ ...... (لازیدنکم) ہم ضرور تمہارے لیے نعمتوں کا اضافہ کریں گے...... دوسرے میں معیت کا اعلان...... (ان اللہ مع الصابرین)...... ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں''...... یہ بھی ان کی رضائے کاملہ وہ بھی رضائے کاملہ...... مقصود بہر حال حاصل ہے۔

دائمی معمول بنانے کا نسخہ

دوست اور اعزّا کے لیے...... ہمیشہ دعا کرتے رہنے کے سلسلے میں فرمایا کہ...... جو چیز تمہیں نظر آئے...... اسے اپنے پروگرام میں داخل کرلو...... اس سے تقاضا پیدا ہونے لگتا ہے...... اور وقت پر وہ چیز یاد آجاتی ہے...... پھر ان شاء اللہ سہولت کے ساتھ دواماً توفیق بھی ہوتی رہے گی۔

اللہ کی محبت

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا...... طریقہ یہ ہے کہ:

۱- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو...... اور ان پر شکر ادا کرتے رہو۔

۲- اہل محبت کی صحبت اختیار کرو...... اور ان کے حالات واشعار...... اور کتابوں کو پڑھتے رہو۔

۳- زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو۔

محبت الٰہیہ کا مصرف

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو...... اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔

دین کیا ہے؟

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ...... دین دراصل زاویہ نظر کی تبدیلی کا نام ہے...... روزمرہ کے بیشتر کام اور مشاغل وہی باقی رہتے ہیں...... جو پہلے انجام دیئے جاتے تھے...... لیکن دین کے اہتمام سے ان کو انجام دہی کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے...... اور اس تبدیلی کے نتیجے میں...... سارے کام جنہیں ہم دنیا کا کام کہتے ہیں...... اور سمجھتے ہیں...... عبادت اور جزو دین بن جاتے ہیں۔

بدنظری کا علاج

ایک مرتبہ حضرتؒ نے فرمایا کہ...... الحمدللہ! احقر نے غض بصر کی عادت ڈالنے کے لیے

مدتوں یہ مشق کی ہے...... کہ کبھی کسی مرد کو بھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھا...... دل میں تہیہ کر لیا تھا...... کہ مخاطب مرد ہو یا عورت...... ہمیشہ نگاہ نیچی کر کے بات کریں گے...... چنانچہ اس کی باقاعدہ مشق کی...... اور سالہا سال تک کبھی کسی سے نظر اُٹھا کر بات نہیں کی...... رفتہ رفتہ عادت پڑ گئی...... تو اب کبھی کبھی بات کے وقت مردوں کے سامنے نظر اُٹھا لیتا ہوں...... لیکن وہ بھی بہت کم......

حضرت والاؒ اپنی اس مشق کا تذکرہ کرتے ہوئے...... کبھی کبھی یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

جگر پانی کیا ہے مدتوں غم کی کشاکش میں
کوئی آسان ہے کیا خوگر آزار ہو جانا

تشنگی اور ناکارگی کا فرق

فرمایا "تشنگی اور چیز ہے...... اور ناکارگی کا احساس اور چیز ہے...... تشنگی اچھی چیز ہے...... احساس ناکارگی خطرناک ہے...... گناہوں کا ارتکاب خطرناک ہے...... اعمال صالحہ میں کمی اور کوتاہی کا احساس پسندیدہ ہے...... یہ احساس کہ بن نہیں پڑتا...... یہ تشنگی ہے...... یہ تکمیل کی طلب ہے...... تکمیل کسی کی نہیں ہوئی۔

تری شان بے نیازی کا مقام کس نے پایا   مری سجدہ گاہ حیرت ترا حسن آستانہ
آب کم جو، تشنگی آور بدست   تا بجوشد آب از بالا و پست

صراط مستقیم

حضرت والا نے کئی بار فرمایا کہ...... "جب آدمی دنیا کے کسی سفر پر روانہ ہوتا ہے...... تو اگر منزل پر پہنچ گیا...... تو سفر کامیاب سمجھا جاتا ہے...... نہ پہنچ سکا...... مثلاً کراچی سے پشاور کے لیے روانہ ہوا...... مگر راستے ہی میں انتقال ہو گیا...... تو سمجھا جاتا ہے کہ سفر ادھورا رہ گیا...... مگر صراط مستقیم ایسا عجیب راستہ ہے...... کہ اس پر آدمی کو جہاں بھی موت آ جائے...... وہیں منزل ہے۔ اسی لیے سورہ فاتحہ میں صراط مستقیم کی دعا سکھائی گئی...... اور ہر نماز کی ہر رکعت میں...... اسے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

"بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست"

شیطان اور نفس کا دھوکا

حضرت والاؒ نے فرمایا کہ...... انسان کو دھوکا شیطان بھی دیتا ہے...... اور نفس بھی...... مگر دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے...... شیطان کسی گناہ کی ترغیب اس طرح دیتا ہے...... کہ اس کی تاویل سمجھا دیتا ہے...... کہ یہ کام کرلو اس میں دنیا کا فلاں فائدہ...... اور فلاں مصلحت ہے...... جب کسی گناہ کے لیے تاویل مصلحت دل میں آئے...... تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے...... اور نفس گناہ کی ترغیب لذت کی بنیاد پر دیتا ہے...... کہتا ہے یہ گناہ کرلو بڑا مزہ آئے گا...... جب کسی گناہ کا خیال لذت حاصل کرنے کے لیے آئے...... تو سمجھ لو کہ یہ نفس کا دھوکا ہے...... شیخ کی ضرورت نفس و شیطان کے دھوکوں ہی سے بچنے کے لیے ہوتی ہے۔

علاج نفس

اگر کوئی ہمیں برا بھلا کہتا ہے...... تو اس سے ہمارے نفس کی اصلاح ہوتی ہے...... اور جو لوگ بڑی عقیدت سے...... لمبے چوڑے القاب لکھ بھیجتے ہیں...... ان سے نفس پھولتا ہے...... برا بھلا کہنے والوں سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

حقوق والدین

ماں باپ کا بڑا حق ہے...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہی کا حق آتا ہے...... اور اتنا عظیم حق ہے کہ تمام عمر اخلاق سے ان کی خدمت کرنے...... اور تمام عمر ان کے لیے دعائے رحمت و...... مغفرت کرنے کے باوجود ان کے حق کا عشر عشیر...... بھی ادا نہیں ہوتا...... اس لیے میں نے اپنی تمام عمر کی مستحب عبادتوں کا ثواب...... اپنے والدین کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

تربیت اولاد

آج کل اولاد کی بے راہ روی...... نافرمانی...... اور اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت...... والدین کی تربیت سے غفلت کا نتیجہ ہے...... اس پُرفتن دور میں اگر اپنی دنیا اور آخرت کو درست رکھنا ہے...... تو اپنی اولاد کی دینی اور ایمانی تربیت کرنا چاہیے......

افسوس اس پر ہے کہ والدین اپنی اولاد کی دنیا اچھی رکھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں...... لیکن دین نہ تو اس کو سکھاتے ہیں...... اور نہ اس پر عمل کرانے کی طرف توجہ دیتے ہیں۔

تربیت اولاد کا دستور العمل

کسی بچہ کی اصلاح کرنا ہو...... تو پہلے تنہائی میں اللہ سے جی بھر کے دعا کرلو...... کہ اے اللہ! ...... میں آپ کا ضعیف اور ناتواں بندہ ہوں...... آپ نے اولاد جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور اس کی اصلاح وتربیت کا فریضہ بھی...... مجھ ناتواں پر عائد کیا ہے...... نہ میری بات میں کوئی اثر ہے...... اور نہ مجھے تربیت کا ڈھنگ آتا ہے...... میرے بچوں کے قلوب آپ کے قبضہ قدرت میں ہیں...... ان کے دلوں کو خیر کی طرف...... اور اپنی اور میری فرمانبرداری کی طرف...... اور اصلاح حال کی طرف پھیر دیجئے...... دعا کرنے کے بعد بچے کو سمجھائیے...... نصیحت کیجئے...... اور اللہ پر توکل کر لیجئے...... جب بھی نصیحت کرنا ہو...... اسی طرح عمل کیجئے...... اور ان کی عام اصلاح کے لیے نمازوں کے بعد دُعا بھی کرتے رہیے...... ان شاء اللہ تعالیٰ...... آپ کا مقصود حاصل ہو جائے گا۔

اولاد کی پرورش ونگہداشت بہت اہم ذمہ داری ہے...... ان کو ابتداء ہی سے جب ان میں سمجھ پیدا ہونے لگے...... اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سکھانا شروع کر دینا چاہیے...... پھر ابتدائی عمر میں قرآن شریف کا ختم کرنا...... اور ضروری مسائل پاکی وناپاکی...... جائز وناجائز...... حلال وحرام چیزوں سے ضرور مطلع کر دینا چاہیے...... پھر ابتداء ہی سے نماز کی عادت ڈالنا چاہیے...... ان کا لباس...... پوشاک صرف اسلامی طرز کا رکھنا چاہیے...... ان کے اخلاق کی نگرانی رکھنا چاہیے...... ان کو نشست وبرخاست...... اور کھانے پینے کے آداب سکھانا چاہئیں...... بری صحبتوں سے ان کو خاص طور پر بچانے کی فکر رکھنا چاہیے...... اس کے علاوہ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے۔

تربیت اہلیہ

اپنی اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کیا جائے...... اس بے چاری نے اپنے ماں

باپ...... بہن بھائی اور دوسرے رشتہ داروں کو چھوڑ کر تم کو اختیار کیا ہے...... لہٰذا یہ تمام مصیبتیں تمہاری جانب سے اس کو ملنا چاہئیں...... اس کی ایذاء پر صبر کرو گے...... تو اجر عظیم پاؤ گے ...... اس کے ناروا سلوک کی اصلاح...... تمہارے غیظ و غضب سے نہیں ہو سکتی...... بلکہ اس کا تیر بہ ہدف نسخہ یہ ہے کہ اس وقت اپنے غصے کو پی جاؤ...... پھر نرمی اور ہمدردی سے اس کی غلطی کی نشاندہی کرو...... اگر اس میں ذرا بھی سلامتی ہے...... تو تمہاری اس نصیحت کو وہ قبول کر کے...... اپنی اصلاح کر لے گی۔

مزاحاً فرمایا کہ...... آپ کی اصل مصلح آپ کی بیوی ہے...... اس سے اپنے اصلاح یافتہ ہونے کا سٹرفکیٹ حاصل کرلو...... تو یقیناً یہ پکی سند ہے۔

دوسروں سے سلوک

جس کے ساتھ کوئی سلوک کرنا ہو...... تو اس سے عوض اور بدلے کا بالکل خواہاں نہ ہو...... نہ اُمید رکھے...... نہ چاہے...... بلکہ یہ خیال کرے کہ جس نے یہ تقاضائے محبت پیدا کیا ہے...... عوض اس سے ہی لیں گے...... دینی محبت کا صلہ یہی ہے...... ان اجری الاّ علی اللّٰہ

خدمت خلق

متقی وہ شخص ہے...... جو نیکی کر کے اللہ تعالیٰ ہی سے عوض کا طالب ہو...... مخلوق سے بدلہ طلب نہ کرے...... نیکی کا تعلق مخلوق سے ہے ہی نہیں...... اور نہ کوئی مخلوق اس کا عوض دے سکتی ہے...... مخلوق سے توقع خام توقع ہے...... تم نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا ...... اور احسان جتلانا تو بہت بری بات ہے...... جذبہ محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ...... اس کا شکر کرے اور مخلوقات سے اجر کو اُٹھا کر رکھ دے...... فرمایا کہ وہ لمحات زندگی کس کام کے...... جو کسی کی خدمت میں صرف نہ ہوں۔

درستگی اخلاق

اپنا جائزہ لیتے رہا کرو...... "ہماری عبادت کیسی ہے...... ہمارا معاملہ کیسا ہے...... ہمارا اخلاق کیسا ہے......" فرمایا اخلاق کا جائزہ لینا ہو تو کراچی کی بس میں سوار ہو جاؤ...... سب معلوم ہو جائے گا۔

اخلاق معلوم کرنے کا طریقہ

اپنی تمام زندگی ...... اتباع سنت میں ڈھال ...... اپنا اخلاق معلوم کرنا ہو ...... تو اپنی بیوی اور پڑوسی سے پوچھو ...... دوست کیا جانے اخلاق کو۔

حسن سلوک

ملازم کو حقیر مت سمجھو ...... وہ تمہارے معاوضے میں کام کرتا ہے ...... تنخواہ دینا تمہارا احسان نہیں ہے ...... وہ اپنے کام کے پیسے لیتا ہے۔

نوافل

اگرچہ فقہی طور پر نوافل کی قضا نہیں ہے ...... لیکن ایک سالک کو ایسے مواقع پر تلافی کے طور پر جب موقع ملے ...... معمول کے نوافل ضرور پڑھ لینے چاہئیں ...... خواہ ان کا اصلی وقت گزر گیا ہو ...... پھر اس پر فرمایا کہ حدیث میں ہے ...... کہ اگر کوئی شخص کھانے کے آغاز میں ...... بسم اللہ پڑھنا بھول جائے ...... تو کھانے کے دوران بھی جب یاد آئے ...... بسم اللہ اولہ و آخرہ پڑھ لینا چاہیے ...... بس اسی پر دوسری نوافل قیاس کر لینی چاہئیں۔

رخصت و عزیمت

رخصت ...... (آسانی) کے مواقع پر رخصت پر ضرور عمل کرنا چاہیے ...... عزیمت (سختی) اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے ...... تو رخصت اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے ...... اس لیے رخصت پر عمل کرتے ہوئے ...... کبھی دل تنگ نہ ہونا چاہیے ...... حدیث میں بھی ہے کہ ...... "ان اللہ یحب ان توتیٰ رخصته کما یحب ان توتی عزائمه" (اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی عزیمت پر عمل کو پسند فرماتے ہیں ...... اسی طرح رخصتوں پر عمل کو بھی پسند فرماتے ہیں۔)

احساس کوتاہی

تشنگی اور چیز ہے ...... اور ناکارگی کا احساس اور چیز ہے ...... تشنگی اچھی چیز ہے احساس ناکارگی خطرناک ہے ...... گناہوں کا ارتکاب خطرناک ہے ...... اعمال صالحہ میں کمی اور

کوتاہی کا احساس پسندیدہ ہے...... یہ احساس کہ بن نہیں پڑتا یہ تشنگی ہے...... یہ تکمیل کی طلب ہے...... تکمیل کسی کی نہیں ہوتی۔

تری شان بے نیازی کا مقام کس نے پایا
مری سجدہ گاہ حیرت ترا حسن آستانہ

عمل حسب صلاحیت

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو جداگانہ صلاحیت اور ظرف عطا فرمایا ہے...... اسی کے مطابق وہ مکلّف بھی ہے...... اور اگر کوئی شخص اپنی صلاحیتوں کا شریعت کے مطابق...... پورا پورا صحیح استعمال کرے...... تو مقصود حاصل ہے...... لہٰذا یہ دیکھو کہ اپنی صلاحیتوں کے مطابق تم کن امور کے مکلّف ہو...... بس ان کو انجام دینے کی فکر کرو...... اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی انجام دہی کی توفیق ہو جائے...... تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو...... اور بڑے لوگوں کے حالات سے ان کا مقابلہ کر کے ان کی ناقدری نہ کرو...... کیونکہ تمہیں اپنی صلاحیت کے مطابق...... جن اعمال کی توفیق ہوئی ہے...... تمہارے لیے وہی عین کرم ہے...... جب اس توفیق کی قدردانی کے ساتھ اس پر شکر ادا کرو گے تو "لازیدنکم" ...... کے وعدے کے مطابق ان شاء اللہ...... اس توفیق کو دوام و استحکام عطا ہوگا اور اپنے ظرف و صلاحیت کے مطابق...... ترقی کے مدارج بھی طے ہوں گے۔

جذبہ خلوص کی قدر

جب خلوص کے ساتھ کوئی جذبہ پیدا ہو...... تو اس کو اول وقت ہی میں پورا کر لینا چاہیے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ براہ راست وہ جذبہ پیدا فرماتے...... اور وہی دل میں ڈال دیتے ہیں ایسا ارادہ دفعتاً وارد ہوتا ہے...... اگر اس کو نہ کیا جائے...... تو وہ جاتا رہے گا...... جذبہ خلوص کی قدر کرنی چاہیے...... وارد کی پہچان یہ ہے کہ وہ مکرر ہوتا ہے...... بار بار دل تقاضا کرتا ہے...... کہ نیک کام میں دیر نہ کرے۔

فلسفیانہ خیال

جنت میں رہنا لامتناہی ہے...... کیونکہ جنت کے دخول کا سبب ایمان ہے...... اور صفت ایمان لامتناہی ہے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات بھی لامتناہی ہیں...... اور لامتناہی صفات پر ایمان لانا بھی لامتناہی ہے...... اور لامتناہی ایام تک ایمان رکھنے کا ارادہ ہے...... اسی لیے جنت کا دخول بھی لامتناہی ہوگا...... باقی اعمال تو فانی ہیں اس لیے اعمال پر دخولِ جنت موقوف نہیں ہے...... ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہے...... اور اعمال کا تعلق ہمارے ساتھ ہے...... باقی رہے معاصی...... وہ ایک استغفار میں ختم ہو جاتے ہیں۔

خیالی دنیا

کہ چند باتیں تصوف کی مل گئی ہیں...... اور درویش بن گئے...... اس طرح درویش نہیں بنتے...... اگر ہلدی کی گانٹھ مل گئی...... تو پنسے ہی بن بیٹھے۔

بڑا کام

جتنی عبادات پر نظر کریں گے...... اتنی ہی خامی پیدا ہوگی...... معصیت کی تاویل کرنا بھی معصیت ہے...... جس نے اپنے آپ کو لغویت سے بچالیا...... اس نے بڑا کام کیا...... غفلت صرف وہی بری ہے...... جو معصیت کی محرک ہے اور لغویت اس کام کو کہتے ہیں...... جس سے نہ دنیا کا نفع ہو نہ دین کا نفع ہو۔

لفظ و معنیٰ کا فرق

ہمارے الفاظ فانی ہیں...... لیکن الفاظ کے معنیٰ غیر فانی ہیں...... جب ہم نے پڑھا "**سبحانک اللّٰھم و بحمدک ...... استغفرک و اتوب الیک**"...... تو الفاظ فنا ہو گئے لیکن الفاظ کی تاثیر جو تھی...... وہ غیر فانی ہو گئی...... وہ ہمارا سرمایہ ہے...... آخرت تک ...... اور جنت تک' کیوں؟...... اس لیے کہ تاثیر عطائے الٰہی ہے...... اور عطائے الٰہی غیر فانی ہے...... ہمارا ہر عمل چاہے نماز ہو...... روزہ ہو...... حج ہو...... سب صورۃ عطاء فانی ہیں...... مگر ان کی حقیقت غیر فانی ہے...... کیونکہ وہ عطاء الٰہی ہے...... بھئی اچھے عمل کرتے رہو...... شکر ادا

کرتے رہو......توبہ کرتے رہو......عمر بھر یہی کرتے رہو......ایمان کامل ہو جائے گا۔

فرض ونوافل کا فرق

ہم لوگ......نوافل پرست ہیں......نوافل ادا کرنے سے بزرگی ذہن میں بستی ہے ......فرائض میں تقدیس کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

تبلیغ کا مطلب

ایک لمحے کے لیے کسی سے دین کا تخاطب ہو جائے ......تو غنیمت ہے......سارے زمانے کے ہم مکلّف نہیں......کہ کائنات عالم کا کہاں حق ادا ہو سکتا ہے......اس لیے صرف استغفار ہے ہر کوتاہی کا علاج استغفار ہے۔

مقام کی تعریف

کسی عمل کی عادت ہو جانے کا نام مقام ہے......مثلاً شکر کا اہتمام کرتے کرتے عادت ہو گئی تو مقام شکر حاصل ہو گا۔

غفلت کی تشریح

غفلت اس کو کہتے ہیں......کہ آدمی اپنے خالق کو بھول جائے......اور اپنی ہلاکت کے اعمال کرے۔

ولایت کی تعریف

روحانیت......کیفیات' تصرف' محبوبیت......کشف اور کرامت کا نام نہیں......بلکہ انہی گناہوں سے بچنے کا نام ہے......اگر پانچوں وقت کی نمازیں پڑھ لیں......گناہوں سے بچ گئے......تو آپ سے بڑھ کر کوئی مادرزاد ولی نہیں۔

عبادت کی تعریف

اللہ تعالیٰ کے ہم پر دو حق ہیں:......

۱۔عظمت...... ۲۔محبت......انہی دونوں حقوق کی ادائیگی کا نام عبادت ہے۔

احسان کی حقیقت

ایک مرتبہ ایک صاحب نے حضرت سے عرض کیا...... کہ الحمدللہ احقر کو احسان کا درجہ حاصل ہو گیا ہے...... حضرتؒ نے پوچھا کیا نماز میں......؟ فرمانے لگے......''جی ہاں!''

آپ نے فرمایا ماشاء اللہ بڑی مبارک بات ہے...... لیکن ذرا اس کا بھی دھیان رہے...... کہ احسان کا یہ درجہ...... بیوی بچوں کے ساتھ معاملات میں بھی حاصل ہوا یا نہیں؟......

پھر فرمایا کہ لوگ ''احسان''...... کو نماز روزے اور اذکار و اوراد کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں...... اور معاملات زندگی کو اس سے خارج سمجھتے ہیں...... حالانکہ ''احسان'' جس طرح نماز روزے وغیرہ میں مطلوب ہے...... مخلوق کے ساتھ معاملات میں بھی مطلوب ہے۔

صورت عبادت بن پڑ سکی...... اس پر شکر ادا کرے...... اور حقیقت عبادت حاصل نہیں ہوئی...... اس پر ندامت کے ساتھ استغفار کرے...... بندہ کے لیے عمر بھر کا دستور العمل ہے...... ساری عمر اس سے چھٹکارا نہیں...... ارشاد ہے (واعبد ربک حتّٰی یاتیک الیقین)......''اور اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آ جائے۔''

نماز

اگر ہم اپنے ایمان اور اسلام کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں...... اور دنیا و آخرت کے خسران سے بچنا چاہتے ہیں...... تو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے...... ہمارے دین کی حفاظت کے لیے بتایا ہے...... اور اسے ہمارے لیے قوی و مستحکم قلعہ بنایا ہے...... اس کو عمل میں لاؤ...... اور وہ ہے نماز۔

نماز کی قدر

نماز دین کا ستون ہے...... نماز ہی ایسی چیز ہے...... جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت رکھی ہے...... جس سے تقاضائے ایمانی پیدا ہوتے ہیں...... اور شرف انسانیت کا شعور پیدا ہوتا ہے...... مگر ہم لوگوں نے اسے روزمرہ کا ایک معمول سمجھ لیا ہے...... اور اس کی کوئی قدر اور اہمیت ہماری نظر میں نہیں ہے...... اور یہ ہماری بڑی محرومی ہے۔

نماز کی اہمیت

حدیث شریف میں ہے...... کہ وصال کے وقت آخری وصیت...... جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے...... اُمت کے لیے فرمائی...... وہ یہ تھی:

"الصّلٰوۃ الصّلٰوۃ وما ملکت ایمانکم"

یعنی نماز کی پابندی کرو...... اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھو...... یہ بات دو مرتبہ ارشاد فرمائی۔ اس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگائیے...... کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم...... آخری وقت میں نماز ہی کی تاکید فرما رہے ہیں...... معلوم ہوا کہ ہمارا ایمان...... "صلوٰۃ" ہی کی پابندی سے محفوظ ہے' اس کی بڑی قدر کرو۔

نماز فجر کیلئے لائحہ عمل

اکثر لوگ کہتے ہیں...... کہ صبح کی نماز نہیں بن پڑتی...... تو بھائی! اس میں قصور کس کا ہے...... جب تم رات کے بارہ بجے تک اپنی تفریحات ولغویات میں مشغول رہو گے...... تو پھر صبح کیسے آنکھ کھلے گی...... یہ سب نفس کی شرارت ہے...... کیونکہ تمہارے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں...... اس لیے نفس ترک نماز کے لیے نامعقول عذر...... اور بہانے کرتا رہتا ہے۔

نماز اور سکون دل

نماز ترک کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے...... یہ اللہ جل شانہ کی حکم عدولی ہے۔ دنیا میں بھی اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے...... اور آخرت میں اس کی بڑی سنگین سزا ہے...... اپنے وقت کا انضباط کرلو...... ان شاء اللہ اس سے بڑی برکت ہوتی ہے...... اور سب ضروری کام آسانی سے ہو جاتے ہیں...... اور نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں...... اور دل میں سکون رہتا ہے۔

پُر خلوص سجدہ

ایک نکتہ کی بات ہے...... کہ اہتمام کر کے اگر آخری سجدہ بھی اخلاص سے کرلیا...... تو پوری نماز مقبول ہو جائے گی...... اخلاص پر فرمایا کہ بس استحضار کہ...... میرا یہ سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے...... فرمایا کہ اگر نماز کا آخری جزو بھی ایسے اخلاص سے ہوگیا...... تو بھی پوری نماز مقبول ہے۔

نماز معراج مؤمن

ایک دفعہ نماز میں امام کو سہو ہو گیا...... سلام پھیر کر انہوں نے مؤذن سے پوچھا...... کیا بے وضو اذان دے دی تھی...... اللہ اللہ یہ لوگ تھے طہارت کامل والے...... ان کی نظر کہاں تک پہنچتی تھی...... ان کے ادراکات کس درجہ لطیف تھے...... میں نے جو کچھ سنا ہے...... اپنے حضرت سے ہی سنا ہے...... ان ہی کے فیض کا اثر ہے...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر قیامت تک...... مسلمانوں کو جو کچھ ملا ہے...... وہ نماز میں ہی ملا ہے اور جو ملے گا نماز میں ملے گا...... نماز کی حالت سجدہ میں بندہ کا سر خدائے پاک کے قدموں میں ہوتا ہے...... اس حالت سے بڑھ کر اور کیا حالت ہوگی...... یہی معراج مؤمن ہے...... جب اللہ کا قرب حاصل ہو گیا...... تو جو کچھ بھی ملے وہ کم ہے...... حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ پاک کی باتیں ہوئیں...... اللہ پاک نے فرمایا میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو۔

تعلق مع اللہ

زمانہ حال میں یا کوئی بات ناگوار پیش آ رہی ہوگی یا پسندیدہ...... ناگوار بات پر صبر اور پسندیدہ بات پر شکر کی عادت ڈالو...... زمانہ ماضی کا خیال آئے...... تو اس پر استغفار کرتے رہو...... اور مستقبل میں کسی ناگوار بات کا اندیشہ سامنے آئے استعاذہ کرو...... (یعنی اس سے اللہ کی پناہ مانگو) اور خیر کی دُعا کرو...... اس طرح انسان کی زندگی کا کوئی لمحہ...... ان چار اعمال باطنہ سے خالی نہیں ہونا چاہیے...... اور اگر ان اعمال کو ہمہ وقت انجام دینے کی مشق کر کے...... ان کی عادت ڈال لی جائے تو وہ...... ''تعلق مع اللہ''...... جس کے حصول کے لیے لمبے چوڑے مجاہدات کیے جاتے ہیں...... وہ خود بخود حاصل ہو جائے گا...... (ان اعمال باطنہ کی تفصیل حضرت کے رسالہ ''معمولات یومیہ''...... میں موجود ہے)

مسلک کی تعریف

طریقت کے چاروں سلسلے ایسے ہی ہیں...... جیسے فقہ میں چار مشہور مذاہب...... حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں کہ...... ان سب کا ماخذ قرآن سنت ہیں...... اور مقصد شریعت پر ٹھیک

ٹھیک عمل کرنا ہے...... صرف استنباط احکام کے طریقوں میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے...... ہمارے شیخ کے مرشد...... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں سلسلوں میں سلوک طے فرما کر...... چاروں کو حالات زمانہ کے پیش نظر یکجا کر کے بہت آسان فرمادیا تھا...... چنانچہ وہ اپنے مریدین کو بیک وقت چاروں سلسلوں میں بیعت فرمایا کرتے تھے...... ہمارے شیخ و مرشد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا۔

معاملات و معاشرت

نوافل اور اذکار و اوراد سے قلب میں جو انوار پیدا ہوتے ہیں...... اس سے ایک روحانی طاقت پیدا ہوتی ہے...... لیکن اس طاقت کا استعمال بارگاہ خلوت حق میں نہیں ہے...... بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا...... بے جا غصہ کو ضبط کرنا...... بدنظری سے آنکھوں کو محفوظ رکھنا...... مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرنا...... شہوت اور غضب سے مغلوب نہ ہونا...... کسی کو حقیر نہ سمجھنا...... انتقام نہ لینا...... اپنے کو مخلوق خدا کا خادم سمجھنا...... اکرام مؤمن کرنا...... اپنے کو بڑا نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ میں ہے...... اگر خلوت میں ذاکر شاغل ہے...... اور مخلوق خدا پر ظالم اور مغلوب الغضب ہے تو اس شخص نے روحانی طاقت کا صحیح استعمال نہیں کیا۔

گھر کا ماحول

گھر کا معاشرہ...... بالکل اسلامی طرز کا رکھنا...... اس زمانے میں واجب ہے...... تصاویر، ریڈیو، ٹیلی ویژن...... ہرگز گھروں میں نہ ہونا چاہیے...... اس سے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق ضرور خراب ہوتے ہیں۔

شریف گھر کی عورتوں میں...... آج کل کے معاشرے میں...... آزادی بہت بڑھتی جارہی ہے...... روایات شرم و حیا...... اور پردہ داری ختم ہوتے جارہے ہیں...... محرم و نامحرم کا امتیاز ختم ہوتا جارہا ہے...... جس کا نتیجہ یہ ہے کہ...... ناگفتنی واقعات کثرت سے رونما ہورہے ہیں...... جنسی قانون فطرت کبھی نہیں بدل سکتا...... اس لیے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

گھر میں اسلامی ماحول بنانے کی ضرورت

اپنے گھر کے ماحول کو تمام تر اسلامی بنانا چاہیے...... ورنہ آئندہ نسلیں اس سے بالکل بیگانہ ہو جائیں گی...... اور اس سے دین و دنیا کے بے شمار مفاسد پیدا ہوں گے...... اپنا رہنا سہنا، لباس، پوشاک...... وضع قطع، کھانا پینا سب شریعت و سنت کے مطابق ہونا چاہیے...... گھر کے استعمال کا سامان بھی سادہ اور پاک وصاف ہونا چاہیے...... حیثیت سے زیادہ قیمتی سامان...... جو محض نمائش کے لیے ہو...... اس کا مہیا کرنا اسراف بے جا ہے...... اور پریشانی کا باعث ہوتا ہے...... کیونکہ ہمیشہ اس کی حفاظت کا خیال رکھنا پڑتا ہے...... کبھی ان میں اضافے کی ہوس...... اور کبھی ان کے خراب ہو جانے کا خدشہ قلب کو مشوش رکھتا ہے...... قناعت تو ضروری سامان میں ہی نصیب ہوتی ہے...... مغربی تہذیب کی لعنت ہمارے معاشرے کو اس قدر مسموم کرتی جارہی ہے...... کہ ہم غیر شعوری طور پر اس میں مبتلا ہو کر اپنے شعائر اور شعور اسلام سے محروم ہوتے جارہے ہیں...... وقار اسلامی اور روایات خاندانی اور لوازمات شرافت کو برقرار رکھنا چاہیے...... ورنہ دنیا میں بھی خواری ہے...... اور آخرت میں بھی خسران ہے...... اگر انجام کار پر غور کیا جائے...... تو یہ بات خود عقل تسلیم کرلے گی۔

صحبت نیکاں

اللہ والوں سے محبت کے نتیجے میں ان شاء اللہ...... دنیا میں کسی نہ کسی وقت اصلاح حال اور آخرت میں نجات کی توقع ہوتی ہے...... لہٰذا جس حال میں بھی ہو انسان کو چاہیے...... کہ اللہ والوں سے اپنے آپ کو لگا لپٹا رکھے۔

ضرورت نسبت

جب تک اللہ والوں کے ساتھ رشتہ قائم ہے...... اور قدم صراط مستقیم کی لائن پر ہیں...... ان شاء اللہ کسی نہ کسی صورت اپنی بوسیدگی کے باوجود منزل تک پہنچ جائیں گے...... بس شرط یہ ہے...... کہ اپنے کنڈے کو اللہ والوں کے ساتھ وابستہ رکھیں...... لہٰذا اس کنڈے کی حفاظت کی بہت ضرورت ہے۔

متقی بننے کا طریقہ

اگر تم اللہ والا بننا چاہتے ہو تو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ...... اور اگر متقی بننا چاہتے ہو...... تو کسی متقی سے دوستی کر لو...... تجربہ شاہد ہے...... اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے...... کہ اگر کوئی علم یا فن حاصل کرنا ہے...... تو کسی تجربہ کار مربی کی سخت ضرورت ہے...... تا کہ اس کی تعلیم و تربیت سے مقصود حاصل ہو سکے...... ایسا علم و فن ہمیشہ معتبر اور مستند اور بلا ضرر ہوتا ہے...... اس لیے دنیا و آخرت کا صحیح علم...... حاصل کرنے کے لیے کسی اللہ والے سے ضرور تعلق رکھنا چاہیے...... اللہ والے کی شناخت یہ ہے...... کہ وہ بزرگ بظاہر متبع شریعت و سنت ہوں...... اور صاحب علم ظاہر و باطن ہوں...... شفیق و خیر خواہ ہوں...... بزرگوں سے تعلق رکھنے کے یہ معنی ہیں...... کہ ان کی صحبت میں گاہ گاہ حاضر ہوتا رہے...... اگر دور ہوں تو ان سے خط و کتابت رکھنا...... ان سے دین کی بات دریافت کرتے رہنا...... اور ان کے مشورے پر عمل کرنا...... اپنے باطن کے نقائص ان کو لکھنا...... اور ان کے دور کرنے کی تدابیر پر عمل کرنا...... ہر حال میں ان سے دعاء کراتے رہنا...... اپنی روزمرہ کی زندگی میں جو شرعی خلاف ورزی ہو...... اس کے متعلق دریافت کرنا...... اور جو کچھ وہ تجویز کریں اس پر اہتماماً عمل کرنا ہے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمادیں...... اور اپنی اس زندگی کو خوشگوار...... پرسکون اور پر عافیت...... بنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

صحبت اہل اللہ کا فائدہ

اہل اللہ کی صحبت میں زاویہ نگاہ درست ہوتا ہے...... مصرف زندگی معلوم ہوتا ہے...... اور مقصود پر نظر پڑنے لگتی ہے۔

ذوق نگاہ یار...... جب تک بیدار نہ کیا جائے...... صرف نگاہ یار سے کام نہ چلے گا۔

حیات جاوداں اس کی نشاط بیکراں اس کا
جو دل لذت کش ذوق نگاہ یار ہو جائے

محبت الٰہیہ

محبت الٰہی...... تو اہل اللہ کی صحبتوں میں سینوں کے اندر منتقل ہونے والی چیز ہے...... اگر تنہائی میں حاصل کی جائے گی...... تو جنون ہو جائے گا...... محبت نہ ہوگی۔

صحبت وذکر

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو...... تو کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ...... اور اس کیساتھ رہو...... ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائیگی...... دوسرے ذکر اللہ کی کثرت کرتے رہو۔

ضابطہ حیات

ایک بات سمجھ لی جائے...... عمر بھر کے لیے کرنا کیا ہے...... یوں تو ہمارا نفس یہی کہتا ہے کہ یہ بھی ہم کو معلوم ہے...... یہ بھی معلوم ہے...... لیکن یہ صرف فریب نفس اور شیطان کا دھوکا ہے جب سب معلوم ہے...... تو عمل کیوں نہیں کرتے۔

ضرورت صحبت

علم کو عمل میں لانے کے لیے کچھ دشواریاں ہیں...... کچھ نفس اور شیطان...... کے کید ہیں جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے...... یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

ایمان کی تعریف

اس کائنات میں انسان کے لیے سب سے بڑی دولت ایمان ہے...... ایمان کیا کرتا ہے؟...... ایمان یہ کرتا ہے کہ تمام نفس وشیطان...... کے طریقوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اذان کے بعد کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے لیے...... بے شمار دُعائیں فرمائیں۔ البتہ ایک دُعا کی فرمائش اُمت سے کی ہے...... کہ تم وہ دعا میرے لیے کرو...... اور وہ یہی دعا ہے ...... جو اذان کے بعد کی جاتی ہے...... یہ ہمارے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش ہے ...... اس کا بہت اہتمام کرنا چاہیے...... ان کے احسانات کا شکر تو ہم عمر بھر بھی ادا نہیں کر سکتے

......لیکن یہ ان کی محبت کا ادنیٰ حق ہے...... جسے ادا کرنا ہمارے لیے بڑی سعادت ہے۔

قبولیت دعا کا ایک وقت

معلوم ہوتا ہے...... کہ اذان کے بعد کا وقت...... قبولیت دعا کا خاص وقت ہے...... جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے لیے دعا کی فرمائش کی...... لہٰذا اس وقت کو بہت غنیمت جاننا چاہیے...... اس دعا کے فوراً بعد اپنے لیے بھی دعا کرلینی چاہیے...... اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی اُمید ہے...... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں...... ہماری یہ دُعا بھی قبول ہو جائے گی۔

اللہ کی محبت کا مقصد

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو...... اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔

عظیم منصب

ایک عظیم منصب ایسا ہے...... کہ اس سے کوئی آپ کو معزول نہیں کرسکتا...... کوئی اس پر حسد نہیں کرسکتا...... کوئی اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا...... وہ منصب خدمت ہے...... خادم بن جاؤ...... ہر کام میں دوسروں کی خدمت کی نیت کرلو...... ساری خرابیاں مخدوم بننے سے پیدا ہوتی ہیں...... خادم بننے میں کوئی خرابی ہے نہ جھگڑا...... یہ منصب سب سے اعلیٰ ہے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی عبدیت سب سے زیادہ محبوب ہے...... **سید القوم خادمھم** ...... یہ منصب سب سے اعلیٰ بھی ہے اور سب سے زیادہ محفوظ بھی۔

کام کی دُھن

زیادہ ٹریفک والی سڑک پر کسی کی دکان ہو ہر وقت اس پر شور رہے...... تو اس دُکاندار کو کبھی تصور بھی نہیں آتا...... کہ جب تک شور ختم نہ ہو دُکان کا کام کیسے کروں...... شور کے باوجود کام جاری رکھتا ہے...... ٹیلی فون اسی حالت میں کرتا بھی ہے سنتا بھی ہے...... اسی طرح ہر قسم کے وساوس آتے جاتے رہیں...... ذاکر کو اپنے کام کی طرف متوجہ رہنا چاہیے...... اس شور کی طرف التفات ہی کیوں کیا جائے؟...... اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے۔

شکر

ہر نعمت پر شکر کی عادت ڈالئے ...... اس پر ترقی نعمت کا وعدہ ہے ...... اور معاصی سے بھی حفاظت رہے گی ...... شکر کی چار صورت ہے۔

۱- احساس شکر ...... یعنی دل میں یہ خیال کرنا ...... کہ بدون استحقاق عطا ہوا ہے ...... یہ احساس شکر ہے۔

۲- زبان سے ...... اللّٰھم لک الحمد ...... ولک الشکر کہنا۔

۳- نعمت کا استعمال صحیح ہو ...... مثلاً بینائی کو اچھے کاموں میں لگائے ...... کسی کو حسد کی نظر سے ...... حقارت کی نظر سے ...... شہوت کی نظر سے ...... اگر دیکھا تو یہ ناشکری ہوگی ...... کیونکہ استعمال غلط ہوگیا۔

۴- نعمت جس واسطہ سے حاصل ہو ...... اس کا بھی شکر ادا کرنا ...... زبان سے جزاک اللہ کہنا جو شخص شکر کے یہ چار اعمال کرے گا ...... معاصی سے بھی محفوظ رہے گا۔

صبر و شکر

عبدیت کا اظہار شکر نعمت ہے ...... اور شکر نعمت واجب ہے ...... اور ناگوار حالات میں صبر واجب ہے ...... یہ دونوں مقام قرب ہیں۔

اپنے موجودہ حالات پر ...... قناعت کر کے ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا ...... اپنے رہنے سہنے' اپنی ضروریات زندگی ...... اپنے ماحول' اپنے اہل وعیال پر ہر وقت نظر رکھے ...... اور سمجھے کہ جو بھی موجودہ حالت ہے ...... اس میں سب سے بڑی نعمت تو سلامتی ایمان و دین اسلام پر ہونا ہے ...... جو بغیر کسی استحقاق کے ...... اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے ...... پھر اپنے وجود کی نعمتوں پر نظر کرے' اپنے ماحول کی راحتوں پر نظر ڈالے ...... اپنے اہل وعیال کی عافیت کو دیکھے ...... دوسروں سے اپنے تعلقات کی خوشگواری کا اندازہ کرے ...... اور پھر دل کی گہرائیوں کے ساتھ ان انعامات الٰہیہ پر شکر ادا کرے ...... اس کے علاہ جو بھی موجودہ حالت ہے اگر غور کرے تو لاکھوں مخلوق خدا اس سے محروم ہیں ...... اس حالت کو محض اللہ

تعالیٰ کا فضل سمجھ کر شکر ادا کرے...... اسی طرح ایک ایک چیز پر قدر کے ساتھ نظر ڈالنے کی عادت ڈالے...... یہ کیمیا کا نسخہ ہے...... اس پر عمل کر کے دیکھا جائے...... اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے...... کہ جب تم ہماری نعمتوں پر شکر ادا کرو گے...... تو ہم ان نعمتوں میں ضرور اضافہ...... برکت اور ترقی عطا فرمائیں گے۔

شکر کرنے والا آدمی کبھی اتراتا نہیں...... شکر کے اندر اخلاص اور صدق...... بھرا ہوا ہوتا ہے جس چیز سے جس لمحہ راحت پہنچ جائے...... شکر ادا کرے...... اس سے عبادتوں میں حسن پیدا ہوگا...... اور زندگی حسین بن جائے گی۔

ناشکری کے بھیانک نتائج

جب انسان احسانات...... انعامات الٰہیہ سے منحرف ہوجاتا ہے...... تو یہ امراس کی ہلاکت روحانی...... وایمانی کا سبب بن جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ کی تمام ظاہری و باطنی نعمتوں کو وہ اپنی ہوس رانی...... اور نفسانی خواہش کے مطابق استعمال کرتا ہے...... یعنی ان راستوں کا غیر صحیح وغیر فطری استعمال کرتا ہے...... نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بداثرات مرتب ہونا...... شروع ہوجاتے ہیں اور آخر کار...... یہاں تک نوبت پہنچتی ہیں کہ قلبی استعداد وصلاحیت...... اور قابلیت صحیحہ مسخ ہوجاتی ہے...... اور فسق وفجور...... کفر کے اثرات راسخ ہوجاتے ہیں...... پھر کوئی استحضار یا احساس ظاہری و باطنی نعمتوں کا باقی نہیں رہتا...... جب نعمتوں کا احساس واستحضار ہی فطرت سے مفقود ہوجاتا ہے...... تو اب محسن ومنعم حقیقی کا تخیل...... وتصور ہی باقی نہیں رہتا...... اسی کا نام الحاد ہے۔

فنا کی حقیقت

فنائیت کا مطلب ہے...... ترک اعتراض...... یعنی کسی پر اعتراض مت کرو...... ناگوار امر پر صبر کرو...... اور ضبط سے کام لو...... اس ترک اعتراض کا آخر مقام یہ ہوگا کہ ہر ناگوار امر کو مشیت ایزدی پر محمول کرتے ہوئے...... ناگواری نہیں ہوگی...... جو کام بھی ہوگا اور جس طرح بھی ہوگا...... اس کو منجانب اللہ تصور کرتے ہوئے خوش طبعی کے ساتھ قبول کرلو گے...... اور یہی مقام فنائیت ہے۔

انتخاب شغل

جب دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا فوت ہونا لازمی ہو...... تو جس بات کی تلافی ممکن نہ ہو...... اس کو اختیار کر لیا جائے۔

ناقدری نعمت

کس قدر عبرتناک واقعہ ہے...... کہ ناعاقبت اندیش...... اور نام نہاد مسلمان...... اپنے دین کی خوبیوں...... اور صلاح وفلاح کی ناقدری کرتے ہوئے...... کفار ومشرکین کے ظاہری عیش وعشرت کے ساز وسامان کی طرف مائل ہوتے ہیں...... لیکن ذرا ان کی اندرونی زندگی کا بھی تو جائزہ لیجئے...... کہ امریکہ اور انگلینڈ والوں کی زندگی کیسی ہے؟...... ان کی زندگی میں نہ حیا ہے...... نہ غیرت...... نہ شرافت ہے...... نہ انسانیت...... ناپاک جانوروں سے بدتر...... قابل نفرت زندگی ہے۔

امر بالمعروف

امر بالمعروف کا مطلب یہ ہے...... کہ خیر خواہی کے ساتھ کسی کو بات کہنا...... ورنہ اگر خیر خواہی نہ ہو تو کبر ہے۔

ضرورت شیخ

یاس اور ناز دونوں سبب ہلاکت ہیں...... ان دونوں سے حفاظت کے لیے شیخ کا ہونا ضروری ہے...... خاتمہ بالخیر بڑی نعمت ہے...... اس کے لیے بھی شیخ کا ہونا...... بڑا ضرورت کا کام ہے...... اس لیے کہ خاتمہ کے وقت جو جو وساوس شیطان ڈالے گا...... وہ سب وساوس وخطرات کا علاج شیخ سے کرا چکا ہے...... اگر ہزار شیطان کہے گا...... تو خود شیخ کی بات یاد آ جائے گی۔

مراقبہ اصلاح

میں ایسا طریقہ بتاتا ہوں کہ اس پر مسلسل عمل رہا...... تو ان شاء اللہ ان تمام معاصی سے حفاظت ہو جائے گی...... وہ طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح کو نماز کے بعد یا تہجد کے بعد تھوڑی دیر کے لیے گوشہ نشینی میں بیٹھ کر...... اپنے رب سے اس طرح عرض معروض کریں

...... کہ اے اللہ! ...... میں آپ کا بندہ ضعیف وناتواں ہوں ...... آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مرحومہ کا ناچیز فرد ہوں ...... نفس وشیطان میرے ساتھ لگے ہیں ...... معاشرہ گناہ آلود ہے ...... میں اگر گناہوں سے بچنا بھی چاہوں ...... تو اس پر قادر نہیں' آپ میرے رب اور قادر مطلق ہیں ...... آپ مجھے اور میرے اہل وعیال کو آج کے دن تمام گناہوں سے بچا لیجئے ...... اور مجھ پر اپنا فضل فرمائیے ...... جی بھر کر اللہ تعالیٰ سے اسی طرح عرض کریں ...... اور شام کو اپنے تمام اعمال واشغال کا سرسری جائزہ لے کر ...... جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے ...... اس انعام پر اللہ کا دل سے شکریہ ادا کریں ...... اور اگر کسی گناہ میں ابتلاء ہوگیا ہے ...... تو اس سے توبہ واستغفار کرلیں ...... روزانہ اس پر عمل کرتے رہیں ...... ان شاء اللہ گناہوں سے حفاظت بھی ہوگی ...... اور روزانہ توبہ واستغفار سے کھاتہ بھی صاف ہوتا رہے گا ...... فرمایا کہ میں اللہ کی رحمت پر بھروسہ کرکے کہتا ہوں ...... کہ اگر اس رات میں موت آ گئی ...... تو ان شاء اللہ شہادت کی موت ہوگی۔

کام کی ابتداء

جب بھی کوئی نیک کام کرو ...... کوئی عبادت کرو ...... احادیث پڑھو ...... تو پہلے اسی طرح قلب کی طہارت حاصل کرو ...... کہ یا اللہ! ہمارے اندر جتنی کثافتیں ہیں ...... ہمارے تخیل میں ...... ہمارے تصور میں ...... ہماری استعداد میں جتنی کثافتیں ہیں ...... ہم سب کی صفائی چاہتے ہیں۔ "استغفر اللّٰہ رب اغفرو ارحم و انت خیر الراحمین"

طالب کے معمولات

طالب اپنے لیے اتنے ہی معمولات اختیار کرے ...... کہ جن پر دوام ہو سکے ...... یعنی مسلسل روزانہ آرام واطمینان کے ساتھ ان پر عمل کر سکے۔

تلافی مافات

اگر کبھی بہت ہی ضرورت مشغولیت کی وجہ سے اپنے مقررہ اوقات ...... میں مقررہ معمولات پورے نہ ہوں ...... تو جب بھی وقت مل جائے ان کو پورا کرلیا جائے ...... یہ خیال

نہ کیا جائے...... کہ چونکہ وقت پر یہ کام نہ ہوسکا تو بس چھوڑ دیا جائے...... طالب و سالک کے لیے یہ بہت ہی نقصان دہ ہوتا ہے۔

تدارک

پورے معمولات پر اگر کسی روز قدرت نہ ہو...... تو انہیں مختصر کر دیا جائے...... مثلاً اگر صبح کی ایک تسبیح ۱۰۰ کی پوری کرنی ہے...... اور کسی وجہ سے اتنا وقت نہیں ہے...... تو ایک سو کے بجائے...... ۳۳ مرتبہ، مرتبہ، اگر اتنا بھی وقت نہیں...... تو صرف ۳ مرتبہ پڑھ لینا چاہیے...... کلیتاً چھوڑا نہ جائے۔

ناغہ کی بے برکتی

اگر کسی دن معمولات پورے ادا کرنے کی مہلت نہ ملے...... تو وقت معین پر جتنا بھی ممکن ہو...... اس پر عمل کر لیا جائے...... ناغہ نہ کیا جائے...... کیونکہ ناغہ سے بے برکتی ہوتی ہے۔

تعداد و وقت کی قید

اوراد و وظائف کے سلسلے میں...... ایک بار فرمایا کہ...... میں نے دوستوں سے دو باتوں کی قید اٹھا دی ہے...... ایک تعداد کی...... دوسرے وقت کی...... فرمایا اوراد و وظائف کی تعداد کچھ مقرر نہیں ہے، تعداد مقرر کر دی جاتی ہے...... تسلی کے لیے تاکہ تسلی ہو جائے کہ ہم نے پڑھ لیا...... مقصد تو رجوع الی اللہ ہے...... ایک تسبیح پڑھ لی...... موقع نہ ہو تو ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا...... اتنا بھی موقع نہیں ملا تو ۱۱ مرتبہ پڑھ لیا...... یہ بھی نہیں ہوسکا تو ۳ مرتبہ پڑھ لیا۔

وظائف اور فرائض

وظیفہ کے درمیان اگر کوئی ضروری کام آجائے...... جو وقت کا تقاضا ہو...... اس کام کو کرنا چاہیے...... وقت کا تقاضا واجب ہو جاتا ہے...... اوراد و وظائف نوافل ہیں، مستحبات ہیں، تو فرض و واجب کو چھوڑ کر مستحبات میں نہیں پڑنا چاہیے۔

عجیب کرامت

طالب علمی کے زمانہ سے جو معمولات شروع کیے...... وہ الحمدللہ آخری زندگی تک ہوتے رہے۔

تسبیحات روحانی غذا

صبح وشام کی تسبیحات میں توانائی ہے...... قوت ہے جس طرح صبح کے ناشتے کے بعد جسم میں طاقت وتوانائی آ جاتی ہے...... کیونکہ اعضاء رئیسہ کو غذا پہنچ گئی...... چنانچہ دن بھر کے جسمانی مشاغل انجام دینے میں...... وہ توانائی ممد ومعاون ہوتی ہے...... اسی طرح تسبیح و تہلیل اور درُود واستغفار سے روح کو غذا میسر ہوتی ہے...... اور اسی طرح روحانی قوت سے روزانہ کے معمولات بحسن وخوبی ادا ہوجاتے ہیں...... اور اجتناب عن المعاصی میں مقاومت نفس...... سہل ہوجاتی ہے۔

اوراد ووظائف

ہمارے اوراد ووظائف بے جان ہیں...... اس میں جان کہاں سے آئے...... یہ بھی اللہ تعالیٰ سے کہو...... اللہ! ہماری عبادت بے روح ہیں...... اور ہم اس میں روح بھی پیدا نہیں کرسکتے لیکن آپ ہر چیز پر قادر ہیں...... اس میں روح پیدا فرمادیجئے۔

اصل مقصد

تسبیحات حصول مقصود کے لیے محض معین ومعاون ہیں...... اصل مقصد رضائے الٰہی ہے...... اصل تو اوامر ونواہی ہیں...... اطاعت کرو اور معصیت سے بچو۔

توجہ اور دھیان

اذکار واوراد کا اصل فائدہ اس وقت ہوتا ہے...... جب انسان انہیں دھیان اور توجہ کے ساتھ پڑھے...... شروع شروع میں دل نہیں لگتا...... لیکن مشق کرنے سے رفتہ رفتہ دھیان ہونے لگتا ہے۔

مصروفیت میں معمولات

جو لوگ زیادہ مصروفیات میں پھنسے ہوئے ہوں...... اگر ان کو اس طرح وقت نکالنا مشکل ہو تو وہ بھی اذکار واوراد سے بالکل محروم نہ رہیں...... بلکہ جس وقت موقع ملے...... یہ معمولات پورا کرلیں...... خواہ چلتے پھرتے ہی ہوں۔

مستحب کی تعریف

''مستحب'' لفظ ''حب'' سے بنا ہے جس کے معنی محبت کے ہیں...... لہٰذا مستحب وہ عمل ہوگا...... جس پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے بندہ اللہ کا محبوب ہو جائے گا...... اور محبت کی خاصیت یہ ہے...... کہ وہ دونوں جانب سے ہوتی ہے...... اس لیے بندہ محبّ بھی ہو جائے گا...... گویا مستحبات پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور محبوبیت دونوں حاصل ہو جائیں گی...... اور جس کو اللہ کی محبت حاصل ہو جائے...... اور وہ خود بھی اللہ کا محبوب بندہ بن جائے...... تو اس سے بڑا اعزاز عالم امکان میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

ضرورت مستحبات

کسی بھی مستحب کو چھوڑنا نہ چاہیے...... کہ اس سے محرومی کا اندیشہ ہے...... خصوصاً مستحب کو ادنیٰ اور معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دینا...... تو بڑی خطرناک بات ہے...... اگر مستحب پر عمل کرنے سے کوئی عذر معقول پیش آ جائے...... تو جس قدر بھی آسانی سے ممکن ہو...... اتنا ہی عمل کر لیا جائے، چھوڑا نہ جائے۔

ترک مستحبات کی نحوست

بزرگوں کا قول ہے...... کہ مستحبات ترک کرنے والا رفتہ رفتہ...... سنتوں کو ترک کر بیٹھتا ہے...... اور سنتوں کو چھوڑ دینا واجب کے چھوڑ دینے کا پیش خیمہ ہے...... اور واجبات کو چھوڑنے والا...... کسی نہ کسی وقت فرائض کو چھوڑ بیٹھے گا...... جو اس کے لیے دنیا و آخرت میں ہلاکت کا سبب ہے۔

حق عبدیت اور حق محبت

فرائض و واجبات کی ادائیگی تو ہر مسلمان کے ذمے لازم ہی ہے...... اور وہ حق عبدیت ہے...... لیکن نوافل و مستحبات حق محبت ہیں...... اور ان کی کبھی ناقدری نہیں کرنی چاہیے...... بلکہ حتی الوسع ان کی انجام دہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مستحبات عطیہ خداوندی

بعض لوگ مستحبات کو اس لیے چھوڑ دیتے ہیں کہ...... یہ فرض و واجب نہیں...... میں کہتا ہوں فرض و واجب نہیں...... مستحب تو ہیں تو مستحبات کرنے کے لیے ہوتے ہیں...... یا چھوڑنے کے لیے؟...... یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ مستحبات چھوڑنے کے لیے ہوتے ہیں؟ ...... یہ مستحبات تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہیں...... دیکھئے یہ لفظ...... ''مستحب'' ''حب'' ...... سے بنا ہے...... جس چیز کا مادہ اشتقاق ہی...... ''حب''...... ہو وہ معمولی چیز کیسے ہو سکتی ہے؟

اہمیت مستحبات

فرائض و واجبات کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے...... اور مستحبات پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے...... مستحبات کو معمولی چیز سمجھ کر...... ان میں سستی نہ کرنی چاہیے۔ مثلاً تحیۃ المسجد اور ماثورہ دعائیں وغیرہ...... جب تک ان امور کا اہتمام نہ ہوگا...... آپ نہ سالک ہو سکتے ہیں...... نہ صوفی۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اتباع سنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا...... نہ منزل ملتی ہے...... نہ نجات اور نہ ترقیاں حاصل ہوتی ہیں نہ کمالات۔

اتباع سنت کی نورانیت

سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نور اور ایسی روشنی ہے...... جس سے ہر قسم کی تاریکیاں کافور ہو جاتی ہیں...... یہ نور چمک رہا ہے اور چمکتا رہے گا...... جو شخص بھی اس کے نور کے سایہ میں آ جائے گا...... خواہ وہ قصداً آیا ہو یا غیر ارادی طور سے...... اپنے اختیار سے آیا ہو...... یا غیر اختیاری طور سے، تو وہ ہر قسم کی تاریکی اور گمراہی سے محفوظ ہو گیا۔

زاویہ نظر تبدیل کرنے کی ضرورت

ہم اپنی ضروریات زندگی بہر حال پوری کرتے ہیں...... کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے

جاگتے بھی ہیں...... چلتے پھرتے بھی ہیں......اور لیٹتے بیٹھتے بھی ہیں......بس اتنا کرلو کہ ہر ایسا کام کرنے سے پہلے اتباع سنت کرلو......مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا ہے......ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں کھارہے ہیں......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہے......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہم بھی پی رہے ہیں......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا ہے......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہم بھی کررہے ہیں ......پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کام کرنے کا انداز معلوم کرکے اس کو اختیار کرلو...... اس اتباع کی برکت یہ ہوگی کہ......اس کام کا ہر لمحہ عبادت میں لکھا جائے گا......اور کام میں اس قدر خیر و برکت اور نور حاصل ہوگا......جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اتباع سنت کی برکات

حضرت حاجی صاحب (امداداللہ مہاجر مکیؒ) کے طریق میں......سالک کو بہت جلد وصول ہوجاتا ہے......اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت کے طریق میں اتباع سنت بنیاد ہے......اور یہ ایسی بنیاد ہے......کہ اس میں نہ تو شدید ریاضت کی ضرورت ہے......اور نہ مجاہدات کی......بس کھلا ہوا روشن راستہ ہے......جس میں سالک بے خوف وخطر......چل کر منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

اتباع سنت کیلئے آسان طریقہ

میں نے سالہا سال اس بات کی مشق کی ہے......کہ صبح سے شام تک کی زندگی کا ہر کام اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے......اور مشق اس طرح کی ہے......کہ لذیذ کھانا سامنے آیا، بھوک لگی ہوئی ہے......دل چاہ رہا ہے کہ اسے کھائیں......لیکن چند لمحوں کے لیے نفس کو کھانے سے روک لیا......نفس کی خواہش پر نہیں کھائیں گے......پھر سوچا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور ان کی عطا ہے......اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی......کہ نعمائے خداوندی کو شکر ادا کرکے استعمال فرماتے تھے......اب اس سنت کی اتباع میں کھائیں گے......

گھر میں داخل ہوئے......بچہ پیارا معلوم ہوا......دل چاہا کہ اسے گود میں اُٹھا کر اس سے دل بہلائیں......لیکن چند لمحوں کے لیے نفس کو روکا کہ نفس کی خواہش پر نہیں اُٹھائیں گے

......پھر چند لمحوں بعد مراقبہ کیا...... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے محبت فرماتے تھے ......اور انہیں کھلایا کرتے تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی اتباع میں اُٹھائیں گے...... ٹھنڈا پانی سامنے آیا...... پیاس لگی ہوئی ہے......اور دل کی خواہش ہے کہ اسے جلدی سے پی لیا جائے...... لیکن کچھ وقفے کے لیے اپنے آپ کو روکا......اور کہا کہ صرف دل کی خواہش پر پانی نہیں پئیں گے...... پھر تھوڑے وقفے کے بعد استحضار کیا...... کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا پانی...... بہت مرغوب تھا......اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں پئیں گے......اور انہیں آداب کے ساتھ پئیں گے......جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رعایت فرمایا کرتے تھے۔ جب بیماری پیش آتی ......تو فرمایا کرتے کہ میں یہ نیت کر لیتا ہوں...... کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیمار ہوئے ہیں...... میری بیماری بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں ہے۔

موت سے وحشت کیوں؟

ایک رات مجھے اپنی موت کا خیال آیا......تو بڑی وحشت ہونے لگی تھی......اچانک اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی......اور ذہن میں آیا کہ یہ وہ راستہ ہے......جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے تشریف لے گئے ہیں......آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع میں ہم بھی اسی راستے سے چلے جائیں گے......اور اتباع سنت میں جو کام بھی ہو اس میں شیطان سے حفاظت کا وعدہ ہے......کہ یہ خیال آتے ہی سکون ہو گیا......اور اس کے بعد آج تک کوئی فکر نہیں ہوئی۔

اتباع سنت عظیم نعمت

اتباع سنت ایسی عظیم نعمت ہے......کہ اگر بلا قصد و ارادہ بھی اس پر عمل ہو جائے تب بھی نفع سے خالی نہیں ہے......اور فرمایا کہ اتباع سنت حق تعالیٰ تک پہنچنے......اور ان کے نزدیک محبوب ہونے کا سب سے زیادہ محفوظ و مامون اور سہل ترین راستہ ہے۔

اللہ کا محبوب بننے کا طریقہ

ایک ایک سنت کو اپناؤ......اتباع سنت کو معمولی عمل نہ سمجھو......اللہ تعالیٰ کا اتباع سنت

پر وعدہ ہے...... "یحببکم اللّٰہ" (اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے)...... عجیب انعام ہے ہماری اتباع سنت ناقص ہوگی...... مگر اللہ تعالیٰ جب محبت فرمائیں گے...... تو کامل فرمائیں گے کیونکہ وہ نقص سے پاک ہیں...... ان کا کوئی کام ناقص نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبت الٰہی کا مظہر اتم ہیں...... اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سب سے زیادہ حسین پیکر...... تخلیق فرما کر ہمارے سامنے پیش کردیا...... اور فرمایا کہ کیا تم ہم سے محبت رکھتے ہو...... اگر ہم سے محبت رکھتے ہو...... تو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو لازم پکڑلو...... تم ہم سے کیا محبت کرو گے...... اگر تم ہمارے محبوب نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈھل گئے...... ہم تم سے محبت کریں گے...... "ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ"

دینی کام

دین دراصل زاویہ نظر کی تبدیلی کا نام ہے...... روزمرہ کے بیشتر کام اور مشاغل وہی باقی رہتے ہیں...... جو پہلے انجام دیئے جاتے تھے...... لیکن دین کے اہتمام سے ان کی انجام دہی کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے...... اور اس تبدیلی کے نتیجے میں سارے کام...... جنہیں ہم دنیا کے کام کہتے ہیں...... اور سمجھتے ہیں عبادات اور جزو دین بن جاتے ہیں۔

خلاصہ شریعت

ساری شریعت کا خلاصہ حقوق و حدود ہیں...... آدمی یہ جان لے کہ شرعی حدود اور حقوق کیا کیا ہیں۔ صاحب ایمان کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے...... اگر وہ اپنے کو معاصی ...... یعنی گناہ سے بچالے۔

توبہ واستغفار

کیا مؤمن کی یہ شان ہے...... کہ اس کے اعمال بد باقی رہیں...... جن کی نحوست میں وہ مبتلا ہو؟...... اُدھر مؤمن سے کوئی گناہ صادر ہوا...... اُدھر اس نے توبہ واستغفار کر کے اسے معاف کرالیا...... پھر شامت اعمال کہاں سے آگئی؟...... مزید فرمایا کہ اس خیال سے

توبہ کرنی چاہیے اس سے ایک تو مایوسی پیدا نہیں ہوتی ہے...... دوسرے اللہ تعالیٰ کی جانب سے معافی ...... ومغفرت میں شکوک وشبہات ظاہر نہیں ہوتے...... اس لیے اگر کوئی برا کام ہو جائے...... تو دل بھر کے توبہ کرلو اور مطمئن ہو جاؤ۔

ایک خطرناک جملہ

بھائی اپنے آپ کو گناہ گار کیوں کہتے ہو؟...... جب اللہ تعالیٰ نے توبہ واستغفار کا دروازہ کھول رکھا ہے...... تو اس سے فائدہ کیوں نہیں اُٹھاتے؟...... یہ دروازہ تو اسی لیے ہے...... کہ کوئی مؤمن گناہ گار نہ رہے۔ لا الہ الا اللہ اور استغفر اللہ سے شیطان کی کمر ٹوٹ جاتی ہے...... کیونکہ شیطان نے ایمان کو نقصان پہنچایا...... اس کی تلافی لا الہ الا اللہ سے ہوگئی ...... پھر اس نے اعمال کو نقصان پہنچایا اس کی تلافی استغفر اللہ سے ہوگئی۔

یومیہ محاسبہ

روزانہ رات کو سونے سے قبل دن بھر کے کاموں کا جائزہ لے لیا کرو...... کہ آج صبح سے شام تک کیا کیا؟...... کون سے نیک کام کیے ...... اور کون سے گناہ سرزد ہوئے؟ ...... گناہوں پر استغفار اور نیکیوں پر اللہ کا شکر ادا کرو۔

یہ کہنا ہم گنہگار ہیں بہت بری بات ہے...... کیوں ہو گنہگار؟...... گنہگار رہنا کوئی اچھی بات ہے؟...... توبہ کرلو...... پاک صاف ہو جاؤ گے۔

توبہ واستغفار کر لینے کے بعد کبھی بھی نا اُمید نہ ہونا...... ہرگز نہیں...... جب وہ خود حکم دیتے ہیں کہ توبہ کرو...... استغفار کرو...... تو ضرور معاف فرمائیں گے۔

شکر واستغفار

دو چیزیں کرنے سے اللہ تعالیٰ کا تعلق پیدا ہوتا ہے...... ایک تو اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے سے ...... اور دوسرے استغفار کرنے سے...... جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے......:

"فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابًا" ...... اس لیے یہ دعا پڑھو: ......"سبحٰنک اللّٰھُمَّ وبحمدک استغفرک واتوب الیک"...... رات کو سوتے وقت تین چار مرتبہ پڑھ لیا کرو...... ان شاء اللہ حق ادا ہو جائے گا۔

رحمت الٰہی

گناہ تو محدود ہیں......اور رحمت خداوندی غیر محدود ہے......تو محدود کا اتنا خیال کیا اور لامحدود رحمت پر نظر نہ کی۔ "رحمتی وسعت کل شئی"

عمل اور ردعمل

ہر عمل کا ردعمل قانون قدرت ہے...... یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس فحاشی وعریانی کا ردعمل نہ ہوگا......آج معاشرتی زندگی تباہ ہورہی ہے......زن وشوہر میں بنتی نہیں، اولاد ماں باپ کی نافرمان ہے...... بھائی بھائی کا دشمن ہے......لڑکیوں کی جوانی ڈھل رہی ہے......لیکن کوئی رشتہ نہیں ملتا......دل بے چین ہے، ......زندگی ناہموار ہے......گھر کے گھر تباہ ہورہے ہیں...... طلاقوں کی کثرت ہے اور خدا جانے کیا کیا ہے...... یہ سب ردعمل ہے ان بے حجابیوں، عریانیوں اور فحاشیوں کا......جو ہمارے معاشرے میں تیزی سے پھیل رہی ہیں...... اللہ پناہ میں رکھے۔

مکافات عمل

یہ تمام مصائب، ذلتیں......رسوائیاں، دلوں میں نفرتیں...... باہمی جنگ وجدل اور نئی نئی مہلک بیماریاں......اتفاقات نہیں بلکہ عمل اور ردعمل......یعنی "قانون مکافات"......کے تحت ظاہر ہورہے ہیں......ہم نے جیسا کچھ کیا یا کررہے ہیں......اس کے نتائج سامنے آرہے ہیں......لیکن یہ دانشمندی کی بات نہیں......کہ جن حالات ونتائج میں گرفتار ہیں...... ان کو اپنے اوپر مسلط کرلیں......اور ان سے نکلنے کی فکر نہ کریں......اپنے مستقبل کو اگر درست کرنا ہے......اور حالات حاضرہ کی تباہ کاریوں سے بچنا ہے......تو اولاً ان گناہوں کو چھوڑیئے ......جو اس عذاب کا سبب ہیں......پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز ونیاز کے ساتھ......سورہ بقرہ کی آخری آیت کی دعائیں کرتے رہیں......ان شاء اللہ تمام بادل چھٹ جائیں گے۔

حیا اور ایمان

خدا کے لیے رائج الوقت چیزوں سے پرہیز کرو......اپنی آنکھوں کو بچاؤ......اپنی حیاء کو قائم کرو......اپنی شرم وغیرت کو قائم کرو......بے غیرتی اور عریانی......ابلیسی وشیطانی والی بات

ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں...... کہ جس آنکھ میں حیاء نہیں...... اس کے پاس ایمان نہیں، حیاء اور ایمان دونوں ایک چیز ہیں...... حیاء ڈھلی تو ایمان گیا...... وہ عورت صحیح معنوں میں عورت نہیں...... جس کی آنکھوں میں حیاء نہیں ہے...... وہ جانور ہے انسان نہیں ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا فیض

مجھے جو کچھ ملا ہے...... حضرت حکیم الامت ہی کے توسل سے ملا ہے...... فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات کا روزانہ مطالعہ کرتے رہیں...... اگرچہ ایک ہی صفحہ ہو۔حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات تو علوم کا خزانہ ہیں...... ایسے ایسے علمی مسائل ......اور اشکالات کا حل ان میں ملتا ہے...... جو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعے کے بعد بھی حل نہیں ہوتے۔ہمارے حضرت اپنے وقت کے مجدد تھے...... اور اب تک جتنے مجدد ہوئے ہیں سب سے زیادہ مشقت...... حضرت والا نے برداشت کی...... ہمارے حضرت ایسے وقت میں مجدد ہوئے ......جب سب سے زیادہ بگاڑ ہر گھر میں عام تھا...... جائز، ناجائز کا اہتمام ہی نہ تھا...... ہمارے حضرت نے عقائد...... عبادات، معاشرت اور اخلاق کی...... بے مثال درستی فرمائی ہے۔

مجدد وقت

ہمارے حضرت جیسا مجدد اب تک نہیں آیا...... ہمارے حضرت کی تعلیمات عجیب و غریب ہیں...... زندگی کے ہر شعبہ میں کامل...... رہبری ملتی ہے۔ہمارے حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ تحریر...... تقریر اور بول چال میں مجدد الملت شامل کرنا...... اب بہت ضروری ہوگیا ہے۔حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ...... ملفوظات اور دیگر تصانیف پڑھنے کے بعد ہماری کتاب اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت سمجھ میں آئے گی۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کا فیضان

ہر شخص کی صلاحیتیں جدا جدا ہوتی ہیں...... اللہ سبحانہ تعالیٰ کو جس سے جو کام لینا ہوتا ہے...... ویسی ہی صلاحیتیں فرماتے ہیں...... ہمارے حضرت سے مجدد وقت کا کام لینا تھا

......اس لیے ویسی ہی صلاحیتیں عطا فرمائیں ......اور مجدد دین سے بڑھ کر صلاحیتیں عطا فرمائیں...... ان شاء اللہ تعالیٰ ...... ہمارے حضرت کا فیض ...... ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہمارے حضرت کا مذاق یہ تھا کہ...... ہمہ وقت اپنے نفس کا جائزہ اور محاسبہ فرماتے رہتے تھے......کبھی عمر بھر اس سے غافل نہیں رہے کہ......کہیں میرا کردار اور میری گفتار سنت کے رنگ سے جدا تو نہیں ہے......تحدیث بالنعمت کے طور پر کسی انعام الٰہی کا ذکر فرما رہے ہیں ......کہ خدا کا یہ فضل حاصل ہے اور ذرا سی کھٹک ہوئی......فوراً استغفار کرتے۔

مواعظ اشرفیہ کی تاثیر

ایک شخص حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں شامل ہوا......تو وعظ سننے کے بعد فرمایا کہ......ایسا واعظ ہم نے کبھی نہیں دیکھا......جس کے ہر ہر لفظ میں اثر ہو۔اگر سامنے جا کر دیکھو......تو بالکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نمونہ تھے اور جو کتابوں میں لکھ دیا ہے......وہ عمل کر کے دکھایا ہے۔

بیعت کی حقیقت

بیعت ایک معاہدہ ہوتا ہے......میں اس پر قائم رہوں گا......اور اس سلسلے کے مسلک پر چلوں گا...... بیعت کے بعد پھر اسی مسلک پر چلنا چاہیے...... دوسرے مسلک پر نہ چلنا چاہیے......اگر چہ سب حق ہیں ...... مگر جس پر چلنے کا وعدہ کیا ہے......اس پر بیعت کی ہے ......اس کو کبھی نہ چھوڑنا چاہیے......حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک تو اتنا مضبوط اور مستند ہے ......کہ اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں......اگر کوئی جائے تو جائے......اس خورد بینی اور خود رائی کا ہم کیا کریں......ایک مسلک کو اختیار کر کے اپنی رائے سے چلنا......یہ کوئی چیز نہیں...... بے ڈھنگا پن ہے...... ہمارے حضرت مفتی (مفتی محمد شفیعؒ) صاحبؒ فرمایا کرتے تھے......کہ ہمارے حضرت کیا عجیب تھے......اگر اب بھی حضرت کو سمجھنا ہے......تو ان کو ان کی تعلیم و تربیت سے سمجھیں...... جب ان کی تعلیم و تربیت میں یہ کیفیت ہے......تو اندازہ کرو کہ ان کی مجالس و وعظ میں کیا اثر ہوگا؟

خدمات حکیم الامت رحمہ اللہ

ہمارے حضرت نے ۸۲ سال تک مسلسل دین کی خدمت کی ہے...... تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان کو کیا معلوم تھا...... کہ ان کو کتنا کام کرنا ہے...... ان کی طرح ملفوظات کس کے لکھے گئے ہیں؟...... طبیعت میں اتنی پختگی تھی کہ جو رنگ اول میں تھا...... وہی اخیر تک رہا...... حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بہت احساس تھا...... کہ دین کسی طرح لوگوں کے سینے میں ڈال دوں...... لیکن لوگوں نے اس کی قدر نہ کی۔

تحدیث نعمت

تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ...... اللہ تعالیٰ نے مجھ ناکارہ سے...... حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق کو عام کرنے میں جو کام مجھ سے لیا ہے...... وہ آئندہ شاید کوئی نہ کر سکے...... فرمایا کہ مجھ سے یہ باتیں سن لو...... پھر کوئی سنانے والا بھی نہ ملے گا۔

مراقبہ برائے معالج

نسخہ لکھنے سے قبل اول اللہ سے رجوع کرتا ہوں...... اور دُعا کرتا ہوں...... کہ باری تعالیٰ اس دوا کو حکم تاثیر وشفاء عطا فرما۔

ضرورت محبت

عقیدت کرنے والے تو بہت ہیں...... لیکن محبت کرنے والے کم ہیں۔ وہ آدمی کس کام کا...... جو کسی کے کام نہ آئے۔

حفاظت نظر کیلئے ذاتی مجاہدہ

میں نے عرصہ دراز تک اپنی نگاہوں کی اتنی حفاظت کی...... کہ مرد وعورت میرے لیے یکساں ہو گئے...... اور حضرت والا کا فیضان دعا ہے...... کہ میرا دل اس معاملہ میں بالکل پتھر ہو گیا۔

محبت کے کرشمے

ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جا رہے تھے...... پیچھے پیچھے

میں جا رہا تھا...... حضرت کے قدم جہاں جہاں پڑتے تھے...... انہی نشانات پر میں بھی قدم رکھتا جا رہا تھا...... اور دل ہی دل میں یہ دعا کرتا جاتا تھا...... کہ یا اللہ! مجھے حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

تفسیر بیان القرآن

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بیان القرآن کی قدر اس کو ہوگی...... جو عربی کی تفسیریں دیکھے...... اس کے بعد اس کا مطالعہ کرے...... میں نے بڑے بڑے اختلافی مسائل کو دو لفظ بڑھا کر حل کر دیا ہے۔

اتباع شیخ و اوصاف شیخ

شیخ کا مذاق دیر سے معلوم ہوتا ہے...... اور دیر سے سمجھ میں آتا ہے...... لیکن شیخ کے رنگ میں رنگ جانا چاہیے۔ شیخ ایسا ہونا چاہیے...... جو متبع شریعت و سنت ہو...... جس کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو...... دنیا سے نفرت ہو جائے...... ایسا اگر شیخ مل جائے تو غنیمت جانو...... اگر ایسا شیخ نہ ملے تو میری تعلیم و تربیت کو غور سے پڑھا کرو یہ بھی کافی ہے۔

تقریبات

شادی اور غم کی تقریبات میں...... جہاں ہر طرح کی بدعات اور خلاف شرع باتیں...... ہوتی ہیں جہاں تک ممکن ہو سکے...... ان میں شرکت سے اجتناب کیا جائے...... اور خود اپنے یہاں سختی سے شرع پر عمل کیا جائے...... کیونکہ خلاف سنت امور میں کبھی برکت نہیں ہوتی...... بلکہ بیشتر دنیاوی نقصان کے علاوہ...... مواخذہ آخرت کا باعث ہوتے ہیں۔

تعلقات

تعلقات زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں...... لیکن ان کو بھی بہت ہی ضروری تعلقات...... پر بقدر ضرورت محدود رکھا جائے...... غیر ضروری تعلقات خواہ اعزہ اور اقرباء سے ہوں...... یا دوست واحباب سے ہوں...... یا کاروباری زندگی میں ہوں...... کسی نہ کسی درجے

ضرور پریشان کن ثابت ہوتے ہیں...... کیونکہ سب کا حق ادا کرنا عادتاً دشوار ہوتا ہے...... اس وجہ سے قلب مشوش رہتا ہے...... کیونکہ ایسے غیر ضروری تعلقات میں اکثر اپنے کسی عذر کی وجہ سے دوسرے کی توقعات کو پورا نہ کر سکنے کی وجہ...... سے تو اس کو رنج و شکایت ہوتی ہے...... اور پھر خود اپنے کو بھی ندامت و خفت ہوتی ہے...... محض رسمی تعلق اور دوستی رکھنے والے اکثر بیجا مروت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں...... جن سے بعض وقت مالی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے...... یا عافیت سوز معاملہ درپیش ہو جاتا ہے...... ہر شخص پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔

دوستی کے اصول اور انتخاب احباب

ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے...... دوستوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے...... ظاہری اخلاق سے متاثر نہ ہونا چاہیے...... بلکہ اصل معیار صداقت وخلوص تو دینداری اور صفائی معاملات ہے۔

جن لوگوں سے زندگی میں برابر سابقہ پڑتا ہے...... ان کو بھی خوب سمجھ کر...... منتخب کر لینا چاہیے...... مثلاً ڈاکٹر، حکیم...... وکیل اور تاجر وغیرہ۔

اخفاء راز

اپنے خانگی حالات...... اور راز کی بات ہرگز کبھی کسی سے نہ کہنا چاہیے...... خصوصاً عورتوں سے۔

جمعیت خاطر

غیر ضروری مشاغل بھی...... جمعیت خاطر کو برباد کرنے والے ہوا کرتے ہیں...... مثلاً خواہ مخواہ دوسروں کے معاملات میں دخل دینا...... یا کسی کی خاطر مروت سے کام کی ذمہ داری...... لے لینا یا مروتاً امانت رکھنا...... یا کسی کی ضمانت کرنا...... کیونکہ فی زمانہ یہ چیزیں بھی...... اکثر مفسدہ سے خالی نہیں ہوتیں...... توقعات کے خلاف ہونے سے باہمی شکایات کے دفتر کھل جاتے ہیں...... لہٰذا اپنی جمعیت خاطر برباد ہو جاتی ہے۔

صحت

جسمانی صحت وتندرستی...... بڑی قابل حفاظت نعمت ہے...... اس کے زائل ہونے

سے طبیعت میں سکون باقی نہیں رہتا...... اس کے تحفظ کے لیے خاص اہتمام رکھنا چاہیے ...... اوراس کے اہتمام کے لیے نظام الاوقات کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے...... یعنی وقت کے تعین کے ساتھ کھانا...... پینا...... سونا' آرام کرنا...... تفریح کرنا...... کچھ ہلکی سی ورزش کرنا...... ان سب کے لیے روزمرہ کی زندگی میں وقت کا تعین ضروری ہے...... تاکہ ہر بات اپنے وقت پر ادا کرنے کی عادت ہوجائے...... اگر خدانخواستہ کوئی بیماری لاحق ہوجائے...... تو اس سے بے فکری نہ کی جائے ...... اور جلد اس کا تدارک کرلیا جائے ...... ورنہ بعض وقت مرض پیچیدہ...... اور دشوار ہوجاتا ہے۔

بیماری سے پناہ

بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے...... لیکن اس سے پناہ مانگتا رہے...... اور اس کو دور کرنے کی تدبیر...... اور دعا دونوں کرنی چاہیے...... پھر صبر بھی کرے۔

احکام شریعت

جہاں تک ممکن ہو...... احکامات شریعت اور اتباع سنت کا ہر معاملہ...... زندگی میں اہتمام رکھنا چاہیے۔

تضیع اوقات

مشغلہ اخبار بینی ...... یا غیر ضروری کتابوں کا مطالعہ کرنا ...... یا رسمی تقریبات میں شرکت کرنا یا فضول ولایعنی تفریحات میں وقت صرف کرنا...... ان امور میں جو وقت ضائع ہوتا ہے...... اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضروری باتیں سرانجام دینے سے رہ جاتی ہیں...... اور طبیعت میں فکر وتشویش پیدا ہوجاتی ہے۔

مشورہ واعتبار

اپنے کسی اہم کام کے پورا کرنے کے لیے...... کسی ناتجربہ کار آدمی کے مشورے پر ...... بلاسمجھے عمل کرنا...... یا کسی اجنبی آدمی پر محض حسن ظن کی وجہ سے اعتبار کرلینا...... اکثر

دل کی پراگندگی کا باعث ہوتا ہے...... اور نقصان بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔

دین و دنیا کا اگر کوئی اہم معاملہ پیش ہو...... تو کسی ہمدرد مخلص اہل علم و تجربہ کار سے...... ضرور مشورہ کر لینا چاہیے...... اور سب سے زیادہ ضروری بات تو یہ ہے کہ...... اللہ تعالیٰ سے مسنونہ استخارہ کر لینا چاہیے...... یعنی بعد نماز عشاء دو رکعت نماز پڑھ کر...... دعائے استخارہ پڑھی جائے۔

قرض

بغیر شدید ضرورت کے قرض لینا...... اور خصوصاً جبکہ وقت پر ادائیگی کا...... کوئی یقینی ذریعہ نہ ہو تو بجائے قرض لینے کے...... کچھ دنوں کی تنگی و کلفت برداشت کر لینا زیادہ بہتر ہے...... یا مروتاً قرض دینا...... جبکہ خود اس کی استطاعات نہ ہو...... اکثر شدید خفت اور کلفت کا باعث ہوتا ہے...... اس لیے شروع ہی میں کچھ بے مروتی سے کام لیا جائے...... اسی میں مصلحت ہے۔

امانت

اس زمانے میں...... جبکہ دلوں میں خلوص نہیں ہے...... اور معاملات میں صفائی نہیں ہے...... کسی کی مالی امانت رکھنا...... بھی بعض پریشانی خاطر کا باعث ہو جاتا ہے...... اس لیے رسمی تعلقات والوں کی امانت کبھی نہ رکھنا چاہیے...... اور جو امانت رکھی بھی جائے...... تو امانت رکھوانے والے کی تحریری یادداشت مع تاریخ کے ضرور لے لینا چاہیے۔

ضمانت

اسی طرح اس زمانے میں...... ہر شخص کی ضمانت بھی نہیں کرنا چاہیے...... کسی کی بے جا مروت سے بعض وقت ضمانت کر لینے سے...... بہت سے خطرات و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دینی معلومات

دینی معلومات کا حاصل کرنا بھی...... نہایت اشد ضروری ہے...... کیونکہ بغیر اس علم کے زندگی کے مقصد کا تعین نہیں ہوتا...... چند کتابوں کا مطالعہ بہت اہم...... اور ضروری ہے...... مثلاً سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... حالات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین...... و حالات بزرگان دین، تاریخ اسلام...... حضرت حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

العزیز کی تصانیف...... خصوصاً مواعظ وملفوظات بہشتی زیور وغیرہ...... ان کے مطالعہ سے دین و دنیا کی بہت گراں قدر کافی وشافی معلومات حاصل ہوتی ہیں...... فضول اور بے مصرف کتابیں...... مثلاً اخبار' ناول...... رسالے وغیرہ پڑھنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے...... ان سے قلب میں ظلمت اور عقل وفہم میں پستی پیدا ہوتی ہے...... اور دوسرے مذاہب کی کتابیں تو ہرگز نہ پڑھنا چاہئیں...... کیونکہ بغیر اپنے مذہب کے علم کے راسخ ہونے کے دوسرے مذاہب کے عقائد اور فلسفہ سے ذہن ضرور منتشر ہوتا ہے...... اور گمراہی کا اندیشہ ہے...... اپنے مذہب میں اگر کوئی اشکال وشک پیدا ہو...... تو ضرور کسی اہل علم سے حل کر لینا چاہیے۔

استعاذہ

اپنی کوتاہیوں...... لغزشوں' غفلت اور معاصی کا احساس کر کے...... ہمیشہ اپنے اور مسلمانوں کے لیے پناہ مانگتا رہے...... ان شاء اللہ ہر طرح محفوظ رہیں گے۔

جنت اور دوزخ

دوزخ جلوہ گاہ جلال ہے...... ہر شخص دیکھے گا...... خواہ کافر ہو یا مؤمن...... اور جنت جلوہ گاہ جمال ہے...... اس کو بھی ہر شخص دیکھے گا...... مؤمن ہو یا کافر...... اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ کر مؤمن شکر ادا کرے گا...... اور الحمدللہ رب العالمین کہے گا...... اور کافر کی حسرت بڑھے گی...... اور مایوس ہو جائے گا۔

زندگی کا نچوڑ

میں نے ایک صاحب سے کہا تھا کہ...... میں تم کو ساری زندگی کا نچوڑ اور کیمیا کا نسخہ بتاتا ہوں...... کہ جہاں تک ہو سکے بزرگوں کی دعائیں...... اور عمر رسیدہ حضرات کا ادب کرو اور ہر نعمت موجود پر شکر ادا کرو۔

اتباع قانون اسلام

اسلاف نے قانون اسلام کو تسلیم کر کے...... اور اس پر عمل پیرا ہو کر...... سارے عالم کو سرنگوں کیا...... اور بادشاہت کی...... تم اس کو چھوڑ کر اور نا قابل عمل کہہ کر غلام در غلام ہو گئے۔

ندامت قلب

ندامت قلبی عجیب چیز ہے...... یہ مسلمان کو جہنم کے قابل نہیں چھوڑتی...... جنت کا اہل اور دوزخ کا نااہل بنادیتی ہے...... حسنات کی تکمیل اس سے ہوتی ہے...... گناہوں کو یہ نہیں چھوڑتی اور یہ اختیاری چیز ہے...... جب چاہے بندہ نادم ہوجائے...... اور اصل ندامت...... ندامت عقلی ہے...... اور اگر طبعی بھی ہو تو نور علیٰ نور۔

علم کی تعریف اور اصلاح علماء

علم تو اصل میں وہی ہے...... جو عمل میں آکر زندگی میں...... ''بہتر تغیر''...... پیدا کردے...... ورنہ اور بہت سی لذتیں ہیں...... ''علم کی صورت کتابوں سے ملتی ہے...... علم کی حقیقت عمل سے ملتی ہے...... اور علم کی لذت بزرگان دین کی صحبت سے ملتی ہے۔''

ظاہر بین خشک علماء...... جو بزرگوں کی صحبت سے استفادہ نہیں کرتے...... ان کے متعلق آپ بکثرت فرمایا کرتے تھے...... کہ علماء میں الا ماشاء اللہ یہ امراض...... (مندرجہ ذیل) عموماً پائے جاتے ہیں۔

(۱) تاویل کوشی...... (یعنی اپنی غلطی اور کوتاہی کا اعتراف نہ کرنا...... اور اسکی تاویل کرنا)

(۲) جمود (...... یعنی حق پرستی کے بجائے...... اپنی رائے پر جمے رہنا)

(۳) خود بینی وخود رائی...... (یعنی اپنے کمالات پر ناز اور خود جو بات سمجھ میں آجائے...... اس پر مطمئن ہوجانا...... دوسروں کے مشورے کی پرواہ نہ کرنا)

(۴) حب جاہ (یعنی لوگوں کے دلوں میں اپنی عظمت پیدا ہوجانے کی خواہش)

ایجادات وتہذیب کا فرق

آج ایجادات میں تو ضرور ترقی ہوئی...... لیکن ایجادات کا اطلاق...... تہذیب پر نہیں ہوسکتا۔ اگر موجودہ تہذیب کا تعلق انسان سے ہے...... تو یقیناً یہ تہذیب انسان کے لیے...... قابل ملامت اور لائق ماتم ہے...... (یعنی موجودہ تہذیب جس طرح بے حیائی...... بے شرمی کی آئینہ دار ہے...... اسے ترقی کہنا قابل مذمت ہے...... یہ ترقی

ترقی نہیں بلکہ قابل ملامت اور لعنت ہے...... ایجادات کی ترقی کو ترقی کہنا درست ہے
......مگر تہذیب کی اس بے راہ روی کو ترقی نہیں کہا جا سکتا۔)

فراغت

دفتری اور کاروباری مشاغل...... پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ...... اکثر لوگ شکایت کرتے ہیں کہ...... فراغت نہیں...... سکون نہیں...... مصروفیات زیادہ ہو گئیں...... میں کہتا ہوں کہ اگر فرصت و فراغت مل گئی تو کیا کرو گے...... کبھی سوچا ہے...... گر فراغت کے لمحات کو بے جا صرف کر کے ضائع کر دیا...... اور مزید گندگی میں جا گھسے...... تو اس سے بہتر تو یہی مصروفیات ہیں...... جب یہ ہے تو لگے رہئے کام میں۔

احساس معصیت

اہتمام نہ بن پڑے حسنات کا یہ اتنا مضر نہیں...... جتنا معصیت کا احساس مٹ جانا...... یہ تو قیامت ہے...... اس سے زیادہ مہلک اور خطرناک کوئی چیز نہیں...... اس میں یہاں تک ہو سکتا ہے ......کہ کفر ہو جائے اور پتہ بھی نہ چلے...... اللہ بچائے بڑا سنگین معاملہ ہے...... پس لرزاں ترساں ہی رہے...... خطاکار شرمسار مسلمان کے لیے کچھ ڈر نہیں...... ڈر تو عاصی طاغی اور باغی کے لیے ہے۔

بندگی کی تعریف

ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے...... کہ دوسرے کی چیز کو اپنی سمجھنا...... انتہائی حماقت ہے۔ ہمارا کیا کمال ہے...... جو ہم دیکھ رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں...... روشنی ان کی' بینائی ان کی' عقل ان کی' ہر چیز انہی کی عطا ہے...... پس ان چیزوں کا صحیح استعمال ہی بندگی ہے۔

دل لگانے کا مقصد

دل لگانے بھی آئے ہو اور دل دینے بھی آئے ہو...... اور پھر اس کو اپنا بنانا بھی چاہتے ہو...... دل کو تو ان کی نظر کے قابل بنانا ہے...... اور انہوں نے اپنی نظر کا اعلان فرما دیا کہ...... ہم ایسا دیکھنا چاہتے ہیں۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں　　اب تو اس دل کو بنانا ہے ترے قابل مجھے

مسلمان ہونا بڑی نعمت

پہلے مسلمان بچوں کے لیے ابتدائی کتابیں بڑی ایمان افروز ہوتی تھیں...... پہلا جملہ "راہ نجات" کا ہمیں یاد ہے...... یہ تھا "عزیزو! سمجھو تم اس بات کو مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے۔" آج بلی اور کتے ابتداء میں بچوں کو رٹوائے جاتے ہیں...... اور جب بڑے ہو گئے تو انسان نما حیوان بن گئے۔

آرڈر کس کا جاری ہے؟

عالم اسباب پر نظر کی جائے...... تو ہزاروں عیب نظر آئیں گے...... حکومت میں، سیاست میں...... اہل علم...... سب میں نظر آئیں گے...... مگر دیکھنا یہ ہے کہ مشیت کس کی جاری ہے...... کیا کوئی سیاست...... حکومت اس کی مشیت کے خلاف ہو سکتی ہے؟...... بالکل نہیں...... سب ان کی مشیت کے عین مطابق ہو رہا ہے...... مثال اس کی سوئیوں ہے جیسے قطب نما...... اس کی سوئیوں کو چاروں طرف گھمائیے...... اس کا رجوع اور اس کی توجہ مرکز کی طرف ہوگی...... اور اس کا قرار اسی طرف ہوگا...... اسی طرح ایک صاحب ایمان ہے...... جس کے اندر ایمانی قوت ہے...... وہ ہزار مرتبہ متزلزل ہو...... ہزاروں پریشانیاں آئیں...... مصیبتیں آئیں مگر جونہی اس کو سکون ہوگا...... فوراً توجہ الی اللہ ہوگی...... ایمانی تقاضے اُبھر آئیں گے...... کیونکہ اس کی خاصیت ہی یہی ہے...... کہ وہ اپنے مرکز کی طرف ضرور متوجہ ہوتا ہے...... ہم لوگوں کے پاس جو ایمانی قطب نما ہے...... اس کا رجوع ہمیشہ مرکز کی طرف ہونا چاہیے۔

اتباع سنت سے ہی سکون مل سکتا ہے

دوسری مثال کہ سمندر میں زبردست طوفان برپا ہے...... طلاطم ہے...... تھپیڑے لگ رہے ہیں...... بجلی چمک رہی ہے، بادل گرج رہے ہیں...... ایک صاحب جہاز میں بیٹھے ہوئے انتہائی خوفزدہ ہیں...... وہ سمجھ رہے ہیں کہ اب یہ جہاز ڈوب کر رہے گا اور ہم نہیں بچ سکتے...... اسی حالت میں وہ لرزاں و ترساں کیپٹن کے کمرے میں پہنچ گیا...... کیا دیکھتا ہے کہ کیپٹن صاحب نہایت آرام سے بستر پر لیٹے ہوئے اخبار پڑھ رہے ہیں...... اس شخص

نے جاتے ہی کہا کہ صاحب! آپ غضب کر رہے ہیں...... جہاز طلاطم اور طوفان میں پھنسا ہوا ہے' ڈوبنے کا شدید خطرہ ہے اور آپ اپنے کمرے میں آرام سے لیٹے ہوئے ہیں!...... کیپٹن نے آرام سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم نووارد معلوم ہوتے ہو...... معلوم ہوتا ہے تم نے پہلے کبھی بحری جہاز کا سفر نہیں کیا...... ہم روز اسی طرح سفر کرتے ہیں' روزانہ یہ سمندر اور یہی طلاطم ہوتا ہے...... یہی امواج اور تاریک راتیں ہوتی ہیں...... ہمارا کمپریسر ٹھیک کام کر رہا ہے...... ہمارے جہاز کا باؤلر پوری قوت کے ساتھ کام انجام دے رہا ہے...... آپ فکر نہ کریں ہم صبح ۷ بجے اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے...... تم جاؤ اور اطمینان سے لیٹ جاؤ...... اس سے معلوم ہوا کہ جس مؤمن کا رُخ قبلے کی طرف ہے اور اس کا تعلق گنبد خضرا والے سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے والا ہے...... اس کو کیا پرواہ اور کیا ڈر...... وہ جہاز جس کے چلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں...... وہ کبھی نہیں ڈوب سکتا' چاہے جتنی موجیں آئیں اور شب تاریک کیوں نہ ہو۔

چہ غم دیوار اُمت را کہ دارد چوں و پشتیباں!
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں!

ترجمہ:...... ''اس اُمت کو کیا غم ہے...... جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سہارا رکھتی ہو اور سمندر کی موجوں سے اُس کشتی کو کیا ڈر...... جس کا ملاح اور محافظ نوح علیہ السلام جیسا ہو؟ (ناقل) جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمت کے پشتیباں ہیں...... تو پھر اس کو کیا ڈر ہے؟...... اب کشتی ڈوب نہیں سکتی۔ ان شاء اللہ''

بڑا دھوکا

دنیا اور آخرت کا کوئی کام ہو...... اس کو اس اُمید پر منحصر کرنا کہ...... کسی فرصت کے وقت اطمینان سے کر لیا جائے گا...... یہ ایک ایسا فریب ہے...... جو اکثر بڑے نقصان و خسران کا باعث ہوتا ہے۔

اپنے عمل پر نظر نہ ہو

عام طور پر لوگ کہتے ہیں...... کہ روزے رکھے ہیں...... بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ قبول

فرمائے...... ارے تمہیں اپنے عمل پر کیوں نظر ہے...... قبولیتوں کے ساتھ ہی تو رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے...... تمہارا اور تمہارے عمل کا اس میں کیا دخل ہے...... اعمال کی حدود سے بالاتر ہو کر آؤ...... یہاں تو بے حد...... بے گمان اور بے قیاس مل رہا ہے...... عطا ہی عطا ہے' رمضان میں پہلے دس دن رحمت کے ہیں...... آپ بتائیے! اعلان ہے یا مورد بنایا ہے...... دس روز مغفرت کے ہیں...... صرف اعلان ہے یا تمہیں مورد رحمت بنایا ہے اور دس روز دوزخ کی آگ سے خلاصی کے ہیں...... صرف اعلان ہے یا مورد بھی بنایا ہے؟ (میں کہتا ہوں) کہ یہ اعلان نہیں بلکہ بغیر کسی استحقاق اور صلے کے...... تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا مورد بنا دیا ہے...... اور صرف اس بناء پر بنا دیا ہے...... کہ تم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہو...... صرف یہ ایک نسبت ہے اور اسی نسبت کا صلہ ہے۔

کلام اللہ اور ہمارا طرز عمل

اس سے انکار نہیں...... کہ کلام اللہ سے وابستگی میں...... مسلمانوں کے لیے بڑے درجات ہیں...... مگر جس طرح میلے کپڑے پر عطر لگانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا...... اسی طرح کلام اللہ پڑھنے سے...... اخلاق اور اعمال اور حالات اور معاشرہ کی درستگی کا معاملہ ہے...... اور شریعت کا مقصود یہ ہے کہ...... اخلاق کے درست نہ ہونے سے...... تمام اعمال اور شریعت کے احکام خراب ہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کی حکمت بتاتے ہیں...... اور تزکیہ نفوس کرتے ہیں...... یعنی نفس کے رذائل کو پاکیزہ کرتے ہیں...... اور یہ بنیادی چیز ہے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد...... کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کے اخلاق عیش وعشرت کی بناء پر بگڑنے شروع ہو گئے...... جبکہ مسلمان جھوٹ بولنے اور دھوکا بازی کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے...... اور یہ جملہ کہ...... ''تم کو خدا کا خوف نہیں ہے''...... مسلمانوں کی تنبیہ کے لیے کافی ہوتا تھا۔

محافل قرآن کی ابتداء اگرچہ نیک مقصد کیلئے ہے مگر......!

جب اخلاق گرنے لگے...... تو بزرگوں نے شریعت...... اور طریقت...... بتلانا شروع کر دی...... اور شریعت اور طریقت دو الگ الگ چیزیں ہو گئیں...... تو آج کل یہ چیز زیادہ

مضر ہے کہ ہمارے اخلاق صحیح نہیں ہیں...... رذائل موجود ہیں...... ہمارے اندر اچھی اور بری ...... خیر اور شر دونوں خصلتیں موجود ہیں...... لیکن اچھی خصلت اور جذبات کو ابھارنے کے مواقع بہت کم ہیں...... یہ اس وقت کے چند لمحات ہیں...... کہ اچھے جذبات اُبھریں...... اللہ اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنے کی بناء پر...... تو آج کل خیر کے محرکات کم ہیں...... اور شر اور برائی کے محرکات بہت زیادہ...... اس لیے ہماری طبیعتیں شر سے متاثر ہو جاتی ہیں...... اگر تو نیت ہو اللہ کے کلام کی...... محفل سے اخلاص اور نیکی تو درست اور ٹھیک ہے...... لیکن ہمارے اندر حسد...... کینہ...... حب جاہ اور دیگر رذائل زیادہ ہیں...... لہٰذا ان محافل کی ابتداء اگرچہ نیک مقاصد پر مبنی ہوتی ہے...... مگر آخر کار باعث مفسدہ ہوتی ہیں۔

رسمی محفل قرآن کے نقصانات

دوسرا نقصان یہ ہے...... کہ محفل قرآن کے بعد جذبات اُبھریں گے...... کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق...... ایک دوسرے کی تضحیک...... غیبت اور برائی شروع ہو جائے گی چونکہ ہمارے اندر یہ جذبات تو موجود تھے...... لیکن اب جب یہ موقع آیا تو اُبھر گئے ...... اس لیے عارفین دین نے فرمایا کہ...... چیز تو اچھی ہے...... لیکن مختلف جذبات والے لوگ جمع ہو جائیں...... تو اس سے یہ مضرات شروع ہوں گی...... اس لیے کہ کسی کے مزاج میں حرص اور ہوس اور غصہ ہے...... اور جاہ اور کبر اور ریا ہے...... (یہ نفس کے رذائل کہلاتے ہیں) اس کے ساتھ پیار و محبت...... و دل سوزی و سچائی بھی سب میں موجود ہیں...... لیکن اچھے جذبوں کے محرک کم ہیں...... تو اب ہمارے سامنے جب کوئی سائل آتا ہے...... تو اصولاً دل سوزی اور محبت کا جذبہ ابھرنا چاہیے...... لیکن پیشہ ور اور مکار وغیرہ کا' برا جذبہ ابھرتا ہے...... تو ماحول نے اچھا جذبہ نہیں اُبھرنے دیا...... اور بدظنی اور بدگمانی اور حب مال کا جذبہ اُبھار دیا...... ان حالات سے روزانہ سابقہ پڑتا ہے...... تو ایسی حالت میں معاشرہ کو سدھارنا ہوگا۔

رسمی قرآن خوانی

اصل بات یہ ہے...... کہ اصلاح نفس ہونی چاہیے...... آپ ان اجتماعات...... رسم و رواج

وغیرہ...... اور سیرت کے جلسوں کی خوبیاں اور نقصانات بیان کر کے دیکھیں...... تو پتہ چل جائے گا کہ...... اس کے مضرات کتنے ہیں...... جہاں تک بزرگوں سے سنا ہے...... اور ہماری سمجھ میں آیا ہے کہ ہر وہ چیز جو دین سمجھ کر ایجاد کی جائے...... مگر اس پر بزرگوں کا عمل نہ ہو...... اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہو...... تو وہ کام اگر چہ کتنا ہی اچھا اور نیک کیوں نہ ہو...... چونکہ زمانہ فساد کا ہے...... اس میں فساد کا موجب زیادہ ہے...... محفلوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے...... کہ چند لوگ جمع ہو جاتے ہیں...... اور قرآن شریف پڑھ کر دعا کرتے ہیں...... اسی طرح عورتیں جمع ہو کر اجتماع کرتی ہیں...... اور قرآن شریف پڑھتی ہیں...... اس میں مفسدہ زیادہ ہے...... اس لیے کہ پہلے تو عقیدت مندانہ آئیں گی...... پھر وہ عادت بن جائے گی...... اور پھر عادتاً آئیں گی...... اور جذبہ عقیدت ختم ہو جائے گا...... اس کے بعد غیبت اور آپس میں تقابل شروع ہو جائے گا...... اور مفسدہ پیدا ہو جائے گا...... جب شریعت نے اس کام کا حکم نہیں دیا تو کیوں کریں؟

قرآن خوانی سے برکت ہوتی ہے تو اجتماع کی کیا ضرورت ہے؟

کہتے ہیں کہ برکت ہوتی ہے...... بے شک ٹھیک ہے قرآن مجید پڑھنے سے برکت تو ہوتی ہے...... لیکن اس سے مقصد کیا ہے؟...... انفرادی برکت...... یا پڑھنے والوں کی برکت؟ انفرادی برکت اور نفع مراد ہے...... تو گھر میں خود بھی قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں...... اجتماع کی کیا ضرورت ہے؟...... خود گھر میں پڑھے تو برکت بھی ہوتی...... پھر ان میں انہماک کرنے سے اور کتنے مفسدے پیدا ہوتے ہیں...... ابتداء تو ذہن میں یہ بات آ جاتی ہے کہ...... ہم نیک کام کر رہے ہیں...... لیکن بعد میں اس کے ساتھ دوسرے غلط داعیے شروع ہو جاتے ہیں...... مثلاً درود و سلام اور دوسری بدعات...... الحاصل جو چیز بزرگوں سے منقول نہیں...... اس میں مفسدہ کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے...... اسی لیے علماء کرام نے اس سے منع کیا ہے۔

قرآن خوانی کی خود ساختہ حکمت کا جواب

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ...... محلے والے آپس میں ایک دوسرے سے...... ملتے نہیں،

اجنبیت رہتی ہے...... اس کو دور کرنے اور آپس میں اُنس پیدا کرنے کے لیے...... ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں...... اب جب جمع ہوں گے...... تو لہو ولعب سے بچنے کے لیے محفل قرآن کر لیتے ہیں تا کہ اجتماع بھی ہو جائے...... اور اُنس بھی پیدا ہو جائے...... اور ثواب بھی مل جائے...... فرمایا کہ شریعت مطہرہ نے اس کا بھی بندوبست کر دیا ہے...... کہ پانچ وقت کی نماز میں جماعت کا اہتمام...... اسی لیے ہے کہ...... آپس میں ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوں...... اور ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہیں...... اور اجنبیت ختم ہو اور ملاقات سے اُنسیت پیدا ہو...... پھر ان محافل کے اندر نام ونمود اور ریا کاری اور دسروں کی خوشنودی زیادہ ہوتی ہے...... اور اخلاص کم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دو باتیں

دو باتیں...... دو منٹ کے لیے اللہ تعالیٰ سے کر لیا کرو...... کسی وقت ان سے یہ کہہ لیا کرو کہ...... اے اللہ!...... میں عاجز ہوں...... ناتواں ہوں...... نالائق ہوں...... کچھ کرتے بن نہیں پڑتا...... آپ ہی اپنا فضل فرما دیں...... یہ تو کہہ لیا کرو...... کیا اتنا بھی نہ کر سکو گے؟ ...... اتنا تو اختیار رکھتے ہو کہ زبان سے کہہ لو...... دیکھو پھر تغیر ہوتا ہے یا نہیں؟...... یہ نسخہ اکسیر ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا ہے۔

اخلاص نیت بڑا سرمایہ ہے

زاویہ نگاہ بدلتے بدلتا ہے...... لیکن جب ایک چیز کی اہمیت...... معلوم ہو گئی تو زاویہ نگاہ بدل ڈالو...... ہزار دفعہ شیطان بہکائے...... پھر اپنے مرکز پر آ جاؤ...... اخلاص نیت ہی سب سے بڑا سرمایہ ہے۔

ضرورت اصلاح

لغزشیں ہونا فطرت انسانی ہے...... اگر لغزشیں نہ ہوں...... تو ترقی نہ ہو...... مگر ان لغزشوں سے بچنے کیلئے...... اور متنبہ ہونے کے لیے...... تمام بڑے بڑے علماء اور صوفیاء نے اللہ والوں سے اصلاحی تعلق قائم کیا...... اور اپنی طرف کسی کمال کو منسوب کرنا چھوڑ دیا۔

اپنے اعمال کا محاسبہ کرو

صبح سے شام تک ...... اپنی زندگی کا جائزہ لو ...... اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرو ...... ان دونوں چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔

محاسبہ کا مطلب یہ ہے کہ ...... ہمارا معاملہ اپنی بیوی ...... اپنی اولاد ...... عزیز و اقارب سے کس طرح ہے ...... کس حد تک ہم ان کے حقوق ادا کر رہے ہیں ...... اور کہاں ہمارے جذبات کام کر رہے ہیں؟ ...... اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ...... جو تعلیمات اور جو حدیں مقرر کی ہیں ...... روزمرہ کی زندگی میں ان تعلیمات کو جاری کرتے رہو۔

حضرت تھانویؒ کا محاسبہ نفس

ایک دفعہ دہلی میں ...... بہت بڑا مجمع تھا ...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے ...... دوران وعظ فرمایا اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ ...... اس وقت ایسی بات مجھ پر وارد ہوئی ہے ...... جو آپ نے کبھی نہیں سنی ...... اور بڑی مفید بات ہے ...... میں تحدیث نعمت کے طور پر اس کو بیان کرتا ہوں ...... پھر آپ یکا یک خاموش ہو گئے ...... اور کہا حضرات! ...... ایک بات ہے اس میں مجھ سے انفرادیت کا دعویٰ ہو گیا کہ ...... یہ نئی بات مجھ پر وارد ہوئی ہے ...... اور آپ لوگوں نے کبھی نہیں سنی ہوگی ...... اگرچہ میرے لفظ تحدیث نعمت کے ہیں ...... لیکن پھر بھی میں سب کے سامنے اس دعویٰ سے توبہ کرتا ہوں۔

یہ واقعہ مجھ کو مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا ...... انہوں نے فرمایا کہ ...... وہ اس مجلس میں شریک تھے۔ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میں نے اس دن حضرت کا مرتبہ پہچانا۔

بلا نیت بھی اتباع سنت میں ثواب ملے گا

محض اتباع کی نیت کرلو ...... اور کوئی مقصود پیش نظر نہ رکھو ...... ان شاء اللہ تمام مقاصد جتنے بھی ہیں ...... سب خود بخود حاصل ہوں گے ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر ادا کو محفوظ فرمالیا ہے ...... اگر کوئی بے خیالی میں بھی اتباع

کرلے گا...... تو بھی اسے ثواب ملے گا...... (مثال کے طور پر اپنے عزیز دوستوں میں ایک مریض ہے...... ہم بے تکلفانہ اس کو پوچھنے چلے گئے...... نہ سنت کی نیت کی اور نہ ہی اتباع کی)...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... کیونکہ عمل اتباع کے مطابق ہو گیا...... چاہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو ثواب ملے گا۔

اللہ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

۱- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو...... اور ان پر شکر ادا کرتے رہو۔

۲- اہل محبت کی صحبت اختیار کرو...... اور ان کے حالات...... واشعار اور کتابوں کو پڑھتے رہو۔

۳- زندگی کے سب کاموں میں...... اتباع سنت کا اہتمام کرو۔

پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو...... اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔

شکر تعلق مع اللہ اور معرفت الٰہیہ کا خاص الخاص جوہر ہے

شکر کے بہت سے مقامات...... اور کیفیات ہیں...... اس میں تعلق مع اللہ ہے' استغفار ہے...... خشیت ہے...... اور خشیت کی کیفیات صرف اہل حق کو نصیب ہوتی ہیں...... اہل حق ہر مقام پر شکر ادا کریں گے...... استغفار کریں گے...... کامل شکر اور کامل استغفار نہ کر سکنے کی وجہ سے ان دونوں کو ناقص سمجھتے ہوئے...... اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں...... کانپتے ہیں...... اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہیں...... اسی کا نام خشیت ہے...... اسی کے بارے میں فرمایا گیا ہے......: ''ربّنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم''...... وقت کے نبی کہہ رہے ہیں...... یعنی کہ عمل تو میں کر رہا ہوں لیکن شرف قبولیت صرف آپ ہی دینے والے ہیں...... یہ مقام' مقام خشیت ہے...... اور یہ بہت اونچا مقام ہے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو مقام خشیت عطا فرمائے...... (آمین) خشیت کے ادا کرنے کے لیے اور بھی الفاظ ہیں...... یعنی شکر ہو...... استحضار قلب کے ساتھ...... اور استغفار ہو ندامت قلب کے ساتھ...... جب یہ دونوں ملتے ہیں...... تو خشیت پیدا ہو جاتی ہے۔

بیماری اللہ کی رحمت

بیماری بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے...... لیکن اس سے پناہ مانگتا رہے...... اور اس کو دور کرنے کی تدبیر...... اور دُعا دونوں کرنی چاہیے...... پھر صبر بھی کرے۔

اللہ کی رحمت سب کو بقدر ظرف حاصل ہوتی ہے

فرمایا:...... رمضان المبارک کے گزر جانے پر ایک شعر یاد آ گیا:

آئے بھی وہ' چلے بھی گئے پا کے بے خبر
ہم اپنی بے خودی میں نہ جانے کہاں رہے

ماہ مبارک آئے...... اور اپنی برکات وثمرات دے کر چلے بھی گئے...... ہم جہاں تھے ...... وہیں رہ گئے...... مگر واقعۃً ایسا نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو موعود ہیں...... وہ سب مسلمانوں میں بقدر ظرف اور بقدر استطاعت پہنچی ہیں...... سب کو ملی ہیں...... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی محروم نہیں رہا۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ...... بادل آئے...... بارش خوب تیز ہوئی...... جب وہ تھم گئی ...... اب پتھروں پہ بھی نمی آ گئی...... لیکن وہ تھوڑی دیر میں خشک ہو گئے...... زمین بھی خشک نظر آتی ہے...... لیکن اس نے تمام پانی جذب کر لیا' چاہے محسوس ہو یا نہ ہو۔

انعامات الٰہی کے استحضار سے معرفت حاصل ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کے انعامات...... کے استحضار کرنے سے...... معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے...... اور ندامت قلب سے عبدیت پیدا ہوتی ہے...... نہ اس کی انتہا ہے...... نہ اس کی انتہا ہے۔ یہی بات عالم امکان میں...... سب سے بڑے عارف کہتے ہیں...... "ماعرفناک حق معرفتک' ماعبدناک حق عبادتک" ...... اور "الالیعبدون" کے معنی "الالیعرفون" کے ہیں...... عبادت اس لیے کرتے ہیں...... کہ آپ کی معرفت حاصل ہو جائے کیونکہ (عبادت کے لیے) جو بندہ...... مخصوص ہو جاتا...... تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ انعامات سے نوازتے ہیں...... اور اپنی معرفت کے دروازے اس پر کھول دیتے ہیں۔

جس علم پر عمل نہ ہو وہ رائیگاں ہے

یہ بات ضروری ہے کہ...... دین کی بات سن کر اس پر عمل کیا جائے...... کیونکہ وہ علم رائیگاں ہے...... جس پر عمل نہ ہو...... پھر یہ بھی اس علم اور دین کی برکت ہے کہ...... اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول کر لیا...... تو ان شاء اللہ عمل کی بھی توفیق ہوگی...... (علم دین میں یہ برکت ہے)...... دیگر علوم تو بیکار محض ہیں...... چاہے وہ سائنس ہو...... یا فلسفی علوم...... بہر حال اللہ تعالیٰ کے دین کا علم...... بذات خود ایک نعمت ہے...... اور یہ نعمت دونوں جہان میں کام آنے والی ہے۔

علم کا حاصل عمل ہے

ساری طریقت...... ساری سنت...... ساری شریعت...... تمام دفاتر اس بات کی تفصیلات سے بھرے ہوئے ہیں...... کہ علم کا حاصل عمل ہے...... اگر عمل نہیں تو علم رائیگاں ہے۔ شریعت کے تمام علوم...... عمل کا تقاضا پیدا کرتے ہیں...... وہ علم، علم نہیں جو عمل کا تقاضا اور رغبت پیدا نہ کرے...... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... "الا الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت" جب اللہ تعالیٰ نے تقاضا پیدا فرمایا...... تو ساتھ ساتھ ہم میں تقاضا پورا کرنے کی...... صلاحیتیں بھی رکھ دیں تاکہ عمل میں آسانی رہے۔

دینی مجلس کی برکات لینے کا طریقہ

جب کسی دینی مجلس میں بیٹھو...... تو استغفار پڑھ کر بیٹھا کرو...... تاکہ پاک صاف ہو جاؤ...... اور جب کبھی اچھی باتیں سنو...... تو کہیں جا کر انہیں دہرایا کرو...... خصوصاً اپنے اہل وعیال کے ساتھ ضرور ایسا کیا کرو...... اور دعا کرو کہ...... یا اللہ! اس مجلس کی برکات ہم کو عطا فرمایئے...... اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا کیجئے...... اور جب کبھی اچھی بات سنو تو اللہ کا شکر ادا کرو...... اس سے صلاحیتیں درست ہوتی ہیں...... اور پھر اچھی بات سننے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگا کرو...... دعائیں بگڑے ہوئے قلب کی صلاحیت درست کر دیتی ہیں...... پہلے اس کو رسماً کر کے ہی دیکھ لو...... پھر قلب میں حقیقت خود بخود اتر جائے گی۔

حاصل طریقت

ساری طریقت کا حاصل رجوع الی اللہ ہے......اور ہمارے حضرت (تھانویؒ) فرمایا کرتے تھے کہ......اہل علم کسی نہ کسی طرح اپنا کام چلا لیتے ہیں......گنجائش نکال لیتے ہیں......یہ عوام الناس کہاں جائیں......ان کی طرف سے میں گنجائش نکالتا ہوں......عوام الناس میں سے جاہل سے جاہل آدمی بھی یہ کام کرسکتا ہے......کہ جس کام میں دقت ہو پریشانی ہو......فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے یہی کہہ لیا کرے......یا اللہ! میں اس کام میں کیا کروں؟......ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی نہ کوئی صورت......ضرور پیدا فرمادیں گے......اور رجوع الی اللہ کے بعد پریشانی نہیں رہے گی......یوں سمجھے گا کہ بس یہی مقتضائے حکمت ہے۔

طریقت کا مقصد

طریقت......بلکہ زندگی کا واحد مقصد صرف تعلق مع اللہ ہے......ساری جدوجہد اسی کے درست ہونے کے لیے ہے......اللہ تعالیٰ اس کے حصول کی خود ہی......توفیق عطا فرمادیں اور مساعی میں اعانت فرمادیں......آمین۔ من جملہ......اور تدابیر کے یہ تدبیر بھی مؤثر ہوسکتی ہے کہ ہر تعلق دنیوی......کو تعلق مع اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنالیا جائے......جس سے بھی تعلق رکھا جائے......اللہ تعالیٰ ہی کے لیے رکھا جائے......جو کام کیا جائے......اللہ ہی کے لیے کیا جائے......گویا زندگی اس کا مصداق ہو......"ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین"......اس بات کا استحضار صبح ہی سے شروع کیا جائے......اور بار بار اس عمل کی طرف توجہ دی جائے......رات میں سوتے وقت جس قدر کوتاہیاں اور فروگذاشت ہوئی ہوں......ان پر ندامت اور استغفار کیا جائے......ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں عادت ہونے لگے گی۔

فرمایا:......مطالبات زندگی یہ ہیں:

۱-حقوق شناسی......فرائض......وواجبات

۲-حقوق ادائیگی......طریق سنت

۳-حفظ حدود......سلوک وطریقت

غلط تاویل اور مصلحت اندیشی گمراہ فرقوں کی بنیاد ہے

تاویلات بڑی ناجائز چیز ہیں...... اہل حق کے علاوہ ...... سب تاویلات سے بنے ہیں...... یا مصلحت اندیشی سے...... جہاں مصلحت یا تاویل آئی...... فرقہ بن جائے گا...... آپ چاہتے ہیں...... کہ فرقوں میں موافقت ہو...... لاحول ولا قوۃ بالکل ناممکن محالات میں سے ہے...... آپ کبھی اس میں نہ پڑیئے۔

صالحین کی معیت کا فائدہ

"کونوا مع الصادقین"...... کی تشریح کرتے ہوئے ...... حضرت مولانا مجدد الامتؒ فرماتے ہیں...... جب گیہوں کا وزن کیا جاتا ہے...... اس میں تنکے روڑے کنکر بھی ہوتے ہیں ...... لیکن یہ سب اسی بھاؤ جاتے ہیں ...... جس بھاؤ گندم جاتی ہے...... بس یہاں یہی مقصود ہے کہ صادقین کے ساتھ ہو جاؤ...... چاہے کنکری ہو، تنکا ہو...... کچھ بھی ہو۔ ہمیں صالحین کی نسبت کی بہر حال ضرورت ہے...... اور نسبت بہت بڑی چیز ہے۔

معمولات پر پابندی کا مطلب

دوام کس کو کہتے ہیں؟ ...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... انشراح قلب کے ساتھ بقدر تحمل...... بقدر فرصت...... کچھ معمولات مقرر کر لیے جائیں...... اور پھر ان پر عمل شروع کر دیا جائے...... اگر یہ معمولات کسی دن عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں...... تو کوئی حرج نہیں جیسے حکومت اتفاقیہ رخصت پر چھٹی نہیں کاٹتی...... میڈیکل سٹوفکیٹ دیدو ...... ضرورت کے تحت کچھ دنوں کی رخصت لے لو...... تنخواہ نہیں کٹے گی...... خداوند تعالیٰ کی بارگاہ تو بہت ہی بلند ہے...... اگر کسی عذر سے ناغہ ہو گیا...... کوئی بات نہیں...... ہائے ہائے مت کرو...... دوام کا ارادہ کر لیا تھا...... اب کسی عذر یا غفلت کی وجہ سے ناغہ ہو گیا...... مہینہ بھر کا ترک بھی ہو گیا...... تب بھی دوام میں کوئی فرق نہیں آیا...... نیت کا برقرار رہنا ضروری ہے...... چاہے دوام ہو یا نہ ہو...... ترک عمل کا جس دن ارادہ کر و گے...... اس دن سے سلسلہ ختم ہو جائے گا...... خلاصہ یہ ہے کہ سارا دارومدار نیت پر ہے۔

بڑھاپے میں نیکیوں کی پنشن ملتی ہے

قوت کے زمانے میں...... جو تمہارے اعمال تھے...... اور پھر اب جبکہ ضعف کا زمانہ آ گیا یا سفر کی حالت شروع ہوگئی...... تو کچھ فکر نہ کرو اجر اتنا ہی ملے گا...... کیونکہ تم نے اس کا دوام بنالیا تھا ...... جیسے حکومت ۳۰، ۴۰ برس ملازمت کے بعد پنشن دیتی ہے...... اور نصف دیتی ہے...... مگر احکم الحاکمین کی بارگاہ اس سے بالاتر ہے...... ان کا معاملہ یہ ہے کہ جتنا ضعف بڑھتا جاتا ہے...... اتنا ہی اجر میں برابر اضافہ ہوتا جاتا ہے...... ایک معذوری کا اجر...... دوسرا اعمال کے کماحقہ تحفظ نہ کرسکنے کا اجر...... یہ تب ہوتا ہے جبکہ جوانی میں دوام عبادت اور اوراد و وظائف کی عادت ڈال لی جائے۔

رہبانیت کمال نہیں

دنیا سے منہ موڑ لینا...... کوئی کمال کی بات نہیں...... دین کی طرف متوجہ ہو جانا بڑی بات ہے...... اور ہم کہتے ہیں کہ دین اختیار کرنے میں کون سی لذتیں چھوٹ جائیں گی؟...... کون سا شعبہ زندگی معطل ہو جائے گا؟...... نقصان کیا ہے؟...... اسلام تو دین فطرت ہے۔

لطفِ زندگی

زندگی کا لطف چاہتے ہو...... تو ہر کام...... ہر بات...... ہر چیز میں اپنے آپ کو حق تعالیٰ شانہ کا محتاج سمجھتے رہو...... ہر چیز کی احتیاج تم کو ہے...... کھانے کی، پینے کی...... پہننے کی، اس لیے ہر ضرورت کے وقت...... اللہ جل شانہ سے مخاطب ہو کر اپنی حاجت پیش کردیا کرو...... پھر لطف دیکھو، ارے آزما کے تو دیکھو...... اس سے برکت ملاحظہ ہوگی...... بہت بڑی چیز ہے...... حضرت ایوب علیہ السلام کو کئی برس تکلیف میں گزر گئے...... جبریل علیہ السلام نے دعا تعلیم فرمائی:...... "انی مسنی الضرو انت ارحم الراحمین"...... اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تکالیف کو دور فرمادیا۔

کسی نیکی پر ناز کرنا غفلت ہے

بندہ کو تو لرزاں و ترساں ہی رہنا چاہیے...... کسی بات پر ناز ہونا تو عین غفلت ہے...... کسی

بات میں کمال کے لیے کچھ لوازمات ہیں...... مثلاً بزرگی یا درویشی کے لیے...... زہد و تقویٰ‘ ریاضات...... مجاہدات‘ عبادات و طاعات...... اتباع شریعت و سنت کا عادت ثانیہ بن جانا...... اخلاق وصدق کا معیار زندگی بن جانا...... اپنی نظر میں اپنی حقارت کا مستحضر ہو جانا...... مسکینیت عجز وانکساری کا بے تکلف عادت ثانیہ ہو جانا...... اور اس کے علاوہ صفات حسنہ سے متصف ہونا...... اگر ان میں سے کسی امر میں بھی کمی...... یا ان میں سے کسی کا بھی فقدان ہے...... تو پھر عقل والا کیسے اپنے آپ کو صاحب کمال سمجھ سکتا ہے...... اللہ تعالیٰ اس فریب سے محفوظ رکھیں۔(آمین)

استحضار آخرت کا مراقبہ

فکر آخرت کے زیر عنوان تحریر فرمایا...... میں دیکھتا ہوں کہ میری غفلت بڑھتی جاتی ہے...... میں دیکھتا ہوں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ عذر پر...... اور معمولی سی ناسازی طبع پر معمولات کو ترک کر دیتا ہوں...... اول تو معمولات ہیں ہی کیا اور پھر اس پر یہ طرہ ہے...... کہ اس میں کوتاہی کرتا رہتا ہوں عمر ہے...... کہ گزرتی جا رہی ہے...... قویٰ اور اعضاء میں انحطاط پیدا ہوتا جارہا ہے اور یہ بے حسی ہے...... کہ کچھ آخرت کا استحضار ہے...... نہ وہاں کیلئے کوئی اہتمام عمل:

دشوار ہو رہا ہے اب اِک قدم اُٹھانا
منزل قریب تر ہے اور ایسی بے بسی ہے

دنیا میں مشغولیت بڑھتی جاتی ہے...... دنیا بھر کے افکار دل و دماغ پر مستولی رہتے ہیں لیکن نہیں فکر ہوتی...... تو اپنی عاقبت اور انجام زندگی کی...... اللہ تعالیٰ ہمت و توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

عمر بھر کا دستور العمل

ایک بات سمجھ لی جائے...... عمر بھر کے لیے کرنا کیا ہے...... یوں تو ہمارا نفس یہی کہتا ہے کہ یہ بھی ہم کو معلوم ہے یہ بھی معلوم ہے...... لیکن یہ صرف فریب نفس اور شیطان کا دھوکا ہے...... جب سب معلوم ہے تو عمل کیوں نہیں کرتے...... علم کو عمل میں لانے کے لیے کچھ دشواریاں ہیں...... کچھ نفس اور شیطان کے کید ہیں...... جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑا جائے...... یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔

عبادات شرافت قائم کرنے کے لیے ہیں

اللہ پاک نے عبادات...... ہماری شرافت نفس ہی قائم رکھنے کے لیے مقرر کی ہیں ...... ورنہ ان کو ہماری طاعت کی ضرورت نہ تھی ...... تمام عبادات روزہ، نماز، حج ...... زکوٰۃ ہماری زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے ہیں ...... یہ ہمارے ہی کام کی ہیں ...... اس لیے ان کو فرض کیا ہے ...... اگر کوئی تارک نماز ہے تو حیات طیبہ اس کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی ...... چاہے وہ کتنی ہی ترقی کر جائے ...... اس کا اسفل السافلین میں شمار ہوگا ...... اسی طرح روزہ، زکوٰۃ اور حج یہ سب ہمارے وجود کی بقاء کے لیے ضروری ہیں ...... اسی لیے موت کے وقت تک نماز معاف نہیں ہے ...... اور جتنی قضا ہوگئی ہیں ان کی ادائیگی ضروری ہے۔

ہم عاجز ہیں

نماز میں ایک ایسی دعا ہے ...... "ایاک نعبد و ایاک نستعین" ...... اس سے ایک پیدا ہونے والا بچہ ...... اور ایک موت کی آغوش میں جانے والا بوڑھا ...... جس کو چند لمحات میسر ہوں ...... کوئی مبرا نہیں ...... اور ہر وقت کی یہ بات ہے ...... اے اللہ! میں عاجز ہوں ...... میری مدد فرمائیے، یہ احساس انسان کی زندگی سے دور ہو ہی نہیں سکتا ...... ہر معاملے میں ہم عاجز ...... روپیہ پیسہ، عزت، منصب سب کچھ موجود ہے ...... پیٹ میں درد ہو جائے تو وہ عاجز محض ہے ...... اور سوائے خدا کی عنایت کے کوئی بچا نہیں سکتا ...... ہر شعبہ زندگی میں اپنے کو عاجز سمجھنا ...... اور اللہ پاک سے مدد چاہنا ناگزیر ہے ...... نفس و شیطان سے بچانا اور اپنے احکامات کی بجا آوری کی توفیق دینا ...... سب انہیں کے فضل پر منحصر ہے۔

کیا ہم حالات سے مجبور ہیں؟

کیا چیز اللہ نے حلال کی ہے ...... اور کیا چیز حرام ...... اس کا امتیاز کرنا پڑے گا ...... تم کہتے ہو ہم مجبور ہیں ...... تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ہم مجبور ہیں ...... کبھی کر کے دیکھو ...... اچھا نہیں بچ سکتے کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر خدا سے کہیے ...... یا اللہ! میں حقیقتاً اس سے بچنا چاہتا ہوں ...... مگر یہ معاشرہ مجھ کو مجبور کر دیتا ہے ...... یا اللہ! آپ میری مدد فرمائیے: ...... "ایاک

نعبد و ایاک نستعین"...... کبھی رو رو کر خدا کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر تو کرو...... یقیناً راہ ملے گی...... مگر طلب صادق پیدا کرو...... اللہ سے کہو یا اللہ! کوئی خالص غذا نہیں ملتی...... ماحول اچھا نہیں ملتا...... پاکیزگی کا نام و نشان نہیں ملتا۔

ارے یہ سب چیزیں تم سے کیوں سلب کر لی گئیں؟...... چونکہ تم مایوس ہو گئے...... اور راضی ہو گئے، فسق و فجور کی زندگی پر...... اس حالت سے کبھی گھبرا کر تو دیکھو...... اللہ سے مدد مانگ کر تو دیکھو۔

سب کچھ توفیق الٰہی سے ہوتا ہے

ایک بات یاد رکھنا...... شیطان کی پیروی بھی کرو...... اور خدا کی محبت کا دم بھی بھرتے رہو...... یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نہیں ہوں گی۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ایں خیال است و محال است و جنوں

صرف خدا کے احکامات کی پیروی...... اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع...... یہ بھی ہمارے اختیار میں نہیں...... اس کی توفیق بھی اللہ پاک ہی دیتے ہیں...... ہم عبادات بھی محض رسماً ادا کرتے ہیں...... اس میں روح بھی نہیں...... یہ ساری چیزیں قادر مطلق کے سامنے پیش کر دو اور ندامت و عاجزی سے کہو...... یا اللہ! یہ لعنت زدہ معاشرہ جس میں میں اور میرے اہل و عیال، متعلقین...... اور تمام عالم میں جہاں جہاں مسلمان ہیں...... سب اس میں ملوث ہو گئے ہیں...... اس نے مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر رکھا ہے...... یا اللہ! ہم کو اس سے نجات دلوائیے...... اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرمائیے...... دشمنان دین کو مغلوب کیجئے...... اور ہماری توبہ واستغفار قبول کیجئے۔

دین کی عظمت ذریعہ نجات ہے

دین بڑی نعمت ہے اللہ پاک کی...... ہمارے لیے...... ہم اس کی قدر نہیں کرتے...... آج جس صورت میں بھی دین ہمارے پاس ہے...... بڑا احسان ہے...... اللہ تعالیٰ کا...... اس کی ناقدری نہ کیجئے...... ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا...... جس اُمتی کے دل میں دین کی تھوڑی سی بھی عظمت و محبت ہے...... ان شاء اللہ نجات ہو جائے گی...... خواہ

اعمال میں کوتاہی کیوں نہ ہو...... اور صحیح معنی میں اُمتی تو وہی ہے...... جس کے دل میں اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہے...... ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے...... جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے...... حوض کوثر پر اس وقت ایک گروہ آ کر کہے گا...... کہ ہم بھی آپ کے اُمتی ہیں...... لیکن فرشتے کہیں گے کہ نہیں انہوں نے سینکڑوں فتنے پیدا کر دیئے تھے...... بعد میں آپ کے دین میں نئی باتیں شامل کر دی تھیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے...... دور رہو...... دور رہو۔

زاویہ کی تبدیلی سے دنیا بھی دین بن جاتی ہے

حضرت فرمایا کرتے کہ...... دین دراصل زاویہ نظر کی تبدیلی کا نام ہے...... روزمرہ کے بیشتر کام اور مشاغل وہی باقی رہتے ہیں...... جو پہلے انجام دیئے جاتے ہیں...... لیکن دین کے اہتمام سے ان کی انجام دہی کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے...... اور اس تبدیلی کے نتیجے میں سارے کام جنہیں ہم دنیا کا کام کہتے ہیں...... اور سمجھتے ہیں...... عبادت اور جزو دین بن جاتے ہیں۔

غض بصر کی مشق

ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا...... کہ الحمدللہ!...... احقر نے غض بصر کی عادت ڈالنے کے لیے مدتوں یہ مشق کی ہے...... کہ کبھی کسی مرد کو بھی نگاہ بھر کر نہیں دیکھا...... دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ مخاطب مرد ہو یا عورت...... ہمیشہ نگاہ نیچی کر کے بات کریں گے...... چنانچہ اس کی باقاعدہ مشق کی...... اور سالہا سال تک کبھی کسی سے نظر اُٹھا کر بات نہیں کی...... رفتہ رفتہ جب عادت پڑ گئی...... تو اب کبھی کبھی بات کے وقت مردوں کے سامنے نظر اُٹھا لیتا ہوں...... لیکن وہ بھی بہت کم۔

حضرت والا اپنی اس مشق کا تذکرہ کرتے ہوئے کبھی کبھی یہ شعر بھی پڑھا کرتے تھے:

جگر پانی کیا ہے مدتوں غم کی کشاکش میں کوئی آسان ہے کیا خوگر آزار ہو جانا

وقت بڑی قیمتی چیز ہے

وقت بہت بڑی قدر کی چیز ہے...... ہر وقت ایک انقلاب برپا ہے...... خدا معلوم آج

جو سکون و عافیت آپ کو حاصل ہے......شاید کل ملے یا نہ ملے......وقت کی دولت کے سامنے ساری دولتیں ہیچ ہیں......وہ ایک لمحہ یا چند لمحات جس میں آپ اللہ کے لیے بیٹھ جائیں......تو ایسے لمحات آپ کی زندگی کے لیے بہترین سرمایہ ہیں:

بصد سی سال ایں نکتہ محقق شد بخاقانی کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

وقت کی قدر

وقت زندگی کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے......اس لیے اس کی بڑی قدر کرنا چاہیے......اس کے لیے ضروری ہے کہ......صبح و شام تک کی زندگی میں جس قدر مشاغل ہیں......ان کے لیے نظام الاوقات مرتب کیا جائے......تاکہ ہر کام مناسب وقت پر آسانی سے ہو جائے۔

اگر باطن ناقص ہے تو ظاہر بھی ضرور ناقص ہوگا

اگر باطن ناقص ہے......تو ظاہر بھی ضرور ناقص ہوگا......آپ ہزار ظاہر کو بنائیں...... مگر باطن کے ذریعے......ظاہر کے نوک پلک درست کیے بغیر اس میں تناسب پیدا نہیں ہوتا ......کیونکہ باطن تناسب پیدا کرتا ہے......تناسب کے معنی صراط مستقیم کے ہیں......صراط مستقیم بغیر باطن کے حاصل نہیں ہوتا۔

چند اعمال باطنی

اپنے موجودہ حالات پر......قناعت کر کے ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا......اپنے رہنے سہنے......اپنی ضروریات زندگی......اپنے ماحول......اپنے اہل و عیال پر ہر وقت نظر رکھے......اور سمجھے کہ جو بھی موجودہ حالت ہے......اس میں سب سے بڑی نعمت تو سلامتی ایمان......و دین اسلام پر......ہونا ہے جو بغیر کسی استحقاق کے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمایا ہے......پھر اپنے وجود کی نعمتوں پر نظر کرے......اپنے ماحول کی راحتوں پر نظر ڈالے...... اپنے اہل و عیال کی عافیت کو دیکھے......دوسروں سے اپنے تعلقات کی خوشگواری کا اندازہ کرے اور پھر دل کی گہرائیوں کے......ساتھ ان انعامات الٰہیہ پر شکر ادا کرے......اس کے علاوہ جو بھی موجودہ حالت ہے......اگر غور کرے تو لاکھوں مخلوق خدا اس سے محروم ہیں

......اس حالت کو محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر شکرادا کرے......اسی طرح ایک ایک چیز پر قدر کے ساتھ نظر ڈالنے کی عادت ڈالے...... یہ کیمیا کا نسخہ ہے......اس پر عمل کر کے دیکھا جائے......اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے......کہ جب تم ہماری نعمتوں پر شکرادا کرو گے......تو ہم ان نعمتوں میں ضرور اضافہ برکت اور ترقی عطا فرمادیں گے۔

شیطان کی کیا مجال کہ مؤمن کو بہکائے

شیطان کی کیا مجال کہ ایک مؤمن کو بہکائے......اس کا مکر ضعیف ہے......کیونکہ فرمایا گیا:......"انّ کید الشیطان کان ضعیفًا"......صاحب ایمان کے سامنے شیطان کے کید نہیں چل سکتے......اللہ تعالیٰ نے نفس اور شیطان کو ہمارا معین ومددگار اور مصاحب بنایا ہے......تاکہ ہم صراط مستقیم پر قائم ودائم رہیں...... یہ نفس وشیطان بظاہر حاوی ہوتے ہیں......اور باطن معاون ہوتے ہیں......نفس وشیطان میں فرق ہے کہ......شیطان امور زندگی میں مصالح پیش کر کے ان کی طرف متوجہ کرتا ہے......تاویلات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وقت کا تقاضا یہ ہے......کہ یوں کرلو......یوں کرلو علماء اور صوفیاء کی طرف وہ عالمانہ انداز میں متوجہ ہوتا ہے......اور نفس تاویلیں کرتا ہے......نفس کی فطرت اور مادہ لذت گیری کا ہے جس کو جس سے لذت حاصل ہو وہ اس کی طرف مائل کرتا ہے......کسی کی طبیعت کھٹائی کی طرف ہے تو......کسی کی مٹھاس کی طرف......لذت حاصل کرنے کے لیے مختلف تاویلیں کرتا ہے......وہ مختلف مواقع کے حصول میں رہتا ہے......جب اس کو کوئی موقع اچھا مل جاتا ہے......تو اس سے بھرپور فائدہ اُٹھاتا ہے۔

شیطان میں تین عین ہیں

شیطان میں تین عین ہیں......یعنی عابد بہت بڑا ہے...... عالم بہت بڑا ہے......عارف بہت بڑا ہے......لیکن چوتھا عین نہیں ہے یعنی عاشق نہیں ہے......اگر عاشق ہوتا تو سجدہ ضرور کرتا...... بھائی ہم کو نہ عابد بننا ہے...... نہ عارف بننا ہے......صرف عاشق بننا ہے......ہم عاشق بنیں تاکہ ہمارا اللہ میاں سے محبت کا ایسا علاقہ اور واسطہ رہے......جو کبھی منقطع نہ ہو......پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو......تو بس یہ کرو

کہ میرے محبوب کی اتباع کرو...... جس نے میرے محبوب کی اتباع کی وہ میرا محبوب ہے۔

نفس وشیطان کے دھوکہ میں فرق ہے

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ...... ''انسان کو دھوکہ...... شیطان بھی دیتا ہے اور نفس بھی...... مگر دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے...... شیطان کسی گناہ کی ترغیب اس طرح دیتا ہے کہ اس کی تاویل بجھا دیتا ہے...... کہ یہ کام کرلو اس میں دنیا کا فلاں فائدہ...... اور فلاں مصلحت ہے...... جب کسی گناہ کے لیے تاویل ومصلحت دل میں آئے...... تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔

اور نفس گناہ کی ترغیب لذت کی بنیاد پر دیتا ہے...... کہتا ہے یہ گناہ کرلو...... بڑا مزہ آئے گا...... جب کسی گناہ کا خیال لذت حاصل کرنے کے لیے آئے...... تو سمجھ لو کہ یہ نفس کا دھوکہ ہے...... شیخ کی ضرورت نفس وشیطان کے دھوکوں ہی سے بچنے کے لیے ہوتی ہے۔

ندامت بڑی چیز ہے

یہ ندامت بڑی چیز ہے...... یہ روح کی چیز ہے...... نفس نے شرارت کی لذت گناہ حاصل کی...... مگر نماز پڑھنے سے روح غالب آگئی...... نفس شرمندہ ہوا...... اور اس کو توبہ کی توفیق ہوگئی...... تو روحانی اور نفسانی لذات کی کیفیات میں یہ فرق ہے۔

مختصر بات یہ ہے کہ ہم اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے...... چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے...... نماز کی جماعت کے ساتھ پابندی کریں...... اس میں روحانی اور ایمانی قوت ہے...... اس قوت کو بیدار کرتے رہو...... کچھ تھوڑے سے وظائف استغفار...... سوم کلمہ...... درود شریف کی تسبیحات بھی پڑھتے رہو...... یہ وظائف روح کے لیے مقویات ہیں...... ایمان ان سے قوی ہوتا ہے...... یہ خوراک نفس کو دیتے رہو...... دیتے رہو۔ اس طرح نفس اثر قبول کرتا رہے گا...... پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ نفس میں گناہوں سے نفرت اور عناد پیدا ہوجائے گا...... جنہوں نے کچھ حاصل کیا ہے انہیں چیزوں سے حاصل کیا ہے۔

خواب کے بارے میں میرا طرز عمل

میں اپنے بارے میں کہتا ہوں...... میرا معاملہ تو اس سلسلے میں...... ٹھوس ہے...... خدا معلوم

میرے دل پر کیا کیفیت ہے...... ہزار بشارتیں آپ سنا جائیں...... خواب سنائیں...... مگر مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا...... ایک صاحب نے مجھے اپنا خواب بیان کیا کہ...... میں نے آپ کو نہایت اچھے...... عمدہ، سفید لباس میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ آپ امامت کرا رہے ہیں...... میں نے (جواباً) کہا کہ آپ کو مبارک ہو...... کیونکہ یہ میری چیز نہیں ہے...... یہ آپ کا دیکھنا ہے میرا نہیں...... میرے ساتھ تو میرا عمل ہے چاہے وہ ناقص کیوں نہ ہو...... اپنے عمل کو دیکھوں کہ...... لوگوں کی بشارتوں کو دیکھوں۔

مکاشفات کا اعتبار نہیں

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے...... کہ ذاکر و شاغل شخص یہ سمجھتا ہے کہ...... مجھ پر تجلیات کا ظہور ہو...... یہ چیزیں نظر آئیں...... وہ چیزیں نظر آئیں...... اس پر وہ خوش ہوتا ہے...... حالانکہ بعض اوقات یہ سب شیطانی تصرف ہوتا ہے...... شیطان بھی اس میں دھوکہ دے دیتا ہے...... اس لیے تجلیات...... کیفیات مکاشفات کو مکمل طور پر معتبر نہ سمجھا جائے...... قابل اعتبار تو آپ کے قدم ہیں...... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق ہیں یا نہیں۔

اخلاقیات، حقوق وفرائض، تقویٰ واستغفار اور تواضع

فرمایا:...... اپنے اوقات...... اور نظام زندگی میں...... یہ دو چیزیں شامل کرلو:

(۱)...... رجوع الی اللہ...... اور (۲)...... طلب مغفرت

اس سے ان شاءاللہ آپ کو نور حاصل ہوگا...... اور ظلمتیں سب ختم ہو جائیں گی۔

اقسام حقوق

(۱) حقوق اللہ...... (۲) حقوق العباد...... (۳) حقوق النفس

''حقوق ـ حدود'' ...... کے زیر عنوان تحریر فرمایا:...... ''حضرت مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو لفظوں میں کل راز بندگی اور حقیقت زندگی کو بتا دیا...... کل شریعت یہی ہے، کل طریقت یہی ہے۔

زندگی میں سب سے زیادہ حفاظت...... (ان امور کی) ضروری ہے......

(۱) دین وایمان کی...... (۲) اعمال صالحہ کی...... (۳) عزت وناموس کی......

(۴) صحت وقوت کی (۵)...... مال ومتاع کی (۶) وعدہ وقول کی۔

تعلقات اور توقعات سے تکلیف نہ ہونے کا نسخہ

تعلقات و توقعات ...... فطری امر ہے کہ ...... ہر تعلق کسی نہ کسی توقع پر ہوتا ہے' معاملات میں یا توقع کے موافق نتیجہ ہوتا ہے...... یا پھر توقع کے خلاف ...... اگر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر تعلق کو منسوب کر دیا جائے ...... تو اہل تعلق سے کوئی شکایت ہی نہ ہو...... بلکہ موافقت توقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے ...... اور مخالفت پر صبر کیا جائے ...... دونوں مامور بہ ہیں...... اور دونوں پر اجر کا وعدہ ہے۔

معرفت الٰہیہ کے عنوانات لامحدود ہیں ...... ہر شخص کے معرفت کے طریقے جدا ہیں ...... ہر شخص کی زندگی اپنے ہی مذاق کے مطابق معرفت حاصل کرتی ہے...... سالکین' ذاکرین' علماء...... صوفیاء اور عوام...... مختلف طریقوں سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔

حقوق والدین

اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد ...... والدین کے حقوق واجب کیے ہیں ...... ان کی زندگی میں ان کی خدمت کرنا ...... ان کو دماغی وجسمانی راحت پہنچانا ...... ان کو ہر طرح سے خوش رکھنا اور ان کی دعائیں حاصل کرنا شرعاً واجب ہے...... ان کی وفات کے بعد التزاماً ان کے لیے ایصال ثواب کرتے رہنا...... تلاوت کلام مجید' نوافل ...... اور دیگر اوراد مسنونہ سے بھی اور مالی صدقہ وخیرات سے بھی ...... خصوصاً خیرات جاریہ سے ...... اولاد کا صالح ہونا ...... اور نیک اعمال کا عادی ہونا ...... خود مرحوم والدین کے لیے خیرات جاریہ کا درجہ رکھتا ہے...... حدیث شریف میں ہے کہ ہر ہفتہ اولاد کے اعمال ...... ان کے والدین کے سامنے عالم برزخ میں پیش کیے جاتے ہیں...... اچھے اعمال سے ان کو خوشی اور برے اعمال سے رنج ہوتا ہے...... اس لیے بڑے اہتمام کی ضرورت ہے ...... کہ والدین کی روح کو اذیت نہ پہنچے بلکہ اس کا خیال رکھنا چاہیے...... کہ نیک اعمال سے اور ایصال ثواب سے ان کو نفع پہنچے۔

بھائی بہنوں میں محبت

بھائیوں میں آپس میں محبت ...... قائم رکھنا بہت ضروری ہے ...... ورنہ تمام زندگی لطف زندگی حاصل نہیں ہوتا ...... اور زندگی میں قوت نہیں محسوس ہوتی ...... بڑی تباہی کی علامت ہے کہ بھائی بھائی آپس میں اتفاق نہ کرسکیں ...... سارا فساد بچوں سے ...... بیویوں سے شروع ہوتا ہے اور آپس میں غلط فہمی ...... اور بدمزگی پیدا ہونے لگتی ہے ...... خوب سمجھ لیا جائے ...... کہ یہ فتنہ شروع ہی نہ ہونے پائے ...... ورنہ آخر میں جب دل برے ہونے لگتے ہیں ...... اس وقت جذبات سے متاثر ہوکر عقل بھی ماؤف ہوجاتی ہے ...... اور یہی خانہ بربادی کا باعث ہوتی ہے ...... ہر شخص کو فرداً فرداً رواداری ...... ایثار ...... چشم پوشی ...... اور معمولی معمولی باتوں کو درگزر کرنے کی عادت ڈالنا چاہیے ...... اسی طرح آپس میں محبت قائم رہتی ہے ...... اور جو معاملہ غلط فہمی پر مبنی ہو ...... اس کو فوراً صاف کرلینا چاہیے ...... اور قصور ہو تو اعتراف کرلے ...... اور معافی مانگ لے۔

تربیت اولاد

اولاد کی پرورش ...... و نگہداشت ...... بہت اہم ذمہ داری ہے ...... ان کو ابتداء ہی سے جب ان میں سمجھ پیدا ہونے لگے ...... اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سکھانا شروع کردینا چاہیے ...... پھر ابتدائی عمر میں قرآن شریف کا ختم کرنا ...... اور ضروری مسائل پاکی و ناپاکی کے جائز و ناجائز ...... حلال و حرام چیزوں سے ضرور مطلع کردینا چاہیے ...... پھر ابتداء ہی سے نماز کی عادت ڈالنا چاہیے ...... ان کا لباس، پوشاک صرف اسلامی طرز کا رکھنا چاہیے ...... ان کے اخلاق کی نگرانی رکھنا چاہیے ...... ان کو نشست و برخاست ...... اور کھانے پینے کے آداب ...... سکھانا چاہئیں، بری صحبتوں سے ان کو ...... خاص طور پر بچانے کی فکر رکھنا چاہیے ...... اس کے علاوہ اور رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے۔

اولاد اور گھر والوں کے حقوق

سادہ زندگی اختیار کیجئے...... خوراک میں...... لباس میں...... اپنے گھروں سے تصاویر، ٹیلی ویژن...... راگنی، نجس اور مکروہ چیزیں نکال دیجئے...... مخرب اخلاق کتابیں جن سے بچوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں...... پھینک دیجئے...... محرم نامحرم کا اختلاط بڑا فتنہ ہے...... آج کل سکولوں میں مخلوط تعلیم...... اور فنون لطیفہ کے نام سے...... بے دینی اور شیطان ابلیس کے طریقے نئی نسلوں کو سکھائے جا رہے ہیں...... ان سے اپنی اولاد کو بچائیے...... آپ نے کہاں تک یہ حقوق ادا کیے ہیں...... ان کا کبھی مراقبہ کیجئے۔

خانگی ماحول

گھر کا معاشرہ بالکل اسلامی طرز کا رکھنا چاہیے...... اور یہ اس زمانے میں واجب ہے۔ تصاویر...... اور ریڈیو، ٹیلی ویژن ہرگز گھروں میں نہ ہونا چاہیے...... اس سے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق ضرور خراب ہوتے ہیں۔

شریف گھر کی عورتوں...... میں آج کل کے معاشرے میں...... آزادی بہت بڑھتی جارہی ہے...... روایات شرم و حیا...... اور پردہ داری ختم ہوتے جا رہے ہیں...... محرم و نامحرم کا امتیاز ختم ہوتا جا رہا ہے...... جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ناگفتنی واقعات کثرت سے رونما ہو رہے ہیں...... جنسی قانون فطرت کبھی نہیں بدل سکتا...... اس لیے سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

گھر والوں سے معاشرت کا انداز

ہماری حالت یہ ہے کہ...... جب ہم گھر جاتے ہیں...... تو اپنی اہمیت اور عظمت کا ایک تاثر لے کر داخل ہوتے ہیں...... اگر گھر والوں نے کوئی بات کہہ دی...... تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ میں نے یہ کام کرنا ہے...... بگڑ جاتے ہیں...... تندخوئی سے کام لیتے ہیں...... کہ ہم بڑے عالم فاضل ہیں وغیرہ...... بیوی کہتی ہے نہ ہم تمہیں عالم سمجھیں نہ صوفی سمجھیں...... جو کچھ ہو گے تم ہو گے...... لیکن میرے نزدیک تم صرف میرے شوہر...... اور بس......

اسے کیا ضرورت کہ آپ بڑے عالم ہیں...... یا مفکر ہیں۔

جب تم اپنے گھر میں داخل ہو...... تو سب اپنے لوازمات و تاثرات بھول جاؤ' بیوی' اولاد...... عزیز واقارب سب سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ...... یہ صرف ایک دن کا کام نہیں یہ کام عمر بھر کرنا ہے...... بس زندگی کا جائزہ لیتے رہو...... اور اپنے اعمال و نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔

آج ہی مجھ سے کسی نے پوچھا...... کہ جب کوئی شخص...... خلاف طبیعت بات کرتا ہے تو فوراً طبیعت میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے...... میں نے ان صاحب سے کہا...... اور یہی خطوط کے جواب میں بھی لکھا کرتا ہوں...... کہ یہ تغیر تو غیر اختیاری طور پر ہوا...... لیکن ایک چیز تو تمہارے اختیار میں ہے کہ...... بعد میں اختیار سے لہجہ نرم کرلو...... اس طرح سے اگر عادت ڈالو گے تو رفتہ رفتہ لہجہ میں تغیر پیدا ہو جائے گا...... اور طبیعت میں نرمی پیدا ہو جائے گی۔

متقی بننے کا گمان کبھی نہ ہونے پائے

متقی بننا اچھی بات ہے اس کی تمنا رکھو...... لیکن خبردار یوں نہ سمجھنا کہ کبھی تم متقی بن بھی جاؤ گے...... متقی ہو جانے کا احساس کبھی نہ ہونے پائے...... تقویٰ پیدا کرنے کے طریقے اختیار کرتے رہو...... تقویٰ پیدا ہوتا ہے...... خدا تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کرنے سے...... جتنا عجز و نیاز بڑھتا چلا جائے گا...... جتنی شکستگی بڑھتی چلی جائے گی...... جتنی ندامت قلب بڑھتی چلی جائے گی...... اتنا ہی تقویٰ بڑھتا چلا جائے گا...... تقویٰ سے ایمان میں ترقی ہوتی رہے گی...... اور انعامات الٰہیہ کے شکر ادا کرنے سے معرفت و محبت خداوندی میں ترقی ہوتی رہے گی...... یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔

تقویٰ کے معنی خلش

ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... کہ تقویٰ کے معنی...... خلش کے ہیں...... اور استدلال میں آپ نے یہ آیت پڑھی:

"فاما من اعطٰی ...... واتقٰی ...... وصدق بالحسنٰی ...... فسنیسرہٗ للیُسرٰی واما من بخل واستغنٰی ...... وکذب بالحسنٰی ...... فسنیسرہٗ للعسرٰی"

اس آیت میں ترتیب ہے...... چند چیزوں کا...... دوسری چند چیزوں سے...... مقابلہ کیا گیا ہے...... یہاں واتقٰی کے مقابلہ میں واستغنٰی ہے...... اور استغنٰی بے حسی کا نام ہے ...... یہ کوئی اچھی چیز کا نام نہیں ہے...... تو اس طرح بے حسی کے مقابلہ میں خلش ہے...... اب تقویٰ کا یہ معنی جہاں جہاں قرآن مجید میں تقویٰ کا لفظ آئے...... منطبق کرتے چلے جائیے...... فرمایا: "ھدی للمتقین" ...... یعنی یہ قرآن ان لوگوں کے لیے ہدایت ہے...... جن کے دلوں میں اس بات کی خلش ہے...... کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟

شکر بصورت استغفار

ہمیں رمضان کے انعامات...... پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے...... اب شکر کیسے ادا کرنا ہے...... شکر ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ استغفار کیا جائے...... کیونکہ شکر کی تکمیل استغفار سے ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار سے باہر ہیں...... ہماری صلاحیتیں اور قابلیتیں...... اس بات سے جواب دے رہی ہیں...... کہ ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مکمل طور پر شکر ادا کرسکیں...... تو اللہ تعالیٰ نے آسان تجویز کرتے ہوئے فرمایا ...... "واستغفرہٗ انہ کان توّابا" استغفار کر لیجئے، شکر کی تکمیل ہو جائے گی۔

استغفار مقام عبدیت کی انتہا ہے

استغفار بہت بڑی چیز ہے...... اور مقام عبدیت کی انتہا ہے...... اہل حق اور اہل باطل میں یہی فرق ہے...... کہ اہل ھویٰ وہوس اور اہل باطل...... اپنے کاموں اور عبادتوں پر شکر تو ادا کرتے ہیں...... مگر استغفار نہیں کرتے...... ان کو صرف اپنے کاموں پر ناز ہوتا ہے ...... وہ سمجھتے ہیں بس عبادت کر لی اب استغفار کی کیا ضرورت ہے...... اور اہل حق ہمیشہ ڈرتے ہیں...... جہاں وہ شکر کرتے ہیں وہاں ڈرتے ہوئے استغفار بھی کرتے ہیں۔

عبدیت کا جوہر استغفار

استغفار عبدیت کا خاص الخاص جوہر ہے......اور شکر...... تعلق مع اللہ اور معرفت الٰہی کا خاص الخاص جوہر ہے......اور انعامات الٰہیہ کا شکر ادا کرنے سے...... اللہ تعالیٰ سے محبت اور معرفت بڑھتی ہے...... استغفار مقام عبدیت تک لے جانے والی چیز ہے...... یہ عجز و انکساری اور ندامت قلب کے ساتھ بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ کرنا ہے...... استغفار محدود ہے اور شکر لامحدود ہے...... شکر کے بجالانے میں جتنی کمی اور تقصیر ہو جائے استغفار کرتے رہو ......اس سے شکر کی تکمیل ہوتی رہے گی۔

شکر کو اپنا وظیفہ بنالو...... جتنے اعمال کی توفیق ہو جائے......اس پر شکر ادا کرنا چاہیے ناقص عمل پر بھی شکر ادا کرو...... پھر احساس نقص پر استغفار کرلو...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار شکر کا مطالبہ ہے...... جیسا کہ فرمایا:

"اعملوا آل داؤد شکر او قلیل من عبادی الشکور"

ناشکری کا ثمرۂ بد

جب انسان احسانات و انعامات الٰہیہ سے منحرف ہو جاتا ہے...... تو یہ امر اس کی ہلاکت روحانی و ایمانی کا سبب بن جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ کی تمام ظاہری و باطنی نعمتوں کو وہ اپنی ہوس رانی......اور نفسانی خواہش کے مطابق استعمال کرتا ہے......یعنی ان راستوں کا غیر صحیح و غیر فطری استعمال کرتا ہے...... نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ......اس کے بد اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں......اور آخر کار یہاں تک نوبت پہنچتی ہے...... کہ قلبی استعداد...... و صلاحیت اور قابلیت صحیحہ مسخ ہو جاتی ہے......اور فسق و فجور و کفر کے اثرات راسخ ہو جاتے ہیں...... پھر کوئی استحضار یا احساس ظاہری و باطنی نعمتوں کا باقی نہیں رہتا...... جب نعمتوں کا احساس...... و استحضار ہی فطرت سے مفقود ہو جاتا ہے...... تو اب محسن و منعم حقیقی کا تخیل و تصور ہی باقی نہیں رہتا...... اسی کا نام الحاد ہے۔

ایجادات وتہذیب کا فرق

آج ایجادات میں تو ضرور ترقی ہوئی ...... لیکن ایجادات کا اطلاق تہذیب پر نہیں ہوسکتا...... اگر موجودہ تہذیب کا تعلق انسان سے ہوتو ...... یقیناً یہ تہذیب انسان کیلئے قابل ملامت اور لائق ماتم ہے...... یعنی موجودہ تہذیب جس طرح بے حیائی ...... بے شرمی کی آئینہ دار ہے ......اسے ترقی کہنا قابل مذمت ہے ...... یہ ترقی نہیں بلکہ قابل ملامت اور لعنت ہے اور ایجادات کی ترقی کو ترقی کہنا درست ہے ...... مگر تہذیب کی اس بے راہ روی کو ترقی نہیں کہا جاسکتا۔

احساس گناہ

اہتمام نہ بن پڑے حسنات کا...... یہ اتنا مضر نہیں ...... جتنا گناہ کا احساس مٹ جانا...... یہ تو قیامت ہے...... اس سے زیادہ مہلک اور خطرناک کوئی چیز نہیں...... اس میں یہاں تک ہوسکتا ہے کہ ......کفر ہوجائے اور پتہ بھی نہ چلے ...... اللہ بچائے! بڑا سنگین معاملہ ہے...... پس لرزاں ترساں ہی رہے...... خطا کار شرمسار مسلمان کیلئے کچھ ڈر ہے...... ڈر تو عاصی ...... طاغی اور باغی کیلئے ہے۔

دل لگانے کا مقصد

دل لگانے بھی آئے ہو...... اور دل دینے بھی آئے ہو...... اور پھر اس کو اپنا بنانا بھی چاہتے ہو! ...... دل کو تو ان کی نظر کے قابل بنانا ہے ...... اور انہوں نے اپنی نظر کا اعلان فرما دیا کہ...... ہم ایسا دیکھنا چاہتے ہیں۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں اب تو اس دل کو بنانا ہے ترے قابل مجھے

جاہ پسندی

جاہ پسندی کچھ اچھی چیز نہیں ...... نکال ہی دیجئے ...... اس خلش کو...... اہل ثروت اور اہل دولت کے پاس بلا ضرورت جا کر خود کو کیوں ذلیل کرتے ہو؟ ...... سبکی ہوگی اور وہ تمہارا اثر بھی قبول نہ کریں گے ...... شیطان پاگل بنادے گا ...... اور مجرم بھی ہوجاؤ گے ...... دینی وقار قائم رکھنا چاہئے ...... یہ وقار ان کے پاس جانے سے ختم ہوجاتا ہے۔

حفاظت حقوق

معاملات اور معاشرت کے بارے میں جگہ جگہ "تلک حدود الله" کلام پاک میں وارد ہوا ہے...... جب تک صحیح تعلیمات نہ ہوں حدود کی حفاظت نہیں ہوسکتی ......اور تقویٰ کی حقیقت ہی ان حدود کی حفاظت ہے......اور یہ حدود زندگی کے ہر شعبہ میں ہیں ......جو بڑی دلیل ہے......اسلام کے کامل ہونے کی...... نادان لوگ اول تو آتے ہی نہیں دین کی طرف اور اگر آتے ہیں......تو فرائض وواجبات ترک ہوتے رہتے ہیں......اور ساری بزرگی......تقوی نوافل میں رہ جاتا ہے......حقوق پامال ہوتے رہتے ہیں......اپنے تقویٰ سے ان لوگوں نے خود کو بھی ہلاک کرلیا......اور دوسروں کو بھی پریشان کر کے رکھ دیا۔

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی　　　تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

اس کی مثال ایسی ہے کہ......مطالبات سرکاری تو ادا نہ ہوں......اور ایک شخص سخاوت کرتا پھرے یا......اپنی منصبی کام تو انجام نہ دے......اور خدمت خلق میں مشغول رہے...... کیا قیمت ان اعمال کی اگر حدود کی حفاظت نہ ہو......اور فرائض وواجبات ادا نہ ہوں۔

ظاہر وباطن کی تشریح

دونوں قسم کے احکامات ظاہر وباطن کے اللہ تعالیٰ کے ہیں......پھر ظاہر کے احکام کو نظر انداز کرنے کی یا کم اہم سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں......مثلاً آج آپ نے خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھی......اور احسان کا درجہ نماز میں حاصل ہوا......نماز سے فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑے ناپاک تھے......اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے...... کہ نماز نہیں ہوئی......اس کو دہرایا......اب جو دہرائی نہ تو خشوع ہے......نہ خضوع ہے اور نہ درجہ احسان کا کہیں پتہ......اب فیصلہ یہ ہے کہ نماز ہوگئی...... ذلت وخواری تو اپنے اعمال واختیار کی ہے......دوسرے کے اعمال سے اپنی کیا رسوائی۔

اذیت پر صبر

تاثر ہو جانا اور چیز ہے......عمل اور چیز ہے......وہ اسی کا عمل ہے...... ہمارا عمل نہیں

......دوسرے کے برے لب ولہجہ سے اذیت تو پہنچ سکتی ہے...... مگر عزت میں کوئی فرق نہیں آتا...... بلکہ اگر صبر کر گئے...... تو عنداللہ مزید عزت افزائی کی امید ہے کہ عالم تعلقات میں غصہ کا رذیلہ جو پیدا ہو گیا تھا...... بے جگہ اس کو مشتعل نہ ہونے دیا...... دبا دیا۔

متقی کی تعریف

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ...... متقی وہ شخص ہے...... جو اپنے حق میں اللہ کے سوا کسی سے نیکی کی امید نہ رکھے۔

توکل

زندگی کا لطف چاہتے ہو تو ہر کام...... ہر بات...... ہر چیز میں اپنے آپ کو حق تعالیٰ شانہ کا محتاج سمجھتے رہو...... ہر چیز کی احتیاج تم کو ہے...... کھانے کی...... پینے کی...... پہننے کی...... اس لئے ہر ضرورت کے وقت اللہ جل شانہ سے مخاطب ہو کر اپنی حاجت پیش کر دیا کرو...... پھر لطف دیکھو...... ارے! آزما کے تو دیکھو...... اس سے برکت ملاحظہ ہوگی...... بہت بڑی چیز ہے...... حضرت ایوب علیہ السلام کے کئی برس تکلیف میں گزر گئے...... جبرائیل علیہ السلام نے دعا تعلیم فرمائی...... "اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تکلیف کو دور فرما دیا۔

تعلق مع اللہ

طریقت...... بلکہ زندگی کا واحد مقصد صرف اور صرف تعلق مع اللہ ہے...... ساری جدوجہد اسی کے درست ہونے کیلئے ہے...... اللہ تعالیٰ اس کے حصول کی خود ہی توفیق عطا فرما دیں...... اور مساعی میں اعانت فرما دیں...... آمین، منجملہ اور تدابیر کے یہ تدبیر بھی موثر ہو سکتی ہے کہ...... ہر تعلق دنیوی کو تعلق مع اللہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیا جائے...... جس سے بھی تعلق رکھا جائے جو کام کیا جائے...... اللہ ہی کیلئے کیا جائے...... گویا زندگی اس کا مصداق ہو...... "ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" اس بات کا

استحضار صبح ہی سے شروع کیا جائے ......اور بار بار اس عمل کی طرف توجہ دی جائے ......رات میں سوتے وقت جس قدر کوتاہیاں ......اور فروگذاشت ہوئی ہوں ......ان پر ندامت اور استغفار کیا جائے......ان شاء اللہ کچھ عرصے میں عادت ہونے لگے گی۔

معرفت الٰہی

معرفت الٰہیہ کے عنوانات لامحدود ہیں...... ہر شخص کے معرفت کے طریقے جدا ہیں...... ہر شخص کی زندگی اپنے ہی مذاق کے مطابق معرفت حاصل کرتی ہے...... سالکین...... ذاکرین...... علما صوفیا اور عوام مختلف طریقوں سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔

یادگار باتیں

مفتی اعظم حضرت مولانا
مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے قلم سے مختصر تعارف

اپنی زندگی کے اس سب سے بڑے حادثے پر جس کے بعد سے زندگی شب و روز کے ایک کرب انگیز تسلسل کا دوسرا نام ہے ...... کیا لکھوں؟ ...... کس طرح لکھوں؟ ...... کس کیلئے لکھوں؟ ...... اپنے تاثرات کے اظہار کیلئے الفاظ ڈھونڈتا ہوں ...... تو اپنی حالت اس بچے سے مختلف معلوم نہیں ہوتی ...... جس کی امنگوں کی ساری کائنات لٹ چکی ہو...... اس کے دل میں فریاد وفغاں کے طوفان برپا ہوں ...... لیکن اسے ایک لفظ بولنا نہ آتا ہو...... فرق یہ ہے کہ وہ بچہ جی کھول کے رو لیتا ہے...... تو اسے الفاظ کی حاجت نہیں رہتی ...... اور یہاں آنکھوں کا عالم یہ ہے ...... کہ وہ آنسوؤں کو ترس ترس کر پتھر ہو چکی ہیں...... کسی کو اپنے مقدس والد ماجد کی وفات پر اشک ریز دیکھتا ہوں ...... تو پتھرائی ہوئی نگاہیں اس پر رشک کرتی ہیں کہ

شبنم! تجھے اجازت اظہار غم تو ہے ۔۔۔ تو خوش نصیب ہے کہ تری آنکھ نم تو ہے

اب جو کچھ بیت رہی ہے ...... اسے جھیلنے کیلئے صرف دل ہے ...... جو نہ جانے کس طرح دھڑک رہا ہے...... اور خدا جانے کب تک دھڑکتا رہے گا؟

بات صرف ایک باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کی نہیں ہے ...... اگر بات صرف اتنی ہوتی تو یہ صدمہ ایسا گمبھیر نہ ہوتا...... دنیا میں کسی باپ کا سایہ ہمیشہ باقی نہیں رہتا ...... اور بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں ...... جنہیں یتیمی سے سابقہ نہ پڑتا ہو...... لیکن یہاں معاملہ ایسا ہے کہ ان کے سفر آخرت سے نہ جانے کتنے سائے اس غمزدہ سر سے اٹھ گئے ہیں

......باپ کا سایہ......استاد کا سایہ......شیخ و مربی کا سایہ......ہادی و رہنما کا سایہ اور ایک ایسے غم خوار و غم گسار کا سایہ......جس کے اٹھنے کے بعد زندگی میں پہلی بار یہ بات معلوم ہوئی ......کہ غم اور صدقہ کسے کہتے ہیں......ورنہ سخت سے سخت صدمہ اور بڑی سے بڑی فکر...... ان کے قدموں میں پہنچ کر بے نشان ہو جاتی تھی......اور ان کی پائنتی بیٹھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا......جیسے اس کائنات میں ہمارے لئے محبت و شفقت کے سوا کچھ نہیں۔

یہ ناکارہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر جتنا شکر ادا کرے کم ہے......کہ اس نے احقر کو عمر کے چونتیس سال حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رہنے کی سعادت عطا فرمائی......اس طویل عرصے میں یوں تو بحمد اللہ ہم سب بھائیوں کو ان کے قریب رہنے کی سعادت حاصل رہی......لیکن خاص طور پر حضرت مولانا محمد رفیع صاحب اور احقر کو جدائی کی نوبت بہت کم آئی......کیونکہ ہم دونوں حضرت ہی کے ساتھ ایک مکان میں رہتے تھے......اکثر و بیشتر سفر میں بھی معیت نصیب ہو جاتی تھی......زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ دو دو ماہ کیلئے مفارقت ہوئی......ایک مرتبہ ۶۳ء میں احقر کے سفر عمرہ کے وقت ......اور دوسری بار ۶۵ء میں حضرت موصوف کے سفر افریقہ کے وقت کہ......اس سفر میں محترم حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم ان کے ساتھ تھے......ان دو مواقع کے علاوہ کبھی دو ماہ کی جدائی سے زیادہ سابقہ نہیں پڑا......اور ان دونوں مواقع پر بھی میں ہی جانتا ہوں......کہ اس مفارقت کو کس طرح برداشت کیا ہے۔

رمضان المبارک میں حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ پر پے در پے دل کی تکلیف کے حملے ہوتے رہے......اور طبیعت بہت خراب رہی......عید کے بعد جب کیفیت بہتر ہوئی ......تو ایک روز فرمانے لگے۔

رمضان میں جب میری طبیعت زیادہ خراب تھی......تو یہ امید تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے رمضان نصیب فرما دے......یہ فرما کر وہ کچھ رکے......اور میں سوچنے لگا کہ......وہ رمضان کی موت کی آرزو کا ذکر کرنا چاہتے ہیں......مگر معاً یہ محسوس ہوا کہ وہ جو کچھ اور کہنا چاہتے ہیں ......اور تردد ہو رہا ہے کہ......یہ بات کہوں یا نہ کہوں!......پھر ذرا سے توقف کے بعد رک

رک کر فرمایا...... لیکن میرا حال بھی عجیب ہے...... لوگ تو رمضان میں مرنے کی تمنا کرتے ہیں...... لیکن میں تمنا نہ کر سکا...... اس لئے کہ مجھے یہ خیال لگا رہا کہ اگر...... رمضان میں یہ واقعہ ہوا تو اوپر والوں (گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں) کو بڑی تکلیف ہو گی...... اور ان کے روزوں اور تراویح وغیرہ...... کے معمولات میں دشواری پیش آئے گی۔

اللہ اکبر! میں اپنے کانوں سے یہ الفاظ سن رہا تھا...... اور اس ایثار مجسم کو تک رہا تھا...... جس کی پرواز فکر ہمارے تصور کی ہر منزل سے آگے تھی...... عبادت و زہد کے شیدائی بحمد اللہ آج بھی کم نہیں...... لیکن بستر مرگ پر ان رعایتوں کا پاس کرنیوالے اب کہاں ملیں گے؟

ان کا یہ بے ساختہ جملہ...... ان کی پوری زندگی کے طرز فکر کی تصویر ہے...... وہ خود اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

تمام عمر اسی احتیاط میں گزری
کہ آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

سنت کے تذکرے

حیات طیبہ کے تذکرہ کے لیے...... صرف ایک مہینہ مقرر نہ کریں...... ہر مہینہ...... ہر ہفتہ محفلیں...... وعظ اور سیرت کی مقرر کر کے اہتمام سے کرائیں...... اور سنت کے مطابق دُرود کی کثرت کریں...... اور عمل کی اللہ سے توفیق مانگیں...... اس طرح آپ کی سنت پر جو قدم ہمارا پڑے گا دین مضبوط ہوگا۔

بدعت' گمراہی

بدعت کہتے ہیں...... مقاصد شرعیہ کے بدلنے کو...... غیر مقصود کو مقصود بنادے...... یا مقصود کو غیر مقصود بنادے...... آخرت کے عمل کے مناسب سعی وہی ہے...... جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے...... ذکر اللہ ہو...... تلاوت...... حج...... نماز...... روزہ ساری طاعتیں اگر سنت سے ہٹ کر کی گئیں...... وہی بدعت ہیں...... وہی ضلالت اور گمراہی ہیں۔

اہتمام سنت

یقین کیجئے کہ عبادت کا جو طریقہ...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم...... اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اختیار نہیں کیا...... وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہتر نظر آئے...... وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک...... اچھا نہیں۔

مضبوط روحانی عقیدہ

دنیا کا تجربہ اس بات کا گواہ ہے...... کہ نرا قانون...... کبھی کسی قوم کی اصلاح نہیں کرسکا......

جب تک قانون کی پشت پر ایک ...... "مضبوط روحانی عقیدہ" ...... نہ ہو ظلم و استحصال کو روکا نہیں جا سکتا۔

تقدیر پر ایمان

حدیث میں ہے ...... کہ تقدیر پر ایمان رکھنا سب افکار ...... (غموں) کو دور کر دیتا ہے۔

مقبولیت کا راستہ

اللہ کے نزدیک ...... آج مقبولیت کے دروازے بند ہیں ...... بجز اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ...... اور آج کوئی نجات نہیں پا سکتا ...... بغیر کامل اتباع کے۔

ذکر کی لذت

ابن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے ...... کہ اللہ کے ذکر سے ...... زیادہ لذت کسی چیز میں نہیں ہے ...... اگر اس میں لذت نہ آئے تو یہ بیماری ہے ...... اس کا علاج کرو۔

کبر و عجب

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے ...... کہ اولیاء اللہ کے دل سے سب سے بعد جو رذیلہ نکلتا ہے ...... وہ کبر اور عجب ہے ...... اس میں بڑے بڑے اولیاء مبتلا ہیں۔

ناراضگی حق کی علامت

اگر کوئی جاننا چاہے ...... کہ مجھ سے خدا ناراض ہے ...... یا راضی تو دیکھ لے ...... اگر لایعنی میں لگا ہے ...... تو ناراض ہے ...... یہ سب سے بڑی لعنت ہے لایعنی کی ...... اس دروازے پر سب سے سخت پہرہ بٹھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

تجدید ایمان کی ضرورت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ...... حکیم الامت کا لقب رکھتے تھے ...... ان سے دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ کہا کرتے تھے کہ:

اجلس بنا نُومِن سَاعَة

"کچھ دیر کے لیے ہمارے ساتھ بیٹھ جائیے ...... کہ ہم ایمان تازہ کر لیں۔"

شیخ کامل کی علامت

شیخ کی کرامت طالب کے اندر اہتمام دین پیدا کرنا ہے......اور جس کے پاس بیٹھ کر یہ بات پیدا ہو جائے......وہی شخص کامل ہے۔

قرب الٰہی کا ذریعہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خدا سے پوچھا......وہ عمل بتادیں......جس سے بندہ آپ کا زیادہ قرب حاصل کرے......اللہ پاک نے فرمایا قرآن مجید......میرے قرب کا بڑا ذریعہ ہے......یہ نسخہ کیمیاء ہے۔

تصحیح نیت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے......ایک خط میں لکھا تھا......کہ جتنے بھی دن کے کام ہیں اگر ان میں نیت سیدھی ہو جائے......تو سب کے سب عبادت ہو جائیں۔

خشوع وخضوع

نماز میں دو لفظ آتے ہیں......خشوع اور خضوع خشوع ظاہری سکون......اور خضوع باطنی سکون کو کہتے ہیں۔

آسان استخارہ

استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی......میں تو چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں......نماز کے بعد یا سوتے وقت......:"اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ"......گیارہ مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور یہ حدیث میں آیا ہے۔

قبولیت نماز کی علامت

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے......کہ اگر ایک حاضری میں بادشاہ ناراض ہو جائے......تو کیا دوسری بار وہ دربار میں گھسنے دے گا؟......ہرگز نہیں۔پس جب تم ایک مرتبہ نماز کے لیے مسجد میں گئے......اس کے بعد پھر توفیق ہوئی......تو سمجھ لو کہ پہلی نماز قبول ہو گئی اور تم مقبول ہو۔

شب قدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شب قدر میں دستور تھا...... کہ لمبے رکوع و سجود کرتے تھے ...... بہتر یہ ہے کہ تراویح کے بعد کچھ آرام کرے...... آخری شب میں زیادہ حصہ جاگے۔

حالت اعتکاف میں غسل

اعتکاف کی حالت میں اگر حالت طبعی ...... یا شرعی کے لیے نکلے ......تو جیسے راستے میں وضو کر کے آسکتے ہیں ...... اسی طرح آتے ہوئے غسل جمعہ کر کے بھی آسکتے ہیں...... ہاں غسل جمعہ کے لیے نکلنا درست نہیں۔

حج بدل

مرد عورت کا......اور عورت مرد کا حج بدل کر سکتے ہیں۔

وسیع النظر

وسیع النظر آدمی ڈھیلا ہوتا ہے......اس کی نظر سب طرف ہوتی ہے۔

اہتمام شریعت

خدا کی قسم !...... جو شخص شریعت کے موافق چل رہا ہو وہ بادشاہ ہے...... گو ظاہر میں سلطنت نہ ہو......اور جو شخص شریعت سے ہٹا ہوا ہو...... وہ پنجرہ میں مقید ہے...... گو ظاہر میں بادشاہ ہو......اور فرمایا رضاء حق ہر حال میں مقدم ہے۔

دنیا کی فلاح

مسلمان جب تک دین کی حفاظت نہ کرے......اس کو دنیا کی فلاح......کبھی بھی نہ ہوگی۔

اولاد میں برابری

اولاد کی ضروریات زندگی......الگ الگ ہوتی ہیں......اس میں تسویہ ضروری نہیں ہے جس کو جیسی ضرورت پڑے......حسب استطاعت پوری کردے......البتہ ہبہ کرے تو برابر ہبہ کرے۔

پارسائی میں وضع قطع

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ...... اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے ...... کہ جو آدمی تصوف میں قدم رکھے ...... اور اللہ کے راستے میں چلے ...... اور اللہ تعالیٰ اسے ولی کامل بنا بھی دے اس کو چاہیے کہ ...... اپنی خاندانی وضع کو نہ چھوڑے ...... اپنی وضع نہ بدلے ...... اگر کوئی شخص تاجر ہے ...... تو تاجروں کا جو لباس ہوتا ہے ...... وہی رکھے۔ ہر ایک طبقے کا خاص لباس ...... ایک خاص انداز کا ہوا کرتا ہے ...... اسی کو اختیار کیے رکھو ...... کیونکہ (بصورت دیگر) اس میں خواہ مخواہ ایک قسم کا عملی دعویٰ ہو جاتا ہے ...... ہاں البتہ وہ وضع خلاف شریعت نہ ہو۔

دو سنگین گناہ

آج فیشن کے مارے ...... دو انچ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر ...... جنت کو کھوتے اور دوزخ خریدتے ہیں ...... جو آدمی نیچا پاجامہ پہنتا ہے ...... اس کی مغفرت نہیں ہوتی ...... اسی طرح جو آدمی طبلہ ...... سارنگی اور گانے میں لگا ہے ...... اس کی بھی مغفرت نہیں ہوتی ...... ذرا سوچو اتنے سے وقت کی لذت سے دوزخ خریدنا ...... کیسی نادانی کی بات ہے ...... آج گھروں میں ہر طرف گانا بجانا عام ہے۔

باطن کے گناہ

یہ جو ہم چوری ...... شراب وغیرہ سے بچ جاتے ہیں ...... دراصل ہم کو یہ ڈاڑھی ...... کرتہ ...... ٹوپی نہیں کرنے دیتے ...... مگر اس سے زیادہ ذلیل گناہ اور عیوب ہمارے اندر ہیں ...... اصل تو ان سے بچنا تھا۔

معاشرت کا ایک ادب

کسی پر بوجھ ڈال کر ...... اسکے یہاں کھانا پینا نہ چاہیے ...... اس بات کو عمر بھر یاد رکھنا۔

بیوی کی دلجوئی

بیوی کے ساتھ بدخلقی نہ کرو ...... مگر یہ بھی نہیں کہ اس کو میاں بنالو ...... تھوڑی بہت

بد خلقی کو گوارا کر لینا چاہیے...... کیا عجیب بات ہے...... کہ وہ شادی ہوتے ہی سارے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر شوہر کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔

نافرمانی کی حقیقت

ماں باپ کی نافرمانی اس کو کہتے ہیں...... جس میں انہیں تکلیف ہو۔

قناعت پسندی

آدمی قناعت پر اکتفا کرے...... اور ضروری سامان کے ساتھ رہے تو تھوڑی آمدنی میں بھی رہ سکتا ہے...... اور فرض منصبی کو بھی ایسا ہی تقویٰ والا ادا کر سکتا ہے۔

خلاصہ تصوف

سارے تصوف کا خلاصہ سنت کی پیروی کرنا ہے...... اور کچھ نہیں۔

ظاہر کی اہمیت

انسان کا ظاہر اس کا باطن میں مؤثر ہوتا ہے...... اگر کوئی غم کی شکل بنائے ...... تو تھوڑی دیر بعد دل میں حزن کی کیفیت محسوس ہوگی۔

دورِ فساد میں عمل

اس فتنے کے زمانے میں جو شخص نیکی پر قائم رہے...... اس کا اجر پچاس ابوبکرؓ و عمرؓ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے برابر ملے گا...... اس زمانہ میں نیکی پر قائم رہنا...... انگارے کو ہاتھ میں محفوظ رکھنے کی طرح مشکل ہے۔

معیارِ شیخ کامل

لوگ اسلاف اُمت ...... اور اکابر اولیاء اللہ کے حالات ...... جو کتابوں میں مدون ہیں ان کو پڑھ کر...... وہ اپنے زمانے میں بھی اسی معیار کے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں ...... اور جب وہ نظر نہیں آتے...... تو مایوس ہو کر اصلاح کا خیال ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں...... ولی کامل کے لیے جو کم سے کم شرائط ہیں...... ان کو تلاش کرتے تو ہر زمانے میں...... اور ہر جگہ...... ان شاء اللہ صادقین کاملین مل جائیں گے۔

گناہوں سے بچنے کا نسخہ

کم گوئی اور لوگوں سے کم میل جول کی عادت ڈالے گا...... تو وقت بھی بچے گا...... اور ان شاء اللہ...... بہت سے گناہوں سے نجات بھی مل جائے گی۔

قلب کے اصلی گناہ

قلب کے اصل تین گناہ ہیں...... غضب...... حقد (کینہ و بغض) اور حسد...... یہ ایک دوسرے کے متقارب ہیں...... اور ان کی بنیاد غضب ہے...... باقی وہ دونوں اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

عفو و درگزر

حدیث میں ہے...... ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ...... لوگوں کے پاس مال ہے...... وہ تیرے راستے میں خیرات کرتے ہیں...... میرے پاس مال نہیں ہے...... ہاں آبرو ہے...... میں اسے ہی خیرات کرتا ہوں...... آج تک کسی نے بھی میری آبرو خراب کی مجھے ذلیل کیا...... میں نے ان سب کو معاف کیا...... ان کے نبی پر وحی آئی کہ اس سے کہہ دو...... کہ تیرے سب گناہ معاف کر دیئے گئے...... اس پر فرمایا کہ شدت اختیار کرنا کوئی بہادری نہیں...... اور عزت نہیں ہے' آخرت میں ذلت ہوگی۔

کبر کے مدارج

کبر کے تین درجے ہیں:

(۱)...... دل میں ہو یہ...... استکبار ہے۔

(۲)...... دل میں ہو...... اور افعال سے بھی ظاہر ہو...... یہ مختال ہے۔

(۳)...... دل میں ہو...... افعال سے ظاہر کرتا ہو...... اور زبان سے بھی کہتا ہو...... یہ فخور ہے۔

حقیقی بالغ

طبعی بالغ وہ ہے...... جس سے منی نکلے...... اور حقیقی بالغ وہ ہے...... جو منی سے نکل جائے...... (یعنی خودی اور کبر سے نکل جائے)۔

دنیا قید خانہ

عارفین دنیا کو قید خانہ سمجھتے ہیں...... اور ان کو یہاں سے نکلتے ہوئے وہی خوشی ہوتی ہے...... جو جیل خانہ سے نکلتے ہوئے ہوتی ہے۔

ایک اہم ادب

مصائب کو گناہوں کی سزا سمجھ...... یا ایمان کی آزمائش...... مگر یہ مت سمجھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گئے ہیں...... کیونکہ یہ خیال خطرناک ہے...... اس سے تعلق ضعیف ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ زائل ہو جاتا ہے۔

غیر اختیاری پریشانی

جس پریشانی میں اپنے اختیار کو دخل نہ ہو...... وہ ذرا بھی مضر نہیں...... بلکہ مفید ہے۔

سنت کی اہمیت

بزرگوں کی کرامتوں میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے...... کہ شریعت پر کون کتنا زیادہ چلتا ہے...... جتنا درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متابعت میں زیادہ ہے...... اتنا ہی درجہ اس کی بزرگی کا ہے...... رات بھر جاگ کر عبادت کرنا اور ہے...... اور ایک لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت بلند چیز ہے...... فرمایا کہ بیت الخلاء میں جانے کی دعا ...... ہزاروں نفلی عبادتوں سے بہتر ہے...... اس میں نور...... اور برکت ہی اور ہے۔

صحبت صالح

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے...... کہ اگر کسی شہر میں...... ضابطہ کے بزرگ اور بڑے نہ ہوں...... تو نیک سیرت...... اور صالح لوگوں کے پاس جایا کریں۔

معمولات کا ناغہ

کہ اگر تم دوستوں اور احباب کی وجہ سے معمولات کا ناغہ کرو گے...... تو ایک دن بالکل کورے رہ جاؤ گے۔

اہتمام استطاعت

کہ ایک حدیث کا ترجمہ ہے...... کہ مؤمن کی شان یہ ہے کہ...... جو چیز اسکی طاقت میں ہے...... اس میں غفلت نہ کرے...... اور جو نہیں کر سکتا اس پر غمگین رہے...... تاسف کرتا رہے۔

تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ بہت آسان ہے...... سارے گناہوں سے بچنے کا نام...... تقویٰ نہیں، گناہوں سے بچنے کی کوشش کا نام تقویٰ ہے...... قرآن میں ہے...... جتنا تم کر سکتے ہو...... اتنا کرو۔

گناہوں کا خیال

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ...... (جو حضرت جنید بغدادیؒ کے اساتذہ میں ہیں) کا ارشاد ہے کہ کسی گناہ کا دل میں خیال بھی نہ لاؤ...... یعنی عمل چاہے نہ ہو...... مگر دل میں سوچ کر کسی گناہ سے مزے لینا...... خیال پکانا...... یہ بھی نہ کرو۔

توبہ کی حقیقت

صغیرہ گناہ...... اللہ پاک نیک کام کرنے سے خود بخود معاف کر دیتے ہیں اور کبیرہ...... گناہ بغیر توبہ وندامت اور بغیر چھوڑنے کے عہد کے معاف نہیں ہوتے...... پہلے کیے پر ندامت ہو...... آگے کے لیے عزم کریں...... اور عملاً اس کے پاس آئندہ نہ جائیں۔

صغائر پر اصرار

صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے...... پہلے دائیں کروٹ نہ لیٹا...... اور معلوم ہونے کے باوجود ضد...... یا اصرار سے ایسا کیا...... تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

زرین جملہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے...... کہ انہوں نے اپنی انگوٹھی پر یہ قول نقش کرایا ہوا تھا کہ

"قُلْ الخیر والا فَاصْمُتْ" (نیک بات کہو...... ورنہ خاموش رہو)۔

جھگڑے کی نحوست

علم میں جھگڑا کرنا...... ایمان کے نور کو زائل کر دیتا ہے...... کسی نے پوچھا کہ...... "اگر کوئی کسی شخص کو خلاف سنت کام کرتے ہوئے دیکھے تو کیا کرے......؟" فرمایا کہ نرمی سے سمجھا دے...... اور جدال نہ کرے۔

کل سلوک

انسان کو چاہیے کہ کوئی بات ایسی نہ کرے کہ...... جس سے دوسرے کو تکلیف اور اذیت پہنچے...... یہ کل سلوک ہے۔

حکیم الامت کے مواعظ

اللہ تعالیٰ نے...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ میں...... یہ برکت رکھی ہے کہ اس کے پڑھنے سے تجربہ شاہد ہے...... کہ تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے...... اور فرمایا کہ یہ...... "خلاصة قصد السبیل' تعلیم الدین"...... مواعظ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ...... "حیٰوۃ المسلمین" کا فرصت کے وقت گھر جا کر مطالعہ کرو...... اور اپنے محلّہ کی مسجد میں حیات المسلمین کو تھوڑا تھوڑا پڑھ کر سناؤ...... آخر میں فرمایا کہ اگر کسی نے میری اس نصیحت پر عمل کیا...... تو ان شاء اللہ کامرانی ہی کامرانی ہے۔

اذان کے وقت بولنا

حدیث میں ہے کہ...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا...... اذان کے وقت خود بھی کلام نہیں کرتی تھیں...... اور دوسروں کو بھی نہیں بولنے دیتی تھیں۔

توبہ کی حقیقت

عام طور سے لوگوں کے ذہن میں...... "توبہ" کا مفہوم یہ ہے...... کہ صرف زبان سے...... "استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ" کا ورد کر لیں...... حالانکہ یہ سخت

غلط فہمی ہے...... توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اپنے پچھلے گناہوں پر حسرت وندامت ہو ...... اور بالفعل ان کو چھوڑ دیا جائے...... اور آئندہ کے لیے ان سے بچنے کا مکمل عزم ہو۔

بیعت کی حقیقت

صوفیاء کرام کے یہاں جو بیعت طریقت معروف ہے...... یہ درحقیقت گناہوں سے توبہ...... اور شریعت کی پابندی کے معاہدہ ہی کا نام ہے...... یوں تو ہر شخص کو ہر وقت اپنے گناہوں سے...... توبہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کرنی چاہیے...... لیکن جب توبہ کسی شیخ کامل مرشد کے ہاتھ پر کی جاتی ہے...... تو اسی کا نام بیعت ہے...... یہ سنت سے بھی ثابت ہے۔

صبر کا ثواب

مصیبت اور تکلیف کا صدمہ...... تو ہمیشہ باقی نہ رہے گا...... ہاں! اس پر صبر کے نکلے ہوئے الفاظ...... حیات جاودانی اختیار کرلیں گے...... اور قیامت کے دن اللہ پاک شمار کرا کر ایک نیکی کا کئی کئی بار بدلہ عطاء فرمائیں گے۔

وقت کی قدر

ایک بزرگ کا قول ہے کہ...... ہم کو کسی سے لڑائی جھگڑا کرنے کا...... وقت تو کجا...... کسی سے صلح کرنے کا وقت بھی نہیں ہے...... جتنا وقت اس کی یاد کے بغیر گزرے گا...... وہ بے قیمت ہوگا اور باقی رہنے والی وہی ساعتیں ہوں گی...... جو اس کے ذکر میں مصروف ہوں۔

صبر و رضا کی ضرورت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے...... کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی ناگوار طبع بات پیش آتی...... تو زیادہ غم وغصہ کا اظہار فرمانے کے بجائے صرف اتنا فرمایا کرتے تھے کہ...... "ماشاء اللّٰہ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاء لَا یَکُوْنَ"...... (جو کچھ اللہ نے چاہا وہ ہوگیا اور جو کچھ وہ نہیں چاہے گا وہ نہیں ہوگا) اور حقیقت یہ ہے کہ رنج وتکلیف کے موقع پر تسکین قلب کا اس سے بہتر نسخہ کوئی بھی نہیں ہوسکتا۔

غلبۂ توحید

ایک روایت ہے کہ...... جب نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں...... ڈال رہا تھا تو...... حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے...... اور پوچھا کہ اگر کسی خدمت کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں...... حضرت خلیل اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"اَمَّا اِلیکَ فلا وَاَمَّا اللہ فھو یَعْلَمُ مَابِیْ"

"تمہاری تو مجھے احتیاج نہیں...... ہاں اللہ کی طرف محتاج ہوں...... مگر وہ میرے حال کو خود جانتا ہے۔"

حصول رحمت کا بہانہ

۱۸۵۷ء کے جہاد میں...... دہلی کے چند بزرگ ایک مکان...... میں محصور ہو گئے۔ باہر قتل عام ہو رہا تھا...... اس لیے باہر نکلنا ممکن نہیں تھا...... پانی کا جتنا ذخیرہ مکان کے اندر موجود تھا...... وہ دو تین روز میں ختم ہو گیا...... جب پیاس سے عاجز ہو گئے...... تو ایک بزرگ نے پیالہ لے کر پرنالے کے نیچے رکھ دیا...... اور دُعا کی یا اللہ! ...... میرے بس کا تو اتنا ہی کام تھا...... آگے بارش برسانا آپ کا کام ہے...... چنانچہ اللہ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی...... اور سب لوگ سیراب ہوئے۔

غیر ضروری افکار

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے...... کہ طریق سلوک میں جمعیت خاطر رکھنا...... اور مشوشات سے دل کو پاک رکھنا ضروری ہے...... غیر اختیاری افکار میں تو مضائقہ نہیں...... لیکن بقول حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ غیر ضروری افکار...... دل کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔

واسطے کی قدر

واسطوں کی بھی عظمت کرنا پڑتی ہے...... مگر وہ صرف واسطہ ہوتا ہے...... مقصد نہیں

ہوتا...... جیسے سارے بجلی کے بلب صرف ایک مرکزی پاور ہاؤس سے تعلق رکھتے ہیں...... لیکن روشنی بلب سے ہی ملتی ہے...... پاور ہاؤس سے روشنی نہیں ملتی...... روشنی اور ہوا کے لیے بلب اور پنکھا لانا ہی پڑے گا تو یہ واسطے بھی قابل قدر ہیں لیکن حق تعالیٰ کی ذات اصل مقصود ہے۔

خدا سے تعلق

آدمی کو چاہیے کہ...... خدا سے صحیح تعلق پیدا کرے...... پھر اللہ تعالیٰ بڑے بڑے متکبروں...... اور فرعونوں کی گردنیں...... اس کے سامنے جھکا دیتے ہیں۔

اعمال کا وزن

اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کا شمار نہیں ہوتا...... کہ کتنی نمازیں پڑھیں...... کس قدر روزے رکھے...... کتنے حج کیے بلکہ وہاں بندوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا...... تعداد نہیں گنی جائے گی۔

اخلاص کی ضرورت

قرآن کریم میں اَحْسَنُ عَمَلاً فرمایا گیا ہے...... اکثر عملاً نہیں فرمایا...... ہر عمل میں حسن عمل کو دیکھا جائے گا...... کثرت عمل کو نہیں دیکھا جائے گا...... اللہ تعالیٰ کے یہاں عمل کے وزن کے اعتبار سے جزا ملے گی...... اعمال میں جس قدر اخلاص ہوگا...... اسی قدر اعمال وزنی ہوں گے۔

اخلاص کے اثرات

اخلاص کے دو اثر ہوتے ہیں...... ایک آخرت میں وزن بڑھنے کا...... دوسرے نقد ثمرہ دنیا میں...... مخاطب پر اثر انداز ہونے کا تجربہ شاہد ہے...... کہ اخلاص کے ساتھ جو بات کہی جاتی ہے...... وہ مؤثر و مفید ہوتی ہے...... اور تلخ بھی ہوتی ہے...... تو ناگوار نہیں ہوتی۔

اصلاح کا طریق

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے...... کہ حق بات حق

نیت سے...... حق طریق سے...... کہی جائے تو ضرور مؤثر ہوتی ہے...... جہاں بات مؤثر نہیں ہوتی...... وہاں ان تینوں میں سے کسی بات کی کمی ہوتی ہے۔

بواسیر کا علاج

شاہ اسحاق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ...... بڑے بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کو بواسیر کا مرض تھا...... ایک شخص نے ان سے عرض کیا کہ آپ نماز تو پڑھتے ہی ہیں...... اگر آپ وتر کی تین رکعات میں...... سورہ اذا جاء سے سورہ اخلاص تک...... علی الترتیب تینوں رکعتوں میں پڑھ لیا کریں...... تو ان شاء اللہ بواسیر کی شکایت نہ ہوگی۔

الحمد شریف کی برکت

اکتالیس بار الحمد شریف پانی پر دم کر کے پینے سے...... بواسیر کو فائدہ ہوگا...... ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مطالعہ کتب

رات کو دین کی کتابیں پڑھنا...... ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔

دنیا سے انقباض

میرا حال اب وہی ہے...... جو ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں یہ تو نہیں کہتا کہ...... موت محبوب ہوگئی ہے...... لیکن زندگی مبغوض ہوگئی ہے۔

دین کی سمجھ

کسی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا...... سب سے زیادہ نفع دینے والا ادب کون سا ہے......؟ فرمایا دین کی سمجھ حاصل کرنا...... اور دنیا سے بے رغبتی کرنا...... یہی دین کی ساری فہم ہے...... اور یہ کہ اللہ کی رضا معلوم کرے...... اس کی ناپسند باتوں سے بچے...... قرآن وحدیث سب کا خلاصہ یہی ہے...... کہ دین کی سمجھ مل جائے۔

شیطان کا ادب

شیطان کا ادب ہے...... وہ یہ کہ اس سے دشمنی اور عداوت کرتے رہو...... شیطان اور اس کے بھائی...... کفار و مشرکین عدو اللہ ہیں...... ان سے عداوت رکھو...... آج اپنے بھائی سے عداوت ہے...... مشرکین سے دوستی...... یہ کہاں کا انصاف ہے؟

آثار خشوع

خشوع وتواضع کے آثار یہ ہیں کہ...... جب چلے گردن جھکا کر چلے...... بات چیت میں معاملات میں سختی نہ کرے...... غصہ اور غضب میں آپے سے باہر نہ ہو...... اور بدلہ لینے کی فکر میں نہ رہے۔

تکرار عمل

تکرار عمل سے ہر عمل صعب...... (مشکل) سہل ہو جاتا ہے۔

نزہۃ البساتین کا مطالعہ

نزہۃ البساتین ایک کتاب ہے...... اس کا اردو میں ترجمہ روض الریاحین ہے اس کو دیکھنا چاہیے...... فوری طور پر حالات میں تبدیلی آتی ہے...... کلام کا اثر ہوتا ہے۔ (اس کتاب میں اکابر اولیاء اللہ کی سبق آموز حکایات ہیں)

بابرکت دور

میرے والد ماجد مولانا محمد یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ...... ہم نے دارالعلوم دیوبند کا وہ زمانہ دیکھا ہے...... کہ جب اس کے ایک چپڑاسی سے لے کر...... صدر مدرس اور مہتمم تک...... ہر ہر شخص ولی کامل تھا...... دن کے وقت یہاں علوم وفنون کے چرچے ہوتے اور رات کے وقت اس کا گوشہ گوشہ اللہ کے ذکر...... اور تلاوت قرآن سے...... گونجتا تھا۔

عمل سیکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے...... سورہ آل عمران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

آٹھ سال میں پڑھی ہے...... اور تم یہ چاہتے ہو کہ آٹھ سال پڑھ کر مولوی بن جاؤ...... صحابہ کرام نے کہا کہ...... **"تعلمنا العلم و العمل"**...... ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف علم نہیں سیکھا...... فلاں چیز حلال ہے...... اور فلاں حرام ہے...... بلکہ عمل بھی سیکھا ہے۔

ذہن کی درستگی

ذہن کی درستگی کے لیے ہر نماز کے بعد...... "یاعلیم"...... اکیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ (نیز امتحان میں کامیابی کے لیے) امتحان کے روز...... یاعلیم کثرت سے پڑھو۔

دنیاوی ترقی کا حصول

خوشگوار دنیا دین ہی کے ساتھ میسر ہوتی ہے...... مسلمانوں کو تو شریعت سے الگ ہو کر...... دنیاوی ترقی...... نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔

ادب کی حقیقت

تعظیم کا نام ادب نہیں...... ادب نام ہے راحت رسانی کا...... استادوں کا ادب اور احترام نہ کرنے کی وجہ سے...... علم میں سے خیر و برکت اُٹھ جاتی ہے...... عادۃ اللہ یہی ہے کہ استاد خوش راضی نہ ہو تو علم نہیں آسکتا۔

کمال بزرگی

بزرگوں کا نمونہ بننے ہی میں دین کی حفاظت ہے...... اور دنیا کی بھی عزت ہے' بزرگ کی شان کمال یہ ہے...... کہ کسی کو حقیر نہ سمجھے۔

اعمال آخرت میں تصحیح نیت

سورہ مزمل' سورہ یٰسین کے فضائل اپنی جگہ مکمل اور اٹل ہیں...... مگر دنیا کے فوائد حاصل کرنے کی نیت ہو تو وہ صرف دنیا ہے...... اس میں آخرت کا کوئی حصہ نہیں...... ہاں! یہ نیت کرو کہ سورہ یٰسین قلب قرآن ہے...... آخرت کے حصول کا ذریعہ ہے...... اور پھر تیسرے درجہ میں دنیا کے فوائد بھی ہیں۔

صدیق کون

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے...... کہ جان لو...... اگر حق تعالیٰ کوئی چیز عطا نہیں فرماتے...... تو ان کا یہ نہ دینا بخل کی وجہ سے نہیں...... بلکہ عین رحمت ہے...... ان کا نہ دینا ہی دینا ہے...... لیکن نہ دینے میں دینا وہ ہی سمجھتا ہے...... جو صدیق ہے۔

دنیاوی معاملات کے دو ادب

کسی کی گواہی نہ دو...... اور کسی کے معاملہ میں فیصلہ کنندہ نہ ہو۔

اسلاف کی اتباع

''آزادی رائے''...... یا ''ریسرچ''...... اور تحقیق کے حسین عنوانات کے فریب میں آکر ...... اگر ہم نے اسلاف کے اعتماد اور عظمت و محبت کو ضائع کر دیا...... تو یقین کیجئے کہ یہ ہمارے لیے بڑا مہنگا سودا ہوگا...... تحقیق ہمارے ہاتھ نہ آئے گی...... اور اسلاف کی ڈگر ہم سے چھوٹ جائے گی۔

جہنم میں داخلے کی مدت

جہنم میں جو شخص داخل ہوگا...... ادنیٰ مدت اس کے لبث...... (ٹھہرنے) کی سات ہزار سال ہوگی۔

معیار نکاح

آج کل لوگ منکوحہ میں حسن و جمال کو دیکھتے ہیں...... حالانکہ راحت...... اور فتنوں سے حفاظت...... آج کل اسی میں ہے...... کہ بیوی زیادہ حسین و جمیل نہ ہو، حسن و جمال کی کمی قدرتی وقایہ ہے...... فرمایا حسن و جمال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے...... لیکن اس میں احتمال فتنہ کا غالب ہے۔

فرض نفل سے مقدم

ایک اللہ والے نفلی حج کے لیے چلے...... تو سفر میں ان کی ایک جگہ فرض نماز چھوٹ گئی

...... تو وہ راستے ہی سے واپس لوٹ آئے ...... کہ ایسے نفلی حج کو نہ جانا ہی بہتر ہے ...... کہ جس کے لیے فرض نماز قضاء ہو جائے ...... چنانچہ حج کو نہیں گئے۔

ایک مفید مشورہ

حج فرض والوں کو تو حج کے واسطے جانا ہی چاہیے ...... وہاں مرد و زن کا اختلاط بڑا سخت ہو گیا ہے ...... حنفیہ کے نزدیک تو ایسے اختلاط کے ساتھ نماز ہی نہیں ہوتی ...... ہم لوگ دوسرے آئمہ کے فتوؤں کے مطابق جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ...... جس آدمی کے ذمہ حج نہیں ...... وہ تو بس عمرہ ہی کر لے ...... تو اچھا ہے۔

پریشانی کا آنا

اپنے بہت سے نیک بندوں کو ...... اللہ تعالیٰ آزمائشوں ...... میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اللہ والوں کے لیے آزمائش و تکلیف کوئی نئی بات نہیں ...... وہ تو درد سران کو دیتے ہیں ...... جنہیں اپنا بناتے ہیں۔

عملی تبلیغ

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ...... ہم اگر اپنی اصلاح کر لیں ...... تو تمام دنیا سدھر سکتی ہے ...... اور بغیر کسی ظاہری تبلیغ کے بھی بہت کچھ سدھر سکتا ہے ...... ہمارے اسلاف نے الفاظ سے زیادہ کردار سے اسلام کی تبلیغ کی ہے ......

اکابر علماء کی قدر

اگر ہم اپنے بزرگوں کے تبحر علمی ...... اور باطنی کمالات کا ...... اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہ کرتے ...... تو ہمیں اپنے قدیم اسلاف تابعین ...... تبع تابعین کے حیرت ناک دینی کمالات کا مشاہداتی علم نہ ہو سکتا۔

جھگڑوں کا حل

تجربہ شاہد ہے ...... جب تقویٰ اور خوف خدا و آخرت غالب ہوتا ہے ...... تو بڑے بڑے

جھگڑے منٹوں میں ختم ہو جاتے ہیں...... باہمی منافرت کے پہاڑ گرد بن کر اڑ جاتے ہیں۔

وقت کا استعمال

وقت کو کسی نہ کسی کام میں لگاؤ...... خواہ وہ کام دنیا کا ہو...... یا دین کا۔

اولاد کا پاس ہونا

سورۂ مدثر کی آیت ...... "وَبَنِیْنَ شُهُوْدًا"...... کہ اولاد کا پاس حاضر اور موجود ہونا اللہ کی ایک مستقل نعمت ہے۔

ایک وصیت

میں اپنی اولاد...... اہل وعیال...... احباب واصحاب...... اور تمام مسلمانوں کو وصیت کرتا ہوں...... کہ اس زندگی کا ایک ایک لمحہ وہ گوہر نایاب ہے...... جس کی قیمت دنیا و مافیہا نہیں ہو سکتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا...... اور جنت کی دائمی نعمتیں خریدی جا سکتی ہیں...... اللہ تعالیٰ کی اس بھاری نعمت کو...... اس کی نافرمانیوں میں صرف کرنے سے بچیں...... عمر کی جو مہلت اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے اس کے ایک ایک منٹ کی قدر کریں۔

نعمتوں کا استحضار

شکر گزار بندوں کا شیوہ یہ ہے...... کہ وہ تکلیفوں کا شکوہ کرنے کے بجائے...... ان سینکڑوں انعامات خداوندی پر نظر رکھتے ہیں...... جو عین تکالیف کے دوران...... یا ان کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر مبذول رہتے ہیں...... اگر انسان ان انعامات کا استحضار پیدا کر لے...... تو اسے دنیا کی کوئی تکلیف نا قابل برداشت محسوس نہ ہوگی...... بلکہ تکلیف بھی راحت نظر آنے لگے گی۔

دو شاعر

اردو زبان میں دو شاعر ایسے ہیں...... جنہوں نے اپنی شاعری سے...... دین کی خدمت کی ہے...... اور اس سے دینی فکر کی اشاعت کا کام لیا ہے...... ایک اکبر الہ آبادی مرحوم اور دوسرے ڈاکٹر اقبال مرحوم۔

تاثیرِ دعوت

داعی کا کام بات پہنچانا ہے...... اگر صحیح بات صحیح طریقے سے پہنچائی جائے...... تو کسی نہ کسی صورت میں مؤثر ضرور ہوتی ہے۔

کام کرنے کا طریقہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے...... اللہ تعالیٰ نے تصنیف...... وتالیف کا جو غیر معمولی کام لیا...... ظاہری اسباب میں اس کا ایک سبب یہ بھی تھا...... کہ آپ اس استقصا کی فکر کرنے کے بجائے...... جتنی مفید بات جس وقت زیرِ قلم آ گئی...... اسے مزید کے انتظار میں نہیں ٹلایا...... بلکہ اسے لکھ کر شائع فرما دیا...... تکمیل اور اضافے بعد میں بھی ہو سکتے ہیں...... لیکن جو بات مفید ہو...... اسے استقصا کے انتظار میں ٹلانے سے ضروری بات بھی رہ جاتی ہے۔

علم کی افادیت

اگر ہم خیال لوگوں سے کچھ داد وصول ہو گئی...... تو کیا فائدہ...... اصل دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ...... جس مقصد کے لیے کتاب لکھی گئی تھی...... اس سے فائدہ پہنچا یا نہیں؟

غلو سے اجتناب

عربی کا یہ مقولہ بکثرت فرمایا کرتے...... "الاستقصا شوم"...... ہر کام کو انتہا تک پہنچانے کی فکر میں نحوست ہوتی ہے...... استقصا کے انتظار میں...... ٹلانے سے ضروری بات بھی رہ جاتی ہے۔

دعوت کا ایک ادب

نکیر ہمیشہ منکر پر ہونی چاہیے...... اور غیر منکر پر نکیر کرنا خود منکر ہے...... لہٰذا بعض لوگ جو مباحات پر...... یا محض آداب و مستحبات کے ترک پر نکیر کرنا شروع کر دیتے ہیں...... ان کا طرزِ عمل درست نہیں ہے۔

گھڑی کی ضرورت

گھڑی اس نیت سے اپنے پاس رکھو...... کہ اس کے ذریعے اوقات نماز کی پابندی کرسکو گے...... اور وقت کی قدر و قیمت پہچان سکو گے۔

آسان معاش کا نسخہ

تھوڑی آمدنی میں...... کام چلانے کے لیے بخل کی نہیں...... انتظام اور قناعت کی ضرورت ہے...... اگر انسان اپنی آمدنی کو انتظام کے ساتھ خرچ کرے...... تو تھوڑی رقم میں بھی کام بن جاتا ہے...... اور بدنظمی سے کرے...... تو قارون کا خزانہ بھی کافی نہ ہو۔

قناعت کی ضرورت

لوگ معاشی تنگی دور کرنے کے لیے...... آمدنی بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں حالانکہ آمدنی کا بڑھنا غیر اختیاری ہے...... اور جو کام اپنے اختیار میں ہے...... اسے پہلے کرنا چاہیے یعنی یہ کہ اخراجات کم کیے جائیں...... اور قناعت اختیار کی جائے۔ (ص ۵۰۷)

ادائیگی زکوٰۃ کا طریقہ

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہی کافی نہیں ہے...... کہ روپیہ اپنے پاس سے نکال دیا جائے...... بلکہ اس کو صحیح مصرف تک پہنچانا بھی انسان کی اپنی ذمہ داری ہے...... اس لیے حکم یہ نہیں ہے کہ...... ''زکوٰۃ نکالو'' ...... بلکہ حکم یہ ہے کہ...... ''زکوٰۃ ادا کرو''۔

نظر کا دھوکا

آج کا انسان...... دنیا کے ہوشیار ترین جانور سے زیادہ کچھ نہیں رہا...... اس کو احسان و انعام صرف وہ چیز نظر آتی ہے...... جو اس کے پیٹ...... اور نفسانی خواہشات کا...... سامان مہیا کرے...... اس کے وجود کی اصل حقیقت جو اس کی روح ہے...... اس کو خوبی اور خرابی سے وہ یکسر غافل ہو گیا ہے۔

صفائی معاملات

بددیانتی سے کسی کے حق کو غصب کر لینا ...... تو گناہ عظیم ہے ہی ...... حسابات و معاملات کو مجمل مبہم یا مشتبہ رکھنا بھی ...... بہت خطرناک غلطی ہے ...... جس کا نتیجہ بعض اوقات بددیانتی ہی کی شکل میں نکلتا ہے ...... بعض لوگوں کی نیت بددیانتی کی نہیں ہوتی ...... لیکن معاملات کے گڈمڈ ہونے کی وجہ سے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

آداب معاشرت

لوگوں نے آداب معاشرت کو دین سے خارج ہی سمجھ لیا ہے ...... اور ان باتوں کی پروا نہیں کرتے ...... مشترک استعمال کی چیزوں کی جو جگہ مقرر ہو ...... اسے وہاں سے بے جگہ لے جانا ...... مروت اور اخلاق ہی کے خلاف نہیں ...... اس لحاظ سے بڑا گناہ بھی ہے کہ ...... ضرورت کے وقت چیز اپنی جگہ پر نہیں ملتی ...... تو اس سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے ...... اور کسی مسلمان کو ایذاء پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے۔

اہل علم کی تحقیر کا نقصان

اہل علم کی تذلیل وتحقیر میں ایک طرف تو علماء کی دنیوی رسوائی ہے ...... دوسری طرف ذلیل سمجھنے والے کے ...... دین اور ایمان کے لیے بھی بڑا خطرہ ہے ...... بعض اوقات علماء کی تذلیل کفر تک پہنچا دیتی ہے ...... اور پتہ بھی نہیں چلتا ...... اور اس سے بھی بڑا خطرہ یہ ہے ...... کہ اگر وہ عالم اللہ والا بھی ہے ...... تو ذلیل سمجھنے والے پر دنیا میں بھی عذاب کا اندیشہ ہے ...... آخرت کا معاملہ اللہ جانے۔

آدمیوں کی زیارت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرمایا کہ ...... ہم تو آدمی نہ بن سکے ...... لیکن ہم نے ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے ...... کہ ان کے بعد ہمیں کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔ فرماتے کہ میرا بھی یہی حال ہے ...... بزرگوں کے واقعات پر یہ مصرعہ پڑھا کرتے:

ایک محفل تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی

اللہ والوں کی ضرورت

کہ مجھے دارالعلوم کے لیے کسی بڑے محقق کی ضرورت نہیں...... مجھے تو اللہ والے چاہئیں...... خواہ محقق بالکل نہ ہوں۔

نگرانی کی ضرورت

کہ کسی ذمہ دار کی ذمہ داری صرف اسی پر ختم نہیں ہوتی...... کہ وہ کسی اہل...... صالح اور دیانت دار آدمی کا...... انتخاب کر کے فارغ ہو جائے...... بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی ذمہ داری میں اس کی نگرانی بھی داخل ہے۔

سنتوں کو رواج دینے کا طریقہ

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ...... لوگ بدعتوں کو چھوڑ دیں...... اور صرف سنت طریقوں کو اپنائیں...... تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ...... صرف اس معاملہ اور کام میں یہ بیان کر دو...... کہ اس میں سنت یہ ہے...... اور اگر اس سنت پر عمل کیا گیا...... تو یہ اچھائیاں ہیں...... اور اگر خدانخواستہ اس سنت کو ترک کر دیا گیا تو پھر یہ خرابیاں ہیں...... اگر تم نے اس طریقے کو اپنا لیا...... تو ان شاء اللہ تم دیکھو گے کہ...... کچھ ہی عرصے میں لوگوں کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا...... اور وہاں جو بدعت رائج تھی وہ رفتہ رفتہ اپنی موت آپ مر جائے گی...... اور اس کی جگہ سنت جاری ہو جائے گی۔

استخارہ کی حقیقت

دعائے استخارہ...... پڑھنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرنا ہے...... اور دعائے خیر کرنے کے بعد...... جو بھی ہو اس پر ندامت نہیں ہوتی...... باقی اس کا مطلب اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنا نہیں ہے...... کیونکہ مشورہ تو دوستوں سے ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ سے دعا ہوتی ہے...... اور دعائے استخارہ پڑھنا سنت ہے...... اور اس کو پڑھنے کے بعد سات دن کے اندر

اندر...... ایک طرف رجحان پیدا ہو جاتا ہے...... بس اسی میں خیر تصور کرے...... فرمایا میں تو ایک چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں...... نماز کے بعد یا سوتے وقت...... اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے...... وہ ہے: "اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ" یہ گیارہ مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

تہذیب اخلاق

راہ سلوک میں اصل وظائف نہیں...... بلکہ تہذیب اخلاق ہے...... پہلے آدمیت آجائے...... تو بہت جلد وصول ہو جاتا ہے...... جب تک آدمی رگڑے نہ کھائے...... آدمی نہیں بنتا اور رگڑے لگتے ہیں...... شیخ کی خدمت میں رہ کر...... اس کی خدمت اور اس کے کام دھندے کرنے میں...... کیونکہ کام دھندا کرنے اُٹھنے بیٹھنے میں اس کی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں...... پھر ان پر تنبیہ کی جاتی ہے...... نہ یہاں برکت ہے...... نہ علم غیب...... یہاں تو حرکت کی ضرورت ہے۔

شیخ سے مناسبت

شیخ سے مناسبت پیدا کرنی چاہیے...... تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے...... اور مناسبت اس طرح پیدا ہوتی ہے...... کہ شیخ کی عادات واخلاق دیکھ کر...... ویسی ہی اپنی عادت بنانے کی کوشش کرے...... اور سارے سلوک کا خلاصہ سنت کی پیروی کرنا ہے...... اور کچھ نہیں۔

مطالعہ کتب کا مقصد

تبلیغ دین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تو اس لیے پڑھوائی تھی...... کہ تم اپنے عیوب تلاش کرو...... خالی مطالعہ مقصود نہیں۔

تبلیغ کا ادب

مسلمان جن غلطیوں میں مبتلا ہیں...... ان کو بیان کرے...... اور ان کا صحیح طریقہ بتلائے...... اور جو تکالیف آئیں...... ان پر صبر کرے۔

معیت صادقین

"کُوْنُوْ مَعَ الصَّادِقِیْنَ"...... کے امر سے یہ معلوم ہوتا ہے...... وہ صادقین ہر زمانے

میں موجود رہیں گے...... کوئی زمانہ ان سے خالی نہ ہوگا...... ورنہ یہ جو امر الٰہی ہے کہ...... "سچوں کے ساتھ ہو جاؤ" ...... اس پر حرف آئے گا کہ جب صادقین نہیں ہیں...... تو کس کے ساتھ ہو جائیں سو جب تک کونو کا امر ہے صادقین کا وجود بھی ضروری ہے...... مَن جَدّ وَجَدَ۔

اہتمام اصلاح

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے...... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہوا تھا...... کہ مجھے میرے عیوب کی اطلاع دے دیا کرو...... اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تو خود کو رہبر کامل...... نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا ہوا تھا...... "المیت فی یدالغسال" کی طرح رہتے تھے...... نیز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں اپنے متعلق پوچھ گچھ رکھتے تھے۔

شیخ کا ایک ادب

شیخ سے مناسبت کا مقصد یہ ہے...... کہ اسے یوں سمجھے...... کہ دنیا میں میری اصلاح کے لیے ان سے بہتر اور کوئی نہیں ہے...... شیخ کی خدمت میں لگا رہے...... بغیر خدمت کے مناسبت پیدا نہیں ہوتی...... اور خدمت کرتے کرتے دل سے دعا نکلتی ہے...... بس اسے ہی نظر کہتے ہیں اس دعا سے کام بن جاتا ہے۔

انفاق کی ضرورت

نماز کی ادائیگی کی...... ظاہری و باطنی اصلاح کرے...... اور کچھ نہ کچھ انفاق بھی کیا کرے...... حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کمائی کا ایک تہائی خیرات کر دیا کرتے تھے...... اس لیے عالم کو انفاق فرض کے ساتھ کچھ انفاق نفل بھی کرنا چاہیے۔

خشوع وخضوع

خشوع ظاہری سکون...... اور خضوع باطنی سکون کو کہتے ہیں...... نماز کے اندر خشوع اور خضوع دونوں ہونے چاہئیں۔

برکت کی حقیقت

برکت کی تشریح یہ ہے...... کہ آمدنی اپنی ہی ذات پر خرچ ہو...... دوسروں پر نہ لگے جیسے ڈاکٹر، وکیل وغیرہ...... برکت والی کمائی ان پر خرچ ہونے سے بچی رہتی ہے...... حلال کمائی کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایسی آفتوں سے اسے بچائے رکھتے ہیں۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت

فرمایا:...... عمل کی ہمت وتوفیق...... کسی کتاب کے پڑھنے یا سمجھنے سے پیدا نہیں ہوتی...... اس کی صرف ایک ہی تدبیر ہے...... کہ اللہ والوں کی صحبت...... اور ان سے ہمت کی تربیت...... حاصل کرنا اسی کا نام تزکیہ ہے...... قرآن کریم نے تزکیہ کو مقاصد رسالت میں ایک مستقل مقصد قرار دے کر اسلام کی نمایاں خصوصیت کو بتلایا ہے۔

رحمت الٰہی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ...... چالیس سال تک...... رحمت باری تعالیٰ کے موضوع پر وعظ فرماتے رہے...... اس کے بعد خیال آیا کہ...... کبھی لوگ رحمت باری تعالیٰ کو سن کر...... اعمال صالحہ کرنے سے نہ رُک جائیں...... چنانچہ ایک روز شیخ نے خوف خدا باری تعالیٰ کے موضوع پر وعظ فرمایا...... جس کا لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ...... جلسہ میں سے چار پانچ آدمی فوت ہوگئے...... شیخ پر عتاب ہوا کہ کیا میری رحمت چالیس سال میں ختم ہوگئی؟

اکابر کا علمی حلقہ

امام غزلی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں...... پانچ صد پگڑیاں...... شمار کی جاتی تھیں۔ مراد اس سے علماء ہوتے تھے...... اس زمانہ میں طلبہ پگڑی نہیں باندھا کرتے تھے...... بلکہ پگڑی پورا عالم ہی باندھا کرتا تھا...... غور کرو...... طلبہ اور عوام کی کتنی کثرت ہوگی۔

مضامین خوف کا مطالعہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب...... احیاء العلوم کی کتاب الخوف کا مطالعہ نہ کرنا

چاہیے...... کیونکہ یہ امام صاحب نے اس حالت میں لکھی ہے...... جب کہ ان پر خوف کا غلبہ تھا اس کے پڑھنے سے...... بعض دفعہ انسان خدا کی رحمت سے مایوس ہو کر...... خیال کرنے لگتا ہے...... کہ میری مغفرت بھی ہوگی یا نہ ہوگی؟

ذکر کی بنیاد

ذکر کی بنیاد یہ ہے کہ...... ذکر توجہ سے کرے...... اور انسان کا دل...... ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے...... اور یہ دولت...... کثرت ذکر اور صحبت اولیاء...... سے حاصل ہوتی ہے۔

مصلحت بینی

لوگ مصلحت بینی میں...... بہت افراط میں مبتلا ہیں...... حتیٰ کہ اچھے خاصے دیندار سمجھ دار لوگ بھی مبتلا ہیں...... اور کہتے ہیں...... بھئی کیا کریں حالات نے ایسا مجبور کیا ہے...... کرنا ہی پڑا ایسا ہرگز نہیں ہے...... بلکہ مصلحت بینی دفع مضرت تک تو جائز ہے...... جلب منفعت کے لیے جائز نہیں۔

نفع کا مدار

جب تک آدمی شیخ کی صحبت میں نہ رہے...... اس کی سختی برداشت نہ کرے (بلکہ اس زمانہ میں تو لوگ نرمی بھی برداشت نہیں کرتے)...... فائدہ نہیں ہوتا۔

شور وغل

کہ کان میں شور وغل کی آواز آنا بھی عذاب ہے...... اور بڑی تکلیف ہے۔ دیکھو حدیث شریف میں ہے کہ...... حضرت جبریل علیہ السلام نے...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خدیجہ کو اس کے رب کی طرف سے...... اور میری طرف سے سلام دیجئے...... اور جنت میں ان کے لیے ایک ایسے گھر کی خوشخبری دیجئے...... جو موتی کا ہوگا...... جس میں نہ شور وشغب ہوگا نہ کوئی تھکان ہوگی...... معلوم ہوا کہ شور وغل کی آواز سے محفوظ رہنا...... ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

دو چکیاں

کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چکیاں عطا فرمائی ہیں...... ایک پیٹ میں...... یعنی معدہ اور دوسری منہ میں...... یعنی دانت اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے...... کہ بڑھاپے میں اندر کی چکی خراب ہوتی ہے...... تو باہر کی چکی کو بھی ناکارہ کر دیا جاتا ہے۔

معیار مدرس

میں مدرسین میں محققین تلاش نہیں کرتا...... جو شخص کتاب اچھی طرح سمجھا دے...... اسی سے کام چلا لیتا ہوں...... آدمی مدرس ہو، مفہم ہو، صالح ہو...... مفسد نہ ہو...... بس یہ کافی ہے اگر محقق ہو...... اور مفسد ہوا تو مدرسہ اور طلبہ کا علم و عمل سب تباہ ہو جائے گا۔

دار العلوم دیوبند کا ابتدائی زمانہ

کہ دار العلوم دیوبند کا ایک وہ زمانہ تھا...... کہ مہتمم سے لے کر...... دربان اور چپڑاسی تک...... ہر شخص صاحب نسبت تھا۔

نماز میں سبقت

جو لوگ وضو کر کے باتوں میں...... یا منہ پونچھنے میں مشغول رہ جاتے...... اور یہ سمجھتے ہیں...... کہ رکوع سے پہلے پہلے مل جائیں گے...... ان سے فرماتے کہ جیسے ہی آ ؤ امام کے ساتھ مل جاؤ...... جتنی نماز نکل جائے گی...... اس کا ثواب کم ہو جائے گا...... اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد...... مؤطا امام مالک سے نقل فرماتے تھے...... کہ (یعنی جس سے سورہ فاتحہ کی قرأت چھوٹ گئی...... تو اس سے بہت زیادہ خیر فوت ہو گئی۔)

اکابر کی شان

اکابر دیوبند کے کمالات کا ذکر فرما کر...... ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ...... میں نے ایک مصرع کہا ہے جس کا مصرع ثانی اب تک کوئی نہ کر سکا۔

ایک مجلس تھی فرشتوں کی جو برخاست ہوئی

مدارس کے طلبہ

فوجی نوجوان...... جس طرح ملک وملت کی مادی طاقت ہیں...... اسی طرح نوجوان طلبہ اس کی اخلاقی اور روحانی طاقت بن سکتے ہیں...... جو مادی طاقت سے کہیں زیادہ ...... کامیاب اور ناقابل تسخیر طاقت ہے۔

حصول معاش میں اعتدال

ضرورت کے بقدر کمایا کرو...... اگر خرچ پانچ روپے ہے...... تو سات کمانے کی فکر مت کرو...... (اس چھوٹے سے فقرہ میں مسلمانوں کی زندگی کے لیے بیش بہا نصیحت ہے ...... زندگی کی آدھی دوڑ کم ہوجاتی ہے)

مخاطب کی رعایت

کسی سے بات کرتے وقت یہ دیکھنا چاہیے...... کہ اس کو کس چیز کی کتنی ضرورت ہے...... اسی کے مطابق وہ چیز گفتگو میں ڈالنی چاہیے...... محض اپنی طبیعت سے مغلوب ہوکر حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔

والدین کی خدمت

میں نے اپنی زندگی میں...... ماں باپ کی خدمت کرکے...... دعائیں لینے والا کوئی شخص محروم نہیں دیکھا...... اس کا اجر آخرت میں تو ملتا ہی ہے...... دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ اس کا صلہ ضرور دیتا ہے۔

اللہ کی اطاعت

بندہ اللہ تعالیٰ کا تابعدار ہوجائے...... تو دنیا کی ہر شے اس کی تابعدار ہوجاتی ہے۔

اکابر کی تعلیمات کا اثر

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات دیکھا کریں...... ان کے پڑھنے

میں بہت نفع ہے...... کیونکہ یہ حضرات ابناء آخرت میں سے تھے...... ان کے کلام پڑھنے والے کو بھی آخرت کی فکر ہو جاتی ہے۔

مشکلات کا وظیفہ

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنعمَ الْوَکِیْل"...... تین سو اکتالیس مرتبہ...... پڑھنا حل مشکلات کا وظیفہ ہے۔

حجر اسود کو چومنا

لوگ حجر اسود کو چومنے کے جوش میں...... دوسروں کو دھکے مار کر...... اور دھینگا مشتی کر کے چوم لیتے ہیں...... حالانکہ چومنے کی شرعاً ایک شرط بھی ہے...... یعنی یہ کہ کسی مسلمان کو تکلیف دیئے بغیر چومے...... مگر لوگ اس شرط کی پروانہیں کرتے...... اور دوسروں کو ایذاء رسانی کر کے بجائے ثواب کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(مآثر مفتی اعظمؒ)

یادگار باتیں

حکیم الاسلام حضرت مولانا
قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

حکیم الاسلام رحمہ اللہ کا
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
کے قلم سے مختصر تعارف

حضرت قاری صاحب قدس سرہ کی ذات گرامی دارالعلوم دیوبند کے اس بابرکت دور کی دلکش یادگار تھی...... جس نے حضرت شیخ الہند...... حضرت تھانوی...... حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ...... اور ان جیسے دوسرے حضرات کا جلوہ جہاں آرا دیکھا تھا...... جس ہستی کی تعلیم وتربیت میں علم وعمل کے ان مجسم پیکروں نے حصہ لیا ہو...... اس کے اوصاف وکمالات کا ٹھیک ٹھیک ادراک بھی ہم جیسوں کیلئے مشکل ہے...... لیکن یہ ضرور ہے کہ ...... حضرت قاری صاحب مدظلہم کے پیکر میں معصومیت...... حسن اخلاق اور علم وعمل کے جو نمونے ان آنکھوں نے دیکھے ہیں...... ان کے نقوش دل ودماغ سے محو نہیں ہو سکتے۔

حضرت قاری صاحب قدس سرہ...... بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے پوتے تھے...... اور اللہ تعالیٰ نے حکمت دین کی جو معرفت حضرت نانوتوی قدس سرہ کو عطا فرمائی تھی...... اس دور میں حضرت قاری صاحبؒ اس کے تنہا وارث تھے...... حضرت نانوتویؒ کے علوم کو جن حضرات نے مزاج ومذاق میں جذب کر کے انہیں شرح وبسط کے ساتھ امت کے سامنے پیش کیا...... ان میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کے بعد حضرت قاری صاحبؒ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت قاری صاحب قدس سرہ کو تصنیف...... اور خطابت دونوں میں کمال عطا فرمایا تھا...... اگرچہ انتظامی مشاغل کے ساتھ سفروں کی کثرت بھی حضرت کی

زندگی کا جزو لازم بن کر رہ گئی تھی...... حساب لگایا جائے تو عجب نہیں کہ آدھی عمر سفر ہی میں بسر ہوئی ہو...... لیکن حیرت ہے کہ ان مصروفیات کے باوجود آپ تصنیف و تالیف کیلئے بھی وقت نکال لیتے تھے...... چنانچہ آپ کی دسیوں تصانیف آپ کے بلند علمی مقام کی شاہد ہیں ...... اور ان کے مطالعہ سے دین کی عظمت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

جہاں تک وعظ و خطابت کا تعلق ہے...... اس میں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت کو ایسا عجیب و غریب ملکہ عطا فرمایا تھا کہ...... اس کی نظیر مشکل سے ملے گی...... بظاہر تقریر کی عوامی مقبولیت کے جو اسباب آج کل ہوا کرتے ہیں...... حضرت قاری صاحب کے وعظ میں وہ سب مفقود تھے...... نہ جوش و خروش...... نہ فقرے چست کرنے کا انداز...... نہ پر تکلف لسانی...... نہ لہجہ اور ترنم...... نہ خطیبانہ ادائیں...... لیکن اس کے باوجود وعظ اس قدر موثر...... دلچسپ اور مسحور کن ہوتا تھا کہ...... اس سے عوام اور اہل علم دونوں یکساں طور پر محظوظ...... اور مستفید ہوتے تھے...... مضامین اونچے درجے کے عالمانہ اور عارفانہ...... لیکن انداز بیان اتنا سہل کہ سنگلاخ مباحث بھی پانی ہو کر رہ جاتے...... جوش و خروش نام کو نہ تھا...... لیکن الفاظ و معانی کی ایک نہر سبیل تھی...... جو یکساں روانی کے ساتھ بہتی...... اور قلب و دماغ کو نہال کر دیتی تھی...... ایسا معلوم ہوتا کہ منہ سے ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے موتی جھڑ رہے ہیں...... ان کی تقریر میں سمندر کی طغیانی کے بجائے ایک باوقار دریا کا ٹھہراؤ تھا...... جو انسان کو زیروزبر کرنے کے بجائے دھیرے دھیرے اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا تھا۔

حضرت قاری صاحبؒ نے مخالف فرقوں کی تردید کو اپنی تقریر کا موضوع کبھی نہیں بنایا ...... لیکن نہ جانے کتنے بھٹکے ہوئے...... لوگوں نے ان کے مواعظ سے ہدایت پائی...... اور کتنے غلط عقائد و نظریات سے تائب ہوئے۔

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کی وفات بلاشبہ پوری امت کیلئے عظیم سانحہ ہے...... اور ہم میں سے ہر شخص پر ان کا حق ہے...... کہ اپنی وسعت کے مطابق انہیں ایصال ثواب کریں...... اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں درجات عالیہ عطا فرمائیں...... اور پسماندگان کو صبر و جمیل کی دولت سے نوازیں۔

زندگی کے تین شعبے اور ان کی اصلاح

سیرت کا جامع خلاصہ

یہ سیرت مقدسہ اصولاً زندگی کے تین شعبوں پر مبنی ہے

۱۔تعلق مع اللہ ۲۔تعلق مع الخلق ۳۔تعلق مع النفس

لیکن ان تینوں تعلقات میں ...... "تعلق مع اللہ" ......ہی دونوں تعلقات کی استواری کی روح تھی ...... جو نفس و خلق کے تعلقات کو صحیح نہج پر قائم کرتی ہے...... آج بھی جو اللہ سے منقطع ہو کر ان تعلقات کو خوشنما بنانے کی فکر میں ہیں...... تو طرح طرح کی مہلک لغزشوں سے دنیا فتنہ و فساد کا گھرانہ بنی ہوئی ہے" ...... "خدمت خلق بلا عبادت انانیت ہے...... خدمت نفس بلا خدا ترسی نفسانیت ہے......انقطاعی عبادت بلا خدمت رہبانیت ہے......اور ریاست بلا عبادت ملوکیت و استبدادیت ہے......اور ظاہر ہے کہ نہ رہبانیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے......نہ ملوکیت نہ نفسانیت اور نہ انانیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔

خیر الامم

مسلم کو خیر الامم کہا جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء علیہم السلام ہیں ......اسی طرح آپ کی امت بھی امام الامم ہے...... اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو مقتدیوں کی تو نماز بھی باقی نہیں رہ سکتی...... پھر مسلمانوں میں سب سے زیادہ اصلاح خلق اللہ کی ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے......افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری بھلا

دی ہے..... اگر وہ خود خلیق ہوں تو تب دوسرے بااخلاق بن سکتے ہیں۔

دل میں محبت یا نفرت کا القاء

نیک آدمی کو ساری دنیا نیک کہتی ہے..... کسی نے جا کے تو اس کو دیکھا نہیں کہ اس نے کیا کیا نیکیاں کی ہیں..... خواہ مخواہ دنیا کی زبان پر یہ ہوتا ہے کہ فلاں بڑا نیک ہے یہ اسی لئے کہ اللہ دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں..... اور بد ہمیشہ ساری بدیاں چھپا کر کرتا ہے..... مگر دنیا کی زبان پر ہے کہ فلاں آدمی بڑا بدکار سیاہ کار اور بیہودہ ہے..... یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔

حافظ قرآن کی سند متصل

اس امت کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ..... اس امت میں اللہ تعالیٰ کا کلام مستند طریق پر موجود ہے..... آج قرآن کے بارے میں کوئی دعویٰ کرے کہ..... اس کی سند کیا ہے.....؟ تو امت کے علماء اپنی جگہ ہیں..... میں یہ کہوں گا کہ میری سند اللہ تعالیٰ سے متصل ہے..... مجھے یہ قرآن میرے اساتذہ نے پڑھایا..... ان کو ان کے فلاں استاذ نے پڑھایا ..... اسی طرح یہ سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے گا..... اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبرائیلؑ نے پڑھا..... اور جبرائیلؑ کے سامنے حق تعالیٰ جل شانہ نے تکلم فرمایا..... تو حافظ کی سند حق تعالیٰ جل شانہ تک پہنچ جاتی ہے۔

منزل کے لئے چار چیزوں کی ضرورت

جب انسان کسی بھی متعین منزل کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے..... تو اس کے لئے چار باتوں کی ضرورت پیش آتی ہے..... ان چار کے بغیر منزل مقصود تک آدمی نہیں پہنچ سکتا۔

وہ چار باتیں یہ ہیں..... (۱) روشنی..... (۲) راستہ..... (۳) راہنما..... (۴) راہ رو۔

اگر روشنی نہیں ہوتی تو اندھیرے میں چلنا دشوار ہوگا..... روشنی ہو..... مگر راستہ نہ ہو..... تو آدمی چلے کس چیز پر..... راستہ بھی ہو مگر رہنما کوئی نہ ہو..... تو آدمی چلے کیسے.....

اگر یہ تینوں چیزیں موجود ہوں مگر چلنے والا کوئی نہ ہو...... تو منزل تک کون پہنچے...... الغرض یہ چار باتیں ہیں کہ ان کے بغیر منزل مقصود تک پہنچنا ناممکن ہے۔"

نبوت کی برکات واثرات

حضرت عیسیٰؑ کا مقولہ ہے کہ...... درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے...... ظاہر ہے کہ جس ذات اقدس کے پیدا کردہ پھل ایسے ہوں ...... کہ دنیا علم وحکمت سے لبریز ہو جائے یہ سوائے نبوت اور تعلیم خداوندی کے اور کیا چیز ہوسکتی ہے...... صحابہؓ کے اندر جو یہ شان پیدا ہوگئی تھی کہ...... ہر وقت دین کی خاطر مرنے اور گھر لٹانے کے لئے تیار رہتے تھے...... اس کے علاوہ تو بہ وزہد وقناعت وانابت الی اللہ...... ان کے اندر کس نے پیدا کیا ...... یہ وہی ذات اقدس نے پیدا کیا جو امی تھی ...... اور ہزاروں امیوں کو پورے عالم کا استاذ بنادیا...... یہ سوائے الہام خداوندی اور نبوت کے کیا ہوسکتا ہے۔

خصوصیت اسلام

اسلام کی سند صحیح ہے...... اس لئے اسلام کی سند جتنی محفوظ ہے دنیا کے کسی مذہب کی سند اتنی محفوظ نہیں ہے...... مثلاً کتاب اللہ ہے...... اس کی سند تواتر طبقات سے پہنچی ہے ہر دور میں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود رہے...... اور آج بھی موجود ہیں...... اسی لئے قرآن کا ایک ایک لفظ موجود ہے...... اس کے علاوہ اس امت نے کلام رسول کی جو حفاظت کی ہے...... اتنی حفاظت کسی اور نبی کی امت...... نے کلام خداوندی کی بھی نہیں کی...... حدیث شریف کے ایک ایک جملے کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی ہے...... اگر کسی سند میں کوئی شبہ ہوا ...... تو محدثین نے اس کو رد کردیا...... اس سے بڑی خصوصیت اسلام کی کیا ہوسکتی ہے۔

خصوصی دعا

بعض لوگ کہتے ہیں...... کہ ہمارے لئے خصوصی دعا فرمائیں...... میں کہتا ہوں کہ وہ خصوصی دعا کیا ہے...... تو کہتے ہیں کہ نام لے کر دعا فرمائیں...... میں کہتا ہوں کہ اگر نام یاد نہ ہو تو پھر کیا ہوگا...... ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ ہی ہاتھ دعا کردیں...... آدمی فرمائش بھی کرے اور قید بھی لگائے...... یہ

فرمائش کیا ہوئی یہ تو آرڈر ہو گیا...... بس دعا کی درخواست کافی ہے۔

توبہ کی برکت

توبہ خود مستقل عبادت ہے...... توبہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت رکھی ہے...... اگر کوئی ستر برس سے کفر میں مبتلا رہے...... لیکن اس کے بعد توبہ کر لے تو ستر برس کا کیا ہوا کفر بالکل ختم ہو جائے گا...... اور وہ ایسا پاک صاف ہو جائے گا جیسا کہ...... کفر کیا ہی نہیں تھا...... مومنین کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں ...... **توبوا الی اللہ جمیعاً ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون**...... اے مومنین سب کے سب مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرو...... تاکہ کامیاب ہو جاؤ...... تو توبہ کو کامیابی کا دارومدار بتلایا گیا...... سارے معاصی توبہ کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

حقوق العباد کی معافی کا خدائی طریقہ

حقوق العباد توبہ سے معاف نہیں ہوں گے...... جب تک کہ صاحب حق خود معاف نہ کر دے...... البتہ جن لوگوں کے اندر نیکی کا غلبہ ہے...... اور حقوق کی ادائیگی کی کوشش بھی کر رہے ہیں...... مگر ادائیگی سے پہلے انتقال ہو گیا...... ان کے بارے میں حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ...... فلاح ابدی پائے...... تو حقوق مانگنے والوں سے فرمائیں گے...... کہ اوپر دیکھو جب وہ لوگ اوپر دیکھیں گے تو بہت بڑا عظیم الشان محل نظر آئے گا...... جس کی وسعت کی انتہا نہ ہو گی...... تو خود ہی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ...... جو لوگ اپنے حقوق معاف فرما دیں گے ان کو یہ محل دیدیا جائے گا...... تو سب لوگ کہیں گے کہ...... ہم نے اپنے حقوق معاف کر دیا...... یہ عدل خداوندی ہے کہ بندوں کے حقوق خود معاف نہیں فرمائیں گے...... صرف ان کی سفارش کر دیں گے...... اور ترکیب ایسی کریں گے کہ لوگ معاف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

کتاب اور ضرورت معلم

دین سیکھنے کیلئے شخصیت کی ضرورت ہے...... محض کتاب کافی نہیں ہے...... اگر کوئی صرف کتابوں کے مطالعہ ہی سے علم حاصل کرے...... تو وہ مستند عالم نہیں بن سکتا...... ہاں لغوی

عالم تو بن جائے گا...... مگر مرادات کا علم نہیں ہو سکتا...... اور بالفرض مان لیجئے کہ صحیح مراد بھی سمجھ جائے مگر عمل کا نمونہ کاغذ میں نہیں آ سکتا...... اس لئے پھر بھی شخصیت کی ضرورت پڑے گی۔

برکت کی صورتیں

برکت کے کئی معنے آتے ہیں...... برکت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ...... شی کسی طور پر دوگنی چوگنی ہو جائے۔

برکت یہ ہے کہ اولاد بڑھ جائے...... یا رزق بڑھ جائے...... یا حالات بہتر سے بہتر ہو جائیں اور اس میں برکت ہو......

اولاد میں برکت کے معنی یہ ہیں کہ...... ان کی عدد بڑھ جائے گی...... یا اتنے ہی مال سے ضرورت پوری ہو جائے...... اگر چہ وہ برکت محسوس نہ ہو مگر...... ہوتی ضرور ہے۔

اور کبھی برکت کے معنی یہ بھی آتے ہیں کہ...... شے تو اتنی ہی رہے...... مگر بہت سے لوگوں کو کافی ہو جائے...... تو یہاں پر عدداً تو کوئی چیز نہیں بڑھی...... البتہ کیفیتاً بڑھ گئی...... یعنی اتنی مقدار جو دو آدمی کے لئے ناکافی تھی...... مگر دس آدمی کیلئے کافی ہوگئی...... اور کبھی برکت کے یہ معنی آتے ہیں کہ کھانے کے مفاد ظاہر ہو جائیں...... یعنی اس کے کھانے سے صحت و قوت و فرحت وغیرہ بڑھ جائے...... تو اس میں نہ عدد بڑھی نہ مقدار بڑھی...... مگر اضافی طور پر برکت یہ ہوئی کہ کھانے کا مفاد ظاہر ہو گیا۔

زندگی کے دو حصے

حق تعالیٰ سبحانہ نے...... زندگی کے دو حصے کر دیئے ہیں...... ایک گھریلو زندگی ...... اور ایک باہر کی زندگی تو باہر کی زندگی کا ذمہ دار مردوں کو بنایا ہے...... اور گھریلو زندگی کا عورتوں کو ذمہ دار قرار دیا ہے...... تو مرد کا یہ کام نہیں ہے کہ گھر میں بیٹھ کر کھانا پکائے ...... اور بچوں کو دودھ پلائے اور ان کی پرورش کرے...... یہ تو عورتوں کا کام ہے...... اور مرد کا کام یہ ہے کہ باہر جائے اور کمائے...... اور ذریعہ معاش پیدا کرے...... اور عورتوں و بچوں کے نان ونفقہ کا انتظام کرے۔

صوفیا کا طریقہ علاج

صوفیا حضرات معالج ہیں ......اور معالجہ میں طبیب کا کام یہ ہے کہ...... ہر ایک مریض اور ان کے مزاج کو پہچان کر علاج کرے...... مگر اس کو قانون نہیں بنا سکتے ......اسی طرح باطنی امراض کے سلسلہ میں صوفیا حضرات معالج ہیں......وہ سالک کی حالت دیکھ کر اس کے لئے عمل تجویز کرتے ہیں۔

اخلاص اور اتباع سنت

عمل باطن کے اعتبار سے خالص رضا خداوندی اور اخلاص کے ساتھ ہو...... مخلوق کی رضا یا اپنی رضاء نفس شامل نہ ہو...... اگر رضا نفس اور رضا خلق کا شائبہ تک بھی شامل ہے عمل کے اندر تو وہ داخل شرک قرار دیا گیا ہے ......اور ظاہر کے اعتبار سے ثابت بالسنہ ہو اور بطریق صواب ہو......یعنی اس نہج پر ہو کہ جس طرح شریعت نے بتلایا ہے......تو گویا عمل صالح کی دو بنیادیں ہو گئیں......ایک اخلاص للہ اور ایک اتباع سنت۔

شریعت اور لقمہ حرام

اسلام نے ......سب سے زیادہ زور اکل حلال پر دیا ہے......اس لئے جتنی ایسی چیزیں ہیں کہ جس سے لقمہ میں کوئی حرمت پیدا ہو......کوئی شبہ پیدا ہو......کوئی ناجائز شکل پیدا ہو......ان سب چیزوں کو شریعت نے ممنوع قرار دے دیا......سود کو حرام کر دیا...... احتکار کو حرام قرار دیدیا......احتکار کے معنی ہیں گرانی کی امید پر مال کو روک رکھنا......احتکار کی صورت میں مخلوق کو ستانا ہے اور مخلوق کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا ہے......ضرورت ہوتے ہوئے مال کو اپنے نفع کے لئے روک کر رکھنا......ایسی تمام چیزیں حرام قطعی ہیں اور کچھ ''کرہی'' ہیں......مگر ایسی تمام چیزوں کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے کہ......جن سے مال میں کسی قسم کا اشتباہ پیدا ہو......کوئی حرمت پیدا ہو......یا کوئی کراہت پیدا ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ اور حضرت تھانویؒ کی اکسیر کتب

موجودہ دور میں ......اگر دین اور دینی محبت مطلوب ہو......تو تجربہ شاہد ہے کہ

......حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی...... مترجم تصانیف کافی ہو سکتی ہیں...... اور اکسیر کا حکم رکھتی ہیں...... باقی اس دور کے عام موضوعات...... جیسے قومی تنظیمات یا طبقاتی نصب العینیوں کی تحریکات...... یا عام وقتی مقاصد کی ترغیبات...... خواہ کسی حد تک ضروری بھی ہوں...... اور اپنے دائرہ میں کچھ اثر بھی رکھتی ہوں...... اطمینان قلب کا موجب نہیں بن سکتیں...... مرچوں کی کثرت سے منہ کی ٹھنڈک نہیں حاصل کی جا سکتی...... گو مرچ بقدر ضرورت...... ترکاری کے لئے ضروری بھی سمجھی جائے۔

بڑی نصیحت

سب سے بڑی نصیحت تقویٰ ہے...... اور سلف صالحین کی عادت بھی یہی تھی...... کہ ایک دوسرے سے رخصت ہوتے وقت کسی نصیحت کی فرمائش کرتے تھے...... تو جواب میں تقویٰ وطہارت کی ہدایت اور تاکید کیا کرتے تھے۔

تقویٰ کا حاصل

تقویٰ کا حاصل یہ ہے...... کہ نفس کے ہاتھ میں...... اپنی نکیل نہ دی جائے۔ اتباع سنت وشریعت کا اہتمام کیا جائے...... فتن سے بچاؤ رکھا جائے...... خواہ فتن علمی رنگ کے ہوں...... جیسے عقیدہ وفکر کی بے قیدی اور خود رائی وغیرہ...... خواہ عملی ہوں...... جیسے فرائض و واجبات میں سستی...... اور کاہلی...... اور ممنوعات ومکروہات کی طرف میلان...... ورجحان...... دین کے بارے میں بجائے آزادی اور آزادروشی کے تقید اصل ہے۔

حقیقی متقی

دنیا کی زندگی کے ہر مرحلہ میں...... ذکر آخرت...... اسلام کا بنیادی اصول ہے اس لئے جتنی انواع اس زندگی کی ہیں...... اتنی ہی انواع ان کے ساتھ ذکر آخرت اور تقویٰ کی ہیں...... کھانے پینے میں حمد وشکر، لحبیات کے سامنے آنے پر غض بصر...... ترفع وتعلّی کے جذبات کے وقت کسر نفس اور تواضع...... دولت کے انبار اور حرص...... بھڑکنے کے وقت...... قناعت پسندی، مصیبت کے وقت صبر ورضا...... مشکلات میں دل ڈانواڈول ہونے پر...... توکل واعتماد علی اللہ،

دوستوں کی ہم نشینی پر اخوۃ فی اللہ...... عمل آخرت کی تذکیر کے لئے تعاون...... بڑوں کے سامنے آنے پر...... توقیر واحترام...... چھوٹوں کے سامنے ہونے پر ترحم وشفقت...... مظلوم کے سامنے آنے پر ممکنہ اعانت ودادرسی...... دین وآخرت کی بات سامنے آنے پر...... عقیدت وتفویض اور سرافگندگی، اغیار سے...... ملنے ملانے کے وقت حکمت کے ساتھ دعوت دینے سے ان کی امداد...... وسائل عیش فراہم ہو جانے پر...... ان کی بے ثباتی اور فنائیت پر نظر...... رفعت وسربلندی مل جانے پر اپنی اصلیت کا استحضار...... دنیا کے ہر جزو سے استبعاد...... آخرت کی طلب وجستجو...... غرض جتنے دنیوی زندگی کے وسائل ہیں...... اتنے ہی ان میں اخروی زندگی کے تقوائی پہلو ہیں...... ان وسائل میں ان پہلوؤں کی رعایت رکھنے والا ہی متقی کہلایا جاسکتا ہے۔

روحانیت ومادیت کا تلازم

اسلام نہ مادیت محض ہے...... کہ جس میں روحانیت کا دخل نہ ہو...... اور نہ روحانیت محض ہے...... جس میں مادیت شامل نہ ہو...... بلکہ وہ مادیت وروحانیت کا ایک معتدل ترین امتزاج ہے...... جسمیں مادیت وروحانیت دونوں اپنی اپنی نوعیت سے ملی جلی شامل ہیں...... اور وہ نوعیت یہ ہے کہ اسلام نے روحانیت کو اصل اور مادیت کو اس کا تابع...... یا اول کو مقصد اور ثانی کو وسیلہ...... قرار دیا ہے بالفاظ...... دیگر اسلام کا موضوع اور مقصد حقیقی تہذیب روحانی ہے...... مگر وہ چونکہ عمل اور کسب پر موقوف ہے...... اور عمل کا میدان بھی مادی اجزاء و وسائل ہیں...... جن میں مطلوبہ اکتساب وتصرف کرنے سے روحانیت کی تکمیل ہوتی ہے...... اس لئے اسلام نے اس نوعیت کے ماتحت مادیت کا ایک مستقل نظام اپنے رنگ کا پیش کیا ہے...... جس کو روحانیت کی تکمیل کے لئے استعمال کیا ہے۔

اسلام کیا ہے

ہماری زندگی کے روزمرہ کے افعال...... کھانا...... پینا...... سونا...... جاگنا...... اٹھنا، بیٹھنا، پہننا اوڑھنا، چلنا، پھرنا، رہنا، سہنا، ملنا جلنا اور مرنا جینا...... وغیرہ بلا شبہ مادی افعال اور جسمانی خواص وآثار ہیں...... لیکن انہیں کو جب اسلام کے نظام کے ماتحت انجام دیا جائے

......تو یہی دنیا کے مادی افعال ہماری آخرت بن جاتے ہیں......اور اس پر عبادت کا اطلاق آ جاتا ہے......جس کا دوسرا نام اسلام ہے۔

ختم نبوت کا معنیٰ

ختم نبوت کے معنیٰ تکمیل نبوت کے ہیں......جس کی تشریح یہ ہے کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر آ کر تمام مراتب کے ساتھ ختم ہوگئی......اور کوئی درجہ نبوت کا باقی نہیں رہا کہ......اس کو دنیا میں لانے کے لئے......کسی نبی کو مبعوث کیا جائے......یہی کامل اور آخری نبوت قیامت تک کے لئے کافی ہوگئی ہے......اور ابد تک باقی رہے گی......جیسے سورج نکلنے کے بعد نور کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ......کسی ستارے کی ضرورت پڑے......ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی ستارۂ نبوت کی ضرورت نہیں رہی۔

زوجہ کی اصلاح کے مراحل

خاوند بیوی میں ناچاقی ہوتو......پہلے خاوند پر نصیحت کرنا لازم قرار دیا......عورت نصیحت نہ مانے تو......پھر تھوڑا بعد اور ہجر اختیار کرنے کی ہدایت کی......اس کے پاس جانے آنے کو تنبیہاً ترک کر دیا جائے......اس پر بھی اثر نہ ہوتو ذرا سخت تنبیہ کی ہدایت کی......مثلاً اسکا دوپٹہ اینٹھ کر اسے مارا جائے......جس کا مقصد ایذاء رسانی نہیں بلکہ ظاہر کرنا ہے کہ......میں یہ صورت بھی اختیار کر سکتا ہوں......ورنہ بیوی کو مارنے پیٹنے کی احادیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے......کوئی کوڑ مغز عورت اس سے بھی باز نہ آئے......اور ناچاقی جاری رکھے تو پھر تحکیم بتلائی گئی ہے......ایک حکم خاوند کی طرف سے......اور ایک بیوی کی طرف سے اور دونوں حکم دونوں کے حالات سن کر فیصلہ دیں جب یہ بھی کارگر نہ ہوتو آخر کار طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔

قرآنی پیغام اور ہماری حالت

حق تعالیٰ کے دو ہی عظیم پیغام قرآن نے دیئے ہیں......ایک توحید ایک اتحاد پہلے کے بغیر دین باقی نہیں رہتا......اور دوسرے کے بغیر دنیا قائم نہیں ہوسکتی......آج مسلمانوں میں

توحید بھی صفر کے درجہ میں آ گئی ہے...... شرک در شرک میں مبتلا ہیں...... ان کے حق میں صرف اسباب کارفرما رہ گئے ہیں...... اور اتحاد کے درجہ میں بھی صفر ہی ہیں کہ گروہ بندی وتخریب ان کا شعار ہو گیا ہے...... گویا دو مسلمان کے معنی ہی یہ ہو گئے ہیں...... کہ وہ کسی نقطہ پر جمع نہ ہو سکیں۔

تخلیق کائنات

اسلام میں مایوسی کفر ہے...... مایوس ہرگز نہ ہو جئے...... کوئی مرض ایسا نہیں جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو...... اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے مرض پیدا کئے...... تو علاج بھی پیدا کئے ہیں...... تا کہ بندوں کی عزیمت عمل اور اندرونی جوہر ہمت قویٰ...... عزیمت اور مدافعت وغیرہ کا ظہور ہو...... اگر آپ کے خیال کے مطابق امراض پیدا ہی نہ کئے جاتے...... باطنی امراض میں کفر وفسق کا نام ونشان ہی نہ ہوتا...... اور امراض باطن کے اسباب...... شیاطین اور کفار وفساق کا ماحول پیدا ہی نہ کیا جاتا...... تو علاج اور اس کے اسباب...... یعنی اچھے اعمال اچھے اشخاص کے پیدا کرنے کی بھی ضرورت نہ ہوتی اور جب نہ اچھے ہوتے اور نہ برے...... اچھائی ہوتی اور نہ برائی...... تو دنیا آخر کس چیز کا نام ہوتا...... جسے پیدا کیا جاتا۔

عملی ونظری مفاسد کا علاج

عملی ونظری...... مفاسد سے بچنے کا ایک بڑا ذریعہ ذکر اللہ کی کثرت ہے...... زبان کو ذکر سے تر رکھا جائے...... صبح وشام ذکر کا کوئی معمول کر لیا جائے...... مثلاً صبح وشام سو سو مرتبہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل...... اور کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کا ذکر کیا جائے...... یعنی ایک تسبیح حسبنا کی اور ایک تسبیح کلمہ توحید کی صبح...... اور ایک شام کو...... اس کے خلاف خیالات فاسدہ آویں تو لاحول پڑھی جائے۔

ادائیگی شکر کا طریقہ

ادائیگی شکر حقیقتاً کما حقہ ناممکن ہے...... نعمتیں لامحدود ہیں...... اور شکر محدود ہوگا تو لامحدود کا شکر محدود سے ادا ہو جانا عقلاً بھی ناممکن ہے...... اس لئے اس کی صورت یہ ہے...... کہ شکر کے صیغے اور اس سے اپنے عجز کا اقرار کیا

جاوے...... کہ اے اللہ میں آپ کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہوں...... اور اپنے عجز وقصور کا معترف ہوں...... پس یہ ادائیگی عجز ہی شکر کے قائم مقام ہوگی اور شکر بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ خیر ہی خیر

بادشاہ کے اندر خیر کا غلبہ ہونا چاہیے...... اور جب اللہ بادشاہ ہے...... تو وہاں خیر ہی خیر ہے...... وہاں شر کا نشان ہی کوئی نہیں...... پھر وہ خیر ایسی ہونی چاہیے کہ اپنی ذات ہی تک محدود نہ رہے...... بلکہ وہ نکل کر دوسروں تک بھی پہنچے...... اگر اپنی ذات سے بہت باخیر ہے...... ایک شخص...... مگر دوسروں کو اس کی خیر سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا...... تو دوسروں کے حق میں ہونا نہ ہونا برابر ہوا...... لیکن حق تعالیٰ شانہ...... کی خیر یہ ہے کہ پورے عالم میں پھیلی ہوئی ہے...... ذرّے ذرّے کے اندر پھیلی ہوئی ہے۔

قبر کی کشادگی

حدیث میں ہے کہ...... مومن جب سوال وجواب میں پورا اترتا ہے...... تو اس کی قبر وسیع کی جاتی ہے...... اتنی وسیع کہ تاحد نظر وہ میدان ہی میدان نظر آتا ہے...... باغ و بہار، تو تنگ جگہ کو اتنا وسیع بنا دیا...... کہ حد نظر تک وہ وسعت محسوس ہوتی ہے...... اور حد نظر حسی تو یہ ہے کہ آدمی جب لیٹتا ہے تو ایک دم اس کی نگاہ آسمان تک پہنچ جاتی ہے...... یہ آسمان ہو نہ ہو اس کے اوپر ہو آسمان...... بہرحال وسعت نظر اتنی ہے کہ وہاں تک پہنچتی ہے...... یہ حسی نظر ہے اور وہاں کی نظر ہوتی ہے...... روحانی جو اس سے بھی زیادہ دور تک پہنچتی ہوگی...... تو قبر کو اتنا بڑا عالم بنا دیتے ہیں کہ وہ دنیا سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

امیر المومنین کی حالت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے...... اندر اس درجہ بے نفسی تھی...... کہ تنہائی میں بیٹھ کر حیرت میں ہیں کہ...... مجھے کس طرح خلیفہ بنا دیا...... مجھ میں تو یہ لیاقت نہیں تھی...... تو ان لوگوں کے قلوب اتنے پاک اور صاف ہیں...... کہ سلطنت اتنی بڑی کہ سلاطین عالم کانپتے ہیں

حضرت عمرؓ کا نام لے کر، اور خود حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھو تو ان کے دل میں خطرہ بھی نہیں...... کہ میں کوئی چیز ہوں...... حیرت سے خود ہی کہہ رہے ہیں...... کہ تو امیر المومنین؟

تقدیم وتاخیر

اگر ایک ہی دن سب مرتے...... عبرت پکڑنے والا کوئی نہ رہتا...... تو موت کو جہاں ذریعہ بنایا ثمرات ظاہر ہونے کا...... وہاں عبرت کا بھی تو ذریعہ ہے...... کہ دوسرے کی موت دیکھ کر آدمی عبرت پکڑے کہ...... مجھے بھی اسی راستے جانا ہے...... تو میں کوئی اچھا عمل کرلوں تو عمل پر ابھارنے کیلئے ضرورت تھی...... کہ موت اور حیات کا سلسلہ مسلسل رہے۔

عقل دودرجے

عقل میں دو درجے ہیں...... ایک درجہ تو تقلید کا ہے...... اور ایک درجہ تحقیق کا...... دنیا کے جس عقل مند کی بات ہو...... عقل مقلد نہیں ہے...... کیونکہ اس میں بھی عقل ہے...... ایک بات ارسطو نے کہی...... یا افلاطون نے یا ابن سینا نے تو ان کو ماننا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے...... کیونکہ ہمارے اندر بھی عقل ہے...... ممکن ہے کہ ہم یہ ثابت کر دیں کہ ان کا کہا ہوا غلط ہے...... اور یہ صحیح ہے جو ہم ثابت کر رہے ہیں...... اور یہی وجہ ہے کہ فلسفے کے نظریات بدلتے رہتے ہیں...... اگلا فلسفی پچھلے والے کو احمق بتاتا ہے...... کہ اس نے نہیں سمجھا...... میں نے سمجھا ہے۔

دین الٰہی اور عقل

قرآن کریم میں...... جتنے احکام ہیں وہ مدلل ہیں...... اس میں دلائل اور مسائل سب جمع کر دیئے گئے ہیں...... یہ علمی معجزہ ہے...... دلائل کا سمجھنا یہ عقل کا کام ہے...... ان کو سمجھ کر عقل دین کے حقائق کو سمجھے گی...... پھر انہیں حقائق میں سے اجتہاد اور استنباط کر کے...... مسائل نکالے گی جب اجتہاد چلے گا قیاس چلے گا...... استنباط چلے گا م تو دین پھیل کر ایک گلدستہ بن جائے گا...... کہ اصول میں سے فروع نکال لئے...... اور بہت سے فروع جمع کر کے اصول بنا لئے...... یہ عقل ہی کا کام ہے...... کہ اس نے بنے بنائے دین کو جو آسمان سے اترا ہے...... اس میں کاوش کر کے اس کی تفصیلات کو کھول دیا...... اس لئے عقل بے کار نہیں...... بلکہ

ضروری ہے...... اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو بدعقلوں کی سمجھ میں نہیں آسکتا...... وہ جب سمجھ میں آئے گا...... تو عقلمندوں ہی کی سمجھ میں آئے گا...... اس لئے کہ اس میں دلائل ہیں۔

صبر وظیفہ قلب

صبر کا تعلق ہاتھ پیر سے نہیں...... بلکہ قلب سے ہے...... اور قلب کا وظیفہ یہ ہے کہ صبر کرے...... اور صبر کے معنی یہ ہیں کہ بندہ رضا کا اظہار کردے...... کہ جو کچھ من جانب اللہ ہوا وہ ٹھیک ہوا...... باقی ادھر سے امر ہے کہ جدوجہد بھی کرو اور کوشش بھی کرو...... ہاتھ پیر سے سعی بھی کرو...... یہ صبر کے منافی نہیں ہے...... سعی کا حاصل یہ ہے کہ اس چیز کو پانے کے لئے جدوجہد کرو جو گم ہے...... لیکن جو کچھ نتیجہ نکلے اس پر راضی رہے...... اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا بھی صبر ہے...... اس میں چون وچرا بالکل نہ کریں۔

صبر کے متعلق حضرت عمرؓ کی تدبیر

جب کوئی مصیبت آئے تو...... سب سے پہلے یہ غور کرو کہ...... یہ مصیبت میرے دین پر آئی ہے یا دنیا پر...... اگر دین محفوظ ہے...... تو خوش ہونے کی بات ہے...... کہ اصل سرمایہ محفوظ ہے...... بس اس خیال کے ساتھ صبر آجائے گا...... باقی دنیا یہ تو خود ہی جانے والی ہے...... بعض دفعہ زندگی میں یہ چھن جاتی ہے...... ورنہ موت سے تو چھن جانا ضروری ہے...... تو جو چیز چھننی تھی وہ چھن گئی...... وہ جانے ہی والی تھی...... اور جو چیز رہنے والی تھی وہ الحمد للہ محفوظ ہے...... اس طرح صبر آجائے گا کہ بڑی چیز قبضے میں ہے اور چھوٹی چیز چلی گئی۔

صبر اور قانون فطرت

یہ قانون قدرت ہے...... کہ مصائب کے بعد عموماً نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے...... ابتداء میں جو آزمائش ہوتی ہے اس کو آدمی سہہ لے...... پھر فتوحات کے دروازے کھل جاتے ہیں...... اور اگر اسی میں بھاگ نکلا تو پھر مصیبت ہی مصیبت ہے...... باقی حکم یہی ہے کہ مصیبت مت مانگو...... عافیت مانگو...... اور اسی کی دعا کرو...... لیکن اگر مصیبت آجائے تو صبر کرو۔

آپ علیہ السلام اور تواضع

تواضع کا خاصہ ہے رفعت اور عظمت...... تو جو جتنا رفیع المرتبہ ہوگا اتنی ہی اس کے اندر تواضع ہوگی...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید البشر ہیں...... اور اکمل الخلائق ہیں...... اس لئے جتنی بھی آپ کی عظمت اور آپ کا احترام ہو وہ کم ہے...... لیکن تواضع کا غلبہ یہ ہے کہ مجلس میں بیٹھ کر آپ کسی اونچی جگہ کو خود منتخب نہیں کرتے تھے...... صحابہ ادھر ادھر بیٹھے ہیں بیچ میں آپ بھی بیٹھے ہیں یہ اللہ کی دی ہوئی بزرگی تھی...... کہ جس مجلس میں آپ ہوتے تھے سب سے بلند آپ ہی نظر آتے تھے...... آپ چلتے تھے تو یہ نہیں کہ مجمع آپ کے پیچھے پیچھے ہے...... بلکہ کچھ آگے ہیں کچھ پیچھے کچھ دائیں کچھ بائیں اس طرح چل رہے ہیں۔

شریعت اور طریقت میں فرق

شریعت اور طریقت میں فرق یہی ہے...... کہ شریعت نام ہے قانون کلی کا...... جو ہر شخص کیلئے یکساں پیغام ہے...... مگر حال صرف صاحب حال ہی کیلئے حجت ہے...... وہ مستغرق رہے اپنے حال میں...... لیکن دوسروں کیلئے حجت نہیں ہے...... اور طریقت نام ہے شخصی احوال کا۔

دین اور اس کی حفاظت

دین مجموعہ ہے عقیدہ اور عمل کا...... جس شخص نے عقیدہ اور عمل اپنے دل میں محفوظ کر لیا تو اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ امر دینی محفوظ ہو گیا...... یہ دین کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو مجسمہ یا تصویر ہو اس کی حفاظت کرو...... یہ تو ہر شخص کے اندر ہے...... جس نے اپنے اندر محفوظ کر لیا وہ محفوظ ہو گیا...... اب لوگ اسلام کے تحفظ کی صورتیں تلاش کرتے ہیں...... اور اسلام کو ایک مجسمہ فرض کر رکھا ہے...... کہ وہ کھڑا ہے اور الیکشن کے موقعہ پر زیادہ فکر کرتے ہیں...... کہ یہ کیسے باقی رہے گا اور اس کی تدبیر الگ سے کرتے ہیں...... کہ اس کی حفاظت کرو حالانکہ وہ اپنے اندر ہے اور وہ عقیدہ اور عمل ہے۔

تبلیغ میں نیت کیا ہو

تبلیغ کا جذبہ یہ نہ ہو کہ...... میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر...... کر کے الگ ہو

جاؤں گا...... یہ جہنم میں جائے یا کہیں جائے...... بلکہ جذبہ یہ ہو کہ اس کو شریعت پر لانا ہے جیسے باپ اولاد کو راہ راست پر لاتا ہے...... تو کسی وقت گھور دیتا ہے...... اور کسی وقت لالچ دلاتا ہے...... کہ بیٹے نماز کو چلو...... مٹھائی دوں گا...... تو بچہ راضی ہو جاتا ہے...... تو فکر یہ ہو کہ اسے جہنم سے بچانا ہے...... لہٰذا جیسا موقع ہو...... اسی طرح سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ ہو...... اور اسی طریقے سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کارگر بھی ہوگا۔

دعوت کا طرز

جیسا آدمی سامنے مخاطب ہوگا...... ویسا ہی دعوت کے طریقے ہوں گے۔ ایک وہ ہیں جو سادہ لوح ہیں...... کہ جب ان کے سامنے اللہ ورسول کا نام لیا گیا تو وہ گردن جھکا دیتے ہیں...... ان کے مطالبات نہیں ہوتے ہیں...... اور نہ لم کی ضرورت سمجھتے ہیں...... بس وہ حکم جاننا چاہتے ہیں کہ شریعت کا حکم معلوم ہو جائے...... تو ان کے لئے موعظت ہے...... کہ وعظ ونصیحت کردو ان کے لئے کافی ہو جائے گی...... اور بعضے حجت پسند ہوتے ہیں...... یعنی کٹھ حجت کہ جب تک ان کے مسلمات سے ان پر حجت قائم نہ ہو...... وہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے...... تو ان کے لئے مجادلہ رکھا اور مجادلہ بھی ڈھنگ علمی انداز پر...... جھگڑ پنا سے نہیں...... پھر اس کا خیال رہے کہ اس میں سخت کلامی نہ ہو بلکہ معروف طرز پر ہو۔

صحابہ کی دعوت اور کارنامے

اسلام سے روس وفارس کے اندر جنگ وجدل کا قصہ تھا...... فارس میں رستم اور بڑے بڑے پہلوان تھے...... اسی طرح روم کے اندر بڑے بڑے جسیم پہلوان تھے...... وہاں صحابہ گئے...... اور جنگیں کر کے ان کا زور توڑ دیا...... اور لاکھوں انسان دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے...... تو جہاں جہاں یہ حضرات پہنچ گئے...... وہاں ملک کے ملک کو مسلم بنا دیا...... آج جو ہم فخر کرتے ہیں کہ ایران مسلم ملک ہے...... عراق مسلم ملک ہے اور افغانستان مسلم ملک ہے...... یہ مسلم ملک کیسے بنے...... آپ کو معلوم ہے ظاہر ہے یہ تو انہیں کے قدموں کی برکت کا نتیجہ ہے...... آپ نے تھوڑے ہی بنایا ہے...... فخر تو ہم کرتے ہیں مگر کارنامہ ان کا ہے۔

مسجد کی صورت اور حقیقت

ایک تو مسجد کی تعمیر ہے...... وہ تو مسجد کی صورت ہے...... اس کو ڈھانا ممنوع ہے ایک مسجد کی حقیقت ہے...... اور وہ ہے ذکر اللہ...... لہٰذا مسجد میں بیٹھ کر باتیں کرنا کہ جس سے دوسروں کی نمازوں اور ذکر اللہ میں خلل پڑے...... یہ مسجد کی حقیقت کو ڈھانا ہوا...... تو مسجد میں جس غرض کے لئے بنائی تھی اس نے اس سے روک دیا...... مسجد میں آ کر یا تو ذکر اللہ میں مصروف ہو...... یا نوافل یا تلاوت میں مشغول ہو...... اور اگر یہ بھی نہ ہو تو چپ ہو کر بیٹھ جائے...... کیونکہ نماز کے انتظار میں بیٹھنا بھی نماز ہی کے حکم میں ہے...... اگر ادب سے ساکت صامت بیٹھ جائے تو وہ نماز ہی میں سمجھا جائے گا۔

حج میں فنائیت کی شان

حج تمام تروک کا مجموعہ ہے...... ترک لباس...... ترک زینت...... ترک لذات وغیرہ...... اخیر میں یہ ہے...... کہ منیٰ میں جا کر ہر شخص اپنے نفس کی جانور کی صورت میں قربانی پیش کرتا ہے...... گویا جان کا فدیہ رکھا گیا ہے...... نفس کی جگہ پر نفس دو ہم تمہارا ہی نفس سمجھیں گے کہ تم نے اپنے کو راہ خدا میں ذبح کر دیا...... گو وہ قربانی کا جانور ہوگا...... موتوا قبل ان تموتوا میں ہوائے نفس کو ہی ختم کیا گیا ہے...... اور یہاں نفس کے بدلے میں جانور ذبح کرایا گیا...... تو اصل تو جان لینی تھی...... اس لئے قربانی رکھ دی...... ایک جگہ تو اپنی جان کو بھی مارنے کا حکم دیا...... وہ جہاد ہے...... چنانچہ بہت سے لوگ اسی لئے جاتے تھے کہ ہم جہاد میں قتل ہو جائیں۔

حقیقی عبادت نماز

حقیقی معنیٰ میں عبادت نماز ہے...... اس لئے کہ...... عبادت کی حقیقت غایت تذلل ہے...... یعنی انتہائی ذلت اختیار کرنا...... یہ صرف نماز میں پائی جاتی ہے...... زکوٰۃ حقیقی معنیٰ میں عبادت نہیں ہے...... بلکہ تعمیل حکم کی وجہ سے عبادت بن گئی ہے...... کیونکہ زکوٰۃ میں عطا ہے...... یعنی فقراء مساکین کو خیرات دینا...... تو عطا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے...... اس میں ذلت نہیں ہے اس میں تشبہ بالخالق ہے...... اور روزے کے اندر استغنیٰ ہے...... کھانے پینے

سے اور بیوی سے ...... اور یہ شان ہے اللہ تعالیٰ کی ...... کہ وہ بیوی سے بری اور پاک ...... کھانے پینے سے بری ...... اور پاک ہے ...... تو یہ تشبہ بالخالق ہو گیا ...... اس میں ذلت کی کیا بات ہے ...... یہ تو عین عزت ہے ...... تو حقیقی عبادت تو نماز ہے ...... مگر دوسری چیزیں تعمیل حکم کی وجہ سے اور نیت سے عبادت بنتی ہے۔

نماز کا ثمرہ

نماز چونکہ حقیقی عبادت ہے ...... اس پر ثمرہ کیا مرتب ہوتا ہے ...... تو حقیقی معنیٰ میں جو ثمرہ ہے وہ یہ ہے کہ نماز استعداد پیدا کرتی ہے ...... دیدار خداوندی کی ...... قیامت میں جو دیدار ہوگا ...... اس کی مشق یہاں سے ہوتی ہے ...... حدیث میں ہے کہ جب آدمی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے تو ظاہر میں اس کی نگاہ چٹائی پر ہے ...... لیکن حقیقت میں وجہ اللہ پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی کمال روحانیت

انبیاء علیہم السلام کی روحانیت کامل ...... اور اکمل تر اور غالب تر ہوتی ہے ...... انکو بھی بھوک لگتی ہے ...... لیکن فاقہ کی اتنی بڑی طاقت ہوتی ہے کہ ...... غیر انبیاء اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ تو بھوک لگنا لوازم بشریت میں داخل ہے ...... لیکن اس کا مقابلہ کر کے سترہ وقت تک فاقہ کرنا روزہ رکھنا یہ روحانیت کی طاقت ہے ...... تو روحانیت کا کمال ہو نہیں سکتا ...... جب تک کہ مقابلہ قوی نہ ہو ...... اور مقابلہ قوی جب ہی ہو سکتا ہے کہ نفس کے اندر مادے موجود ہوں ...... اور یہی وجہ ہے کہ شق صدر چار مرتبہ کیا گیا ...... ایک بچپن میں ...... ایک جوانی میں ...... ایک شب معراج کے وقت اور ایک نبوت ملنے کے وقت۔

علمی و عملی قرآن

قرآن پاک ...... "علوم" ...... کا جامع ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ...... "اعمال" ...... کی جامع ہے ...... جو قرآن کہتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کر کے دکھاتے ہیں ...... اور آپ جو کر کے دکھلاتے ہیں وہ قرآن کہتا ہے ...... اگر ہم یوں کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دو قرآن اتارے ہیں ...... ایک علمی قرآن جو کاغذوں میں محفوظ

ہے۔۔۔۔۔۔اور ایک عملی قرآن جو ذات بابرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔۔۔۔۔۔وہ قرآن علم کا مجموعہ ہے۔۔۔۔۔۔اور آپ کی ذات بابرکات عمل کا۔۔۔۔۔۔اخلاق کا اور کمالات کا مجموعہ ہے۔

قرآن کریم بہترین وظیفہ

قرآن کریم۔۔۔۔۔۔کو علم کے درجے میں دیکھو۔۔۔۔۔۔تو اعلیٰ ترین علم اس میں ہے، عمل کے درجے میں دیکھو تو اعلیٰ ترین عمل کی کتاب ہے۔۔۔۔۔۔اس کا وظیفہ پڑھو تو وظیفہ کی بہترین کتاب ہے۔۔۔۔۔۔اس میں سے حکمت نکالو تو بہترین حکمت کی کتاب ہے۔۔۔۔۔۔آج اس کے علم وحکمت سے کتب خانے بھرے ہوئے ہیں۔

قرآن کی وسعت اعجاز

قرآن کریم ایک معجزہ ہے۔۔۔۔۔۔اس پر چل کر لوگ ولی بنے۔۔۔۔۔۔کامل بنے اور امت اولیاء سے بھر گئی۔۔۔۔۔۔اور ایسے ایسے اولیائے کاملین پیدا ہوئے جو۔۔۔۔۔۔"کانبیاء بنی اسرائیل" تھے وہ نبی نہیں تھے۔۔۔۔۔۔مگر انہوں نے کام ایسے کئے کہ جیسے نبیوں کے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔نبیوں پر اگر وحی آتی ہے تو ان پر الہام ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔نبیوں کے ہاتھوں پر اگر معجزے ظاہر ہوئے۔۔۔۔۔۔تو ان کے ہاتھوں پر کرامتیں ظاہر ہوئیں۔۔۔۔۔۔نبیوں نے اگر اصلی شرائع پیش کیں۔۔۔۔۔۔تو انہوں نے شرائع صنعیہ پیش کیں۔۔۔۔۔۔جنہیں اجتہادی شرائع کہتے ہیں۔

تقاضائے فطرت

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود اور اس کی پہچان دلائل کی محتاج نہیں ہے۔۔۔۔۔۔بلکہ قلب کے اندر خود بخود فطرت کہتی ہے۔۔۔۔۔۔کہ اس جہاں کا کوئی بنانے والا ہے۔ انسان کے قلب پر فطرت کا دباؤ ہے۔۔۔۔۔۔ایک بچہ اور غیر مسلم۔۔۔۔۔۔بھی قلب میں اس چیز کا دباؤ محسوس کرتا ہے۔۔۔۔۔۔حالانکہ اس نے کسی کالج میں نہیں پڑھا۔۔۔۔۔۔کسی مدرسے میں نہیں پڑھا۔۔۔۔۔۔مگر دل میں دباؤ محسوس کرتا ہے۔

کتاب اور شخصیت دونوں کی ضرورت

فقط کتاب ہوگی تو تکبر پیدا ہوگا۔۔۔۔۔۔اور فقط شخصیت کی پیروی ہوگی۔۔۔۔۔۔تو ذلت نفس

پیدا ہوگی...... اور کتاب اور شخصیت دونوں کو ملا دو...... تو وقار کے ساتھ تواضع للہ پیدا ہو جائے گی...... تو نہ کبر باقی رہے گا نہ ذلت نفس باقی رہے گی...... امت مسلمہ نے یہ دونوں چیزیں سنبھال لیں...... ایک طرف تو اہل اللہ کا دامن پکڑا...... اور دوسری طرف کتاب اللہ اور سنت کا دامن پکڑا...... دونوں چیزوں کو ملا کر چلتے ہیں...... تو وقار بھی ہے...... خودداری بھی ہے...... اور تواضع للہ بھی ہے۔

نجات کا راستہ

قرآن کریم کا کہنا ہے کہ تم اپنے ایمان کو مضبوط کرو...... ایمان کو تعصبات میں دخل نہ دو...... نہ شخصیتوں کے تعصبات کو...... نہ رنگ و بو کے تعصبات کو...... نہ زمین کے ٹکڑوں کے تعصبات کو...... اور نہ وطن اور قوم کے تعصبات کو...... صرف ایک اللہ ہی پر بھروسہ کرو...... ایک نبی کی بات کو مانو...... کہ اس دور میں صرف انہی کے ماننے میں نجات منحصر ہے...... جس کا دور اور زمانہ ہوگا...... اسی کے ماننے پر نجات موقوف ہوگی۔

بیت اللہ کی مرکزیت

بیت اللہ اور مکہ مکرمہ اول عالم بھی ہے...... مرکز عالم بھی ہے...... اور اصل عالم بھی ہے...... اول عالم ہونے کا مقتضی یہ ہے کہ دین کے کاموں کی یہیں سے اولیت ہو...... اس کا مرکز عالم ہونا اس بات کا مقتضی ہے...... کہ یہاں دین کی مرکزیت ہو...... اور اس کا اصل عالم ہونا...... اس کا مقتضی ہے کہ یہیں سے چہار طرف آواز پھیلے گی۔

حضور عالمگیر شخصیت

سرکار دو عالم فخر بنی آدم...... رسول الثقلین حضرت محمد مصطفیؐ کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پنہائیوں کے لحاظ سے کوئی شخصی سیرت نہیں...... وہ کسی شخص واحد کا دستور زندگی نہیں...... بلکہ جہانوں کے لئے ایک مکمل دستور حیات ہے...... جوں جوں زمانہ ترقی کرتا ہوا چلا جائے گا...... اسی حد تک انسانی زندگی کی استواری اور ہمواری کے لئے اس سیرت کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوتی چلی جائے گی۔

الفاظ قرآن کی برکت واہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے الفاظ نازل فرمائے...... ان الفاظ میں وہ کمالات چھپے ہوئے ہیں...... جو بولنے والے کے اندر تھے...... وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں...... ان الفاظ کے ذریعہ دنیا میں کوئی بھی جذبہ بغیر الفاظ کے سمجھ میں نہیں آتا...... اس لئے لفظوں کو بیچ میں لانا ضروری ہے...... اور ان ہی الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمالات کو چھپایا ہے...... اور انہی الفاظ کے ذریعے اپنے کمالات کو بندوں تک پہنچایا ہے...... اور ان کے دل میں اتارا ہے...... ان کمالات کو اپنے دل میں حاصل کرنے کی نیت سے اگر آپ تلاوت کریں گے ...... اور دھیان اس پر دیں گے...... کہ کیا کہا جا رہا ہے...... اور میرے دل میں کمالات کس طرح اتر رہے ہیں ...... تو پھر اور ہی شان ہو گی...... اسی کو حدیث میں فرمایا گیا ہے ...... "تبرک بالقرآن فانهٔ کلام الله و خرج منه (الحدیث)

روحانی انقلاب

میں تو کہا کرتا ہوں...... کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات پر نظر کی جائے ...... تو آپ کے ہزارہا معجزات ہیں...... زمین و آسمان کی چیزوں سے الگ معجزے ظاہر ہوئے...... چاند وسورج سے الگ معجزے ظاہر ہوئے...... اور دنیا کی ہر چیز پر آپ کے معجزات نمایاں ہوئے...... لیکن یہ سارے معجزات ایک طرف...... اور ایک معجزہ ایک طرف ...... وہ یہ ہے کہ ہر ہر صحابیؓ آپ کا ایک مستقل معجزہ ہے...... اس لئے کہ پتھر کو موم بنانا اور لوہے کو نرم کر دینا آسان ہے...... مگر انسان کی روح میں انقلاب پیدا کرنا بہت مشکل ہے ...... آپ کے ہاں ایک شخص آتا ہے...... جو کافر بھی ہے مشرک بھی...... بدعقیدہ بھی اور بدعمل بھی...... لیکن ایک مجلس مبارک میں شرکت کرتا ہے...... اور دست مبارک پر بیعت کر کے اس حالت میں واپس ہوتا ہے...... کہ عالم بھی ہے...... عارف بھی ہے...... کامل بھی ہے...... زاہد بھی ہے...... عابد بھی ہے اور متقی بھی ہے...... ایک دم دل کے اندر انقلاب پیدا ہو گیا۔

معیاری شخصیات کا تاقیامت وجود

کتاب وسنت کا فیصلہ یہ ہے...... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے...... بعد قیامت تک معیاری شخصیتیں آتی رہیں گی...... جو درجہ بدرجہ حق و باطل کا...... معیار ثابت ہوتی رہیں گی...... اور جو بھی کتاب وسنت کے الفاظ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی سعی کرے...... تو ایسی شخصیتیں اپنے اپنے دور کے مناسب حال عنوانوں سے ان کی تاویلات کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت کا چہرہ دکھاتی رہیں گی۔

محبت' محنت' عظمت اور متابعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت...... عظمت اور متابعت...... تینوں کا ہونا ضروری ہے...... محض محبت ہو کہ آدمی دعویٰ کرے کہ...... عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں...... مگر اطاعت نہ کرے تو وہ محبت نا تمام ہے...... محبت کی علامت یہ ہے کہ اطاعت کرے...... اطاعت دلیل اور دعویٰ محبت ہے...... جب دعوائے محبت...... کے ساتھ ساتھ دلیل محبت یعنی اطاعت بھی ہو...... تو تب کہا جائے گا کہ بے شک یہ محبت ہے۔

نبوت کا احسان عظیم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے...... دائیں ہاتھ میں...... اللہ تعالیٰ کی چمکتی ہوئی کتاب تھی...... اور بائیں ہاتھ میں قلب نبوت تھا...... جس میں اخلاق کی روشنی بھری ہوئی تھی۔ کتاب اللہ کے اندر الوہیت کا جلال بھرا ہوا تھا...... اگر فقط کتاب اللہ سامنے آتی...... پیغمبر نہ آتے تو الوہیت کا جلال مخلوق کو بھسم کر دیتا...... مجال نہ تھی کہ کوئی اس کو سمجھ سکے...... اس روشنی کو قلب نبوت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اتارا گیا...... تو نبوت کی عبدیت کے ساتھ...... جب الوہیت کا نور اس پر فائز ہوا تو ٹھنڈی روشنی پیدا ہوئی' جس کو انسان سہہ سکیں۔

صورت فانی سیرت باقی

دانش مند کا کام یہ ہے کہ...... وہ صورت کے سنوارنے کے...... بجائے سیرت کو

سنوارے...... اور یہی انسان کی حقیقت ہے...... اور رہ گئی صورت تو وہ چند روزہ بہار ہے...... بڑھاپا آ جائے...... یا کچھ غم لگ جائے...... یا کوئی فکر لاحق ہو جائے...... یا کوئی بیماری لگ جائے...... تو سارا رنگ وروپ زائل ہو جاتا ہے...... تو صورت درحقیقت قابل التفات نہیں...... بلکہ اصل چیز سیرت ہے۔

صحابہ ہر تنقید سے بالاتر

سارے صحابہؓ متقن...... عادل اور پاکباز ہیں...... اور ہماری ہر تنقید سے بالاتر ہیں...... ہماری ہر حالت سے اونچے ہیں...... ہمارا فرض ہوگا کہ ان کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان اور اپنے اعمال کو پرکھیں...... اگر ان کے اعمال اور ایمان کے مطابق ہو جائے...... تو ہمارا ایمان اور ہمارے اعمال درست ہیں...... ورنہ غلط ہیں...... اس لئے کہ علم کی روایت بھی انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے...... اور عمل کی روایت بھی انہوں نے ہی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے۔

قانون اسلام

شریعت اسلام کے...... قانون کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں بھیجا...... کہ دباؤ ڈال کر منوایا ہو...... بلکہ پہلے مالک سے محبت پیدا کی گئی...... اسی محبت کے ذیل میں قانون سے خود بخود محبت پیدا ہو گئی...... آدمی قانون شریعت پر اپنے دل کی محبت...... رضا اور شغف سے چلتا ہے...... دباؤ سے نہیں چلتا...... یہ نہیں ہوا کہ تلوار کا دباؤ ڈالا اور مجبور و مقہور کر دیا ہو...... بلکہ حجتیں پیش کیں کہ دلائل سے سمجھو...... بصیرت سے سمجھو...... جب شرح صدر ہو جائے تو قبول کرو...... ورنہ چھوڑ دو۔

صحبت اہل اللہ

اصل یہی ہے...... کہ دین صرف کتابوں کے ورقوں سے پیدا نہیں ہوتا' بلکہ اہل اللہ کے دلوں سے پیدا ہوتا ہے...... کتابیں کوئی لاکھ پڑھ لے...... اگر صحبت نہ ملے تو اثر نہیں کرے گا...... قلب کے اندر رنگ پیدا نہیں ہوگا...... محض کاغذ سے یہ کتاب سے نہیں اہل دل کے پاس بیٹھنے سے اثر پیدا ہوتا ہے۔

امت مرحوم کی فضیلت

میں کہا کرتا ہوں ...... کہ اور قومیں تو محنت کر کے ...... جنت میں داخل ہو جاتی ہیں ...... مسلمان وہ ہے جس نے جنت کو اپنے اندر داخل کر رکھا ہے ...... اور دنیا میں رہ کر وہ جنت بداماں ہے ...... پس اور امتیں جنت میں داخل ہوں گی اور اس امت میں جنت خود سمائی ہوئی ہے۔

فرد کی ذمہ داریاں

اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں ...... ہر چیز کی ذمہ داری ...... حکومت وقت کے کندھوں پر ڈال دینا درست نہیں ...... نجی، گھریلو اور خاندانی زندگی میں ...... اسلامی تعلیمات کا انقلاب لانا ہر فرد کا انفرادی فریضہ ہے ...... جس میں کوئی خلل اندازی نہیں کرسکتا ...... اگر ہر ایک فرد اپنی ذات اور خاندان میں اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کا ارادہ اٹل کر لے ...... تو کون ہے ...... کہ جو اس کا ہاتھ پکڑے ...... یا اس کی راہ میں مزاحم ہو ...... لہٰذا اسلام کے عملی نفاذ کی پہلی اور بنیادی ذمہ داری فرد پر ہے۔

علم بنیادی ضرورت

اسلام کی بنیاد علم پر ہے ...... اس لئے پہلی اور فوری ضرورت یہ ہے ...... کہ دینی علوم کو اس قدر عام اور سہل الحصول بنا دیا جائے ...... کہ کوئی بھی دین سے ناآشنا نہ رہے ...... ضروری نہیں کہ ...... ہر شخص کو بھرپور معلومات ہونی چاہئیں ...... اگر کوئی کسی معاملے کے بارے میں علم نہیں رکھتا ہے ...... تو وہ اہل علم سے رجوع کرے ...... اور درپیش معاملے میں ان سے رہنمائی حاصل کرے۔" ...... "اب ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں لگن پیدا کی جائے ...... کہ وہ دینی علوم سیکھیں ...... جب دلوں میں یہ لگن پیدا ہو جائے گی تو وہ یقیناً عالمان دین سے رجوع کریں گے ...... جب وہ دینی تقاضوں سے آگاہی حاصل کرلیں گے ...... تو اس کا اطلاق اپنی عملی زندگی پر بھی کرنے کے قابل ہو جائیں گے ...... اس طرح ماحول اور معاشرے میں خود بخود اصلاح کے رجحانات پیدا ہوں گے ...... اور یہی رجحانات فلاحی برگ و بار لائیں گے۔

امت محمدیہ کی فضیلت

آخر میں امت مسلمہ آئی...... تو یہ بوڑھی امت ہے...... بوڑھے آدمی کے اندر عقل و تجربہ بڑھ جاتا ہے...... مگر عملی قوت گھٹ جاتی ہے...... البتہ اس کا دماغ روشن ہوتا ہے نوجوانوں کا فرض ہوتا ہے کہ ان سے مشورہ کریں...... ان کی رائے پر عمل کریں...... گویا کہ یہ عالم بشریت کے بڑھاپے کا دور ہے...... جیسا کہ آدمؑ کے زمانے میں طفولیت کا دور تھا...... بوڑھوں کے لئے یہ ہوتا ہے کہ ان پر عمل کا بار کم ڈالتے ہیں...... مگر تحسین و آفرین زیادہ کرتے ہیں۔

دانشمندی کا کام

آخرت کے بارے میں...... عام طور پر لوگوں نے یہ تصور باندھ رکھا ہے کہ...... آخرت کوئی الگ عالم ہے...... دنیا ترک کرو گے تب جا کے آخرت میں پہنچو گے...... یہ غلط ہے بلکہ ہماری آخرت اسی دنیا میں چھپی ہوئی ہے...... اسے نکالنا ہمارا کام ہے...... یہی کھانے پینے کے اور سونے جاگنے کے افعال...... انہی میں آخرت چھپی ہوئی ہے...... ان کے ذریعے سے اپنی آخرت نکالو دنیا میں رہ کر اس میں سے آخرت نکال لینا دانشمند کا کام ہے۔

مسلمانوں کی حالت زار

اسلام میں سیاست...... اور اجتماعیت کے اصول و قوانین...... نہ ہوتے تو صدیوں تک...... اس کی وہ مثالی حکومتیں دنیا میں نہ چل سکتیں...... جنہوں نے دین و دنیا کے ساتھ سیاسی حکمرانی کے فرائض بھی سرانجام دیئے...... آج بھی مسلم حکمرانوں کی بود و نمود اس دور کی مستحکم فرمانروائیوں کے ثمرات ہیں...... جن میں کتاب و سنت اور فقہ فی الدین...... کے انوار شامل تھے...... البتہ آج کے غالب یا مغلوب مسلمانوں کی غلطی یہ ہے...... کہ انہوں نے موجودہ دور کی حکومتوں کے نظریات تو اختیار کر لئے...... لیکن ان کے عملی کارناموں سے کوئی سبق نہیں لیا...... اگر قوم اپنے نظریات کو قائم رکھ کر...... آج کے عملی میدانوں میں دوڑتی...... تو آج بھی وہ ایسی مثالی قوت و شوکت دکھلا سکتی تھی...... جو اب سے پہلے دکھلا چکی ہے...... اور دنیا اس کی تقلید پر مجبور ہوتی' نہ کہ قصہ برعکس ہوتا۔

عناصر اربعہ

انسان کے عناصر اربعہ میں سے ایک عنصر...... ''مادہ''...... مٹی ہے اور اس کی خاصیت قبض وبخل ہے......اور یہی قابض وبخیل مادہ انسان کا جزو اعظم ہے...... تو جبلی طور پر اس کے نفس میں پہلا خلق یہی بخل وقبض کا سرایت کرتا ہے......اور ظاہر ہے...... قبض وبخل جس کا منشاء حرص وطمع ہے...... محتاجگی اور غلامی پیدا کرتے ہیں...... غناء اور استغناء سے انہیں ......کوئی واسطہ نہیں کیونکہ بخیل اول تو خود اُس شی کا محتاج ہوتا ہے......جس میں بخل ظاہر ہو پھر اس شخص کا محتاج ہوتا ہے......جس کی شے ہے پھر اس کی عطا کا محتاج ہوتا ہے جس کی بدولت یہ شے اس کے پاس آئی ہے...... پھر اگر معطی عطا اور عطیہ نہ ہو تو یہ بخیل اس درجہ محتاج ہوتا ہے...... کہ اپنی بخل کا پوری طرح اظہار نہیں کرسکتا''...... مادی یا رذائل نفس کے چار اصول نکل آتے ہیں...... قبض وبخل، تعلی وترفع، شہرت پسندی وانتشاریت...... عدم ضبط نفس یعنی حرص وہوا...... یہیں سے استغنا اور خود داری کے اصول پر بھی روشنی پڑتی ہے ......کہ وہ ان اخلاق چارگانہ کی ضد ہوسکتے ہیں...... چنانچہ قبض وبخل کی ضد سخا وایثار ہے کبر ونخوت کی ضد تواضع وفروتنی ہے......شہرت پسندی اور نام آوری کی ضد اخفاء اور تستر ہے ......حرص وہوا اور بکھر پڑنے کی ضد ضبط نفس اور قناعت ہے۔

شانِ مسلم

مسلمان دنیا کو کچھ دینے کے لئے آیا ہے...... لینے یا مانگنے کے لئے......نہیں آیا اور ظاہر ہے کہ وہی کچھ دے سکتا ہے...... جو دوسروں کے پاس نہ ہو......اس کے پاس کھلی بات ہے کہ وہ دنیا کی دولت وثروت یا جاہ ومال کے ذخیرے نہیں ہوسکتے ہیں......اس لئے کہ یہ سب اوروں کے پاس بھی ہیں بلکہ ان سے کچھ زیادہ ہی ان کے ہاتھ میں ہے...... اس لئے دینے کی ایک چیز رہ جاتی ہے......اور وہ مستند دین ہے...... کہ اس فطرۃ الٰہیہ پر خود چل کر اقوام کو چلائیں۔

غیر اسلامی معاشرت

آج کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے...... کہ عامۃً مسلمانوں کی معاشرت غیر اسلامی ہوتی

جارہی ہے...... ان کا رہن سہن...... چال چلن...... اور رفتار و گفتار وغیرہ وغیرہ غیر اقوام کے نمونے کا ہوتا جارہا ہے...... روحانی آداب کے بجائے...... جذبات نفسانی دل و دماغ پر چھاتے جارہے ہیں...... شادی غمی کے اجتماعات اور خانگی زندگی میں غیر اسلامی رسوم اور منکرات بطور جزو زندگی کے داخل ہوگئے ہیں...... ان کی اصلاح کے بغیر مسلم قوم کا صحیح کریکٹر اور مقام مشخص نہیں ہوسکتا...... اس لئے اس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔

نصب العین کی وضاحت

اگر نصب العین اور نظریہ صحیح اور موجب اطمینان و تسلی ہو...... تو ہر اقدام پر کیف اور پرسکون ہوتا ہے...... اور انسان خود مطمئن ہوکر دوسروں کو بھی مطمئن کرسکتا ہے...... اس لئے اگر ہم اپنا نصب العین وہی قائم کرلیں...... جو قرن اول کا تھا...... یعنی قانون الٰہی کی ترویج...... اقتدار حق کی اشاعت اور اعزاز نظام دین...... تو ہمارے ہر دعویٰ میں معنی بھی پیدا ہو جائیں گے...... اور ہمارا ہر اقدام ذاتی مفاد کی تہمت سے پاک ہوکر دنیا کے نزدیک قابل قبول بھی ہوجائے گا...... نیز کامیابی کی منزل بھی قریب سے قریب تر ہوجائے گی۔

تعلیم اسلام

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے...... کہ دنیا بھی ایک برابر کا عالم ہے...... آخرت بھی ایک برابر کا عالم ہے...... محض راہ گزر نہیں ہے کہ دنیا تو راستہ ہے...... یہاں سے چل پڑو اور آخرت میں پہنچ جاؤ...... بلکہ فرمایا الدنیا مزرعة الاخرة دنیا آخرت کی کھیتی ہے...... جیسا بیج ڈالو گے ویسا ہی پھل آخرت میں پاؤ گے...... تو دنیا گویا کھیتی کی جگہ ہے...... انسان کا کام ہے بیج ڈالنا ہے...... اچھا بیج ڈالے گا تو اچھا پھل نکلے گا برا بیج ڈالے گا تو برا پھل نکلے گا۔

گندم از گندم بروید جو از جو   از مکافات عمل غافل مشو

برکات نماز

نماز سے انانیت...... اور کبر نفس کا ازالہ ہوتا ہے...... جو ہزارہا بد خلقیوں اور بداعمالیوں کی اساس ہے...... کیونکہ کبر نفس جب تک باقی رہ سکتا ہے کہ...... اپنے سوا کسی دوسرے کی

عظمت دل میں نہ ہو...... اور نماز سے حق تعالیٰ کی عظمت دل میں آ جاتی ہے...... اور جب حق کی عظمت قلب میں آ جائے...... تو اس قلب میں کبر وغرور پاس بھی نہیں پھٹکتا''۔

تین مبارک ماحول

میں نے اپنی عمر میں تین ماحول دیکھے...... ایک دارالعلوم دیوبند کا...... دوسرا گنگوہ...... اور تیسرا تھانہ بھون کا ماحول دیکھا...... گنگوہ کا ماحول یہ تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ روؤں روؤں سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی ہے...... ہر ایک سے ذکر اللہ...... ہر ایک سے اللہ اللہ...... دارالعلوم دیوبند میں یہ دیکھا کہ وہاں بے نمازی رہنا بڑا مشکل تھا...... یہ ماحول کا اثر تھا...... کہ نماز پڑھنے پر ہر ایک مجبور تھا تھانہ بھون کا یہ ماحول تھا کہ معاملات کی سچائی...... دیانت اور تقویٰ...... وہاں تعلیم یہ ہوتی تھی کہ دیانت اور تدین پر قائم رہو اور ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

تبلیغ بنیادی کام

تبلیغی کام ایک ٹھوس اور بنیادی کام ہے...... اس پر قوموں کی عروج و زوال کی بنیاد ہے...... جو لوگ اس تبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں...... اور اپنے وقتوں کو لگاتے ہیں وہ مزید اس کام میں لگیں...... اگر پہلے کم وقت لگاتے تھے تو اب اور زیادہ وقت لگائیں...... اور اس کام کو محنت و جانفشانی سے کریں...... جو کچھ کہیں اس پر خود عامل ہوں...... اور عمل کرنے کی کوشش کریں...... کیونکہ سب سے بڑی دلیل عمل ہے...... اور عمل کے بڑے اثرات پڑتے ہیں''...... ''آج دنیا میں...... اور خصوصاً ہندوستان میں مسلمانوں کیلئے راہ نجات اور فلاح و کامرانی کی یہی راہ دعوتی کام ہے...... اس کام نے قوموں کو بنایا اور سنوارا ہے...... یہی کام کرنے والے پنپے ہیں اور یہی کام کرنے والے عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں۔

معتبر عمل سے نجات

لوگوں کی نجات شکل وصورت سے نہیں ہوگی...... بلکہ علم سے ہوگی...... پھر فقط علم سے نہیں ہوگی بلکہ عمل سے ہوگی اخلاص سے ہوگی...... اور للّٰہیت سے ہوگی...... اگر کوئی دو رخے پن سے عمل کرے کہ خدا کو بھی خوش کرلوں...... اور کچھ بندوں کو بھی خوش کرلوں...... تو وہ عمل

معتبر نہیں ہے عمل وہ معتبر ہے جو فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو ورنہ نہیں ہو سکتا۔

قرب الٰہی کا نسخہ

اسلام میں...... لقمۂ حلال اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کی...... سب سے پہلی شرط ہے ...... حرام لقمے سے کبھی قرب پیدا نہیں ہوتا...... بلکہ اس سے توفیق چھن جاتی ہے...... دیکھنے میں آیا ہے کہ جو لوگ جائز کمائی استعمال کرتے ہیں...... ان کے قلب میں نور ہوتا ہے ...... نیک کام کرنے کو ان کا جی چاہتا ہے...... ناجائز کمائی کھا کر ان سے توفیق چھن جاتی ہے ...... اور سرکشی کرنے اور برے کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔

سلسلہ نکاح

دنیا میں انسانوں کو ملانے کا سب سے بڑا سلسلہ نکاح کا سلسلہ ہے، جس سے دو اجنبی جڑ جاتے ہیں...... جن میں پہلے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا...... اور اچانک ان میں ایسا جوڑ لگتا ہے کہ منافع مشترک...... اتحاد باہمی...... اور خاندانی اشتراک سے...... ایسی محبت اور مودت پیدا ہو جاتی ہے کہ...... اس سے پہلے ایسی محبت اور مودت کبھی نہیں دیکھی گئی...... نکاح جوڑ لگانے کا ایک سلسلہ ہے...... اس لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سلسلے کے حامل ہیں۔

دل کی زندگی

زندگی دل کی زندگی کا نام ہے...... اور دل کی زندگی اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہوتی ہے...... روٹی اور ٹکڑے سے نہیں ہوتی ہے...... یہ بدن کی زندگی ہے...... جو روٹی سے ہوتی ہے یہ اتنی عارضی ہے...... کہ اگر روٹی ملنے میں دیر ہو تو بدن مرجھانے لگتا ہے...... ار اگر منقطع ہو جائے تو بدن چھن جاتا ہے...... لیکن قلب کی زندگی دوامی ہے...... اس لئے کہ ذکر اللہ جو زندگی پیدا کرتا ہے وہ دوامی زندگی ہوتی ہے...... وہ نفس کے اندر قائم ہو جاتی ہے۔

چار اصلاحی نسخے

علم و اخلاق میں کمال پیدا کرنے کا...... ایک طریقہ توفیق صحبت ہے جہاں یہ میسر نہ ہو تو

مایوسی کی بات نہیں...... پھر ایک اور تدبیر ہے...... وہ یہ ہے کہ کسی آدمی سے اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی قائم کرے...... اور معاہدہ کریں کہ ہم اس لئے دوستی کرتے ہیں...... کہ میں تمہارے دین کی حفاظت کروں گا...... اور تم میرے دین کی حفاظت کرنا...... اگر میں نماز میں سستی کروں تو تو مجھے لے جانا...... اور اگر تم نے سستی کی تو میں لے جاؤں گا...... اس دوستی کی وجہ سے ایک دوسرے کی دین کی حفاظت بھی ہو جائے گی اور علم واخلاق میں کمال بھی پیدا ہوگا۔

زندگی کیا ہے

زندگی فی الحقیقت ذکر اللہ...... اور اللہ کی یاد کا نام ہے...... جب کائنات' نباتات اور جمادات کی زندگی اسی سے ہے...... تو انسان کی زندگی اس سے کیوں نہیں ہوگی...... اس لئے انسان کو سب سے زیادہ ذاکر ہونا چاہئے...... تب ہی وہ زندہ ہوگا...... بلکہ زندہ جاوید بن جائیگا۔

کائنات کی روح

اس کائنات کی روح ذکر اللہ...... یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد ہے...... اسی طرح سے پوری شریعت کی روح بھی اللہ تعالیٰ کی یاد ہے...... اگر دنیا میں سے روح نکل جائے...... تو دنیا ڈھانچہ بن جائے گی...... شریعت میں سے کوئی اس روح کو نکال دے تو...... شریعت عادت بن جائے گی...... عبادت نہیں رہے گی۔

اہمیت نماز

ساری کائنات کی تخلیق و تنظیم صرف عبادت کے لئے عمل میں آئی ہے...... اور عبادت کا فرد کامل نماز ہے...... گویا ساری دنیا نماز کے لئے بنائی گئی ہے...... کہ یہی عبادت کا فرد کامل اور مظہر اتم بلکہ میں ترقی کر کے یہ عرض کروں گا کہ...... سلسلہ عبادات میں عبادت صرف نماز ہی ہے...... اور کوئی چیز بذاتہ عبادت نہیں ہے...... کیونکہ عبادت کے معنی غایت تذلل اور انتہائی ذلت اختیار کرنے کے ہیں...... جو انتہائی عزت والے کے سامنے اختیار کی جاتی ہے...... ظاہر ہے کہ...... اس معنی کے لحاظ سے نماز کے سوا کوئی چیز بذاتہ عبادت ہی نہیں نکلی"...... " حاصل یہ ہوا کہ کائنات کی تخلیق عبودیت...... یعنی نماز کے واسطے ہوئی ہے

......اس لئے قرآن حکیم نے نماز ہی کا ساری کائنات کو پابند ظاہر فرما دیا ہے...... نہ کہ زکوٰۃ و حج اور صوم وصدقہ کا...... چنانچہ فرمایا" **کل قد علم صلوٰته وتسبيحه** " جس سے واضح ہے کہ ساری کائنات نمازی ہے...... بھلا پھر انسان کو تو کیوں نہ نمازی بنایا جاتا...... فرق اتنا ہے کہ اور مخلوق غیر عاقل ہے...... تو ان میں نماز کا داعیہ جبلی اور تکوینی طور پر رکھ دیا گیا ہے...... اور انسان ذی عقل وذی ہوش ہے...... تو اس کی نماز اختیاری ہے ......جس کیلئے ہدایت ورہنمائی اور وعظ و پند کی ضرورت پڑتی ہے...... پس اگر انسان نمازی نہ ہو تو...... گویا کہ اس نے اپنے مقصد تخلیق کو فوت اور ضائع کر دیا۔

توحید

جگر مراد آبادی کا ایک شعر ہے...... اور بہت ہی اچھا شعر ہے۔

سر جس پر نہ جھک جائے اسے در نہیں کہتے
اور ہر در پہ جو جھک جائے اسے سر نہیں کہتے

کیا اچھی بات کہی مراد آبادی نے...... کہ سر وہی ہوگا جو ایک ہی کے آگے آگے جھکے ......اور ہر در پہ جو جھکے وہ سر نہیں...... وہ تو گیند ہے...... ٹھوکر ماری یہاں جھک گیا...... ٹھوکر ماری وہاں جھک گیا تو کیا مسلمان ٹھوکروں والی گیند بننے کے لئے آیا ہے؟...... جہاں اس کو ٹھوکر دیدی...... وہاں جا کر پڑا وہ تو ایک آقا کا غلام ہے...... اور پھر سب کے اوپر مخدوم ہے ......اور آقا ہے ساری کائنات اس کے ماتحت ہے...... اور اس کے زیر حکم ہے...... تو بہر حال یہ ہونا چاہئے مومن کا کام یہ ہے کہ...... **يبيتون لربهم سجداً وقياماً** ...... رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہیں...... اسی سے مانگنا اسی سے فریاد کرنا ...... **لايدعون مع الله الهاً اخر** اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے...... کسی دوسرے کو معبود بنا لینا رب بنا لینا...... یہ رحمان کے بندوں کا کام نہیں...... یہ تو شیطان کے بندوں کا کام ہے۔

برکات تبلیغ

اگر یہ تبلیغ دین نہ ہوتا...... تو دین حجاز سے باہر نہ نکلتا...... لیکن دین ساری دنیا میں پھیلا ہے...... تو یہ تبلیغ ہی کی برکت سے ہے...... اس لئے جب یہ (حجاز) دنیا کا مرکز ہے

......تو دین کا مرکز بھی ہے......اس لئے یہاں کے لوگوں کو زیادہ آمادہ کیا جائے کہ......یہ دینی تعلیم اور تبلیغ کے لئے اور دعوت الی اللہ کے لئے اٹھیں۔

شریعت کی جامعیت

میں کہتا ہوں کہ......ہم تو سونے میں بھی آزاد نہیں......آپ سمجھتے تھے کہ یہ ایک عادت کی چیز ہے......طبعی چیز ہے......طبعیات پر بھی شریعت نے آداب عائد کر دیئے ہیں......ہم تو سونے میں بھی پابند ہیں......چہ جائے کہ شادی اور غمی میں آزاد ہو جائیں......چہ جائے کہ رسوم میں آزاد ہو جائیں......تو لباس اور سونے کے اندر بھی قانون شریعت لاگو ہے۔

مجسم اعمال

(دنیا میں) جتنے بھی اعمال ہیں......یہ محض سطحی نہیں ہیں......بلکہ انسانی نفس ان کو نگلتا ہے......اور جزو بدن بناتا ہے......نیکی ہو یا بدی جب جزو نفس بن گئی......تو جب اس میدان میں پہنچے گا......تو وہی چیز جو نفس کی جوہر بنی تھیں وہ نکل گئیں......تو اللہ تعالیٰ عمل کو اندر سے نمایاں کر دیں گے......اور باہر سے بھی عمل کو مجسم بنا کر حجت تمام کر دیں گے۔

نیک عمل کا نور

کسی نیک عمل میں......اس وقت تک نور نہیں آ سکتا ہے......جب تک کہ اس کا ادب اس میں شامل نہ ہو......اور وہ احتیاطی اور تقوائے حدود زیر عمل نہ ہوں......جس سے اس عمل کی حقیقی جامعیت......اور اس کا واقعی کمال و جمال وابستہ ہے......پس ادب ہی علم کا جوہر اور زیور ہے اس کے بغیر علم ایک بے لباس اور بے زینہ پیکر ہے......جس کی طرف رغبت و شوق کی نگاہیں نہیں اٹھ سکتیں......اس سے بسہولت اندازہ ہوسکتا ہے کہ......اعمال بغیر آداب کے قبولیت کے مقام پر نہیں پہنچ سکتے......اور ان کا حقیقی ثمرہ اور صلہ بغیر آداب کے سامنے نہیں آ سکتا۔

طلب کی ضرورت

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام......اور نائبان انبیاء کا یہ خاصہ رہا ہے......کہ پہلے دل میں شوق اور

تڑپ پیدا کرتے ہیں ...... اس کے بعد مقصد پیش کرتے ہیں ...... تاکہ دل میں اتر جائے ...... بلاطلب کے اگر کوئی چیز از خود کہہ دی جائے ...... تو عادت یہ ہے کہ دل میں اترا نہیں کرتی ...... آدمی توجہ نہیں کرتا جب تک کہ اس کے اندر سے طلب صادق نہ ہو ...... جیسے عارف رومیؒ نے فرمایا۔

آب کم جو، تشنگی آور بدست

پانی کو زیادہ مت پکارو، اپنے اندر پیاس پیدا کرو، پیاس پیدا ہو گی تو پانی ملے گا ...... اور پھر وہ اترے گا اور رگ رگ میں تری پیدا کرے گا ...... پیاس نہ ہو اور پانی پی لو تو بعض دفعہ بیماری بھی پیدا ہو جاتی ہے''۔

علم عمل خلوص فکر

مسلمان کو متفکر پیدا کیا گیا ہے ...... غافل پیدا نہیں کیا گیا ...... مگر اس تفکر کو چمکانے کی ضرورت ہے ...... فکر اس وقت تک چمکتا نہیں ہے ...... جب تک خلوص نہ ہو ...... خلوص چلتا نہیں ...... جب تک عمل کا جذبہ نہ ہو ...... عمل بنتا نہیں جب تک علم نہ ہو ...... تو علم ...... عمل ...... خلوص اور فکر ضروری ہیں۔

نجات کے چار اصول

نجات کے چار اصول ہیں ...... ایک علم ...... دوسرا عمل ...... تیسرا اخلاص ...... اور چوتھا اپنی آخرت کی فکر ...... یہ چار بنیادیں ہیں جس سے آدمیت بنتی ہے ...... اور انسان کی انسانیت ترقی کرتی ہے ...... گویا کہ جس طرح انسان کا بدن چار چیزوں سے مل کر بنتا ہے ...... (آگ، پانی، ہوا اور مٹی) اسی طرح انسان کی روح بھی چار چیزوں سے مل کر بنتی ہے ...... علم ...... عمل ...... اخلاص ...... اور فکر ...... اگر یہ آگ ...... پانی ...... ہوا اور مٹی نہ ہو ...... تو انسانی جسم ختم ہو جاتا ہے ...... اسی طرح اگر یہ چار چیزیں نہ ہوں تو یہ روح ختم ہو جائے گی۔

عالم کے لئے ضرورت اخلاق

عالم اگر کسی اللہ والے کے سامنے جھک کر اپنے اخلاق کی اصلاح نہ کرائے ...... تو علم اس کے لئے اور زیادہ تباہی اور وبال جان کا ذریعہ بنے گا ...... اور وہ تکبر اور نخوت اور لڑائی

جھگڑا پیدا کرے گا...... جب تک اپنے اخلاق کو پامال کر کے اس کو بلند نہ کرے...... حرص کے بجائے قناعت نہ ہو...... کبر کے بجائے تواضع نہ ہو...... بخل کے بجائے سخاوت نہ ہو...... غرض جب تک اخلاق فاضلہ جمع نہ ہوں...... علم کی قدر نہیں کھل سکتی...... نہ علم کام دے سکتا ہے...... جب تک اخلاق صحیح نہ ہو تو محض علم سے آدمی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

ضرورت شکر

انسان کی ذات میں کتنا ہی علم آ جائے...... ذات تو انسان ہی کی ذات رہے گی...... ذات میں وہی کوراپن ہے...... وہی گندگی ہے...... یہی وجہ ہے کہ علم آ جانے کے بعد علم بڑھتا رہتا ہے...... اتنا ہی اہل علم تواضع سے جھکتے رہتے ہیں...... سر نیچا رکھتے ہیں...... اور غرور نہیں کرتے...... اس لئے کہ یہ جانتے ہیں کہ...... علم ہمارا کمال نہیں ہے...... غرور آدمی کرے تو اپنی چیز پر کرے...... دوسرے کی چیز پر آدمی کیا غرور کرے...... جو آ بھی سکتی ہے اور چھینی بھی جا سکتی ہے...... یہ ہماری چیز نہیں ہے...... لہٰذا اس پر اس کو شکر ادا کرنا چاہئے نہ کہ فخر و تکبر۔

علم محض نافع نہیں

علم آدمی کو اس وقت تک نہیں چلا سکتا جب تک اخلاق درست نہ ہوں' اخلاقی قوت سے ہی آدمی چلے گا...... علم کا کام فقط راستہ دکھلانا ہے...... اگر ایک عالم بہت اعلیٰ علم حاصل کرے...... مگر عمل کی طرف متوجہ نہیں...... تو راستہ اس نے دیکھ لیا...... مگر محض علم اسے راستے پر نہیں چلا سکتا...... جب تک کہ اس کے اندر چلنے کی اخلاقی قوت نہ ہو...... اخلاق میں صبر ہے...... شکر ہے...... شجاعت ہے...... رضا ہے...... تسلیم ہے...... یہ عملی چیزیں ہیں۔

مثالی اخوت

قرآن نے سارے انسانوں کو...... بھائی بھائی کہہ کر...... ایک عالم گیر برادری اور حقیقی مساوات کا سبق دنیا کو پڑھایا...... اور ان کے درمیان سے منافرت کی بیخ و بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی...... کیونکہ منافرت اور وحشت دو جنس یا دو نوعوں کے افراد میں ہو سکتی ہے...... ایک نوع کے افراد اور ایک اصل کی دو شاخوں میں...... وحشت اور نفرت کے کوئی معنی

ہی نہیں...... مجانست، موانست کی جڑ ہوتی ہے نہ کہ منافرت کی۔

جب مادۂ خلقت اور جوہر قوام بھی سب اقوام ایک ہی ہو تو عقلاً یا طبعاً اقوام عالم میں کوئی وجہ نفرت باہمی کی باقی نہیں رہتی...... بلکہ موانست باہمی کی بھی انتہائی حد آ جاتی ہے جس سے ایک کے درد کا دوسرے کو محسوس کرنا امر طبعی ہو جاتا ہے۔

جہادِ نفس

انسان کا سجدہ...... فرشتوں کی ہزاروں برس کی عبادت سے...... عجیب بلکہ افضل ہے...... کیونکہ وہ نفس کشی پر مبنی ہے...... نہ کہ نفس کے تقاضوں پر...... یہ نفس کشی اور جہاد نفس فرشتوں کو میسر نہیں...... وہاں نہ نفس امارہ ہے...... نہ ہوائے نفس کہ اس کا مقابلہ کیا جائے...... اور جہاد کر کے نفس کو پچھاڑا جائے۔

اخلاق و کردار

دنیا کی کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی...... نہ دولت سے...... چاہے ارب پتی بن جائے...... اور نہ کوئی قوم عددی اکثریت سے ترقی کر سکتی ہے...... کہ اس کے پاس افراد زیادہ ہوں...... اور نہ کوئی محض سیاسی جوڑ توڑ سے ترقی کر سکتی ہے...... بلکہ ملک اور قوم کی ترقی ہوتی ہے...... اخلاق اور کردار سے جب یہ ختم ہو جائے...... تو سب سے بڑا تنزل کا سبب یہ ہے۔

تقویٰ سے جرائم کا انسداد

اصل میں جرائم سے بچانے والا خدا کا خوف ہے...... پولیس جرائم سے نہیں بچا سکتی ہے...... اگر پولیس سے...... ہتھیاروں سے اور فوجی طاقتوں سے...... گناہوں سے روکا جا سکتا تو آج کی دنیا سب سے زیادہ متقی ہوتی...... اس لئے کہ آج نہ فوج کی کمی ہے...... نہ پولیس کی کمی ہے...... اور نہ ہتھیاروں کی کمی ہے...... لیکن یہ چیزیں جتنی بڑھتی جا رہی ہیں...... اتنے جرائم بھی بڑھتے جا رہے ہیں...... بنا وہی ہے کہ جرائم کا روک لینا پولیس کا کام نہیں ہے...... محض قانون کا کام نہیں...... جب تک انسان کی اخلاقی حالت اندر سے صحیح نہ ہو...... اور جب تک اللہ تعالیٰ کا خوف سامنے نہ ہو آدمی جرائم سے نہیں بچ سکتا۔

ضرورت تواضع

متکبر بننا...... درحقیقت اپنے نسب نامے کو شیطان کے ساتھ جوڑ دینا ہے اور متواضع بننا...... درحقیقت اپنے نسب نامے کو آدم علیہ السلام سے ملانا ہے...... تو جتنا ہم آدم کے بیٹے بنیں گے...... اتنا ہی عزت پائیں گے...... اور جتنا اپنے کو شیطان اور کبر وانانیت سے نسبت دیں گے...... اتنے ہی پامال کئے جائیں گے...... اور ذلیل ورسوا ہوں گے۔

سیرت وصورت

صورت ہمیشہ فتنوں میں ڈالتی ہے...... اور سیرت ہمیشہ امن اور عزت وسر بلندی پیدا کرتی ہے...... حضرت یوسفؑ سے زیادہ ہم اور آپ حسین نہیں ہیں...... ان کے حسن وجمال کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے...... لیکن حضرت یوسفؑ جہاں جہاں مصیبتوں میں گرفتار ہوئے...... صورت کی خوبصورتی نے انہیں گرفتار کرایا...... اور جب سلطنت ملنے کا وقت آیا تو سیرت آگے بڑھی۔

شکر کا نسخہ

دنیا کے بارے میں...... ہمیشہ اپنے سے کم تر پر نظر رہنی چاہئے...... تاکہ آدمی شکر کرے...... اور دین کے بارے میں اپنے سے برتر کو دیکھے...... تاکہ ازدیاد رغبت پیدا ہو...... اب لوگوں نے قصہ برعکس کر دیا ہے...... کہ دنیا کے بارے میں اپنے سے برتر کے اوپر نگاہ رکھتے ہیں...... اور دین کے بارے میں اپنے سے کمتر کا اقتدا کرتے ہیں...... اسی لئے بادشاہ ظفرؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر — رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی خرابیوں پر جو نظر — تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا
ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا — گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی — جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

گناہوں کا تریاق

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے...... جب اس کے ایمان میں کمال آجائے گا...... اور اس کو مومن کامل کہیں گے...... لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ

کبھی بھی غلطی نہ ہو...... اور گناہ نہ ہو...... یہ شان تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے...... ہم سے گناہ ہوتے ہیں...... اور گناہ کرتے بھی ہیں...... مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کر لیں...... صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے...... اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے...... کہ **التائب من الذنب کمن لاذنب له.**

موت مصیبت بھی نعمت بھی

موت جس طرح فزع اکبر اور عظیم ترین مصیبت ہے...... ویسے ہی عظیم ترین نعمت اور عظیم ترین انعام خداوندی بھی ہے...... موت کے بارے میں صرف ایک ہی پہلو سامنے نہیں رہنا چاہئے...... یعنی "ہائے افسوس"...... کا' بلکہ خوشی کا بھی ایک پہلو ہے...... کہ یہ تحفہ مومن بھی ہے...... اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا یہ طریقہ اور راستہ ہے...... دنیا کی آبادکاری کا یہ طریقہ ہے...... نئے نئے علوم پیدا ہونے کا یہ طریقہ ہے...... اور نئے مربیوں کے پیدا ہونے کا یہ طریقہ ہے...... اس لئے موت کا صرف ایک پہلو نہیں کہ اس سے ڈریں...... بلکہ موت میں خوشی کا پہلو بھی ہے...... کہ اس کا انتظار بھی کریں اور اس کی تمنا بھی کریں۔

صبر کی دعا

انا لله و انا اليه راجعون ...... یہ دعا صرف میت ہی پر نہیں پڑھی جاتی بلکہ اگر ایک پیسہ بھی گم ہو جائے...... تو بھی پڑھی جائے...... اس دعا کی برکت سے صبر بھی ہو جاتا ہے...... مالک کی طرف توجہ بھی ہوتی ہے...... اور نعم البدل مل جاتا ہے...... یہ اس دعا کی خاصیت ہے۔

مقام عبرت

موت کا اصل مقصد یہ ہے کہ...... اس کے ذریعے سے عبرت حاصل کی جائے...... اور اپنے اخیر وقت کو یاد کیا جائے...... اور ایسے سامان پیدا کئے جائیں کہ ہمارے لئے بھی نافع ہوں اور میت کے لئے بھی نافع ہوں۔

انسان کی عظمت

بلڈنگ انسانوں کے لئے بنتی ہے...... اور انسان اخلاق سے بنتا ہے...... جب تک انسان

کا کردار اور کریکٹر اچھا نہ ہو...... اور او نچا نہ ہو اور اس کی اخلاقی حالت بلند نہ ہو...... اس وقت تک وہ انسان نہیں ہے...... انسان اچھے کپڑوں کا نام نہیں ہے...... بلکہ انسان نام ہے اچھے کردار کا ...... اچھے کریکٹر کا...... اور سب سے پہلی چیز ہے انسانیت اور...... انسانیت کی سب سے پہلی بنیاد ہے...... انس ومودۃ اور اخوت باہمی کا سلوک کہ تمام آدمی بھائی بھائی بن کر رہیں۔

موت کیا ہے

موت کے معنی فنا کے نہیں ہیں...... کہ آدمی موت کے آنے کے بعد فنا ہو گیا یا ختم ہو گیا...... ایسا نہیں بلکہ موت کے معنی منتقل ہو جانے کے ہیں...... اس دار سے اس دار میں اس جہاں سے اس جہاں میں...... تو انتقال ایک دار سے دوسرے دار کی طرف...... ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف...... یہ تو ہوتا رہے گا مگر انسان مٹ جائے...... یہ نہیں ہو سکتا اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ انسان ازلی تو نہیں لیکن ابدی ضرور ہے۔

نصیحت کی زینت

نصیحت کی زینت یہ ہے کہ...... وہ تنہائی میں ہو...... بھرے مجمع میں کسی کو خطاب کر کے نصیحت کرنا اسے شرمندہ ورسوا کرنا ہے...... اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

ضرورت فکر

آج ہمیں فکر کی ضرورت ہے...... بے فکر انسان کوئی انسان نہیں...... جس انسان کا نصب العین نہیں وہ انسان نہیں...... عقل مند انسان وہ ہے...... کہ جو اپنا نصب العین متعین کرے...... اور انسان کا نصب العین طاعت وعبادت خداوندی ہے...... دولت مند ہوگا تب بھی اطاعت کر سکتا ہے...... مفلسی میں ہوگا تب بھی یہ نصب العین اپنا سکتا ہے...... بادشاہی تخت پر ہے تب بھی یہ نصب العین قائم ہے...... غربت میں ہو تب بھی تندرستی میں ہو تب بھی...... اور انتہائی بیماری میں ہو تب بھی یہ نصب العین قائم ہے...... زندگی ہو تو یہ نصب العین قائم ہے...... موت آجائے تو بھی یہ عجیب ترین نصب العین ہے...... کہ جو اس لمبی عمر کے ساتھ آخر تک چلتا ہے۔ (جواہر حکمت)

یادگار باتیں

مسیح الامّت

حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمہ اللہ

مسیح الامت رحمہ اللہ کا
شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
کے قلم سے مختصر تعارف

۱۶ جمادی الاولی ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۲ء کی تاریخ دین...... اور علم دین سے تعلق رکھنے والوں کیلئے جس جانکاہ حادثے کی خبر لیکر آئی...... وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے...... خلیفہ اجل حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب قدس سرہ کی وفات حسرت آیات کا حادثہ تھا...... حضرت قدس سرہ کی ذات اس وقت ایک ایسا چشمہ فیض تھی ...... جس سے نہ صرف برصغیر...... بلکہ افریقہ...... یورپ اور امریکہ کے دور دراز علاقوں کے مسلمان مستفید ہو رہے تھے...... جس نے اس انحطاط پذیر زمانے میں اتباع سنت پر مبنی دین کی خالص اور بے غل وغش فہم کو عملی صورت میں مجسم کر کے دکھایا...... اور جس نے شریعت وطریقت کا حسین امتزاج اپنے قول وفعل اور تعلیم وتربیت کے ذریعے...... عام کر کے حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے فیوض کو زندہ وتابندہ رکھا...... آج یہ مقدس وجود ہم سے جدا ہو گیا ...... اور ہم اس دریائے فیض سے محروم ہو گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب قدس سرہ...... حضرت حکیم الامت کے ان خلفاء میں سے تھے...... جنہوں نے سالہا سال اپنے شیخ کی صحبت اٹھائی...... اور ان کے رنگ کو اپنی زندگی میں اس طرح جذب کیا...... کہ ان کا وجود اپنے شیخ کی زندہ یادگار بن گیا۔

آپ ۱۳۲۹ھ میں ضلع علی گڑھ کی ایک بستی سرائے برلہ میں پیدا ہوئے...... آپ کے والد ماجد جناب احمد حسین خان صاحب شیروانی خاندان کے چشم وچراغ تھے...... اور اپنے علاقے میں بڑے بااثر اور ہر دلعزیز سمجھے جاتے تھے...... حضرت کو بچپن ہی سے عبادات وطاعات کا خاص ذوق تھا...... بچپن ہی میں نوافل...... تہجد اور ذکر کے عادی ہو گئے تھے...... آپ کے ایک

رشتہ دار مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ...... حضرت شیخ الہند سے بیعت تھے...... آپ اکثر ان کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے...... اور انہی کے ذریعے آپ کو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کے مواعظ مطالعے کیلئے میسر آئے...... جس کے نتیجے میں آپ کو حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ سے غائبانہ طور پر خصوصی محبت وعقیدت پیدا ہوگئی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی کے ایک سرکاری سکول میں درجہ ششم تک حاصل کی...... اور اس کے ساتھ بہشتی زیور اور حضرت حکیم الامتؒ کے مواعظ کا مطالعہ جاری رکھا...... سکول میں آپ ہمیشہ ممتاز نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے...... لیکن طبیعت چونکہ ابتدا ہی سے دینی تعلیم کی طرف راغب تھی...... اس لئے کچھ عرصے کے بعد والد صاحب نے آپ کا طبعی رجحان دیکھتے ہوئے...... آپ کو فارسی اور عربی کی تعلیم شروع کرادی...... ابتدا سے مشکوۃ شریف تک کی تعلیم آپ نے اپنے وطن ہی میں حاصل کی...... آپ کے اس وقت کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب لکھنوی بطور خاص قابل ذکر ہیں...... جن سے حضرت نے مشکوۃ سمیت درس نظام کی بہت سی کتابیں پڑھیں...... لیکن یہ عجوبہ بھی استاد اور شاگرد دونوں کے انتہائی اخلاص اور دونوں کے مقام بلند کا کرشمہ ہے کہ...... بعد میں جب شاگرد کو حضرت حکیم الامت سے بیعت وارشاد کی اجازت حاصل ہوئی...... تو استاد نے اپنی اصلاح کیلئے شاگرد سے رجوع کیا...... اور حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب نے اپنے...... شاگرد رشید حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اللہ اکبر! ایک طرف حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب کے مقام کا اندازہ لگایئے...... کہ ان کے استاد نے بیعت ارشاد کیلئے ان کا انتخاب کیا...... اور دوسری طرف حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب کے اخلاص...... اور بے نفسی کا عالم دیکھئے کہ...... اپنے شاگرد کو اپنا شیخ طریقت بنانے میں کوئی حجاب مانع نہیں ہوا...... باوجود یہ کہ وہ خود حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی طرف سے مجاز صحبت قرار دیئے جا چکے تھے...... سچ ہے کہ جب دل میں فکر آخرت بیدار ہوتی ہے...... اور انسان کو اپنی اصلاح کی فکر دامن گیر ہوتی ہے...... تو رسوم وقیود کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں...... اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی فکر انسان کے سینے میں بنے ہوئے...... خود پسندی کے تمام بتوں کو پاش پاش کر ڈالتی ہے...... پھر اندر

سے اللہ کی بندگی میں ڈوبا ہوا...... وہ انسان ابھرتا ہے...... جس کی پاکیزگی اور تقدس پر فرشتے رشک کرتے ہیں...... اور جس کی لغت میں نام ونمود...... ذاتی شہرت پسندی...... اور عجب وتکبر کے الفاظ نہیں ہوتے...... پھراس کی سیرت وکردار کی مہک ہر اس شخص کو معطر کرتی ہے...... جو اس سے چھو کر گزر جائے...... لیکن اس بھری پُری دنیا میں عظمت کردار کے ایسے نگینے...... خال خال ہی وجود میں آتے ہیں۔

بہرکیف! حضرتؒ نے اپنا زمانہ طالب علمی اس طرح گزارا کہ...... استاد تو ان کی ذہانت وذکاوت اور متانت کردار کے معترف تھے ہی...... والد صاحب بھی آپ کی نیکی کا اس درجہ احترام کرتے تھے کہ...... اپنے اس بیٹے سے اپنے حقے کی چلم کبھی نہیں بھروائی...... حضرت نے بعض مرتبہ والد کی خدمت کے شوق میں یہ کام کرنے کی کوشش کی...... لیکن والد صاحب نے سختی سے انکار کردیا ہے۔

حضرت نے مشکوۃ شریف تک...... تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا...... اور وہاں اپنی تعلیم کی تکمیل فرمائی...... جن بزرگوں سے...... وہاں آپ نے استفادہ کیا...... ان میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ...... حضرت مولانا اعزاز علی صاحب...... حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب...... حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی صاحبؒ بطور خاص قابل ذکر ہیں...... اور اسی زمانے میں حضرتؒ نے احقر کے والد ماجد...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ سے بھی تعلیم حاصل کی ہے۔

حضرت حکیم الامت سے عقیدت ومحبت تو بچپن ہی سے تھی...... حضرت کی علی گڑھ تشریف آوری کے موقع پر زیارت بھی ہوچکی تھی...... لیکن باقاعدہ بیعت اور اصلاحی خط وکتابت کا آغاز دارالعلوم دیوبند میں داخلے کے بعد ہوا...... اور چھٹیوں میں تھانہ بھون حاضری کا بھی معمول رہا...... یہاں تک کہ جس سال آپ دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہوئے...... ''یعنی ۱۳۵۱ھ'' اسی کے فوراً بعد...... شوال ۱۳۵۱ھ میں حضرت حکیم الامتؒ نے آپ کو بیعت کی اجازت بھی مرحمت فرمادی...... یوں تو حضرت حکیم الامتؒ کے خلفا کی فہرست کافی طویل ہے...... لیکن حضرت نے اپنے زمانہ علالت میں خاص طور پر گیارہ خلفاء

مجازین کے نام شائع فرمائے تھے...... جن کے بارے میں یہ تصریح فرمائی تھی...... کہ ان کے طرز تعلیم پر مجھے اعتماد ہے...... ان منتخب خلفاء میں حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب قدس سرہ کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔

تواضع...... سادگی اور فنائیت کا یہ عالم تھا...... کہ اپنے آپ کو دنیا بھر کا خدمت گزار سمجھا ہوا تھا...... مدرسہ کے طلبہ کی بیماری کی خبر سنتے...... تو ان کی نہ صرف بیمار پرسی...... بلکہ اپنے ہاتھوں سے ان کی خدمت کرتے...... ایک نومسلم طالبعلم کی تمام ضروریات کی کفالت آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی...... وہ صاحب کچھ عجیب طبیعت کے واقع ہوئے تھے...... جب ان کے جی میں آتا...... عین مجلس میں آ کر ایسی باتیں حضرت والا سے کہہ دیتے...... جو سننے والوں کو گستاخانہ معلوم ہوتیں...... دکانداروں سے قرض کر لیتے...... اور پھر آ کر تقاضا کرتے کہ مجھے پیسے چاہئیں...... ایک مرتبہ مجلس میں آئے اور کہنے لگے...... کہ "ہمارے جوتے ٹوٹ گئے ہیں...... اور بنوا دیجئے"...... حضرت نے فرمایا کہ...... ابھی تو خرید کر دیئے تھے...... تھوڑے سے ٹوٹے ہوں گے...... مرمت کروادی جائے گی"...... انہوں نے کہا "ہمیں معلوم نہیں...... آپ دیکھ لیجئے"...... آپ نے فرمایا "لاؤ...... دیکھ لوں" اس پر انہوں نے کہا کہ "وہ ہیں چک کے باہر...... آپ دیکھ لیجئے"...... ان کے اس جواب پر حضرت والا مجلس سے اٹھ کر دھوپ میں باہر تشریف لائے...... جہاں بہت سے جوتے رکھے تھے...... چونکہ آپ کو ان کے جوتے کی پہچان نہیں تھی...... اس لئے مختلف جوتے اٹھا اٹھا کر فرماتے رہے...... کہ "یہ تمہارے جوتے ہیں"...... اور وہ صاحب اندر ہی اندر سے انکار کرتے رہے...... بالآخر جب دیر گزر گئی...... تو حاضرین میں سے کسی صاحب نے ان سے کہا کہ "تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا...... کہ آگے بڑھ کر دکھلا دو" اس پر انہوں نے اپنے جوتے دکھائے...... اور حضرت نے مرمت کیلئے پیسے دیئے۔

کسی نے ان صاحب کے بارے میں حضرت سے عرض کیا...... کہ یہ صاحب ایسی بے تکی باتیں کرتے رہتے ہیں...... حضرت نے فرمایا کہ بھائی حضرت تو سب لوگ کہتے ہیں...... کوئی ایسا بھی تو ہو...... جس سے میں اپنے آپ سنبھالتا رہوں...... اور میری اصلاح ہوتی رہے۔

ایک مرتبہ حضرتؒ مدرسہ تشریف لے جارہے تھے...... راستے میں ایک بڑے میاں اپنے مکان کے دروازے کے باہر چارپائی پر لیٹے ہوئے کراہ رہے تھے...... حضرت والا

نے ان سے سلام کے بعد حال دریافت کیا...... انہوں نے کمر میں درد کی شکایت کی...... آپ نے فرمایا لائیے...... میں آپ کی کمر دبا دوں...... انہوں نے سختی سے انکار کیا...... آپ اس وقت تو مدرسہ تشریف لے گئے...... لیکن رات کو عشاء کے بعد پھر ان کے پاس پہنچ گئے ...... اور ان کی کمر دبانی شروع کر دی...... اور ان کے انکار پر فرمایا کہ...... صبح تو دوسرے حضرات بھی موجود تھے...... آپ ان سے شرماتے ہوں گے...... لیکن اس وقت کوئی نہیں ہے...... اب دبوا لیجئے...... آپ کو آرام آ جائے گا۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہ...... سے اصلاحی تعلق قائم ہونے کے بعد...... آپ پر مخلوق خدا پر شفقت کا ایک خاص حال اس درجہ طاری ہوا...... کہ انسان تو انسان کسی جانور اور کیڑوں مکوڑوں کو بھی اپنی ذات سے کوئی ادنیٰ تکلیف پہنچنا...... بے حد شاق گزرتا تھا...... یہاں تک کہ موذی حشرات الارض کو بھی اپنے ہاتھ سے مارنے پر قدرت نہ ہوتی تھی...... جس شخص کا جانوروں کے ساتھ یہ معاملہ ہو...... وہ انسانوں کی تکلیف کا کس درجہ خیال رکھے گا...... اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت کا ضعف تو عرصہ سے روز افزوں تھا...... لیکن معمولات میں فرق نہیں آتا تھا ...... اب چند ماہ پہلے معلوم ہوا کہ ضعف اتنا بڑھ گیا ہے...... کہ مسجد تک بھی نہیں جا پاتے...... اور مجلس کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہے...... پھر معلوم ہوا کہ ڈاک کا جواب بھی نہیں لکھ رہے ہیں...... بیچ میں کبھی کبھی افاقے کی خبریں بھی آتی رہتیں...... احقر نے ۲ نومبر کو ہندوستان جانے کا ارادہ کیا ہوا تھا...... اور جلال آباد حاضر ہونے کا قصد تھا...... لیکن اچانک ازبکستان کا سفر پیش آ گیا...... اور ہندوستان کا سفر وہاں سے واپسی پر ملتوی کر دیا...... لیکن حضرت کی زیارت مقدر میں نہ تھی...... ازبکستان سے واپسی کے چند ہی دن بعد اچانک حضرت والا کے وصال کی خبر آئی...... جمعرات کا دن گزرنے کے بعد جمعہ کی شب میں حضرت نے بلند آواز سے ذکر شروع کیا...... اور ذکر کرتے کرتے ہی دنیا سے کوچ فرما گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون جمعہ کے دن حضرت والا کی تجہیز و تکفین ہوئی...... سنا ہے کہ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مدظلہم العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (نقوش رفتگاں)

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ
تعلق.... مشاہدات وانوار وبرکات

کسی اللہ والے سے پوچھا گیا آپ کی عمر کیا ہے؟......انہوں نے فرمایا دس سال اس لئے کہ مجھے ایک اللہ والے کی صحبت میسر آئی ہے...... میں سمجھتا ہوں کہ میری عمر وہی دس سال ہے...... واقعۃً جو لمحات کسی اللہ والے کی صحبت میں گزر جائیں...... وہی قیمتی اور یادگار لمحات ہوتے ہیں......اس کو شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی وہ قیمتی لمحات جو کسی اللہ والے کی صحبت میں گزریں...... وہ سو سالہ بے ریا طاعت سے بہتر ہیں...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ......اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ کسی لمحے میں دل کی دنیا بدل جائے ...... تو یہ چند لمحوں کی صحبت پوری زندگی کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتی ہے......اس لئے دل چاہتا ہے...... کہ ایسے قیمتی لمحات جو بندہ کو اپنی زندگی میں میسر آئے......ان کا تذکرہ قارئین کے سامنے بھی کر دیا جائے......شاید کہ کسی کے دل میں کوئی بات گھر کر جائے......اور وہ اس کی اصلاح کا ذریعہ ثابت ہو۔

احقر مرتب محمد اسحٰق غفرلہ عرض کرتا ہے...... کہ تھانہ بھون (ہندوستان) کے قریب جلال آباد میں مقیم حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خانؒ ...... کی خدمت میں حاضری کا متعدد بار شرف حاصل ہوا...... سکھر سے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحبؒ اکثر اپنے شیخ مسیح الامتؒ کے نام اپنا اصلاحی خط مجھے عنایت فرماتے...... حالانکہ اس وقت حضرت ڈاکٹر صاحب خود شیخ کامل تھے ......لیکن کسی لمحے بھی اپنی اصلاح سے غافل نہ ہوتے ہوئے حضرت مسیح الامتؒ سے اصلاحی تعلق فرمالیا تھا...... حضرت ڈاکٹر صاحب کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے...... کہ بندہ ایک مرتبہ حضرت کا خط لیکر مسیح الامتؒ کی خدمت میں پہنچا...... تو حضرت نے فرمایا ڈاکٹر صاحب بڑے آدمی ہیں...... جب خط لکھ کر مجھے دیا ......تو فرمایا خط کے علاوہ میرا بہت بہت سلام دینا......اور کہنا مجھے آپ سے بہت فائدہ ہو رہا ہے...... میں نے یہ بات حضرت ڈاکٹر صاحب کو بتائی......تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا

جب ہم جائیں گے...... تو پوچھیں کہ آپ کو کیا فائدہ ہورہا ہے۔

حضرت مفتی حسن صاحبؒ...... اور حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ...... بھی اخیر زمانہ میں مجھے بھی فرمایا کرتے تھے کہ...... ہمیں آپ سے فائدہ ہورہا ہے...... فرمایا کہ بظاہر اسکی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ...... جب کوئی طالب صادق آتا ہے...... تو اس سے شیخ کو بھی فائدہ ہوتا ہے...... غالباً یہی وجہ ہوگی۔

ایک دفعہ بندہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب اس تحقیق میں ہیں کہ...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ پانچ کلی ٹوپی کس وجہ سے پہنا کرتے تھے...... بندہ جب حضرت مسیح الامتؒ کی خدمت میں جلال آباد حاضر ہوا...... تو میں نے یہ بات حضرت مسیح الامت سے پوچھی تو حضرت نے کچھ اس طرح اسکی وضاحت فرمائی...... کہ اسلام کے ارکان پانچ ہیں...... اور اسلام کے کلمے بھی پانچ ہیں...... اگرچہ مشہور چھ ہیں...... تو ان دونوں چیزوں کی یاددہانی کیلئے حضرت تھانویؒ پانچ کلی ٹوپی پہنا کرتے تھے...... پاکستان واپس آکر جب میں نے یہ بات حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کو سنائی...... تو آپ بہت خوش ہوئے...... اور فوراً اپنی بیاض خاص میں اسکو نقل کرلیا...... اور شفقت فرماتے ہوئے...... بطور راوی بندہ کا نام بھی درج فرمالیا۔

ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح الامتؒ کی خدمت میں لکھا...... کہ میں رمضان المبارک آپ کی خدمت میں جلال آباد آکر گزارنا چاہتا ہوں...... (اس دور میں حضرت ڈاکٹر کو شدید ضعف کے علاوہ دیگر عوارض بھی تھے...... پھر پاک وہند کا طویل سفر...... لیکن شیخ کی صحبت کیلئے کس قدر مشقت برداشت فرمارہے ہیں)

حضرت مسیح الامتؒ نے جواب میں لکھا...... رمضان المبارک...... گھر مبارک...... آپ تکلیف نہ فرمائیں...... اس سے آپ کے جسمانی وروحانی...... دونوں قسم کے مریضوں کو تکلیف ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ...... (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)...... کی خدمت میں جلال آباد (انڈیا) کئی بار حاضری کی سعادت نصیب ہوئی...... جو میرے لئے یادگار اور قیمتی لمحات ہیں۔

ایک دفعہ بندہ حضرت والا کی خدمت میں حاضر تھا ...... کچھ لوگ حاضر ہوئے ...... حضرت نے خاص انداز میں فرمایا...... کہاں سے آنا ہوا؟ ...... انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم شکار پور (انڈیا) سے حاضر ہوئے ہیں ...... یہ سننے کے بعد کچھ دیر توقف کیا ...... اور پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ کرے شیطان تمہارا شکار ہو جائے ...... اور بھرپور شکار ہو جائے ...... اور خدا کرے تم کبھی اس کے شکار نہ ہو ...... پھر مزید حضرت اسی کے متعلق کافی نصیحتیں فرماتے رہے ...... فرمایا: کہ کتب احادیث میں شکار کا مستقل باب ہے ...... اور شکاری کتا جسے باقاعدہ شکار کی تعلیم دی گئی ہو ...... اس کا شکار بھی حلال ہے ...... (کتب فقہ میں اسکے مسائل دیکھے جاسکتے ہیں)

حضرت والا کے ایک عزیز جو ماشاء اللہ صاحب نسبت بزرگ ہیں ...... انکے دماغ پر کچھ اثر ہو گیا۔

حضرت کو علم ہوا کہ وہ آئے ہوئے ہیں ...... تو حضرت نے خدام سے فرمادیا ...... کہ انکو میرے پاس نہ آنے دیا جائے ...... تاکہ پریشان نہ کریں ...... چونکہ حضرت خود بھی کافی علیل تھے ...... لیکن وہ صاحب کسی طرح حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے ...... اور وہ اپنی معذوری کی حالت والے کام کرنے لگے ...... جس سے حضرت والا کی طبیعت پر کافی اثر ہوا ...... پھر متعلقین نے ان پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی ...... تو اس وقت حضرت کی عجیب کیفیت تھی اور زبان سے بار بار یہ کلمات فرمائے۔

دیکھا! دماغ کا صحیح ہونا کتنی بڑی نعمت ہے ...... دیکھا! دماغ کا صحیح ہونا کتنی بڑی نعمت ہے۔

حضرت کے ہاں ایک بات خاص طور پر دیکھی ...... اور عجیب دیکھی کہ حضرت والا خط کا جواب لکھنے میں ...... کسی کتاب وغیرہ کا سہارا نہ لیتے ...... بلکہ خط ہتھیلی پر ہی رکھ کر جواب تحریر فرماتے تھے ...... حضرات اہل اللہ میں عجیب شان تواضع دیکھی جاتی ہے ...... حضرت میں بھی یہ خاص وصف تھا ...... حضرت کے خلفاء میں سے حضرت ڈاکٹر منشا صاحب سے ملاقات ہوئی ...... تو ان کے سامنے حضرات اکابر کا تذکرہ ہوا کہ ...... یہ لوگ کیسے متواضع اور مٹے ہوئے حضرات تھے ...... اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے یہ واقعہ سنایا کہ ...... میں ایک مرتبہ حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا ...... تو ایک

بڑے میاں جو کہ نہایت ضعیف تھے...... ہانپتے ہوئے بمشکل حضرت تک پہنچے...... اب بیٹھے ہوئے ہیں اور ہانپ بھی رہے ہیں...... حضرت نے اپنے خاص شفقت بھرے لہجے میں فرمایا...... بڑے میاں یہاں کیسے آئے؟...... اس پر وہ خاموش رہے...... پھر فرمایا بڑے میاں کچھ کہنا ہے؟ اس پر بھی وہ خاموش رہے...... پھر فرمایا کچھ ضرورت ہو تو خدمت کروں؟...... اس پر وہ بولے جی میں تو صرف آپ کو دیکھنے کیلئے آیا ہوں...... ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں...... میں حضرت کے بالکل قریب بیٹھا تھا...... حضرت انتہائی ندامت بھرے لہجے میں...... یہ الفاظ آپ کی زبان پر جاری تھے...... اے اللہ مجھے معاف فرما...... اے اللہ مجھے معاف فرما...... کیا عاجزی اور تواضع کا مقام تھا۔

حضرت کے ہاں یہ خاص بات بھی دیکھی کہ...... اخیر عمر میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات سامنے رکھ کر اسی میں سے پڑھ کر سناتے تھے...... یا ہمارے ادارہ کی مطبوعہ "تسہیل المواعظ" باقاعدگی سے پڑھ کر سنائی جاتی...... جبکہ آج بعضے علماء اسے تسہیل سمجھ کر استفادہ نہیں کرتے۔

کسی نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

وہ دریا کیسا ہوگا جس کے یہ قطرے سمندر ہیں۔

ضرورتِ شیخ

عادت اللہ یوں ہی جاری ہے...... کہ کوئی کمال بدوں استاد کے حاصل نہیں ہوتا...... تو جب اس راہِ طریقت میں آنے کی توفیق ہو...... استادِ طریق کو ضرور تلاش کرنا چاہیے...... جس کے فیض تعلیم و برکتِ صحبت سے...... مقصود حقیقی تک پہنچے۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا دامن رہبر بگیر وپس بیا
بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق عمر بگذشت ونشد آگاہِ عشق

یعنی اے دل اگر اس سفر کی خواہش ہو...... تو رہبر کا دامن پکڑ کر چلو...... اس لئے جو بھی عشق کی راہ میں...... بغیر رفیق کے چلا اس کی عمر گزر گئی...... اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

شیخ کامل کی پہچان

۱- بقدر ضرورت دین کا علم ہو...... خواہ تحصیل علم سے یا...... صحبت علمائے محققین سے۔

۲- کسی شیخ کامل...... صحیح السلسلہ سے مجاز ہو۔

۳- خود متقی پرہیز گار ہو...... یعنی ارتکاب کبائر سے...... اور صغائر پر اصرار سے بچتا ہو۔

۴- کافی مدت تک شیخ کی خدمت...... میں مستفیض ہوا ہو...... خواہ بمکاتبت خواہ بمجالست۔

۵- اہل علم و فہم...... اس کو اچھا سمجھتے ہوں...... اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

۶- اس کی صحبت سے...... آخرت کی رغبت...... محبت الٰہی کی زیادت...... اور محبت دنیا سے نفرت محسوس ہوتی ہو۔

۷-اس کے مریدین میں سے...... اکثر کی حالت شریعت کے مطابق ہو۔

۸-اس میں حرص وطمع نہ ہو۔ ۹-خود بھی ذاکر وشاغل ہو۔

۱۰-مریدین کو آزاد نہ چھوڑے...... بلکہ جب کوئی ان کی نامناسب بات دیکھے...... یا معتبر ذریعے سے معلوم ہو...... تو روک ٹوک کرے اور ہر ایک کو اس کی استعداد...... اور حال کے مطابق سیاست کرے...... ہر ایک کو ایک لکڑی نہ ہانکے...... جس میں یہ علامات پائی جائیں...... وہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بنائے...... اور اس کو اکسیر اعظم سمجھے...... اور اس کی زیارت وخدمت کو...... کبریت احمر جانے...... ان کمالات وعلامات کے بعد پھر...... شیخ کامل میں کشف وکرامات...... تصرف وخوارق تارک کسب ہونے کو ہرگز نہ دیکھے کہ...... ان کا ہونا شیخ کامل کیلئے ضروری نہیں۔

مجاہدہ کی حقیقت

مجاہدہ کی حقیقت...... نفس کی مخالفت کی مشق وعادت ہے...... کہ حق تعالیٰ کی رضاوطاعت کے مقابلے میں...... نفس کی جانی مالی وجاہی...... خواہشات ومرغوبات کو...... مغلوب رکھا جائے۔

مجاہدہ کی ضرورت

اعمالِ صالحہ...... میں مشقت ہمیشہ رہتی ہے...... کیوں کہ اعمال نفس کی خواہش...... کے خلاف ہیں۔ نفس ان کے بارے میں قلیل...... یا کثیر منازعت ضرور کرتا ہے...... اسی لئے مخالفت نفس کی عمر بھر ضرورت ہے۔

مبتدی کو بھی...... اور منتہی کو بھی دونوں ہی کو کبھی نہ کبھی...... اعمال میں منازعت کی وجہ سے...... کسل بھی پیش آتا ہے۔ متبدی کو زیادہ اور منتہی کو کم...... اس کسل ہی کو دفع کرنے کیلئے...... مجاہدہ کی ضرورت ہے...... نیز کسی وقت دونوں کا نفس اپنے اپنے...... مرتبہ کے اعتبار سے معاصی کا بھی تقاضا کرتا ہے...... اس کے مقابلے کیلئے بھی مجاہدہ کی دونوں کو ضرورت ہے۔

مجاہدہ میں اعتدال

مجاہدہ سے مقصود نفس کو...... پریشان کرنا نہیں ہے...... بلکہ نفس کو مشقت کا عادی بنانا

......اور راحت و تنعم کی ...... عادت نکالنا ہے اور اس کیلئے ...... اتنا مجاہدہ کافی ہے ...... جس سے نفس پر کسی قدر مشقت پڑے ...... بہت زیادہ نفس کو پریشان کرنا اچھا نہیں ...... ورنہ وہ بالکل معطل و بے کار ہو جائے گا ...... خوب سمجھ لو ...... محنت و مشقت ہمیشہ اور ہر حال ...... میں مستحسن نہیں بلکہ جب اعتدال سے ہو ...... اور اس پر نتیجہ اچھا مرتب ہو ...... اسی وقت مستحسن ہے ...... پس مجاہدہ میں افراط بھی مذموم ہے ...... لہٰذا اعتدال کی رعایت لازم ہے۔

مجاہدے کی اقسام

صوفیاء نے مجاہدہ جسمانیہ کا بھی ...... اہتمام کیا ہے اور ان کے نزدیک ...... اس کے چار ارکان ہیں۔

(۱) قلت طعام ...... (۲) قلت کلام ...... (۳) قلت منام ...... (۴) قلت اختلاط مع الانام۔ جو شخص ان ارکان کا عادی ہو جائے گا ...... واقعی وہ اپنے نفس پر قابو یافتہ ہو جائے گا ...... کہ معصیت کے تقاضے کو ضبط کر سکے گا ...... اور مجاہدہ نفسانیہ یہ ہے کہ جب نفس ...... گناہ کا تقاضا کرے اس کی مخالفت کی جائے ...... اور یہ بات اس وقت حاصل ہوگی ...... جب نفس کی جائز خواہشوں کی بھی ...... کسی حد تک مخالفت کیا کریں ...... مثلاً کسی لذیذ چیز کو جی چاہا تو ...... فوراً اس کی خواہش کو پورا نہ کیا جائے ...... بلکہ اس کی درخواست کو رد کر دیا جائے ...... اور کبھی کبھی سخت تقاضے کے بعد ...... اس کی جائز خواہش پوری کر دی جائے ...... تاکہ نفس پریشان نہ ہو جائے ...... بلکہ اس کو خوش رکھا جائے اور ...... اس سے کام بھی لیا جائے۔

قلت کلام

آدمی دو طرح کے ہیں ...... ایک مبتلا دوسرا ...... صاحب عافیت ...... تو تم اہل بلا پر رحم کرو ...... اور عافیت پر ...... اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لاؤ ...... پس گناہ ایک بلا ہے ...... اس پر تحقیر یا طعن مت کرو ...... ترحم کے ساتھ نصیحت ...... یا دعا کرو اور گناہ سے ...... محفوظ رہنا ایک عافیت ہے ...... اس پر عجب اور ناز مت کرو ...... بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ...... بلا استحقاق سمجھ کر شکر کرو ...... اور اس کے عموم میں ...... اور بلیات سے عافیت ...... بھی آ گئی۔

ضرورت کی تفسیر

شریعت نے تقلیل کلام...... کی وہ صورت تجویز نہیں کی...... کہ زبان بند کر کے بیٹھ جاؤ...... بلکہ اس کی یہ صورت تجویز...... کی کہ تلاوت قرآن مجید میں...... مشغول رہو یا ذکر...... کرتے رہو جس سے...... مجاہدہ تقلیل کلام...... کا فائدہ بھی حاصل ہو جائے...... کہ زبان گناہوں سے...... بچی رہے فضول باتیں...... کرنے کی عادت کم ہو جائے...... اور اسی کے ساتھ ثواب...... بھی بے شمار ملتا رہے...... جو خاموش رہنے میں کبھی حاصل...... نہیں ہو سکتا۔

قلت اختلاط مع الانام

جس شخص کو کوئی ضروری...... حاجت دینی یا دنیوی...... نہ دوسروں سے متعلق ہو...... اور نہ دوسروں کی کوئی ایسی...... دینی یا دنیوی حاجت...... اس شخص سے متعلق ہو...... اس کے لئے خلوت جائز ہے...... بلکہ افضل ہے...... خصوصاً ایام فتن و شرور میں...... جب کہ اختلاط کے خلجانات و تشویشات...... وایذاؤں پر صبر کرنے کی...... توقع وہمت نہ ہو...... احادیث میں جو ترغیب...... خلوت کی آئی ہے...... وہ ایسی ہی حالت میں ہے۔

طریق کار

سالک کے لئے عزلت...... ضروری ہے' تعلقات...... بڑھانا نہ چاہئے...... نہ دوستی نہ دشمنی...... کہ ذکر اللہ میں خلل انداز ہوگا...... جب تک خلوت میں دل...... خدا تعالیٰ کے ساتھ لگا رہے...... خلوت میں رہے اور...... جب خلوت میں انتشار...... اور ہجوم خطرات ہونے لگے...... تو مجمع میں بیٹھے...... مگر نیک مجمع میں بیٹھے...... اس سے خطرات دفع ہوں گے...... اور اس وقت یہ جلوت بھی...... خلوت کے حکم میں ہے۔

قوت عقل

جس طرح حسن ظاہری...... میں کمی وبیشی ہوتی ہے...... کوئی زیادہ خوبصورت ہے...... اور کوئی کم اسی طرح...... حسن باطنی میں بھی لوگ...... متفاوت ہوتے ہیں...... پس سب سے

زیادہ حسین سیرت...... تو سرورِ عالم رسول مقبول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... کہ آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ...... اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ نازل ہوئی ہے...... آپ کے بعد جس مسلمان کو آپ...... کے اخلاق کے ساتھ...... جتنی مناسبت ہوگی اسی قدر اس کو حسین سیرت...... کہیں گے اور ظاہر ہے کہ...... سیرت باطنی میں جس قدر...... بھی جس کو حسن حاصل ہوگا...... اسی قدر اس کو سعادت اخروی...... حاصل ہوگی۔

حرص ام الامراض

حرص تمام بیماریوں...... کی جڑ ہے۔ یہ ایسا مرض ہے...... کہ اس کو ام الامراض کہنا چاہئے...... کیونکہ اسی کی وجہ سے...... جھگڑے فساد ہوتے ہیں...... اسی کی وجہ سے...... مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں...... اگر لوگوں میں حرص مال...... نہ ہو تو کوئی کسی کا حق نہ دبائے...... بدکاری کا منشاء بھی...... لذت کی حرص ہے...... اخلاق رذیلہ کی جڑ بھی...... یہی حرص ہے...... کیونکہ عارفین کا قول ہے...... کہ تمام اخلاق رذیلہ...... کی اصل کبر ہے...... اور کبر ہوس جاہ ہی کا نام ہے...... پس کبر کا منشاء بھی حرص ہوا۔

حقیقت طمع

خلاف شریعت امور کو...... پسند کرنا خواہش نفسانی...... اور حقیقت شہوت ہے...... اس کا اعلیٰ درجہ کفر و شرک ہے...... وہ تو اسلام ہی سے...... خارج کر دیتا ہے...... اور جو ادنیٰ درجہ ہے...... وہ کمال اتباع سے ڈگمگا دیتا ہے...... ہر طمع و خواہش نفسانی میں یہ...... خاصیت ہے کہ راہ مستقیم...... سے ہٹا دیتی ہے۔

حقیقت غصہ

غصہ فی نفسہ...... غیر اختیاری ہے...... لیکن اس کے اقتضاء پر...... عمل کرنا اختیاری ہے...... اس لئے اس کا ترک بھی اختیاری ہے...... اور اختیاری کا علاج...... بجز استعمال اختیار کے کچھ نہیں...... گو اس میں کچھ تکلف و مشقت...... بھی ہو اسی استعمال کی تکرار اور مداومت سے...... وہ اقتضاء ضعیف ہو جاتا ہے...... اور اس کے ترک میں...... زیادہ تکلف نہیں ہوتا...... البتہ اس اختیار کے استعمال میں...... کبھی قدرے تکلف ہوتا ہے۔

حقیقت کبر

تکبر سے اللہ تعالیٰ ...... اپنی پناہ میں رکھے ...... یہ بہت برا مرض ہے ...... اور تمام امراض کی جڑ ہے ...... تکبر ہی سے کفر پیدا ہوتا ہے ...... تکبر ہی سے شیطان گمراہ ہوا ...... اس لئے حدیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں ...... چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ...... تکبر کرنے والے کا بہت برا ٹھکانہ ہے ...... کبریائی میری چادر ہے ...... پس جو شخص اس میں شریک ہونا چاہے گا ...... میں اس کو قتل کر دوں گا ...... اور رسول اللہ ﷺ ...... نے فرمایا کہ جس کے قلب میں ...... رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا ...... وہ جنت میں نہ جائے گا ...... اور فرمایا کبر سے بچو ...... کبر ہی وہ گناہ ہے ...... جس نے سب سے پہلے ...... شیطان کو تباہ کیا اور فرمایا دوزخ میں ...... اس قسم کے آتشین صندوق ہیں ...... جن میں متکبروں کو بند کر دیا جائے گا۔

حقیقت کینہ

کینہ صرف ایک عیب ...... نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کا بیج ہے ...... جب غصہ نہیں نکلتا تو اس کا خمار ...... دل میں بھرا رہتا ہے ...... اور بات بڑھتی اور ...... رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں ...... یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے ...... کہ کینہ یہ ہے کہ اپنے اختیار اور قصد سے ...... کسی کی برائی اور بدخواہی دل میں رکھی جائے ...... اور اس کو ایذا پہنچانے کی ...... تدبیر بھی کرے ...... اگر کسی سے رنج کی کوئی بات پیش آوے ...... اور طبیعت اس سے ملنے کو نہ چاہے تو یہ کینہ نہیں بلکہ انقباض طبعی ہے جو گناہ نہیں۔

حقیقت حب وجاہ

جاہ مذموم وہ ہے ...... جو طلب اور خواہش سے ...... حاصل ہو اور یہ وہ بلا ہے ...... جو دین و دنیا دونوں کو مضر ہے ...... دینی ضرر تو یہ ہے کہ ...... جب آدمی دیکھتا ہے کہ ...... دنیا مجھ پر فدا ہے تو اس میں عجب و کبر ...... پیدا ہو جاتا ہے ...... آخر کار اس عجب و کبر کی وجہ سے برباد ہو جاتا ہے ...... بہت سے لوگ اس میں آ کر ہلاک ہو گئے ...... یہ تو دین کا ضرر ہوا۔

اور دنیا کا ضرر یہ ہے کہ ...... مشہور آدمی کے حاسد ...... بہت پیدا ہو جاتے ہیں ...... پس

صاحب جاہ کا دین بھی خطرہ میں رہتا ہے۔۔۔۔۔اور دنیوی خطروں کا بھی اندیشہ لگا رہتا ہے۔
ہاں جب حق تعالیٰ کی طرف۔۔۔۔۔سے بدوں طلب کے جاہ حاصل۔۔۔۔۔ہو وہ نعمت ہے۔۔۔۔۔کیونکہ مال کی طرح انسان۔۔۔۔۔جاہ کا بھی بقدر ضرورت محتاج ہے۔۔۔۔۔تا کہ اس کی وجہ سے مخلوق کے ظلم و تعدی سے۔۔۔۔۔محفوظ اور بے خوف ہو کر باطمینان قلب۔۔۔۔۔عبادت میں مشغول رہ سکے۔۔۔۔۔لہٰذا اتنی طلب جاہ میں مضائقہ نہیں۔

حقیقت دنیا

جس درجہ کی حب دنیا ہوگی۔۔۔۔۔اسی درجہ فکر دین کم ہوگی۔۔۔۔۔اگر کامل درجہ کی حب دنیا ہوگی۔۔۔۔۔تو کامل درجہ کی دین سے۔۔۔۔۔بے فکری ہوگی۔ جیسی کہ۔۔۔۔۔کفار میں ہے اور۔۔۔۔۔مسلمانوں میں جس درجہ کی۔۔۔۔۔حب دنیا ہوگی۔۔۔۔۔اسی درجہ کی دین سے۔۔۔۔۔بے فکری ہوگی۔ مگر یہ بات۔۔۔۔۔اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہئے کہ۔۔۔۔۔حقیقت میں دنیا۔۔۔۔۔مال و دولت زن و فرزند کا نام نہیں۔۔۔۔۔بلکہ دنیا کسی ذی اختیار کے ایسے مذموم فعل یا حالت۔۔۔۔۔کا نام ہے جو اللہ سے غافل۔۔۔۔۔کرادے خواہ کچھ بھی ہو۔
اگر بچے کے سامنے۔۔۔۔۔سانپ چھوڑ دیں تو وہ اس کی۔۔۔۔۔ظاہری خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر فریفتہ۔۔۔۔۔ہو جاتا ہے اور اس کو پکڑ لیتا ہے۔۔۔۔۔چونکہ اسے کو یہ خبر نہیں کہ۔۔۔۔۔اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے۔۔۔۔۔اور اس کا انجام کیا ہوگا؟۔۔۔۔۔ہماری حالت بھی اس بچے کی سی ہے۔۔۔۔۔کہ ہم دنیا کی ظاہری آب و تاب نقش و نگار اور رنگ و روپ پر۔۔۔۔۔فریفتہ ہیں اور اندر کی خبر نہیں۔۔۔۔۔اور یہ بھی تجربہ ہے کہ سانپ جس قدر خوبصورت ہوتا ہے۔۔۔۔۔اسی قدر زہریلا ہوتا ہے۔۔۔۔۔اسی لئے حقیقت شناس۔۔۔۔۔اس کی طرف رغبت نہیں کرتے دنیا کی حقیقت معلوم نہ ہونے سے۔۔۔۔۔لوگ اس پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔۔۔۔۔اگر اس کی حقیقت معلوم ہو جائے۔۔۔۔۔تو سخت نفرت ہو جائے۔

اخلاص کے فائدے

اخلاص کا اعلیٰ درجہ۔۔۔۔۔تو یہ ہے کہ محض خدا۔۔۔۔۔کیلئے کام کرے۔۔۔۔۔مخلوق کا اس میں

تعلق ہی نہ ہو...... اس سے کم یہ ہے کہ...... مخلوق کو راضی کرنے کے لئے کام کرے...... مگر کوئی دنیوی غرض مطلوب نہ ہو...... صرف اس کا خوش کرنا مقصود ہو...... تو یہ بھی دنیوی غرض ہے...... تیسرا درجہ یہ ہے کہ...... کچھ نیت نہ ہو...... نہ دنیا مطلوب ہو نہ دین...... یوں ہی خالی الذہن ہو کر کوئی عمل کیا...... یہ بھی اخلاص یعنی عدمِ ریا ہے۔

حقیقت محبت

طبیعت کا ایسی چیز کی طرف...... مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو...... محبت کہتے ہیں یہی میلان...... اگر قوی ہو جاتا ہے تو اس کو...... عشق کہتے ہیں۔

اسبابِ محبت

محبت کے تین سبب ہوا کرتے ہیں...... یا تو یہ کہ کوئی ہم پر احسان کرتا ہو...... اور اس کے احسان کی وجہ سے...... ہمیں اس سے محبت ہو...... یا یہ کہ وہ نہایت حسین و جمیل ہو...... اور اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اس کی طرف...... میلانِ خاطر ہو یا یہ...... کہ اس میں کوئی کمال پایا جاتا ہو...... اور وہ کمال باعثِ محبت ہو۔

سو انعام و نوال...... و حسن و جمال...... و فضل و کمال علی وجہ الکمال...... خدا تعالیٰ ہی میں پائے جاتے ہیں، تو جب تک یہ کمالات باقی ہیں...... اس وقت تک محبت بھی رہے گی...... اور محبوب حقیقی کے کمالات ختم نہیں ہو سکتے...... تو ان کی محبت بھی ختم نہ ہوگی...... اور چونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی...... میں بھی بالذات کمالات نہیں...... اس لیے کاملین کو خدا تعالیٰ...... کے سوائے کسی سے محبتِ عقلی نہیں ہو سکتی۔

حقیقت خوف

جو بندہ دنیا میں...... خدا تعالیٰ کا خوف رکھے گا...... وہ آخرت میں بے خوف ہوگا...... اور جو دنیا میں نڈر رہا...... اس کو آخرت میں امن و اطمینان نصیب نہ ہوگا...... جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر...... آنکھ روتی ہوگی بجز اس آنکھ کے...... جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کے...... دیکھنے سے روکی گئی...... اور وہ آنکھ جس

نے اللہ کے راستے میں...... پہرہ دیا اور وہ آنکھ...... جس میں خوف الٰہی کی وجہ سے...... مکھی کے سر کے برابر آنسو نکل آیا...... نیز مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے...... کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ...... حرام کر دیتا ہے...... ایک دوسری روایت میں ہے...... کہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن...... فرشتوں سے فرمائے گا کہ آگ میں سے...... اس شخص کو نکال دو...... جو کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہے۔

زہد کی تشریح

زُہد کا ثمر یہ ہے...... کہ بقدر ضرورت و کفایت...... دنیا پر قناعت حاصل ہو جائے...... پس زاہد اتنی مقدار پر کفایت کیا کرتا ہے...... جتنا کہ مسافر کو سفر کا توشہ...... اپنے پاس رکھنا ضروری ہوتا ہے...... نیز زُہد ترکِ لذّات...... کا نام نہیں بلکہ...... محض تقلیلِ لذّات زُہد کے لئے کافی ہے...... یعنی لذّات میں انہماک نہ ہو...... نفیس نفیس کھانوں اور...... کپڑوں کے فکر میں رہنا...... زُہد کے منافی ہے...... ورنہ بلا تکلف و بلا اہتمامِ خاص کے...... لذات میسر ہو جائیں...... تو حق تعالیٰ کی نعمت ہیں...... شکر کرنا چاہیے...... نفس کو خوب آرام سے رکھے...... اور اس سے کام بھی لے۔

صبر کی تشریح

نعمت سے مسرت ہوتی ہے...... اور مسرت کی وجہ سے منعم کے ساتھ...... محبت ہو جاتی ہے...... بخلاف مصیبت کے...... کہ اس میں ناگواری ہوتی ہے...... اور صبر کا موقع مصیبت ہے...... اور مصیبت کہتے ہیں...... اس حالت کو جو نفس کو ناگوار ہو...... اس کی دو قسمیں...... ایک صورت مصیبت...... دوسری حقیقت مصیبت...... جس سے انقباض اور پریشانی بڑھے...... وہ تو گناہوں کی وجہ سے ہے...... اور حقیقت مصیبت ہے...... اور جس سے تعلق مع اللہ میں ترقی ہو...... تسلیم و رضا زیادہ ہو...... وہ حقیقت میں مصیبت نہیں...... گو صورت مصیبت کی ہے...... عارفین کو مصیبت کا احساس...... تو ہوتا ہے بلکہ بوجہ ادراک لطیف ہونے کے...... دوسروں سے زیادہ احساس ہوتا ہے...... مگر ان کا رنج و غم حد سے نہیں بڑھتا

......کیونکہ اس میں ان کی نظر......اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔

مصیبت کے وقت اول تو......اپنے گناہوں کو یاد کریں......تا کہ اپنی خطاؤں کا استحضار......ہو کر مصیبت سے پریشان نہ ہو......کیونکہ اپنی خطاؤں پر......جو سزا ہوتی ہے ......اس سے دوسرے کی شکایت نہیں ہوتی......بلکہ انسان خود نادم ہوتا ہے کہ......میں اسی قابل تھا......پھر اجر کو یاد کریں کہ......اللہ تعالیٰ نے مصیبت کا بہت ثواب رکھا ہے......یاد کر کے غم کو ہلکا کریں......اور مصیبت میں ثابت قدم رہیں......خدا تعالیٰ کی شکایت نہ کریں ......کوئی بات ایمان اور اسلام کے خلاف......زبان و دل پر نہ آئے......اور یہ مت سمجھیں کہ......اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گئے ہیں......کیونکہ یہ خیال خطرناک ہے......اس سے تعلق ضعیف ہوتا ہے......اور رفتہ رفتہ زائل ہو جاتا ہے۔

مصائب کو سزا سمجھیں......یا آزمائش سمجھیں......اور اس کے ثواب کو یاد کریں ......شریعت نے مصیبت کے وقت......صبر و تحمل کی تعلیم دی ہے۔

ماہیت تواضع

تواضع......صرف اس کا نام نہیں ہے......کہ زبان سے اپنے کو خاکسار......نیاز مند' ذرہ بے مقدار کہہ دیا اور بس......بلکہ تواضع یہ ہے کہ......اگر کوئی تم کو ذرہ بے مقدار کہہ کر ......برا بھلا کہے اور ذلیل کرے......تو تم کو انتقام کا جوش پیدا نہ ہو......اور نفس کو یوں کہہ کر سمجھاؤ کہ......واقعی ایسا ہی ہے......پھر کیوں برا مانتا ہے......اور کسی کی برائی سے کچھ رنج و اثر نہ ہو......یہ تو تواضع کا اعلیٰ درجہ ہے......کہ تعریف اور برائی برابر ہو جائے......نہ کہ طبعاً ......کیونکہ طبعاً تو مساوات......ہو ہی نہیں سکتی......کیونکہ یہ تو غیر اختیاری ہے......البتہ اختیاری امور......میں تواضع اختیار کرے......اور اسی کا انسان......مکلف بھی ہے......

اتفاق کی اصل تواضع......جن دو شخصوں میں تواضع ہو گی......ان میں نا اتفاقی نہیں ہو سکتی ......تواضع میں جذب اور کشش......کی خاصیت ہے......تواضع کی طرف خود بخود...... کشش ہوتی ہے......بشرطیکہ صحیح تواضع ہو۔

تواضع کی تحصیل کا طریقہ

تواضع کے پیدا کرنے کا طریقہ...... یہ ہے کہ اپنے آپ کو...... سب سے کمتر اور حقیر جانے...... اللہ تعالیٰ...... کی کبریائی ہر وقت پیش نظر...... اور مستحضر رہے...... اور یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ...... کو تکبر سے نفرت ہے...... تو متکبر...... سے ضرور نفرت ہوگی...... اور تواضع و عاجزی...... پسند فرماتے ہیں تو...... متواضع کو بھی پسند...... فرمائیں گے۔

تجویز و تفویض کی تشریح

تجویز...... ہی تمام پریشانیوں کا سبب ہے...... کہ ہم نے ہر چیز کا ایک نظام خاص...... اپنے ذہن میں قائم...... کر رکھا ہے کہ یہ کام...... اس طرح ہونا چاہئے...... پھر اس نظام کے خلاف واقع...... ہونے سے کلفت ہوتی ہے...... اور زیادہ حصہ اس نظام کا...... جو ہماری طرف سے تجویز ہوتا ہے...... غیر اختیاری ہوتا ہے...... تو غیر اختیاری امور کے لئے...... نظام تجویز کرنا حماقت...... نہیں تو کیا ہے...... اسی لئے اہل اللہ نے تجویز قطع کر کے...... یہ مذہب اختیار کر لیا ہے......

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو دل شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

یعنی زندہ کریں...... تو آپکی عطا ہے...... اور اگر موت دیں...... تو بھی آپ پر فدا...... چونکہ جب دل ہی...... آپ پر آ گیا ہے...... تو اب جو بھی آپ کی مرضی ہو...... تسلیم ہے۔

رضا کی تشریح

دنیا کی ہر تکلیف پر...... حق تعالیٰ کی طرف سے اجر مرحمت ہوگا...... اور ہر مصیبت و صدمہ پر...... اس قدر ثواب عطا ہوگا...... جس کے مقابلہ میں اس عارضی تکلیف کی کچھ حقیقت نہیں ہے...... تو اس یقین سے وہ ضرور...... مسرور و شاداں ہوگا...... جس وقت مولائے حقیقی کی جانب سے جو عطا ہوتا ہے...... اس وقت کے وہی مناسب ہوتا ہے...... اس کے خلاف کی تمنا نہ چاہئے...... جب اللہ تعالیٰ بظاہر ہمارے نقصانات ہی کو بہتر سمجھ رہے ہیں...... تو ہم کو اس میں صدمہ کی کون سی بات ہے...... جس کو اللہ تعالیٰ نے جیسا بنا دیا

ہے...... اس کے لئے وہی مناسب تھا...... گو ہر شخص دوسروں کو دیکھ کر یہ تمنا کرتا ہے کہ...... میں ایسا ہوتا اور...... اپنی حالت پر قناعت نہیں ہوتی ...... لیکن غور کر کے دیکھے اور سوچے تو اس کو معلوم ہوگا...... کہ میرے لئے مناسب حالت وہی ہے...... جس میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو رکھا ہے...... البتہ دعا کرنا خلاف رضا نہیں......

تنبیہ: شیطان کے خطرے اور شر کو دفع کرنے کے لئے...... معمولی توجہ اور ذکر اور لا حول کا ورد کفایت کرتا ہے...... کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے...... اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفًا...... یعنی واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے...... اصل علاج شیطانی وساوس کا یہ ہے کہ ...... قطعاً اس طرف التفات نہ ہو...... اور التفات نہ ہونے کی پہچان...... یہ ہے کہ ان وساوس پر...... مغموم و متفکر نہ ہو...... بلکہ وسوسہ سے پہلے جو حال تھا...... اسی طرح رہے...... بلکہ وسوسے کا آنا اپنے مومن ہونے پر دلیل...... سمجھ کر مسرور رہو......

اصل ضرورت تعلیم شیخ کی ہے بیعت اصل نہیں ہے

یہ بات ضرور خیال رکھنے کی ہے...... کہ ضرورت شیخ کی تعلیم کی ہے...... نہ کہ بیعت کی...... آج کل تمام دارومدار...... بیعت پر سمجھا جاتا ہے...... اور تعلیم کی جانب توجہ نہیں کی جاتی...... حالانکہ اصل شے تعلیم ہے...... اگر ایک شخص بیعت نہیں ہے...... لیکن اس کو شیخ کامل تعلیم دیتا ہے...... اور وہ اخلاص وصدق کے ساتھ...... اور فکر و اہتمام کے ساتھ...... پورا پورا اتباع کرتا ہے...... عمل کرتا ہے...... تو اس کے کامل مکمل ہو جانے میں...... ذرہ برابر شک وشبہ نہیں...... برخلاف اس شخص کے جو کسی...... قطب الارشاد سے بیعت ہے...... مگر نہ وہ تعلیم دیتا ہے...... اور نہ یہ عمل کرتا ہے...... تو یہ بیعت ہیچ ہے۔

علامات انوار

جب ذاکر باہتمام تقویٰ...... خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے...... اور ذکر تمام اعضا میں ...... سرایت کر جاتا ہے اور غیر خدا سے...... دل پاک وصاف ہو جاتا ہے...... اور روحانیت سے...... تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے...... تو انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے...... اور وہ انوار

کبھی خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں......اور کبھی اپنے سے باہر......اچھے انوار وہی ہیں......جن کو سالک دل سینہ و سر یا......دونوں طرف اور......کبھی تمام بدن میں پائے......یا کبھی داہنے بائیں......کبھی سامنے سر کے پاس......ظاہر ہوں وہ بھی اچھے ہیں......لیکن ان کی طرف......توجہ نہ کرنا چاہئے کہ......کہیں لطف اندوز و متلذ ذ ہو کر خسارہ اٹھائے۔

قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف......پڑھنا بڑی عبادت ہے......اور خدائے تعالیٰ کے قرب کے لئے......سوائے فرض کے ادا کرنے کے......اس سے بہتر کوئی چیز نہیں......اس لئے اس کے آداب و مستحبات......تلاوت کے وقت......بہت ہی ملحوظ رکھ کر تلاوت کا ارادہ......کیا جاوے اور پوری طہارت......سے نہایت اخلاص کے ساتھ......کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ باللہ الخ اور......بسم اللہ الخ کے بعد خشوع وخضوع سے......ترتیل کے ساتھ پڑھے......یعنی اس طرح پڑھا جاوے کہ ہر ہر لفظ......آسانی سے سمجھ میں آ جائے......ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ ہو......خلط ملط نہ ہو......

تکمیل نماز

نماز کا دل......خالص نیت ہے......اس کی روح حضور قلب ہے......اور نماز کا جسم قیام، رکوع، قومہ، سجدہ جلسہ وقعدہ ہیں......اور اس کے اعضائے رئیسہ......ارکان اور حواس ترتیل قرات کی درستی ہے......اور نماز کے لئے پوری پاکی بھی شرط ہے......بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی......اور وہ دل کی پاکی ہے......یعنی غیر خدا سے دل کو صاف کرنا ہے......کہ اللہ تعالیٰ کی نظر اور قبولیت دل پر ہے۔

ذکر و شغل کرنیوالوں کو نصیحت

ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو......اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے......اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو......جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو......خاص کر غصے کی حالت میں بہت سنبھلا کرو

......کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو...... جو بات زبان سے کہنا چاہو...... پہلے سوچ لیا کرو...... جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ...... اس میں کوئی خرابی نہیں ......اور یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اس میں ...... دین یا دنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے...... اس وقت زبان سے نکالو...... کسی برے آدمی کی بھی برائی مت کرو...... نہ سنو...... کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو......اور کوئی بات تمہارے خیال میں...... دین کے خلاف کرتا ہو......اس پر طعن مت کرو...... کسی مسلمان کو گو وہ گنہگار رہا...... چھوٹے درجے کا ہو...... حقیر مت سمجھو...... مال وعزت کی طمع وحرص مت کرو...... تعویذ، گنڈوں کا شغل مت رکھو......اس سے عام لوگ گھیر لیتے ہیں...... جہاں تک ہو سکے...... ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہو ......اس سے دل میں نور...... ہمت وشوق بڑھتا ہے...... دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ...... بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو......اور جب ملنا ہو تو خوش خلقی سے ملو ......اور جب کام ہو جاوے......تو ان سے الگ ہو جاؤ...... خاص کر جان پہچان والوں سے بہت بچو...... یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو...... یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو...... جن سے جان پہچان نہ ہو...... ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے...... اگر تمہارے دل میں کوئی کیفیت پیدا ہو...... یا کوئی علم عجیب آوے......تو اپنے پیر کو اطلاع کرو...... پیر سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو...... ذکر میں جو اثر پیدا ہو......سوائے اپنے پیر کے کسی سے مت کہو...... بات کو بنایا مت کرو...... بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جاوے...... فوراً اقرار کر لو...... ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو......اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو ......اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔

سالک کے لئے ضروری نصائح

1- پہلا قدم...... مرید کا اس طریق میں ...... صدق (یعنی خلوص) پر ہونا چاہئے ......تا کہ اصل صحیح پر مبنی ہو کر...... بنا صحیح قائم ہو...... اس لئے مشائخ نے فرمایا ہے کہ ......لوگ اضاعت اصول کے سبب (دولت) وصول...... سے محروم رہتے ہیں......پس ابتدا تصحیح اعتقاد...... فیما بین اللہ و بینہ ......یعنی اس کے اور اس کے خدا کے...... درمیان

سے ہونی واجب ہے...... (یعنی ایسے اعتقاد سے) جو پاک ہو...... ظن اور شبہ سے...... اور خالی ہو گمراہی سے بدعات سے...... اور ثابت ہو براہین اور دلائل قطعیہ سے۔

2- اور جب مرید اپنا اعتقاد...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستحکم کر لے...... پھر اس پر واجب ہے کہ (بقدر ضرورت) علم شریعت حاصل کرے...... خواہ خود (بذریعہ درس تدریس) تحقیق کر کے...... خواہ علماء سے پوچھ کر اتنا (علم) کہ...... اپنے فرض کو ادا کر سکے ...... اور اگر فقہا کے فتوے مختلف ہوں...... تو احوط کو اختیار کرے...... اور ہمیشہ اختلاف سے بچنے کا قصد کرے۔

3- اس کے بعد مرید...... کو لازم ہے کہ کسی شیخ سے...... ادب حاصل کرے...... (یعنی تہذیب اخلاق کراوے)...... کیوں کہ اگر اس کا کوئی استاد نہ ہوگا...... تو وہ کبھی فلاح نہ پائے گا۔

4- پھر جب سلوک...... کا ارادہ کرے تو ان تمام امور مذکورہ کے بعد...... اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ کی جناب میں...... اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرے...... اور ظاہری و باطنی صغیرہ و کبیرہ...... سب گناہوں کو چھوڑ دے...... اور سب سے اول اہل حقوق کو راضی ...... کرنے کی کوشش کرے...... جو (سالک) اہل حقوق کو راضی نہ کرے گا...... اس پر یہ طریق کچھ بھی نہ کھلے گا...... اور سالکین کا یہی طریقہ ہے۔

5- پھر اس کے بعد تعلقات و مشاغل...... کے حذف کرنے میں سعی کرے ...... کیونکہ اس طریق کی بنا فراغ قلب پر ہے...... اور جب علائق سے نکلنے کا ارادہ کرے ...... تو ابتداء خروج عن المال سے کرے...... کیوں کہ مال ہی ایسی چیز ہے...... کہ وہ حق سے پھیر کر اپنی طرف مائل کر لیتا ہے...... اور کوئی مرید ایسا نہیں پایا گیا...... جو اس طریق میں دنیا کا تعلق لے کر داخل ہوا ہو...... اور اس کو اس تعلق نے جلد ہی پھر اس چیز کی طرف نہ کھینچ لیا ہو...... جس سے وہ نکلا تھا۔

فائدہ- مراد مال کا وہ درجہ ہے...... جو حدود شرعیہ سے خارج ہو...... یا ضرورت سے زائد اس میں انہماک ہو۔

6- پھر جب مال کے تعلق ...... سے خارج ہو لے تو واجب ہے کہ ...... جاہ سے بھی خارج ہو ...... کیونکہ جاہ کو مدنظر رکھنا بھی بڑا اسدراہ ہے ...... اور جب تک مرید کے نزدیک خلق کا قبول ...... اور رد برابر نہ ہو جائے ...... اس سے کچھ ظہور پذیر نہیں ہو سکتا ...... بلکہ سب سے زیادہ مضر چیز ...... اس کے لئے لوگوں کا اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھنا ...... اور بابرکت سمجھنا ہے ...... جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ...... عام لوگ اس قصہ سے معرا ہیں ...... حالانکہ ابھی تک اس نے اپنی ارادت بھی صحیح نہیں کی ...... پھر اس کو بابرکت سمجھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ...... لہٰذا جاہ سے نکلنا مریدین پر ...... واجب ہے کیونکہ یہ ان کے لئے ...... سم قاتل ہے۔

7- پھر جب مال ...... اور جاہ سے نکل چکے ...... تو اس پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ...... سے یہ عہد وثوق کے ساتھ کرے ...... کہ اپنے شیخ کے کسی مشورہ کی مخالفت ...... نہ کرے گا کیونکہ مرید کا اپنے شیخ کے ...... ساتھ خلاف کرنا ابتدا امر میں ...... نہایت درجہ ضرور رساں ہے ...... کیونکہ جو حال ابتداء میں ہوتا ہے ...... وہی آئینہ ہوتا ہے ...... اس کی ساری عمر کی حالت کا اور اس عہد ...... کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے ...... کہ اپنے شیخ پر قلب سے بھی اعتراض نہ کرے۔

فائدہ- ابتداء کی قید ...... سے یہ شبہ نہ ہو کہ انتہا میں خلاف جائز ہو ...... بلکہ وجہ اس قید کی یہ ہے کہ انتہا میں ...... تو بوجہ بصیرت کے خلاف کا احتمال ہی نہیں ...... ابتدا ہی میں اس کا احتمال ہوتا ہے ...... اس لئے اس کا انسداد کیا گیا۔

8- پھر اس پر واجب ہے ...... کہ اپنے راز کو چھپاوے ...... یہاں تک کہ اپنی گھنڈی پر بھی ظاہر نہ ہونے دے ...... (یعنی اپنے خاص دوست سے بھی ...... جس کو خاص قرب ہو ظاہر نہ کرے) مگر اپنے شیخ سے پوشیدہ نہ کرے ...... اور اگر کسی نے اپنے ایک سانس کو بھی اپنے شیخ سے پوشیدہ کیا ...... تو بلاشبہ اس نے شیخ کے حق صحبت ...... میں خیانت کی ...... اور اگر شیخ کی مخالفت اس کے کسی مشورہ میں ...... واقع ہو گئی (اور اس پر متنبہ ہو گیا خواہ خود یا شیخ کی تنبیہ سے) تو لازم ہے کہ ...... فوراً اس کے سامنے اس امر کا اقرار کرے ...... پھر جو سزا بھی اس کی مخالفت اور قصور پر ...... وہ تجویز کرے اس کو ...... (خوشی کے ساتھ) تسلیم کرے ...... خواہ وہ کسی

سفر کی...... تکلیف کا حکم دے یا جو...... مناسب سمجھے...... اور شیوخ کے لئے روا نہیں ہے کہ مریدین...... کی زلات سے درگزر کریں...... اس لئے کہ یہ اللہ کے حقوق کو ضائع کرنا ہے۔

فائدہ- (درگزر سے مراد...... تنبیہ نہ کرنا ہے) باقی بعد تنبیہ کے...... اگر سزا معاف کر دیں...... جب بدوں سزا کے...... اصلاح کی کامل امید ہو اس کا...... مضائقہ نہیں)۔

9- اور جب تک مرید...... ہر علاقے سے مجرد نہ ہو جائے...... اس کے شیخ کے لئے جائز نہیں ہے...... کہ اذکار میں سے کچھ بھی...... اس کو تلقین کرے...... بلکہ واجب ہے کہ ...... پہلے اس کی آزمائش کر لے...... پھر جب اس کا قلب...... مرید کے عزم کی پختگی کی شہادت دے...... تو اس وقت اس پر یہ شرط لگا دے کہ...... جو گونا گوں تقلبات قضا وقدر کے اس طریق میں...... اس کو پیش آویں گے اس پر راضی رہے گا اور اس سے عہد کر لے کہ ...... وہ اس طریق سے منہ نہ موڑے گا۔ خواہ اس کو کچھ بھی پیش آئے...... ضرر، ذلت، فقر، امراض و آلام اور قلب سے سہولت کی جانب مائل نہ ہو گا...... اور فاقوں کے ہجوم اور ضرورت کے وقت...... رخصت کو تلاش نہ کرے گا...... اور تن آسانی کو اختیار نہ کرے گا اور کسل کو اپنا شعار نہ بناوے گا...... رخصت اور سہولت وہ مذموم ہے جو کسل کے سبب یا اپنی رائے سے ہو...... اور جو شرعی مصلحت سے ہو اور شیخ کی رائے سے ہو، وہ مذموم نہیں۔

10- اور جو ابتداء میں مرید...... فقرا اور اصحاب طریق کے مجمع میں بیٹھے...... تو یہ اس کے لئے سخت مضر ہے اور کسی کو ایسا ابتلاء پیش آ جائے...... تو اس کو یہ طریق اختیار کرنا چاہئے کہ ...... شیوخ کا احترام کرے اور اصحاب کی خدمت کرے...... اور ان کی مخالفت کو ترک کرے ...... اور ایسا کام کرے جس میں فقراء کی راحت ہو...... اور یہ کوشش کرے کہ کسی شیخ کا قلب اس سے متوحش نہ ہو...... اور واجب ہے کہ فقراء کی صحبت میں فقراء ہی کو اپنے نفس کے مقابلے میں ...... صاحب حق قرار دے...... اور ان میں سے ہر ایک کا حق اپنے ذمے واجب سمجھے...... اور ان میں سے کسی کے ذمے اپنا کوئی حق واجب نہ سمجھے...... اور واجب ہے کہ مرید کسی کی مخالفت نہ کرے...... اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ حق اس کے (یعنی میرے) ساتھ ہے...... تو ساکت ہو

جائے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی موافقت ظاہر کرے...... (یہ مطلب نہیں کہ باطل میں دوسرے کے ساتھ ہو جائے...... بلکہ یہ مطلب ہے کہ اظہار حق کے بعد...... خصومت کی صورت اختیار نہ کرے کہ...... اس میں اضاعت وقت اور تکدر قلب ہے...... اور دوسرے امور معاشرت میں اس اختلاف سے اثر نہ لے) اور ہر وہ مرید جس میں (اعتدال سے زیادہ) ہنسنے اور ہٹ دھرمی کرنے ...... اور جھگڑنے کی عادت ہو...... اس سے (اس طریق میں) کچھ نہ ہو سکے گا۔

11- مرید کے آداب میں سے ظاہری کثرت اوراد نہیں ہے...... بلکہ یہ جماعت تو اپنے کو خطرات سے خالی کرنے میں...... اور اپنے اخلاق کا معالجہ کرنے میں...... اور اپنے قلوب سے غفلت دور کرنے میں مشغول ہے...... نہ کہ تکثیر اعمال خیر میں...... اور جو چیز ان کے لئے لابدی ہے، وہ فرائض اور سنن مؤکدہ کی پابندی ہے...... باقی زائد اعمال جیسے نفل نمازوں کی کثرت...... سو اس کی نسبت ذکر قلبی کا دوام ان کے لئے اکمل حالت ہے۔

12- جب مرید دوام ذکر کا التزام کر لے...... اور خلوت کو (جلوت) پر ترجیح دینے لگے...... تو اگر اپنی خلوت میں بحالت نوم یا بحالت **یقظه**...... یا **بین النوم و الیقظ** ایسے امور پائے...... جو اس کے قبل نہ پاتا تھا...... (مثلاً) بطور خرق عادت خطاب سنے یا (بطور خرق عادت) کسی حقیقت معنویہ کا مشاہدہ کرے...... تو چاہیے کہ اس کی طرف التفات بالکل نہ کرے...... اور نہ اس پر کچھ اطمینان کرے...... اور نہ اس کے مثل دوسرے حالات کے اصول کا منتظر رہے...... کیونکہ یہ سب حق تعالیٰ سبحانہٗ سے (توجہ کی) پھیرنے والی چیزیں ہیں...... البتہ شیخ سے ان سب باتوں کا بیان کرنا ضروری ہے...... تاکہ (بیان کرکے) اس کا قلب ان امور سے فارغ ہو جائے...... اور شیخ پر واجب ہے کہ اس کے راز کی حفاظت کرے ...... اور دوسرے شخص سے اس کی بات کو پوشیدہ رکھے...... اور اس کی نظر میں ان باتوں کی تصغیر کرے...... (یعنی کم درجہ ہونا ظاہر کرے) کیونکہ یہ تمام امور امتحانات ہیں...... اور ان پر اطمینان کرنا دھوکہ (میں پڑنا) ہے...... پس مرید کو ایسے امور اور ان کی جانب التفات کرنے سے ڈرانا چاہئے...... اور اس کی ہمت کو اس سے بالاتر مقام پر پہنچانا چاہئے۔

13- احکام مرید میں سے یہ بھی ہے کہ...... جب وہ اپنے جائے قیام پر کوئی (شیخ) مربی نہ پائے...... تو اس کو ایسے شخص کی طرف ہجرت کرنا چاہئے...... جو اس کے زمانے میں ارشاد مریدین کے منصب پر (من جانب اللہ) مامور ہو...... اور اس کے پاس جا کر قیام کرے...... اور اس کی چوکھٹ سے تاوقت اجازت جدا نہ ہو۔

14- مرید کو یہ نہیں چاہئے کہ...... مشائخ کے معصوم ہونے کا اعتقاد رکھے...... بلکہ یہ واجب ہے کہ ان کو ان کے احوال پر چھوڑ کر ان کے ساتھ حسن ظن رکھے...... (یعنی اگر احیاناً ان کا کوئی قول یا فعل حدود سے خارج معلوم ہو تو...... اتنی ہی بات پر ان سے تعلق قطع نہ کرے...... بشرطیکہ ایسے امور کی کثرت نہ ہو...... اور مرید کو ایسے امور کا حکم نہ دے...... ورنہ شائستگی کے ساتھ ان سے جدا ہو جائے)۔

15- اس طریق کی دشوار ترین آفات میں سے...... امارد کی صحبت ہے...... اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس میں کچھ بھی مبتلا کیا تو...... تمام شیوخ کا اس پر اتفاق ہے کہ...... یہ ایسا شخص ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اہانت کی اور اس کو رسوا کیا۔

16- مرید کے آفات میں سے یہ بھی ہے کہ...... اس کے نفس میں اخوان طریقت پر حسد خفی داخل ہو...... اور اگر اللہ عزوجل نے اس کے ہم مشربوں میں سے کسی کو اس طریق میں کوئی خاص امتیاز عطا فرمایا ہو...... اور خود اس سے محروم ہو تو اس امر سے اس کو تاثر ہو...... اور (ایسی حالت میں اس شخص کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ امور سب...... مقسوم ہو چکے ہیں)۔

17- مریدین کے آداب میں سے یہ ہے کہ...... صدارت کے درپے نہ ہوں...... اور نہ اس بات کے کہ ان کا کوئی شاگرد اور مرید ہو...... کیونکہ مرید جب بشریت کے فنا ہونے کے قبل اور آفات مرید کے زائل ہونے سے پیشتر مراد ہو جائے...... تو وہ حقیقت سے محجوب ہے...... اس کا مشورہ اور تعلیم کسی کو نافع نہ ہوگا۔

18- اس طریق کی بنا اور مدار آداب شریعت کی حفاظت پر ہے...... اور ہاتھ کو حرام و مشتبہ کی طرف بڑھنے سے محفوظ رکھنے پر...... اور حواس کو ممنوعات (شرعیہ) سے بچانے پر

......اور انفاس کو غفلتوں سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ کرنے پر......اور اس پر کہ ایک (ادنیٰ) تل کو جس میں شبہ ہو......ضرورتوں کے وقت بھی حلال نہ سمجھے......اور عدم اضطرار اور راحتوں کے وقت تو ذکر ہی کیا ہے......اور مرید کی شان سے یہ ہے کہ ترک شہوات میں مجاہدہ دائمی کرے...... کیونکہ جس شخص نے اپنی شہوت کی موافقت کی، اپنی صفوت (برگزیدگی) کو معدوم کیا......اور سب سے بدتر خصلت مرید کی یہ ہے کہ جس شہوت کو اللہ تعالیٰ کے واسطے چھوڑ چکا ہو......پھر اس کی طرف رجوع ہو جائے۔

19- مرید کی شان سے بلکہ اس مسلک کے جتنے سالک ہیں......سب کا طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کی نرمی (اور ملاطفت کو) قبول نہ کریں۔ جب اس نرمی کا قبول کرنا بھی منع ہے تو اس کی تحصیل کے اسباب اختیار کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے......اور شیوخ کا یہی مسلک رہا ہے......اور اسی کے موافق ان کے احکام جاری ہوئے ہیں......اور جو اس کو ایک چھوٹی بات سمجھا......اس کو عنقریب ایسے امور کا سامنا ہوگا جس سے وہ رسوا ہو جائے گا۔

20- مریدین کی شان سے یہ بھی ہے کہ......طالبان دنیا سے دوری اختیار کریں ......کیونکہ ان کی صحبت وہ زہر ہے......جس کا تجربہ ہو چکا ہے......اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ......آپ اس شخص کا اتباع نہ کیجئے......جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے ......اور اہل زہد......اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تھیلی سے مال خرچ کرتے ہیں ......اور اہل صفا اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل کرنے کے لئے قلب سے مخلوق کو (عموماً اور شناساؤں کو (خصوصاً) خارج کرتے ہیں۔

دیگر نصائح

1- عبادت کر کے غرور کرنے والے سے گناہ گار توبہ کرنے والا بہتر ہے۔

2- خدا تعالیٰ سے دل لگ جانے کی پہچان یہ ہے کہ......دنیا کی کسی چیز سے دل بستگی اور دلچسپی نہ ہو۔

3- موت کو تکئے کے نیچے رکھ کر سوؤ......اور جب اٹھو......زندگی کی امید زیادہ مت رکھو۔

4- گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو...... بلکہ گناہ کو بڑا جانو...... جس نے گناہ کو چھوٹا سمجھا گویا اس نے خدا تعالیٰ کو چھوٹا سمجھا۔

5- نفس کی ہر وقت نگہبانی رکھو۔ 6- گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ اہم ہے۔

7- حلال روزی تھوڑی...... حرام روزی کثیر سے ہر طرح بہتر ہے...... عزت قناعت میں ہے...... راحت زہد میں ہے۔

8- صبر قوی یہ ہے کہ اپنے حصے پر راضی ہو۔

9- مردانگی کی بات یہ ہے کہ...... علم دین سیکھے اور عمل کامل کہ...... جس کے ساتھ اخلاص ہو اور قناعت پوری اور صبر جمیل۔

10- جو آدمی خدا کا حکم اپنی مراد کے مقابل میں ترک کرے...... اس سے بھیڑ اچھی ہے کہ چرواہے کی آواز...... اس کو چرنے سے باز رکھتی ہے۔

11- نیک کام سے بہتر...... نیک کی صحبت...... بدکام سے بدتر...... بد کی صحبت۔

12- معرفت کی بات یہ ہے کہ...... اپنے اندر ذرہ برابر عجب وغرور نہ پائے۔

13- جو نظر نصیحت وعبرت لینے کے خیال سے نہ ہو...... وہ سراسر غفلت اور باعث ذلت ہے...... آزادی خواہش نفسانی کو پاؤں کے نیچے رکھنے سے حاصل ہوتی ہے...... حسد ترک کر دینے سے محبت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

14- جب بات کہو حق کہو...... خواہ غصے میں ہو...... یا خوشی میں۔

15- موت کے وقت تین قسم کے آدمی...... حسرت سے جدا ہوتے ہیں...... ایک وہ جو مال جمع کرتے کرتے آسودہ نہ ہوا تھا...... دوسرے وہ کہ وہ چیز حاصل نہ کی کہ جس کا وہ آرزومند تھا...... تیسرے وہ کہ جس نے آخرت کا سامان تیار نہ کیا تھا۔

16- ایسے مصاحب کی صحبت سے پرہیز کرو...... جس سے تمہیں آخرت کا فائدہ نہ ہو...... اہل زمانہ دنیاداروں کی دوستی بازاری فالودہ کے مانند ہے کہ...... خوش رنگ اور بدمزہ ہوتا ہے...... حضرت حسنؒ کا ارشاد ہے کہ...... ہرگز راگ گانا مت سنو...... اگرچہ تم مردوں میں مردانگی کا درجہ رکھتے ہو۔

17- جو شخص بہ نسبت خدا کی یاد اور مناجات کے لوگوں کے ساتھ بات کرنا بہت پسند کرتا ہو اس کا علم تھوڑا...... دل اندھا...... عمر برباد۔

18- جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے...... ادنیٰ بات یہ ہے کہ...... اس کے دل سے حق تعالیٰ اپنی مناجات...... اور ذکر کی لذت لے لیتے ہیں۔

19- جو شخص دنیا میں خواہش نفس کا طالب ہوتا ہے...... شیطان اس کی تلاش سے بے فکر ہو جاتا ہے' کیونکہ وہ شخص خود بے راہ ہے تو کیا ضرور کہ...... شیطان اس کی تلاش کرے...... تاکہ اسے بے راہ بناوے۔

20- حضرت شیخ محمد واسعؒ...... بہت بڑے اولیاء میں سے گزرے ہیں...... ان سے ایک شخص نے نصیحت چاہی'...... آپ نے فرمایا کہ...... میں تمہیں ایسی وصیت کرتا ہوں...... جس کی بدولت تو دنیا کا بادشاہ بن جاوے...... اور آخرت میں چین پانے والا...... وہ وصیت یہ ہے کہ...... تو دنیا میں زہد کو اختیار کر...... اور کسی شخص کے ساتھ حرص وطمع نہ کر اور تمام مخلوق کو خدا کا محتاج سمجھ...... پھر ضروری ہے کہ تو سب سے بے نیاز اور مستغنی ہو جائے گا...... اور یہی بادشاہ بننا ہے۔

21- آدمی پر خرابی چھ چیزوں سے آتی ہے۔

۱- آخرت کے کام میں نیت کی کمزوری۔

۲- شیطان کے حکموں کی فرماں برداری وکوشش کرنا۔

۳- باوجود موت کی نزدیکی کے امید کی درازی کا غالب ہونا۔

۴- خدا تعالیٰ کی رضا پر مخلوق کی رضامندی کو اختیار کرنا۔

۵- خواہش نفسانی کی پیروی کے سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کرنا۔

۶- گزشتہ بزرگوں کی بھول چوک کو اپنے لئے حجت قرار دینا اور ان کے ہنروں کو دفن کر دینا۔

22- خدائے تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ...... خدائے تعالیٰ کے محبوب کی پیروی' اخلاق' افعال' احکام اور سنتوں میں کرے۔

23- یہ دس خصلتیں ایسی ہیں کہ...... جو دنیا میں آخرت میں کام بنائیں۔

باحق بصدق...... باخلق بانصاف...... بالنفس بقہر...... بابزرگان بخدمت...... باخوردان بشفقت...... بادرویشاں بسخاوت...... بادوستان بہ نصیحت...... بادشمناں بحلم...... باجاہلاں بخموشی...... باعالماں بتواضع۔

24-مخلوق میں رہو اور جدا رہو...... ظاہر میں مخلوق کے ساتھ اور دل خالق کے ساتھ...... تاکہ غفلت نہ ہو جائے کہ...... جس کے سبب مخلوق کی موافقت اس طرح کر بیٹھو کہ...... جس میں مخالفت و ناراضی خالق کی ہو جائے۔

25-حق تعالیٰ کی قربت و محبت کی پہچان یہ ہے کہ...... جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ کی محبت سے باز رکھنے والی ہوں...... ان سب کو چھوڑ دے۔

26-توبہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱-توبہ انابت ۲-توبہ استجابت

توبہ انابت یہ ہے کہ...... خدا تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے گناہوں سے توبہ کرے۔

توبہ استجابت یہ ہے کہ...... خدا تعالیٰ کی شرم سے توبہ کرے...... یعنی اس سے شرمندہ ہو کہ خدا تعالیٰ بہت بزرگ و برتر ہیں...... جو عبادات میں کرتا ہوں...... ان کی بزرگی کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔

27-ہر عضو کی توبہ ہے...... دل کی توبہ یہ ہے کہ حرام کے چھوڑنے کا قصد اور نیت کرنا...... آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ حرام کی ہوئی چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھنا...... کان کی توبہ یہ ہے کہ بے ہودہ باتوں کا نہ سننا...... ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ منع کی ہوئی چیزوں کی طرف نہ بڑھانا...... پاؤں کی توبہ یہ ہے کہ منع کردہ چیزوں کی طرف نہ چلنا...... پیٹ کی توبہ یہ ہے کہ حرام چیزوں کا نہ کھانا ان سے دور رہنا...... شرمگاہ کی توبہ یہ ہے کہ فحش کام زنا و بدکاری سے دور رہنا۔

28-کمینہ وہ شخص ہے کہ...... خدا تعالیٰ کی راہ سے بے خبر ہو اور پھر اس کو دریافت نہ کرے۔

29-حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز سے لوگوں نے کہا...... آپ بڑے صاحب کرامت ہیں کہ پانی کی سطح پر چلتے ہیں...... آپ نے فرمایا کہ یہ کرامت نہیں۔ لکڑی کے ذرا ذرا سے ٹکڑے پانی پر چلتے ہیں...... لوگوں نے کہا اچھا یہ تو کرامت ہے کہ آپ ہوا میں اڑتے ہیں...... آپ نے فرمایا...... یہ بھی کچھ کرامت نہیں' ذرا ذرا سے بھنگے ہوا میں اڑتے ہیں...... لوگوں نے کہا' یہ تو ضرور بڑی کرامت ہے کہ...... ایک رات میں مکہ معظمہ

جاتے ہیں...... آپ نے فرمایا یہ بھی کچھ نہیں...... کیونکہ جادوگر ایک رات میں ہندوستان سے کوہ دیا نند تک پہنچتے ہیں...... پھر لوگوں نے کہا اچھا آپ ہی فرمائیں کہ کارمرداں اور کرامت کیا ہے......؟ فرمایا کہ کرامت یہ ہے کہ دل سوائے خدائے عزوجل کے کسی میں نہ باندھے۔

30- اپنے شیخ سے ایسا معاملہ کرو جیسا حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا...... کہ دین و دنیا میں کچھ مخالفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہوئی...... اور ایسا شیخ چاہئے جیسا کہ حضرت جنیدؒ کا ارشاد ہے کہ...... خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم کو داہنے ہاتھ میں لیوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بائیں ہاتھ میں...... اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں چلے...... تاکہ نہ شبہ کے گڑھے میں گرے...... اور نہ بدعت کی تاریکی میں پھنسے۔

31- خدائے تعالیٰ کی نظر میں عزیز ہونے کی علامت یہ ہے کہ...... بندہ کو اپنا نفس ذلیل و خوار نظر آوے...... اور خدا تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ...... بندہ کو اپنا نفس عزیز نظر آوے اور اپنے عیوب پوشیدہ

متفرق نصیحتیں.....دوازدہ کلمات

امیر المومنین امام المشارق والمغارب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ...... میں نے خدائے تعالیٰ کی کتاب (توریت شریف) سے بارہ کلمات منتخب کئے ہیں...... اور ہر روز میں ان میں تین بار غور کرتا ہوں۔

اور وہ کلمات حسب ذیل ہیں۔

۱- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تو ہرگز کسی شیطان اور حاکم سے نہ ڈر ...... جب تک کہ میری بادشاہت باقی ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تو کھانے پینے کی فکر نہ کر...... جب تک میرے خزانے کو تو بھرپور پاتا ہے...... اور میرا خزانہ ہرگز خالی اور ختم نہ ہوگا۔

۳- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان جب تو کسی امر میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکار...... تو البتہ مجھے پائے گا اس لئے کہ تمام چیزوں کا دینے والا...... اور نیکیوں کا دینے والا میں ہوں۔

۴- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تحقیق کہ میں تجھ کو دوست رکھتا ہوں ...... پس تو بھی میرا ہی ہو جا اور مجھ ہی کو دوست رکھ۔

۵- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تو مجھ سے بے خوف نہ ہو...... جب تک کہ تو پل صراط سے نہ گزر جائے۔

۶- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان میں نے تجھ کو خاک' نطفہ' علقہ اور مضغہ سے پیدا کیا...... اور بکمال قدرت پیدا کرنے میں عاجز نہیں ہوا...... تو پھر دو روٹی دینے میں کس طرح عاجز ہوں...... پس تو دوسرے سے کیوں مانگتا ہے؟

۷- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان میں نے تمام چیزیں تیرے لئے پیدا کی ہیں...... اور تجھ کو اپنی عبادت کے لئے...... لیکن تو اس چیز میں پھنس گیا جو تیرے ہی لئے پیدا کی تھی...... اور غیر کی وجہ سے مجھ سے دوری اختیار کر لی۔

۸- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان ہر شخص اپنے لئے کوئی چیز طلب کرتا ہے...... اور میں تجھ کو تیرے لئے چاہتا ہوں...... اور تو مجھ سے بھاگتا ہے۔

۹- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تو خواہشات نفسانی کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو جاتا ہے...... اور کبھی میری وجہ سے اپنے نفس پر ناراض نہیں ہوتا۔

۱۰- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تجھ پر میری عبادت ضروری ہے ...... اور مجھ پر تجھے روزی دینا...... مگر تو اپنے فریضے میں اکثر کوتاہی کرتا ہے...... اور میں تجھے روزی دینے میں کبھی کمی نہیں کرتا۔

۱۱- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان تو آئندہ کی روزی بھی آج ہی طلب کرتا ہے...... اور میں تجھ سے آئندہ کی عبادت نہیں چاہتا۔

۱۲- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اے انسان جو کچھ میں نے تجھ کو دے دیا ہے...... اگر تو اس پر راضی ہو جائے تو ہمیشہ آرام و راحت میں رہے گا...... اور اگر تو اس پر راضی نہ ہو تو میں تجھ پر دنیا کی حرص مسلط کر دوں گا کہ...... وہ تجھ کو در بدر پھرائے...... کتے کی طرح دروازوں پر ذلیل کرائے...... اور پھر بھی تو شے مقدر کے علاوہ کچھ نہ پائے گا۔ (شریعت تصوف)

ہدایت وگمراہی سے متعلق شبہ کا جواب

عام لوگوں کو شبہ ہو جاتا ہے...... کہ جب ہدایت وضلالت دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں تو ہم مجبور ہوئے؟...... حالانکہ یہ بات نہیں ہے...... بلکہ مطلب یہ ہے...... کہ بندہ ہدایت کے اسباب اختیار کرتا ہے...... تو اللہ تعالیٰ ہدایت پیدا کر دیتا ہے...... اور گمراہی کے اسباب اختیار کرتا ہے...... تو ضلالت پیدا کر دیتا ہے...... اس پیدا کرنے کو جسے تخلیق کہتے ہیں...... "یضل و یھدی" سے تعبیر فرمایا ہے...... اس سے بندہ کا مجبور ہونا لازم نہیں آتا...... اسی لیے تو قرآن شریف کا ترجمہ دیکھنا بلا استاد کے جائز نہیں...... بعض وقت بلا استاد کے...... محض ترجمہ دیکھنے سے بڑا شبہ پڑ جاتا ہے۔

اعمال کے مطابق ترتب

تخلیق کی حیثیت سے تو عزت وذلت...... اور ہدایت وضلالت...... سب کچھ اللہ کے دست قدرت میں ہے...... لیکن ان کی تخلیق ہمارے کسب پر مرتب ہوتی ہے...... ہم جیسے اعمال کرتے ہیں...... حق تعالیٰ ویسی ہی تخلیق مرتب فرما دیتے ہیں...... لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف ذلت...... اور ضلالت کی نسبت مت کرنا...... یہ تم اپنی سوء تدبیر سے خود مول لیتے ہو...... بلکہ یوں دعاء مانگو...... کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت بخشیں...... اور سب کی مغفرت فرماویں......

صحبت میں نیت کے مطابق اثرات

بزرگوں کی طرف لوگوں کے آنے کی...... اور ان کی صحبت میں رہنے، بیٹھنے...... اُٹھنے کی اور بیعت ہونے کی...... اور تعلق قائم کرنے کی نیتیں مختلف ہوتی ہیں...... اسی نیت کے اعتبار سے نفع ہوگا...... اگر اس کی نیت حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط اور قوی ترین کرنے کی ہے...... تو ویسا ہی فائدہ ہوگا...... اور اگر کسی دنیوی منفعت حاصل کرنے کی ہے...... تو اسی نسبت سے دنیا بھی حاصل ہو جائے گی...... کہ لوگوں کی نظروں میں اعتبار واعتماد قائم کر لیا ہے کہ...... یہ صاحب فلاں بزرگ کے پاس بیٹھتے ہیں...... فلاں بزرگ کے ساتھ نسبت نسبی وارادتی رکھتے ہیں...... یہ ان کی اولاد میں سے ہیں...... ان کے دوستوں میں سے ہیں...... ان کے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں...... جب دنیا کے حاصل کرنے کی نیت کی ہے تو ان کو دنیا کا نفع پہنچتا رہے گا۔

کسب مال میں تعلیم اعتدال

دین اسلام نے اکتساب دنیا کا جواز اس وقت رکھا ہے...... جبکہ اکتساب دنیا...... امور آخرت (آخرت کے کاموں) میں مخل نہ ہو...... یعنی آخرت کے جو اعمال و معاملات ہیں...... ان میں مالِ دنیا کا حاصل کرنا خلل ڈالنے والا نہ ہو...... تب اس مالِ دنیا کا حاصل کرنا...... اور کمانا جائز رکھا ہے...... اور اگر آخرت کے معاملات و اعمال میں...... اور آخرت کے کاموں میں...... اس کا کمانا خلل ڈالتا ہو تو جائز نہیں...... قطعاً حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ پر نظر

جو کوئی چیز بھی ہمارے پاس ہے...... وہ تو کیا ہم خود بھی ذاتی طور سے اپنے نہیں...... کسی اور ذات کی ملکیت ہیں...... تو اب جو چیز ہمارے پاس ہے...... وہ بالذات ہماری نہیں...... کسی اور کی ہے...... چنانچہ جس شخص کی فہم سلیم اور عقل مستقیم اس بات پر جم جاوے گی...... اس کو کسی بھی کمال ظاہری و باطنی خواہ مالی ہو یا جاہی ہو...... جسمانی ہو...... روحانی طاقت ہو...... دولتی قوت ہو یا شاہی و ملکی قوت ہو یا گروہ بندی کی طاقت ہو...... کہ ایسی ایسی جماعتیں (پارٹیاں) ہمارے ساتھ ہیں...... ان کی قوتوں کے حاصل ہونے پر...... بھی فخر و اختیال نخوت و اترانا پن کبھی نہیں آ سکتا...... اسی لیے اہل اللہ جن کو حقیقتاً اہل اللہ کہتے ہیں...... ان کے اندر کبھی تکبر کا نام نہیں آ سکتا ہے...... وہ تو ہر چیز کو اِدھر ہی منسوب کرتے ہیں۔

دینی دنیاوی فضل

یہ عالم...... عالم الاسباب...... یہاں ہر چیز کے حصول کو اسباب کے ساتھ متعلق کر دیا ہے...... پس ان اسباب کو جو کسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے مقرر فرما دیئے ہیں...... ان اسباب صحیحہ...... جائزہ کو اختیار کرو...... پھر کامیابی کی اُمید رکھو...... تو جس طرح مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے آنا فضل الٰہی ہے...... اسی طرح روزی کمانے کے لیے مسجد سے نکل جانا...... بھی فضل الٰہی ہے تو فضل الٰہی...... (روزی) کمانے کے لیے پاؤں کو چلانا...... ہاتھوں کو کمانے کے لیے اُٹھانا...... آنکھوں سے اس کمائی ہوئی چیز کی طرف دیکھنا...... ایسا ہے جیسے تم

مسجد کے اندر...... اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے...... اور ہاتھوں کو اُٹھا رہے تھے...... اور پیروں کو چلا رہے تھے...... وہاں جس طرح تم اللہ کا فضل لے رہے تھے...... ایسے ہی اس کمانے کے اندر بھی آنکھ...... ہاتھ' پاؤں سے اللہ تعالیٰ کا فضل لے رہے ہو...... یہاں جائز طرح کمانے میں بھی ہاتھ' پاؤں...... آنکھ' زبان کا ہلانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے...... اور عبادت ہے' اجر عظیم ہے ...... کیونکہ اس کو بھی فضل سے تعبیر فرمایا ہے...... کہ "وابتغوا من فضل اللّٰہ"

تعلیم خداوندی

ہر حال میں مجھ پر...... "یعنی اللہ تعالیٰ پر" نظر رکھنا...... اپنے ہاتھ' پیر' دماغ و عقل...... وغیرہ سے نظر رکھنے کو پھینک دینا...... بس اللہ تعالیٰ پر نظر رکھنا...... اسی کا نام صوفیہ کی اصطلاح میں فنائیت ہے...... یہ تمام نکتے فضل اللہ سے نکل رہے ہیں...... دیکھئے کس طرح اپنے اوپر سے نظر ہٹادی...... کیسا ہی کمال جسمانی...... کمال علمی...... کمال عملی...... کمال مالی' کمال دولتی' کمال ملکی ہو...... ان سب سے نظر اُٹھا دینا چاہیے...... اپنے کو فنائیت کے گھاٹ اُتار دیا...... اپنے کو مٹیت کے اندر لے لیا...... مٹی پن آ گیا...... اپنے اوپر سے نظر ہٹالی' اسی کا نام فناء ہے۔

روزی کمانا اور اللہ کی یاد

یہ روزی کمانا اللہ کا فضل ہے...... تو حق تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہیں......: "واذکروا اللّٰہ کثیرا"...... یعنی روزی کمانا جو اللہ کا فضل ہے اس میں ایسے مت لگ جانا...... کہ مجھے بھول جاؤ اور جس طرح چاہو کمانے لگو...... پھر وہ اللہ کا فضل کہاں رہے گا...... کہ نہ جائز کا خیال رکھا...... نہ ناجائز کا نہ حلال کا خیال رکھا...... نہ حرام کا اور اس کمانے میں ایسا لگا...... کہ جب اس کے بعد نماز کا وقت آیا تو اس کا اس کمانے کے اندر بھی خیال نہ رکھا...... دیکھو! زمین میں پھیلنے اور چلنے' پھرنے میں...... کہیں ایسا نہ ہو جائے...... دیکھو! اللہ کو یاد رکھنا۔

"ایاک نعبد" میں ایک نکتہ

جب تنہا نماز پڑھ رہا ہے...... تو اس وقت تو تنہا ہے...... "ایاک اعبد و ایاک استعین" واحد کا صیغہ پڑھنا چاہیے تھا...... انفرادی حالت میں جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا

...... سو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں ...... کہ آپ اکیلے ہیں؟ ...... آپ اکیلے نہیں ہیں ...... آپ کے ساتھ روح بھی ہے ...... دل بھی شریک ہے ...... اس عبادت میں زبان بھی شریک ہے ...... ہاتھ بھی شریک ہیں ...... پیر بھی شریک ہیں ...... نیز اس عبادت میں مال بھی شریک ...... کپڑے بھی شریک کہ اس میں پیسہ خرچ کیا ہے ...... تو بندہ اس سارے مجموعے کو اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہے ...... سو اس تمام مجموعے کو از سرتا پیر اللہ کے سامنے پیش کر کے عبادت کر رہا ہے ...... اور چونکہ ایسی عبادت کوئی معمولی چیز نہیں ہے ...... اس لیے "ایاک نستعین" ...... میں اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ رہا ہے ...... کہ اے اللہ! ایسی عبادت کی توفیق بھی آپ ہی دے سکتے ہیں۔

ذکر مقصود کا ذریعہ

اگر ہر وقت ذکر مقصود بالذات ہوتا ...... تو تمام مسلمان جو یاد الٰہی سے خالی ہیں ...... لیکن کام اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کرتے ہیں ...... ایسے تمام مسلمان گنہگار رہوں گے ...... بھلا ایسی بات کون کہہ سکتا ہے ...... مقصود تو ذات باری تعالیٰ کی صحیح طاعت پر لگا رہنا ہے ...... ذکر اس مقصود کا ایک ذریعہ ہے۔

کمال ایمان مطلوب ہے

کامل مؤمن ہونا مطلوب ہے ...... اور کامل کامیابی کے لیے کامل ایمان شرط ہے ...... جب ہی کامیابی ہے ...... جبکہ کامل ایمان ہو ...... بھلا کوئی ناقص کامیابی چاہتا ہے؟ ...... کسی نے ایک لاکھ روپیہ تجارت میں لگایا ...... اور ایک لاکھ ہی واپس آ گیا ...... یا ایک روپیہ اوپر ایک لاکھ واپس آ گیا ...... تو اس کو کوئی کامیابی کہے گا؟ ...... ہرگز نہیں ...... ہاں یہ کامیابی ہے کہ ایک لاکھ تجارت میں لگایا ...... اور ایک لاکھ زائد ہو کر دو لاکھ آ گیا ...... تو اس کو کامیابی کہا جائے گا ...... یہ تجارت دنیا کا حال سمجھ لیا ...... اب سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو عالم ارواح سے ...... تجارت آخرت کے لیے بھیجا ہے ...... تو تجارت آخرت کے لیے نفس ایمان کے ساتھ جب ایمان کے تقاضے کے ساتھ ہو ...... تو وہ تجارت آخرت ایمان کامل کے ساتھ کامیابی اور پوری کامیابی ہے۔

دین کے راستہ میں کھپانا مطلوب ہے

اللہ کے راستہ میں ...... اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خوب کوشش کرو ...... اس کوشش کرنے کو کھپانا کہتے ہیں ...... جیسے تاجر تجارت میں اپنے آپ کو کھپاتا ہے یا نہیں کھپاتا ...... کبھی آگرہ جارہا ہے ...... کبھی میرٹھ جارہا ہے ...... کہیں بنگال جارہا ہے ...... کہیں آسام جارہا ہے ...... کہیں دہلی جارہا ہے وغیرہ وغیرہ ...... اور اپنا مال ساتھ لیے جارہا ہے ...... تو اپنے مال و جان کو تجارت دنیاوی میں کھپاتا ہے یا نہیں کھپاتا؟ اسی طرح "**تجاهدون فی سبیل اللّٰه**" ...... اللہ نے جس راستہ میں چلنے کا حکم کیا ہے ...... اپنے آپ کو کھپادو ...... جان کو بھی کھپادو ...... مال کو بھی کھپادو ...... جب کامیابی ہے ...... اے مؤمنو! صرف ایمان لے آئے تو کامیابی تو ہے ...... مگر پوری کامیابی نہیں ہے۔

قرآن حدیث اور فقہ

فقہ میں مسائل متفرقہ فی القرآن والحدیث کی تبویب کردی گئی ہے ...... مثلاً قرآن پاک میں وضو کا ذکر ہے ...... نماز کا ذکر ہے ...... اسی طرح قرآن پاک میں روزہ کا ذکر ہے ...... حلال و حرام کا ذکر ہے ...... لیکن ایک جگہ اکٹھا نہیں ...... تو قرآن پاک میں جو متفرقاً ذکر ہے ...... ان سب کو ایک جگہ پر اکٹھا ذکر کردینے کا نام فقہ ہے ...... مثلاً طہارت کے مسائل ...... جو قرآن پاک میں متفرقاً ذکر تھے وہ ایک جگہ "کتاب الطہارت" کا عنوان قائم کرکے اکٹھا کردیا ...... نماز کا بیان ...... جو قرآن پاک میں متفرقاً تھا ...... اس کو فقہاء نے "کتاب الصلوٰۃ" کا عنوان قائم کرکے ...... ایک جگہ اکٹھا کردیا ہے۔

الغرض کتاب اللہ مثل متن کے ہے ...... اور حدیث ...... اس کی شرح ہے اور ان دونوں کی تبویب یہ فقہ ہے۔

کامیابی کا فطری طریقہ

جس کام کے کرنے کا جو طریقہ صحیح ہے ...... اس سے کام کیا جائے ...... جب ایسا ہوگا تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیاب نہ ہو ...... عادۃ اللہ یہی ہے ...... کہ جب صحیح طریقہ سے کوئی کام کیا جاتا ہے ...... تو

کامیابی ہوجاتی ہے...... جب دروازہ سے داخل ہوگا تو گھر نہیں پہنچے گا...... تو اور کہاں پہنچے گا۔

اس قاعدہ میں دنیاوی کاروبار...... اور اخروی کام سب داخل ہو گئے...... جس کام کو بھی کرو اس کے کرنے کا صحیح طریقہ سیکھو...... کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے اس کا صحیح علم حاصل کرو...... جب علم صحیح اس کے حاصل کرنے کا ہوگا...... وہ کام صحیح...... صحیح انجام پاوے گا چاہے...... دنیوی کام ہو یا اخروی کام ہو۔

قریب بشرک ایک نئی تعبیر

مسلمان خود دعاء چھوڑ کر بزرگوں سے کہتا ہے...... آپ دعاء کریں...... اور جوان سے کہا جاتا ہے کہ بھائی...... آپ خود بھی تو زبان سے دعاء اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں...... تو کہتے ہیں اجی ہماری کیا دعاء...... اس کے معنی یہ ہیں گویا مؤمن یوں کہہ رہا ہے...... کہ اللہ تعالیٰ میری نہیں سنتے' العیاذ باللہ...... اس کے یہ معنی نکلے یا نہیں نکلے کہ آپ اللہ کے آدمی ہیں...... آپ کی سنتے ہیں' ہماری نہیں سنتے تو یہ شرک کے قریب پہنچ گیا...... اگرچہ مشرک نہیں ہوا...... یہ نئی تعبیر ہے کہ مشرک تو نہیں ہے مگر...... قریب بشرک ہوگیا۔

صرف لغت دیکھ کر تفسیر کرنا جائز نہیں

صرف لغت دیکھ کر قرآن پاک کی تفسیر کرنا...... ہرگز جائز نہیں ہے...... جب تک کہ مفسرین سے جو تفسیر منقول ہے...... اس کو نہ اختیار کیا جائے...... اسی لیے کتنا ہی اردو پڑھا ہوا...... یا انگریزی پڑھا ہوا...... ہو یا فارسی پڑھا ہوا ہو قرآن مجید کا ترجمہ بلا استاد عالم کے پڑھنا جائز نہیں...... اگرچہ ترجمہ اردو ہی میں ہو...... اور کیسی ہی عمدہ اردو پڑھا ہوا ہو...... ادیب کامل اور مولوی کامل کا امتحان دیئے ہوئے ہو...... اگر ایسا کرے گا گمراہ ہوجائے گا...... یہ گمراہی کی بات ہے۔

ذکر و شغل فہم قرآن کیلئے مثل شرط ہیں

ذکر حقیقی...... وہ قرآن پاک اور حکم احکم الحاکمین کو ماننا ہے...... تو بطور قاعدہ کلیہ کے سمجھنا چاہیے کہ ذکر و اشغال فہم قرآن پاک کے لیے مثل شرط ہے...... جیسے وضو شرط ہے

......صحت صلوٰۃ کے لیے جس طرح نماز بلا وضو کے صحیح نہیں ہو سکتی......اسی طرح قرآن کے صحیح معانی ومطالب کو سمجھنا بلا ذکر وشغل کے نہیں ہو سکتا......کیونکہ ذکر وشغل سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے......جس سے قرآن کے معانی سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر وشغل کسی دنیوی غرض سے نہ ہونا چاہیے

ذکر وشغل کرنا کسی امید دنیوی پر نہ ہو......بلکہ رضاء الٰہی کے لیے ہو......کسی اور نیت سے نہ ہو کہ مال بڑھے......اور زیادہ ہو جائے......قرضہ ادا ہو جائے......مقدمہ میں کامیاب ہو جائے......بیماری گھر سے نکل جائے......غریبی گھر سے نکل جائے......ٹوٹا نکل جائے......دنیوی کوئی غرض نہ ہو......"کل مطیع للّٰہ"......میں لفظ للّٰہ بتارہا ہے کہ کوئی دنیوی غرض نہ ہو......حتیٰ کہ اس سے بھی خالی الذہن ہو کہ کیا ملے گا......اور کتنا ملے گا اور کب ملے گا......دنیا میں ملے گا یا آخرت میں ملے گا......اس تمام سے خالی الذہن ہو کر بس تم تفویض کرو......نبیوں کی طرح کہ انہوں نے ہمیشہ تفویض سے کام لیا ہے......"وافوض امری الی اللّٰہ" میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

شدت تعلق مع اللہ کا مطالبہ

شدت تعلق مع اللہ کا مطالبہ یہ ہے......کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق ہو......کہ کسی مطلوب سے بھی ایسا تعلق نہ ہو......اپنی جان سے بھی ایسا تعلق نہ ہو......اور اولاد مال و دولت، بادشاہت وغیرہ سے بھی ایسا تعلق نہ ہو......جیسا اللہ تعالیٰ سے ہو۔ اس کے مقابل کسی چیز سے بھی ایسا تعلق نہ ہو......ایمان لانے کے بعد مؤمن سے اللہ تعالیٰ کا یہ مطالبہ ہے......تو اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ بس میری اطاعت میں لگے رہو......اور کیا ملے گا اس سے قطع نظر کرلو اس کو تفویض کہتے ہیں......اس میں بڑی راحت ہے۔

اطمینان ذکر اللہ میں ہے

تم کسی اور چیز کے اندر......دنیوی مال ودولت کے اندر......سکون کی زندگی کے طالب ہو رہے ہو......کمالو ہزار بیگھے زمین کے مالک ہو کر کمالو......اونچی سے اونچی تجارت کر کے

کروڑوں کمالو...... وزیر اعظم اور بادشاہ بن کر کمالو لیکن یادرکھو تمہارے قلب کے اندر جس کو طمانیت...... اور سکون کہتے ہیں...... وہ حاصل نہیں ہو سکتا...... اس کا طریق تو ذکر اللہ ہے۔

طریق اطمینان وہبی ہے

ہر شخص اس دنیا میں اطمینان کا طالب ہے...... کوئی ایسا نہیں جو اطمینان نہ چاہتا ہو...... اب ایک صورت تو یہ تھی...... کہ اپنی عقل سے اطمینان حاصل کرنے کا طریقہ سوچتا...... اور ایک یہ کہ احکم الحاکمین نے ہمارے پوچھنے سے پہلے ہی بتلا دیا...... ظاہر ہے کہ اگر اپنی عقل سے سوچتے...... تو اطمینان حاصل کرنے کا صحیح باب نہ ملتا...... اسی لیے جن لوگوں نے اپنی عقل سے اطمینان حاصل کرنے کا طریقہ سوچا...... ان کی منتہیٰ بادشاہت ہے...... وہ یہ سمجھے کہ بادشاہت میں پورا اطمینان حاصل ہے۔ بھلا بادشاہ اور چین؟...... اس کو چین ہو ہی نہیں سکتی...... اور یہ ایک موٹی سی بات ہے...... کیونکہ ہر وقت اس کو یہ فکر لگی ہوئی ہے...... کہ کہیں میرے ملک پر کوئی حملہ نہ کردے...... کہیں کوئی وزیر اندرونی بغاوت نہ کردے...... کہیں مجھے کوئی قتل نہ کردے...... وغیرہ

اطمینان تعلق مع اللہ میں ہے

تاجر کو یہ خیال آ گیا...... کہ میری تجارت میں کہیں ٹوٹا نہ آ جائے...... روٹی کھا رہا ہے...... مگر سوچ یہ رہا ہے تو درحقیقت روٹی اسے کھا رہی ہے...... تو اب بتاؤ یہ تاجر دنیوی اتنا مال ہوتے ہوئے...... یہ چین میں ہے...... یا وہ مطیع کامل...... جس کے پاس ایک آلو بھی نہیں...... وہ چین میں ہے...... یہ تاجر دنیوی تندرست ہے...... اچھی صحت والا ہے کہ چھینک بھی نہیں آئی...... مگر تندرست ہونے کے باوجود اس کا قلب پریشان ہے...... اور وہ جو مطیع کامل ہے اگرچہ بیمار ہے لیکن بیماری کی حالت میں اس کا قلب باقرار ہے...... باسکون ہے کیوں؟...... اس لیے کہ اس کے قلب کے اندر شدت تعلق مع اللہ ہے۔

مؤمن کو قبر محبت میں بھینچتی ہے

حدیث میں آتا ہے...... کہ مردے کو قبر بھینچتی ہے ہاں کسی کو نہیں چھوڑتی...... سب کو بھینچتی

ہے...... لیکن مؤمن کو اس طرح بھینچتی ہے...... جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر محبت میں بھینچتی ہے ...... جیسے محبوب جبکہ واقعی محبت ہو...... خواہش شہوانی نہ ہو...... یہ تو بوالہوسی ہے...... عفت مآب محبت ہو تو جیسے محبوب محبّ کو گود میں لے کر بھینچتا ہے...... اب اس محبّ عاشق سے پوچھو...... کیا مزہ آ رہا ہے۔ ارے مؤمنو!...... سمجھ میں بات آئی...... ہاں قبر مؤمن کو بھینچتی ہے...... کوئی ڈر کی بات نہیں...... معشوق بھی تو عاشق کو بھینچتا ہے...... اس بھینچنے میں مزہ آتا ہے...... اور اگر دشمن بھینچے تو کیا ہوگا؟...... بھینچنا تو درکنار اگر یوں کہنی سے اشارہ کر کے بھی چلا جاوے...... تو تکلیف ہوگی اور محبوب پورا بھینچ رہا ہے...... تب بھی سکون ہے اور اگر یوں کہہ رہا ہے:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے آگے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

بات کیا ہے؟...... سمجھ میں نہیں آئی؟...... یہ رضاء ہے جو اس کو حاصل ہے...... تو وہ بیمار جو مطیع کامل ہے وہ اس بیماری کی حالت میں خوش ہے۔

حقیقی ذاکر کون ہے؟

اگر دل میں تسبیح کا اثر ہوتا...... تو اتنا عرصہ تسبیح پڑھتے ہوئے ہوگیا پھر کیا بات ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف تجھ سے کیوں صادر ہو رہا ہے...... کہ کسی نے تم کو گالی دیدی...... یا اور کوئی ذرا خلاف طبیعت بات کہدی...... تو لڑنے کیوں لگا اور دوبدو جواب کیوں دینے لگا...... تیری زبان پر گالی کیوں آئی...... تو نے بیوی کو گالی کیوں دی...... بیٹے کو گالی کیوں دی؟ ...... معلوم ہوگیا کہ یہ تیری تسبیح بس زبان تک ہے...... گلے میں اٹک گئی...... ابھی نیچے نہیں اُتری...... اگر نیچے اترتی تو دل کے اندر پہنچتی اور پھر تیرے اندر اطاعت کاملہ ہوتی...... جب اطاعت نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ تسبیح دل میں اتری ہوئی نہیں ہے...... تو سمجھ لیجئے کہ اصل ذکر اطاعت کاملہ کا نام ہے چاہے...... زبان پر ذکر ہو چاہے نہ ہو...... حق تعالیٰ کا ذکر دھیان دل میں ہو چاہے نہ ہو...... مگر جس موقع پر جس اطاعت کو صحیح طریقہ سے کمال درجہ پر کرنا چاہیے...... تھا وہ ہے تو ذکر ہے اور اگر یہ نہیں ہے...... تو اگرچہ زبان پر ذکر ہے...... مگر دل ذاکر نہیں ہے۔

اطاعت کاملہ

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے......ایک جسم دوسری روح......جسم حق تعالیٰ کی اطاعت کاملہ میں لگا ہوا ہے......اور روح لگی ہوئی طمانیت ذات میں......آنکھ کو دیکھو وہ اطاعت میں لگی ہوئی ہے......کان کو دیکھو وہ اطاعت میں لگا ہوا ہے......زبان کو دیکھو وہ اطاعت میں لگی ہوئی ہے......ہاتھوں کو دیکھو وہ اطاعت میں لگے ہوئے ہیں......اور دل کو دیکھو وہ اطاعت میں لگا ہوا ہے......مال کو دیکھو وہ اطاعت میں لگا ہوا ہے......جب کمایا تھا ......تو اطاعت کے ساتھ کمایا تھا......جب خرچ کیا تو اطاعت کے ساتھ خرچ کیا۔ تو جسماً' روحاً' قلباً......مالاً ذات باری تعالیٰ کی اطاعت میں باطمینان لگا ہوا ہے۔

صحبت صالح

اگر دوستی کرنا ہو تو متقی سے کرو......دنیا کے اندر بھی اس سے نفع ہوگا......اور آخرت کے اندر بھی نفع ہوگا......تم دنیا داروں سے دوستی رکھتے ہو جو تمہیں دین سے بھی روک دے گا ......اور دین کے کاموں سے بھی......شادی کرو گے تو کہے گا ارے یار یہی تو ایک موقع ہے خرچ کرنے کا خوب خرچ کرو......کبھی کہے گا ارے یار تم نے لڑکی کو بہت کچھ دیا...... چھپا کر دیا تو کسی کو کیا معلوم کہ کیا دیا یہ بھی کوئی دینا ہے......ارے بھائی! برادری کو دکھانا چاہیے......تا کہ لوگ واہ واہ کریں۔ اس طرح دین و دنیا کی تباہی ہوگی۔

اطاعت کاملہ کا مفہوم

جسماً بھی اطاعت کاملہ......اور قلباً بھی اطاعت کاملہ......اور روحاً بھی اطاعت کاملہ ......اور مالاً بھی اطاعت کاملہ......کسب بھی اطاعت کاملہ کے ساتھ......اور اس کا صرف کرنا بھی اطاعت کاملہ کے ساتھ......تو فضول خرچی سے نکل گیا......کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں......: "اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ"......(فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتے)......"اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ"......(فضول خرچی کرنے والے شیطان کے دوست ہیں)

اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ مطیع کامل کون ہے؟......تو کیا کہیں گے؟......ذکر کامل، ذکر حقیقی کرنے والا ہے......اور ذکر حقیقی کرنے والا کسے کہتے ہیں؟......تو آپ جواب دیں گے......مطیع کامل اور یہی اشد تعلق مع اللہ اور یہی مطلوب ہے......حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ......"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ"......حق تعالیٰ سے ہم کو تعلق مع اللہ تو ہے ہی......مگر اللہ تعالیٰ کا فرمان "اشد حبًا للّٰه" کا ہے۔ جس کی پہچان اطاعت کاملہ ہے۔

علم اور معلومات میں فرق

یہ بہت ہی خیال رکھنے کی بات ہے کہ......جو کچھ علم قرآن وحدیث میں اکابر کو ملا ہے ......ہمیں تلاش کے بعد بھی کہاں ملے گا......اکابرین پر کامل اعتماد چاہیے......اور آج کل ہم جیسے چھوٹوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ کسی دریا میں سوئی ڈالیں......اور سوئی کے نکوے پر پانی لگ کر آجائے ......ہمیں تو ان کے مقابل اتنا علم بھی نہیں......اور ہم اکابرین کو اپنا جیسا سمجھنے لگے......کل پرسوں کے بچے اور ایسا گمان......عزیزان من! علم اور چیز ہے......اور معلومات اور چیز ہے۔

آدمی چار قسم کے ہیں

لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں......ایک وہ کہ اس میں عقل بھی ہو اور ہمت و جرأت و دلیری شجاعت بھی ہو......بلا جرأت و ہمت کے کامیابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا......تو ایک وہ شخص ہے جس میں عقل بھی ہو......اور ہمت بھی ہو اور دوسرا اس کا عکس کہ نہ عقل ہو نہ ہمت......تیسرا وہ شخص ہے کہ عقل تو ہے مگر ہمت نہیں......چوتھا وہ شخص کہ ہمت تو ہے مگر عقل نہیں......تیسرے کا عکس......تو بہترین سے بہترین اور اصلی سے اصلی وہ مؤمن ہے......کہ جس کے اندر عقل بھی ہو اور ہمت بھی ہو......اور جس میں نہ عقل ہو نہ ہمت تو وہ آدمی کیا ہے؟......وہ تو جانور ہے۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کی تعلیمات کی اہمیت

متقدمین اکابرین کے اشارات اور ان کی تعلیمات ان کے زمانے کے اعتبار سے انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھیں......اور اس زمانہ کے اندر حضرت والا کی جو تعلیمات ہیں ......ان پر چلنے میں ہی نفع اور ضرر کا دفعیہ ہے......گویا کہ میں حضرت والا کے ارشادات

سنانے کے لیے اس زمانے کے اعتبار سے محصور ہوں...... متقدمین کی کتابیں متقدمین کے لیے ہیں...... ہم جیسوں کے لیے حضرت والا کی کتابیں...... متقدمین کی کتابوں کا زمانہ کی پوری رعایت رکھتے ہوئے نچوڑ ہیں...... کیونکہ حضرت والا نے زمانہ کو پہچانا تھا...... مختلف قسم کے اشخاص کو دیکھا...... برتا تھا اور ان کے حالات و معاملات کا تجربہ کیا تھا...... اب تو حضرت والاؒ کی کتابیں دیکھنا چاہئیں۔

طالب علم کیلئے دستور العمل

طالب علم کو اپنی زمانہ طالب علمی کے اندر...... درسیات پورے انہماک کے ساتھ' پوری مشغولی...... پورے جذبہ کے ساتھ...... اپنے کو کھپانے کے ساتھ...... (انہماک کا ترجمہ یہ ہے اپنے آپ کو پورا اس میں لگا دے...... اس طرح کہ چھ سات گھنٹہ سونے اور کھانے پینے' پیشاب وغیرہ...... کے کرنے اور پنج وقتہ نماز پڑھنے سے جو وقت بچے وہ سارا کا سارا...... علم کے اندر خرچ کرے) یہ ہیں انہماک کے معنی...... خلاصہ یہ کہ ضرورت طبعیہ اور ضرورت شرعیہ سے جو وقت بچے...... وہ وقت طالب علم طلب علم میں خرچ کرے...... بس اپنے آپ کو ہر طرح طلب علم میں کھپا دے...... دوسری چیزوں کا سوچنا کیسا؟ بس درس کا ہی سوچ ہو...... اس طرح طالب علم جب طلب علم میں مشغول ہوگا تو وہ علم نافع بنے گا...... ورنہ دوسری مشغولیاں مانع ہوں گی یا حاجب ہوں گی...... اگر مانع ہوں گی تو علم حاصل ہی نہ ہوگا اور حاجب ہوں گی تو حصول میں نقص رہے گا...... یہ ہے مانع اور حاجب کا فرق۔

علم غیر نافع لائق تحصیل نہیں

جو علم نفع نہ دے وہ حاصل کرنے کے قابل نہیں...... بلکہ لائق اعراض ہے اسی لیے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب علم کے سلسلہ میں درخواست ذات باری تعالیٰ سے جو دعا کی...... ایک تو اس جملہ کے ساتھ "اللّٰھم انی اسئلک علمًا نافعًا" اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع کی درخواست کرتا ہوں...... نافع کی قید لگا دی...... جس سے معلوم ہوگیا کہ جو علم نافع نہ ہو وہ لائق تحصیل نہیں۔

طلبا کو نصیحت

کھیتی کرنے والوں کو دیکھ لو کہ...... از ابتداء تا انتہاء شروع سے آخر تک...... جب تک غلہ گھر میں نہ آ جائے کس قدر مشقت اُٹھاتا ہے...... مزارع (کاشتکار) صحراء بصحراء، جنگل در جنگل کس قدر مشقت اُٹھاتا پھرتا ہے...... نہ گرمی دیکھتا ہے نہ سردی، نہ دن دیکھتا ہے نہ رات، نہ سونا دیکھتا ہے نہ جاگنا...... نہ کھانا دیکھتا ہے نہ پینا کچھ نہیں دیکھتا...... اے دین کے طالبو اور علم کے طلبگارو!...... ذرا تم کو غیرت آنا چاہیے کہ دنیا کا طالب تو اس طرح چست و چالاک رہے...... اور اس علم کا طالب جو مقدمہ عمل ہے...... اس میں یہ اس قدر سستی...... اے علم دین کے چاہنے والو! تمہاری غیرت کو کیا ہوا...... کھیتی کرنے والوں سے سبق لے لو جو دنیاوی معمولی...... فانی زندگی کے لیے اپنے آپ کو اس طرح کھپا رہا ہے...... تو تم کو باقی زندگی مکمل عمدہ بنانے کے لیے کہ وہاں ذرہ برابر ضرر نہ پہنچے...... اپنے آپ کو کیسا کھپانا چاہیے...... تو طالبین علم دین کو غیرت دلائی جا رہی ہے کہ...... کاشتکار کی طرح تم کو بھی طلب علم میں اپنے کو کھپانا چاہیے۔

سرپرستان و ذمہ داران و اساتذہ کو ایک انتباہ

مدرس بننے کے بعد طالب علمی کا جو ابتدائی زمانہ تھا وہ ختم ہو گیا...... اب تو آپ کو صاحب وقار ہونا چاہیے...... صاحب متانت ہونا چاہیے...... سنجیدگی ہونا چاہیے، صاحب حلم ہونا چاہیے...... صاحب شعور ہونا چاہیے، یہ چھچھورپن کیسا ہے؟...... یہ آپ کے غلط الفاظ گرے گرے قسم کے بھدے کیسے ہیں؟...... یہ کلام کی بے ترتیبی کیسی ہے...... کلام کے مقدمات کو حاضر رکھتے ہوئے ترتیب کے ساتھ کلام کیوں نہیں ہے؟...... جو ان باتوں کی رعایت رکھے تو طالب علمی کا زمانہ سمجھا...... سوجھا اور ہے...... اور مدرسی کا زمانہ سمجھا سوجھا اور ہے کہ نفس علم کے ساتھ زیادت علم میں لگا ہوا ہے...... اور زیادت علم کا تقاضا ہے بات کی پچ کا چلا جانا...... اوچھے پن کا چلا جانا...... گرے ہوئے اعمال کا چلا جانا...... ضروریات شرعیہ کا کامل طریقہ سے دل کے اندر بھر جانا...... اعمال دین کی چھبن دل کے اندر محسوس ہونا...... جب تم زیادت علم میں لگے ہوئے ہو تو زیادت علم چاہتا ہے زیادت عمل کو...... پھر آپ کا وضو

زیادت حسن کے ساتھ کیوں نہیں ہے؟...... پھر آپ کی نماز زیادت حسن کے ساتھ کیوں نہیں ہے؟...... یہ تکبیر تحریمہ کیوں چھوٹی ہے؟ ہاں گاہے اتفاقاً چھوٹ گئی یہ مداومت کے خلاف نہیں...... اسی طرح اخیر شب میں جاگتا ہے کبھی اتفاق سے جاگنا رہ گیا تو یہ مداومت کے خلاف نہیں...... خلاف اس کو کہتے ہیں جس میں اس چیز کے مقابل تکثیر ہو۔

الغرض مدرس کا مقام متدرس سے بلند ہے...... یہ مدرس زیادت علم میں لگا ہوا ہے ...... جب معلم ایسی صفات کا ہوگا تو متعلم پر بہترین اثر ہوگا۔

طلبہ کو مطالعہ کس طرح کرنا چاہیے؟

اے طلبہ صاحبان!...... مطالعہ دیکھا کرو تو اس نیت سے دیکھا کرو کہ مجھے صبح پڑھانے جانا ہے...... پڑھنے نہیں جانا ہے' جب یہ نیت ہوگی تو مطالعہ کا طریق کچھ اور ہوگا...... وہ تلاش کرے گا کہ عبارت پر یہ نمبر چھ کیوں پڑا ہوا ہے...... اس کے اوپر حاشیہ پر نظر گئی تو وہاں بھی نمبر چھ پڑا ہے وہ سوچے گا کہ او ہو اس کے متعلق حاشیہ میں کچھ لکھا ہے...... بس وہ حاشیہ دیکھنا شروع کر دے گا اور ذہن کھلنے اور چلنے لگے گا۔

علم تفصیلی کا سیکھنا فرض کفایہ ہے

نفس علم کا حاصل کرنا اپنی اپنی ضروریات کے اعتبار سے فرض عین ہے...... اور جمیع علوم کا تفاصیل کے ساتھ حاصل کرنا فرض کفایہ ہے...... اگر تمام مسلمانوں میں کوئی عالم بھی علوم کا حاوی نہ ملے...... تو سارے مسلمان گنہگار رہوں گے۔

لفظ مسلم کا کیا تقاضا ہے؟

مسلم کے معنی تابعدار کے ہیں...... تو اے مسلمان! تیرا عنوان معنون تابعداری سے خالی نہیں ہونا چاہیے...... ورنہ تو کیسا مسلم ہے کہ تیرے معنون میں تابعداری رکھی ہوئی ہے ...... اور تو تابعدار نہیں ہے کامل تابعداری کرنے والا...... کامل حکم پر چلنے والا...... تو اے مسلم! تیرا عنوان معنون تابعداری کو چاہتا ہے۔

اسلام وعلم کے آثار

علم کا اثر قلب میں اور قلب سے جوارح (ہاتھ پاؤں) میں اثر امتیاز کا آنا چاہیے ...... من حیث المسلم اور من حیث المولوی جوارح میں سنجیدگی، متانت، وقار، قلب میں حلم، ایثار فتوت، توکل، قناعت وغیرہ صفات حسنہ قلبیہ، روحانیہ آنے چاہئیں ...... یہ فصل علم جوں جوں بڑھتی جائے گی فصل قلبی اخلاق حسنہ بڑھتے چلے جائیں گے۔

تقاضہ توحید

کلمہ طیبہ کو لا کے ساتھ شروع کر کے اشارہ فرما دیا ...... کہ اے مؤمن! تیرے اندر سب سے پہلے غیر اللہ کی نفی ہونا چاہیے ...... اثبات پھر دیکھا جائے گا تو لا نفی کو کہہ کر یہ مؤمن بھی غیر اللہ کے لیے نافی ہو گیا ...... قلب کے اندر بھی نفی اور زبان پر بھی نفی تو غیر اللہ کی طرف ذرہ برابر بھی مائل ہونا کیسا؟ یہ خلاف توحید ہے۔

مبتدی کیلئے احتیاط

مبتدی کو مختلف اہل حق کے پاس بیٹھنا بھی مضر ہے ...... پھر اہل باطل مبتدع وغیرہ کے پاس بیٹھنے کے کیا معنی؟ ...... ہاں اگر دونوں شیخوں کا مذاق ایک ہو تو اور بات ہے۔

بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں ...... جو دوسری جگہ ہیں اپنے شیخ کے یہاں نہیں ...... مثلاً وہاں کرامات ہیں ...... اپنے شیخ میں نہیں ...... وہاں شب بیداری ہے ...... نفل روزہ داری ہے یہاں نہیں ...... اب یہ مرید خیال کر رہا ہے کہ بجائے وہاں کے ...... یہاں بیعت ہو جاتا تو اچھا تھا بس تشویش آ گئی ...... نہ اِدھر کا رہا نہ اُدھر کا، بعض مشائخ صاحب توجہ ہوتے ہیں ...... یہ مرید توجہ میں جا کر بیٹھ گیا، قلب میں سرسراہٹ اور رونق آ گئی ...... اپنے شیخ کے یہاں برسوں بیٹھا ...... ان میں سے کچھ بھی نہ ہوا بس سمجھنے لگا یہاں تری ہے ...... شیخ میں خشکی ہے تشویش پیدا ہو گئی یہ اس کو مضر ہے ...... مگر یہ حکم مبتدی کے لیے ہے ...... لیکن اگر اعتقاد میں پختگی آ گئی ہے کہ کہیں بھی جاتا ہے ...... کیسا ہی دیکھتا ہے اپنے شیخ کی طرف سے ذرا اعتقاد میں فرق نہیں آتا ...... اس کو مختلف مشائخ کے یہاں جانا مضر نہیں ...... یہ سلوک کا مسئلہ ہے جس طرح فقہ کے مسائل ہیں ...... اسی طرح تصوف کے بھی مسائل ہیں (مجالس مسیح الامت حصہ سوم)

تحصیل علم کتابوں پر موقوف نہیں

مقصود و مطلوب علم کا حاصل کرنا ہے...... تحصیل علم مقید و مخصوص کتب کے ساتھ نہیں ہے...... حدیث میں طلب علم کا لفظ آیا ہے...... چنانچہ ارشاد ہے:

"اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْن" (کنز العمال ص ۱۳۸) "علم طلب کرو اگرچہ چین جیسے دور دراز ملک میں ہو۔"

دوسری حدیث میں ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ" (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۴) "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے۔"

ایک روایت میں "وَمُسْلِمَةٍ" بھی آیا ہے یعنی عورت پر بھی فرض ہے۔

جہاد کا مقصد رکاوٹوں کو دور کرنا ہے

جہاد عملی بمقابلہ کفار زبردستی ایمان لانے کے لیے نہیں ہے...... بلکہ وہ رکاوٹیں جو اشاعت و نشر اسلام کے لیے اور دین کی طرف آنے والوں کے لیے اغیار کی جانب سے پیش آتی رہتی ہیں...... ان رکاوٹوں کو دفع کرنا ان کو بجبر روکنا...... ان کا انسداد کرنا...... جہاد سے یہ مقصود ہے...... ورنہ جہاد کی ضرورت نہیں' جہاد میں اس کا انسداد ہے کہ جو مؤمن ہو چکے ہیں...... ان کو کیوں پریشان کرتے ہو؟...... کیوں تنگ کرتے ہو؟...... کیوں ذلت کے ساتھ پیش آتے ہو؟...... ان کی جان' مال...... عزت و آبرو کیوں وبال و مصیبت میں ڈالتے ہو...... اور جو ایمان کی طرف آنا چاہتے ہیں...... ان کے لیے کیوں رکاوٹ بظلم و جور کرتے ہو؟...... تم خود ایمان لاؤ یا نہ لاؤ کوئی جبر نہیں' تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کریں۔

تائید ظاہری بھی باعث تقویت ہے

تائید ظاہری سے بھی جب بحق شرع اس کا حصول ہو...... تو اس سے بھی تقویت ہوتی ہے...... کہ موسیٰ علیہ السلام کو جب حق تعالیٰ نے فرعون کی طرف بھیجنے کے لیے فرمایا......

"اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی" فرعون کے پاس (تبلیغ کے لیے) جاؤ...... تو موسیٰ علیہ

السلام نے کہا مجھے ڈر لگتا ہے...... فرعون بڑا سخت ہے مجھ سے ایک اس کی قوم کا آدمی بھی مارا گیا ہے...... کیا اچھا ہو کہ میرے گھر کا آدمی جس پر مجھے اعتماد کامل ہو...... جو کہ وہ میرا بھائی ہے جس کا نام ہارون ہے اس کو میری قوت بازو کے لیے ساتھ کر دیجئے...... ارشاد ہوا بہت اچھا ہم نے ان کو نبوت کی صفت کے ساتھ متصف کر کے تمہارے ساتھ کر دیا۔

علم دین کی اہمیت جہاد پر

جہاد نشر اسلام میں رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے مشروع ہوا ہے...... اور جہاد ایک اہم چیز ہے اس کو سب جانتے ہیں...... لیکن اس کے باوجود "علم دین" کی اس درجہ اہمیت ہے ...... کہ سب کو جہاد میں نکل جانے سے منع فرما دیا...... بلکہ حکم ہوا کہ علم دین سیکھنے کے لیے بھی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا چاہیے۔

علم دین کی اس درجہ اہمیت اس لیے بھی ہے کہ...... وہ موقوف علیہ جسمانی جہاد کا ہے ...... کہ اگر علم صحیح طور سے بحدود شرع نہیں ہے...... تو جہاد مرضی مولیٰ کے موافق نہیں ہو سکتا۔

تحصیل علم میں گہرائی کی ضرورت

سرسری علم کافی نہیں بلکہ گہرائی کے ساتھ تحصیل علم ہونا چاہیے...... صرف وسعت نظری پر اکتفاء نہیں...... بلکہ وسعت نظری کے ساتھ عمق نظری اور گہراؤ بھی ضروری ہے۔

حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ" (مشکوٰۃ۔ کتاب العلم ص ۳۴)

حدیث میں فقیہ فرمایا ہے محدث نہیں کہا یعنی جس میں دین کی باریک سمجھ بوجھ رکھی ہوئی ہے...... وہ ایک ہزار عابدوں سے شیطان پر بھاری ہے...... کیونکہ ایک ہزار عابدوں کو بہکانا تو آسان ہے...... ایک فقیہ کو بہکانا مشکل ہے...... شیطان اگر فقیہ ہوتا اس کو بہکاوٹ نفس کی طرف سے نہ آتی...... علم تو تھا مگر فقیہ نہ تھا اس لیے بہکاوٹ ہوئی...... نیز شیطان کا استاد نفس تھا...... اس میں حب جاہ تھا' اخلاق کی تصحیح نہیں ہوئی تھی...... صرف حصول علم تھا اس لیے بھی بہکاوٹ ہوئی۔

طلبہ کا دارالاقامہ میں قیام

طلبہ کا قیام بھی مدرسہ ہی میں رہنا چاہیے...... اگر ہو سکے تو رہائشی دارالاقامہ (بورڈ نگ) مدرسہ میں ہونا چاہیے...... اور کھانے کا انتظام بھی منجانب مدرسہ ہونا چاہیے...... پورے طریقہ سے طلبہ کا قیام وہیں رہے...... بلکہ اگر ہو سکے تو نظام مدرسہ کے تحت بستی کے طلبہ کا بھی دارالاقامہ میں ہی قیام رہنا چاہیے...... کہ تعلیم کی نگرانی اور اسباق کی پابندی وقت کے ساتھ وہاں رہ کر جو ہوگی گھر جا کر نہیں ہو سکتی...... پھر پڑھے ہوئے سبق کا تکرار جس پابندی کے ساتھ وہاں رہ کر ہوگا گھروں سے آ کر نہیں ہو سکتا...... کیونکہ مدرسہ میں تعلیمی نگرانی آسانی سے ہو سکے گی۔

طلبا سے شکایت

اصحاب صفہ طالب علم تھے ان کو پورا کھانا بھی نہیں ملتا تھا...... آج پورا ملنے پر بھی شکایت ہوتی ہے جو طلبہ کی شان سے ازبس بعید ہے۔

تعلیم کو تدریس کتب کے ساتھ کیوں مقید کیا گیا؟

حدیث میں "اطلبُوا العلم" فرمایا گیا ہے...... "اطلبوا الکتب" نہیں فرمایا مگر چونکہ انحطاط کا زمانہ ہے...... حافظے اور ذہن اور شوق کم ہوتا چلا گیا...... اس لیے تعلیم، تحصیل کتب کے ساتھ قائم کر دی گئی ورنہ تو پہلے حافظے ایسے تھے کہ...... کسی نے سو سو شعر کا قصیدہ پڑھا' دوسرے نے سن کر فوراً سنا دیا' اب حافظوں اور ذہنوں کا ایسا حال نہیں رہا...... لہٰذا وہ درس غیر کتابی...... کتاب میں آنا شروع ہو گیا...... اور اب درس کتب ہو گیا...... ورنہ اصل حفظ کے ذریعہ علم حاصل کرنا تھا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کون سی کتاب علم حاصل کرنے کے لیے سامنے رکھی تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم زبانی فرماتے رہتے تھے وہ سنتے رہتے تھے...... شوق تھا...... حافظے بھی اچھے تھے...... آپس میں تکرار بھی کرتے تھے...... ایک دوسرے سے پوچھتے بھی رہتے تھے...... الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اصل طریق زبانی تعلیم تھی...... اب چونکہ یہ طریق قائم نہیں ہو سکتا...... اس لیے علم کی تحصیل کے لیے کتب کا ہونا موقوف علیہ ہو گیا...... اور مدارس عربیہ دینیہ میں کتابوں کے ذریعے تعلیم دینے کا سلسلہ جاری ہے۔

تربیت اخلاق مقدم ہے

مدارس میں تعلیم کا التزام ہے...... درسی حیثیت سے اور خانقاہ کے اندر تربیت کا اہتمام ہے ...... اخلاقی حیثیت سے...... اور اخلاق مقدم ہیں...... تیرہ سالہ مکی زندگی میں تصحیح اخلاق کرائی گئی تھی...... اور اخلاق کی درستگی مشائخ کے یہاں خانقاہوں میں آئے...... بغیر ممکن نہیں ہے۔

تعلیم ذکر میں شیخ کی ضرورت

یوں تو قرآن پاک میں ہر وقت ذکر کرنے کا حکم ہے...... چنانچہ ارشاد ہے: "**فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ**" ...... اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے، لیٹے کرتے رہو...... لیکن شیخ ذکر ایک خاص ہیئت کذائیہ کے ساتھ تعلیم کرتا ہے...... ایک خاص مقدار سے تعلیم کرتا ہے...... پھر مقدار کا بھی اندازہ کر کے تعلیم کرتا ہے...... فرصت اور طاقت اور ہمت دیکھ کر شیخ ذکر کی تعلیم کرتا ہے ...... پھر وقت کی بھی تعیین کرتا ہے کسی کے لیے کوئی وقت مناسب ہے...... کسی کے لیے کوئی وقت مناسب ہے...... یہ خانقاہ کی تعلیم و تربیت ہے...... اور سب شریعت کے حدود کی باتیں ہیں۔

ذاکر حقیقی

ذکر مقصود یہ نہیں ہے کہ...... صرف زبان پر کلمہ شریف اور درود شریف اور تسبیحات ہوں...... بلکہ جو شخص جس وقت حکم الٰہی کے تحت مطیع بن کر کام کر رہا ہے...... تو وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی یاد ذہن میں رکھتا ہوا...... اس کے مطابق عمل کر رہا ہے اس لیے ذاکر ہے...... اگرچہ زبان پر ذکر نہیں ہے...... مان لو تھوڑی دیر کے لیے اس وقت دل میں اللہ کی یاد بھی نہیں ہے...... لیکن جو کام کر رہا ہے اس میں اللہ کے حکم کے تحت ہو کر کام کر رہا ہے...... تو ذاکر ہے بیوی کے پاس بحکم الٰہی جا رہا ہے...... وہ بھی ذاکر ہے گو اس وقت زبان پر ذکر نہیں ہے...... معلوم ہوا کہ ہر اطاعت کاملہ کرنے والا ذاکر ہے اصل چیز اطاعت ہے۔

نماز میں ذکر، مراقبہ، شغل تینوں کی تعلیم ہے

نماز کے اندر اللہ اکبر سے لے کر...... السلام علیکم و رحمۃ اللہ تک ذکر

ہے..... اور اللہ دیکھ رہا ہے اس کا دھیان یہ مراقبہ ہے..... اور نظر کو ہر رکن میں ایک خاص جگہ پر جمانا یہ شغل ہے تو نماز میں ذکر کی بھی تعلیم ہے..... مراقبہ کی بھی تعلیم ہے، شغل کی بھی تعلیم ہے، وہی تعلیم جامعیت کے ساتھ مکمل اور تمام خانقاہ میں شیخ کی طرف سے ہے..... یہ ہے وہ خانقاہ جس میں تعلیم بھی ہوتی ہے..... اور تربیت بھی ہوتی ہے۔

حقیقی طالب علم کی مبارک بے چینی

طالب علم تو طلب علم میں نکلا ہے..... علم کا ایسا تقاضا لے کر گھر سے چلا ہے کہ..... جب تک اس کو حاصل نہ کرے چین نہیں آتا..... نہ کسی سے دوستانہ تعلق ہے..... نہ کسی سے بیٹھ کر ادھر اُدھر کی لہو ولا یعنی باتیں و کلام و کام کرنا ہے..... سب کچھ چھوڑ..... چھاڑ کر علم کی طلب و تقاضا ہے کہ..... جب تک مطالعہ نہ کر لے..... وقت پر پابندی کے ساتھ درسگاہ نہ چلا جائے..... استاد کی تقریر غور سے نہ سن لے..... سننے کے بعد اس کو پھر دُہرا نہ لے..... اسے چین ہی نہیں پڑتا۔

حضوری حق کا طریق

تقویٰ کا اہتمام برابر کرتے رہنے اور ذکر کی تکثیر..... کے اندر لگے رہنے سے ذات باری تعالیٰ کی توفیق سے ایسا ہو جاتا ہے کہ..... اللہ کا تصور اور دھیان بالکل آسان ہو جاتا ہے..... عادت اللہ یہی ہے..... کہ جب سالک کی نظر سب سے ہٹ کر اس ذات کی طرف لگ جاتی ہے..... تو تصور و حضور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایمان کی بشاشت و حلاوت

جب بشاشت ایمان کے اندر آ جاتی ہے..... تو ایمان بڑھتا چلا جاتا ہے..... یہی بشاشت اور حلاوت ہے..... جس کو "الایمان یزید و ینقص" (ایمان بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے) میں بیان کیا جاتا ہے..... یہ کمی اور زیادتی اسی کیفیت ایمان میں ہوتی ہے..... ورنہ نفسِ ایمان..... وہ کمی و زیادتی کو قبول نہیں کرتا..... الحاصل سالک کو ضروری ہے کہ بشاشت و انشراح کو قائم رکھے کہ..... اس سے کام میں سہولت رہتی ہے..... جب یہ بشاشت ہے تو سالک..... غفلت کہاں ہے؟

ذکر کامل

ذات باری تعالیٰ کا مطالبہ ہر وقت ذکر کا ہے...... قلباً بھی...... لساناً بھی...... جسماً بھی...... قلباً یہ کہ دل میں یاد ہو...... اور لساناً یہ کہ زبان ذکر سے تر رہے...... اور جسماً یہ کہ طاعت کاملہ میں لگا ہوا ہو...... نیز کان، آنکھ وغیرہ یہ جسم کے اعضاء ہیں...... جب پورا جسم ذکر میں سرشار ہوگا تو آنکھ بھی ذکر وطاعت میں ہوگی...... کان بھی ذکر وطاعت میں ہوگا...... الغرض اس کا ہر عضو ذکر میں لگا ہوا ہوگا...... کوئی آن اس کی ذکر سے خالی نہ ہوگی۔

ذکر کی اعلیٰ صورت

یہ درجہ اولیٰ ہے کہ دل کے ذاکر ہونے کیساتھ...... زبان کو بھی اس کے ساتھ شامل ذکر میں رکھو کہ...... زبانی ذکر میں زبان کو حرکت ہے اور حرکت محسوس چیز ہے...... اِدھر زبان میں حرکت نہ ہوگی فوراً محسوس ہو جائے گا...... کہ حرکت نہیں ہے تو فوراً متنبہ ہو جائے گا...... اور ذکر لسانی شروع کر دے گا کیونکہ محسوس چیز سے جلد تنبہ ہو جاتا ہے...... الغرض اگر قلب میں ذکر ہے تو یہ مطلب نہیں کہ قالب (جسم) کو ذکر سے خالی رکھا جائے...... بلکہ افضل یہ ہے کہ دونوں کو جمع کیا جائے۔

ہر مطیع ذاکر ہے

ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہمہ وقت...... قلباً ولساناً وجسماً ذاکر رہنا ضروری ہے...... اگرچہ بعض وقت بظاہر ذکر نہیں ہوتا مگر جسم اس طرح طاعت میں لگا ہوا ہے کہ...... تمام اعضاء اپنے اپنے وقت پر میلان اور اغوا سے محفوظ رہتے ہیں...... ایسے مطیع کو ذاکر کہتے ہیں...... گو اس وقت زبان پر ذکر نہیں اور اس وقت دل میں یاد ذ دھیان بھی بالفرض نہیں...... لیکن اب بھی وہ ذاکر ہے...... جب یہ معنی اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں کہ "کُلُّ مطیع للّٰہ فھو ذاکر" (ہر اللہ کا مطیع ذاکر ہے) تو تفصیلات خود سمجھ میں آ جاتی ہیں۔

مستحب اہل اللہ کے نزدیک عملاً واجب ہے

مستحب پر اعتقاد وعلم تو استحباب کا ہی رکھے...... مگر عمل فرض کی طرح کرے...... آم

پرنظر کرتے ہوئے...... اسی لیے اہل اللہ جانتے ہیں کہ تہجد فرض نہیں ہے...... لیکن معاملہ اور عمل اس کے ساتھ فرض کی طرح کرتے ہیں...... اسی لیے ان کے یہاں اس کا ترک نہیں ہے...... ہاں اگر خاص عذر ہی پیش آ گیا...... اختیاری ضروری یا غیر اختیاری تو معذوری ہے یا ماز وری نہیں ہے...... یعنی گناہ نہیں ہے ماز وری وزر سے ہے...... جس کے معنی گناہ کے ہیں...... تو معذوری کے وقت کوئی گناہ نہیں ہے اس لیے کچھ رنجیدگی کی بات نہیں ہے۔

تہجد کی آسان صورت

متاخرین نے ہمارے ضعف کو خیال فرماتے ہوئے فرمادیا ہے...... کہ احتیاطاً تہجد عشاء کے وقت پڑھ لو کہ شاید آنکھ نہ کھلے اور ترک ہو جائے ...... اور طبیعت تشویش میں ہو جائے...... اس لیے تشویش سے خود کو بچانے کے لیے عشاء کے بعد ہی پڑھ لو...... احتیاطاً ادا کرلو...... اسے حفظ ماتقدم کہتے ہیں اور آج کل آخر رات میں جاگنے کا کیا اعتبار ہے...... غیر اختیاری نیند ہو جاتی ہے...... گھڑی بجتی ہے سننے میں نہیں آتی ...... اس لیے حفظ ماتقدم کے طور پر عشاء کے بعد پڑھ لو...... آنکھ کھلے تو اُٹھ کر آخر رات میں بھی ادا کرلو۔

مقام معرفت

سالک نے جب آمر کو پہچان لیا تو اس کی معرفت حاصل ہوگئی...... اب یہ سالک عارف باللہ ہو گیا...... اس کی نظر ہر مصلحت اور حکمت سے ہٹ گئی...... اب کوئی سوال کسی قسم کا بھی نہ حکمت کے اعتبار سے...... نہ مصلحت کے اعتبار سے...... نہ اجر کے اعتبار سے...... نہ ثواب کے اعتبار سے...... نہ بدل کے اعتبار سے نہ عوض کے اعتبار سے...... ساری ہی چیزیں نظر انداز ہو گئیں...... بس صرف امر کی ادائیگی رہ گئی...... یہاں تک کہ...... وہ ذات جس کے امر پر ہم تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں...... وہ ذات بھی ملے گی یا نہ ملے گی...... اس سے بھی قطع نظر ہو جاتا ہے...... پھر کسی اور چیز کے ملنے یا نہ ملنے پر کیا نظر؟...... اسی کو کہا گیا ہے کہ:

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے
پر تجھ کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

سالک کا کمال اطاعت

جس کو چار چیزیں دی گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دے دی گئی...... قلب شاکر...... زبان ذاکر...... جسم صابر...... اور بیوی ناظر...... جو اپنی بھی حفاظت کرتی ہے...... اور شوہر کے مال کی بھی نگرانی رکھتی ہے...... جسم صابر یہ کمال طاعت کا عنوان ہے...... کیونکہ جسم حریت چاہتا ہے اور طاعت و تعمیل حکم میں مقید ہو کر رہ گیا ہے...... یہاں تک کہ ذات باری تعالیٰ کا حکم جس کو شریعت کہتے ہیں...... اس کی طبیعت بن گئی اسی کو کمال طاعت کہتے ہیں۔

عابد و عارف کا فرق

ایک عابد ہوتا ہے...... اور ایک عارف ہوتا ہے...... عابد شوق عبادت میں ہوتا ہے اس کو عبادت کا چسکہ ہوتا ہے...... اس کی عادت کے خلاف جب ہوتا ہے...... افسوس کرتا ہے اور عارف اللہ کی مرضی پر نظر رکھتا ہے...... وہ رجوع الی اللہ کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے...... رجوع الی اللہ کا مطلب یہی ہے کہ...... ہر وقت ہر آن یہ دیکھے کہ آقا کی مرضی کیا ہے۔

اعمال ظاہرہ و باطنہ

دوام طاعت سے مراد اعمال ظاہرہ اور اعمال باطنہ کی پابندی ہے...... اور کثرت ذکر سے مراد کثرت سے زبان پر ذکر جاری رہنا ہے...... جب فرصت ملے فوراً ذکر شروع کر دیا جائے...... اور اعمال باطنہ سے مراد اخلاق رذیلہ کا ازالہ اور اخلاق حمیدہ کا رسوخ و ملکہ ہے...... اخلاق رذیلہ کا اصل میں تو امالہ ہے...... مگر وہ امالہ ازالہ ہی کے درجہ میں ہے...... جیسے قرأت میں جب امالہ کیا جاتا ہے تو اصل حرکت ختم ہی سی ہو جاتی ہے...... جیسے "مَجْرھا کو مَجْرِھا" پڑھتے ہیں...... تو زیر جو اصل حرکت ہے امالہ میں ختم ہی سی ہو جاتی ہے...... گو زبر کی کچھ بو باقی رہتی ہے اور اخلاق حمیدہ کا رسوخ بملکہ حاصل ہونا یہ مقصود ہے۔

ذاکرین کی اصلاح

بعض صاحبان یہ خیال کرتے ہوں گے کہ...... اس قلیل ذکر سے تو یہ اچھا ہے دو چار دن کہیں بیٹھ کر اچھی طرح ذکر کر لیں اور بالکل خاموش رہیں...... لیکن یہ کہاں کثرت ہے؟ یہ تو ایسا

ہے کہ دو چار دن بیٹھ کر خوب اچھی طرح کھالیا اور پھر تین چار دن کھانا چھوڑ دیا تو وہ کیا کثرت طعام ہوگا...... کچھ بھی نہ ہوگا اور ایک شخص قلیل، قلیل کھانا روز کھا رہا ہے تو اس سے وہ کثیر ہو رہا ہے یا قلیل؟...... ظاہر ہے کہ کثیر ہو رہا ہے اس سے صحت قائم رہے گی...... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مالدار صحابی تھے...... کسی نے پوچھا آپ اتنے بڑے مالدار کس طرح ہو گئے؟ فرمایا میں تجارت کے اندر اس کا خیال رکھتا ہوں کہ...... قرض نہ دیا جائے نقد دیتا ہوں اور نفع کم سے کم لیتا ہوں...... وہ تجارت ہی کیا ہوئی جس میں نفع نہ ہو مگر بنسبت دوسرے تاجروں کے نفع کم لیتا ہوں...... تو میری بکری زیادہ ہوتی ہے تو یہ نفع قلیل...... زیادہ بکری پر نفع کثیر ہو گیا۔

شیخ کو بھی مشورہ کی ضرورت ہے

یہ طریقت کا مسئلہ ہے کہ اپنے شیخ کا انتقال ہو گیا...... اور خود خلیفہ شیخ ہے، شیخ مرحوم کی طرف سے بیعت لینے کی اجازت ہے...... اس خلیفہ کو کوئی بات الجھن کی پیش آ گئی تو اپنے شیخ کا کلام سامنے ہو...... تو اس سے حل کرے لیکن اس کے باوجود حل نہ ہو...... مزید طمانیت کے لیے کسی سے مشورہ کی ضرورت ہو رہی ہے...... تو اپنے خلفاء میں سے کسی خلیفہ سے جس سے طبیعت مل گئی ہے...... بے تکلفی ہے یا پیر بھائیوں میں سے کسی پیر بھائی سے اس کو حل کرے...... اور اگر ان میں سے کوئی نہیں ہے...... تو کسی منتہی صاحب ذوق سے اس اُلجھن میں مشورہ کر لے...... مسئلہ ہے اور اسے مشورہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی...... کیونکہ رکاوٹ جاہ سے ہوتی ہے اور یہ خلیفہ جاہ کو پھونک چکا ہے...... فنا کر چکا ہے، اگر رکاوٹ ہے تو پھر خلیفہ اور شیخ کیسا؟

بیوی سے محبت معین ولایت ہے

بیوی کے ساتھ محبت باری تعالیٰ کے ساتھ محبت میں معین ہوگی...... تو پھر یہ عشق غیر اللہ کیسے ہوا؟...... ایسا شخص عفت مآب ہوگا جس کی دلیل یہ ہے کہ...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات باری تعالیٰ کا کس درجہ عشق تھا...... لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بھی عشق تھا باوجود اس عشق کے حقوق عدلیہ (برابری) سب کے ساتھ تھے...... حالت مرض وفات میں بھی باریک باتیں (حقوق کے

متعلق) پوری فرمائی جارہی ہیں...... لیکن آپ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا انتظار فرماتے ہیں...... جب بقیہ بیویوں کو اس کا علم ہوا کہ آپ عائشہ کی باری کا انتظار فرماتے ہیں' ہر ایک کی باری میں تشریف لانے میں آپ کو تکلیف ہوتی ہے تو...... سب نے اتفاق کر کے کہہ دیا کہ بس اب آپ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ہی رہا کیجئے...... تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عشق تھا تو بیوی کے ساتھ عشق دوام طاعت...... کے خلاف کیا ہوتا بلکہ دوام طاعت میں داخل ہے۔

ایمان کی زیادتی مطلوب ہے

اچھی چیز میں کون زیادتی نہیں چاہتا...... کاشتکار کاشت میں زیادتی چاہتا ہے...... زمین دار زمین میں زیادتی چاہتا ہے...... تاجر تجارت میں زیادتی چاہتا ہے...... تو اچھی چیز میں تو ہر ایک زیادتی چاہتا ہے...... تو اے مؤمنو! ایمان سے زیادہ اچھی چیز اور کون سی ہوگی...... پھر اس میں زیادتی کی طلب کیوں نہیں؟

ہر چیز کی زیادتی اسباب سے ہوتی ہے

ہر چیز کی زیادتی کے اسباب وذرائع ہوا کرتے ہیں...... کاشتکار کاشتکاری میں زیادتی چاہتا ہے...... تو زمین اچھی طرح جوتے گا' اچھا بیج وقت پر ڈالے گا' پانی وقت پر دے گا...... آندھی اولے سے حتی المقدور حفاظت رکھے گا...... اسی طرح زمیندار روپیہ' پیسہ سے زمین خریدے گا...... جب اس میں زیادتی ہوگی...... اسی طرح سے تاجر اچھا مال وقت پر سستا خریدے اور وقت پر اچھے داموں میں بیچے...... تب زیادتی ہوگی یا خود بخود ہی زیادتی ہوجائے گی...... اسی طرح اے مؤمنو! تمہارے پاس جو ایمان ہے...... اس میں زیادتی جو تم چاہتے ہو تو اس کی یہ شکل کے سوا کوئی نہیں کہ طاعت اور ذکر میں لگ جاؤ۔

مقام مدرسین مخلصین

اخلاص کے ساتھ...... قناعت کے ساتھ...... بلا حرص وطمع ولالچ مال جو مدرس دین کی تعلیم دیتا ہے...... اگرچہ میزان الصرف ہی کی سہی جو کہ بنیاد ہے...... بخاری شریف کے

لیے' وہ مدرس اس میزان کے درس و تدریس کے وقت طاعت اور توجہ الی اللہ میں ہی ہے...... اگرچہ "فَعَلَ فَعَلَ" کی گردان کررہا ہے...... یا گردان سن رہا ہے۔

سالک کو مسائل سلوک کی اشد ضرورت ہے

جیسے آپ کے فقہ کے مسائل ہوتے ہیں...... اسی طرح سلوک کے بھی مسائل ہیں ...... نماز پڑھنے والوں کو نماز کے مسئلوں کے جاننے کی نہایت ضرورت ہے...... تو ایسے ہی باطنی تزکیہ کی عبادت وطاعت میں لگنے والے کو بھی ان مسائل تزکیہ کی ضرورت ہے...... اور اہم ضرورت ہے اور جو نہ نماز پڑھے نہ قضاء کرے...... اس کو نماز کے مسئلوں کی کیا ضرورت پڑے گی؟...... تو ایسے ہی جو تزکیہ' تصفیہ' تخلیہ' تجلیہ کے ساتھ اصلاح نفس کی طرف نہ لگے ...... اس کو مسائل سلوک کی کیا ضرورت ہے؟

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آ گئی...... حضرت والا سناتے تھے کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر میں فرماتے تھے کہ...... اب جا کے اتنا ہوا ہے کہ نماز کے مسئلہ کے لیے کسی کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی...... اس سے اندازہ کرلیجئے کہ اتنی مدت میں جا کر نماز کے مسئلوں میں یہ حال ہوا ہے کہ...... کتاب دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی...... اس میں بتلایا کہ دوسری عبادتی چیزوں میں چاہے...... وہ من حیث العبادات ہوں یا من حیث المعاملات ہوں...... ان میں کتاب دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ایک دیندار خاتون کا سوال

ایک عورت نے مسئلہ معلوم کرایا ہے کہ...... میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے' بعض غیر محرم مرد اجازت لے کر اندر نہیں آتے بس ذرا کھانسے اور اندر چلے آئے' معتدہ کی ان پر نظر پڑ گئی تو ...... مسئلہ معلوم کرایا ہے کہ ان پر نظر پڑنے سے میری عدت تو نہیں ٹوٹ گئی...... زمانہ جہالت کی بعض باتیں ایسی ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہیں...... بڑی مشکل سے نکلتی ہیں...... تو دیکھئے اس عورت کو ضرورت پڑی تو اس نے مسئلہ معلوم کرایا...... جواب یہ ہے کہ وہ تو پیشاب کو باہر نکلے

گی...... روٹی پکانے کے لیے نکلے گی' اگر گھر میں کوئی نہیں ہے...... اور اگر کوئی ہو بھی تو اس کو تکلیف وغیرہ ہونے کی وجہ سے ضرورت پڑ جاوے...... تو گھر کا جو آخری دروازہ باہر نکلنے کا ہے اس سے باہر نہ جاوے...... اور گھر میں چاہے کوئی نظر آ جاوے...... تو اس سے عدت نہیں ٹوٹتی' رہا پردہ تو جس سے پردہ ہے...... ہر وقت پردہ ہے چاہے عدت میں ہو یا نہ ہو۔

مجلس شیخ کیا ہے؟

مجلس شیخ یہ سالکوں کے لیے مجلس علمیہ سلوکیہ ہوتی ہے...... مجلس علم تزکیہ ہوتی ہے اس میں صرف ذکر کی تعلیم نہیں ہوتی بلکہ علم ذکری کے لیے ہوتی ہے...... یعنی آثار ذکر کے ظہور پر جن علموں کی ضرورت ہوتی ہے...... ان علموں کے بیان کے لیے مجلس ہوتی ہے اسی طرح دوام طاعت مع الذکر پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں...... ان کے علم کے لیے مجلس ہوتی ہے تعلیم تسبیح و ذکر کے لیے مجلس نہیں ہوتی۔

ایمان میں زیادتی اور اس کے اسباب

جب کلمہ کا تقاضا تقویٰ آ جاتا ہے تو...... حق تعالیٰ مؤمن متقی کے دل میں سکینہ' تحمل پیدا فرما دیتے ہیں تاکہ...... اس ایمان میں جو اس وقت موجود ہے زیادتی ہو جاوے...... معلوم ہوا کہ ایمان میں زیادتی ہوتی ہے...... اس کا طریقہ اس کے اسباب وسائل و ذرائع دوام طاعت اور کثرت ذکر ہے۔

تعلیم سلوک

حق تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ...... اللہ تعالیٰ مؤمنین کے دل میں سکینہ پیدا فرما دیتے ہیں...... اس سے معلوم ہوا کہ ہر مؤمن کے دل میں تحمل کا ہونا ضروری ہے...... جس کا دوسرا نام وقار بھی ہے یعنی دوسروں کی طرف سے خلاف طبیعت پیش آنے پر یا پیش آتے رہنے...... پر سکینہ ہونا چاہیے تحمل ہونا چاہیے' وقار سے باہر نہ نکل جائیں...... تیزی آواز کے اندر' تیزی کلام کے اندر' تیزی الفاظ کے اندر نہ آنے پاوے...... اس کڑوی چیز کو میٹھا گھونٹ سمجھ کر پی جائے اور میٹھا گھونٹ بنا کر کب پئے گا...... جبکہ سلوک کی چیز اندر دبی ہوئی ہوگی...... تزکیہ نفس باطنی

دل میں خوب بیٹھا ہوا جما ہوا ہوگا...... جو چیز اندر بیٹھی ہوئی ہے اس کا خیال آ گیا...... اس جمی ہوئی چیز کا تصور آ گیا...... وہ جمی ہوئی چیز یاد آ گئی' اس اندر کی چیز نے کڑوی چیز کو میٹھا کر کے پلا دیا...... وہ چیز کیا ہے جو اندر بیٹھی ہے وہ ہے رضا اس رضاء نے تمام تلخیوں کو میٹھا بنا دیا۔

سلوک کی برکات

اس سلوک کے حاصل کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے...... اگر ایک ساتھ نہیں ہوتو تدریجاً (آہستہ آہستہ) چونکہ فکر میں لگا ہوا ہے...... اثر آتا چلا گیا تدریجاً یہ حال ہو گیا کہ...... اگر کسی نے گالی دے دی افسوس نہیں ہوتا...... اگر ہوا تو آن' فان' اِدھر آیا اُدھر گیا...... اس تاثر (افسوس) کو لے کر نہیں بیٹھ گیا...... اگر کسی نے مکا مار دیا تو پیچھے گھوم کر بھی نہیں دیکھا کہ کس نے مارا...... وہ تو تزکیہ میں لگا ہوا ہے اس درجہ پر کہ کڑوی چیز کو...... کڑوے کلام کو میٹھا کلام کر کے پی لیا۔

اہل حق پر اعتراض کرنا باعث عتاب ہے

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ...... کے زمانہ میں کسی نے سوال کیا تھا کہ ...... کوّا حلال ہے یا نہیں؟...... تو آپ نے جواب دیا کہ حلال ہے...... نہ کھانا الگ بات ہے ...... یہ میں کہہ رہا ہوں اس وقت ایک اچھے خاصے بزرگ تھے...... ان کو جب یہ بات پہنچی تو فرمایا کہ...... اچھا کل کو چیل کو بھی کہہ دینا کہ حلال ہے اس کہنے پر ان بزرگ کی نسبت میں فرق آ گیا ...... ان کے اندر وہ ذوق وشوق' ذائقہ وحلاوت قلب کے اندر نہیں رہی جو پہلے تھی...... انہوں نے کسی اور بزرگ سے اپنی یہ حالت ذکر کی کہ میری ایسی حالت ہو گئی...... ان بزرگ نے فرمایا کہیں ایسا تو نہیں کہ تم نے کسی کے ساتھ بے ادبی کی بات کی ہو...... پہلے بزرگ نے فرمایا کہ مجھے تو یاد نہیں دوسرے بزرگ نے فرمایا اچھا تو سوچ لینا...... سوچنے پر مذکورہ واقعہ یاد آ گیا اور عرض کیا کہ ...... سوچنے پر مجھے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ یاد آیا...... ایسا ہوا تھا...... دوسرے بزرگ نے فرمایا معافی مانگ لو تو چونکہ وہ بیچارے خود بھی نیک آدمی تھے...... سچے تھے طالب تھے معافی مانگی...... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا...... یہ کوئی بات نہیں معاف ہے' معاف فرماتے ہی نسبت کا اثر لوٹ آیا...... باادب بانصیب...... بے ادب بے نصیب۔

بشر اور بے شر

غلطی انسان سے ہوتی ہے...... بشر ہے غلطی ہو ہی جاتی ہے مگر اصلاح کا طالب اور اصلاح کی طرف اقدام تو اسی لیے تھا کہ...... اخلاص کے ساتھ' صدق کے ساتھ' فکر کے ساتھ' آخرت کے عقیدہ کے استحضار کے ساتھ...... آہستہ آہستہ میں بشر ہو کر بے شر ہو جاؤں...... تو بشر ہو کر پھر شر کے اندر لگا رہنا...... اصرار کے ساتھ یہ کس طرح درست ہے؟

طلباء وعلماء سے شکایت

فروع تو تعمیل کے لیے ہیں...... عمل میں لانے کے لیے دلائل نہیں ہوتے...... عمل تو بلا دلیل یوں ہی کیا جاتا ہے...... جب قطعی طور پر پانچ وقت کی نماز کا فرض ہونا جس طرح سے بھی پہنچا مان لیا تو پھر اب سوال کیسا؟...... جب مان لیا تو مان لینے کے معنی ہیں عمل میں لانا' تسلیم کرنا' سر جھکا ہوا ہے عمل کرنے کے لیے...... الاسلام گردن نہادن بطاعت...... اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری کے لیے گردن رکھ دینا' جب اس درجہ کا اعتقاد وعقیدہ ہو جائے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ...... یہ اصلاح میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟...... کیا بات ہے کہ اخلاق میں کمزوری سے کمزوری کیوں چلی جا رہی ہے...... پختگی سے پختگی کیوں نہیں آتی جا رہی ہے...... اب تک حسد کا مرض ہی نہیں نکلا...... اب تک تکبر ہی نہیں گیا...... واہ رے طالب اصلاح' واہ رے طالب علم...... ابھی تک پانچوں وقت کی نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھنے کا شوق نہیں ہوا...... واہ طالب علم...... واہ شاباش' یہ بات تمہاری پیٹھ ٹھوکنے کی ہے...... شاباش' شاباش دیکھو کیسا اچھا علم پڑھا ہے...... یہ بھی پڑھ لیا "وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوْا" (ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق درجات ملیں گے) پھر مشکوٰۃ شریف بھی پڑھ لی...... اس کے بعد دس کتابیں دورہ حدیث شریف کی بھی پڑھ لیں...... اب تک پنج وقتہ نماز کا باہتمام تکبیر اولیٰ پابند نہیں ہوا' سردیوں میں سردی لگنے کا ہیر پھیر ہے...... اس لیے تاویلیں کرتا ہے۔

علم یقینی سے عمل مختلف نہیں ہوتا

کسی چیز کا علم یقینی ہونے کے بعد...... عمل کے ترک کا سوال پیدا نہیں ہوتا...... اسی

طرح بعلم مضرت یقینی اس عمل کے کرنے کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا...... دیکھو دھار دار آلہ کے انگلی پر چلانے سے یقین کٹنے کا ہے...... حالانکہ یہ احتمال بھی ہے کہ نہ کٹے لیکن کٹنے کا ایسا یقین ہے کہ نہ کٹنے کا احتمال ذہن میں نہیں آتا...... اسی طرح اس دھار دار آلہ کو انگلی پر نہیں چلاتا...... ہاں اندھا ہی ہو تو دوسری بات ہے اسی طرح جس قدر...... شریعت میں ممنوع چیزیں ہیں چاہے بڑے ہوں یا...... چھوٹے وہ مضرتی (نقصان دہ) ہیں خواہ زیادہ مضرت ہو یا کم، سب سے بچنا ضروری ہے...... کیونکہ چھوٹی مضرت ہو ہو کر بڑی مضرت ہو جاتی ہے ...... پھر ان گناہ کی چیزوں کے پاس قصداً بار بار جانے کا کیا سوال ہے؟

نوافل محبت الٰہی میں ترقی کا ذریعہ

عشق مؤمن کی فطرت ہے...... زیادتی کا طالب ہونا چاہیے اسی لیے فرائض کے ساتھ نوافل رکھ دیئے کہ...... طلوع و غروب و زوال کے علاوہ نوافل کی بھی اجازت ہے کہ ...... اے عاشق! جب تیرا جی چاہے...... جب تیرا ذوق چاہے تو اپنا ذوق طلب زیادت نوافل سے پورا کرلے...... یہ عاشقوں کی پرواز ہے تو جو مؤمن بھی اپنے اپنے اوقات میں پنجگانہ نماز پر ماشاء اللہ پابندی کے ساتھ چل رہے ہیں...... وہ سارے کے سارے سلوک طے کر رہے ہیں...... اور سالک ہیں اور جو اس کے ساتھ نوافل کے درپہ ہو رہے ہیں...... تو وہ سلوک کے ساتھ جذب میں ہیں...... سالک کے ساتھ مجذوب بھی ہیں...... یعنی سالک عاشق ہیں وہ درجہ عشق میں ہیں...... جبکہ مجذوب درجہ تعشق میں ہیں کہ پنجگانہ ہی پر قناعت نہیں کرتے...... بلکہ آگے اور خدمت کو بھی جی چاہ رہا ہے۔

عذر میں رخصت پر عمل

رخصت ایک نعمت ہے اور شریف الطبع کی طبیعت میں ذات باری تعالیٰ کی اشد محبت ہے...... تو رخصت کی نعمت استعمال کرنے پر محبت اور بڑھتی چلی جائے گی...... یہ سوچے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مصالح...... کی کیسی رعایت فرمائی ہے...... لیکن یہ رخصت ضرورت کے وقت ہے، کاہلی یا سستی سے نہیں...... کیونکہ طالب صادق کے اندر تساہل سستی، کاہلی کیسی؟

اگر کاہلی سستی ہے تو...... طالب صادق نہیں جھوٹا ہے ورنہ یہ سستی مانع کیسی؟ یہ تساہل مانع کیسا؟ ہاں واقعی علالت' واقعی ضعف ہو تو...... انہوں نے خود ہی رعایت فرمادی بلکہ ایسے ضعف وعلالت کی صورت میں رخصت پر عمل نہ کرے...... تو اظہار ناراضگی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: "من شاق شاق اللّٰه عليه"...... (جس نے اپنے کو جان بوجھ کر مشقت میں ڈالا ...... اللہ تعالیٰ اس پر اور مشقت ڈال دیں گے) اپنے اوپر جان کر شدت مت کرو ایسا کرو گے ...... تو تم تھک کر بیٹھ جاؤ گے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) تو خود ہی ...... عاشق کے عشق کو دیکھ کر رحم وکرم فرماتے ہیں...... رعایت فرماتے ہیں...... ہاں عشق کا ظہور اخلاص وصدق کے ساتھ۔

مؤمن بندہ سے عشق باری تعالیٰ کا مطالبہ

حق تعالیٰ فرمارہے ہیں:...... "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" (مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے اشد محبت ہے) اور اشد محبت کا نام عشق نہیں ہے...... تو اور کیا ہے تو مؤمن کو ذات باری تعالیٰ عاشق ہونے کی سند دے کر مسند عشق پر بٹھا رہے ہیں...... اب مسند کی لاج رکھنا موت کے وقت تک یہ بہت مشکل ہے...... تسبیح پڑھنا بہت آسان ہے...... اشراق پڑھنا آسان ہے' تہجد پڑھنا آسان ہے حالانکہ اصل یہ ہے کہ...... اے مؤمن اپنے عاشق ہونے کا ثبوت دے جس کو دیکھو معمولی وظیفہ کو لکھ رہا ہے...... اور حق تعالیٰ مربی حقیقی فرمارہے ہیں کہ تو اپنے عاشق ہونے کا ثبوت دے' عشق اختیار کر...... حق تعالیٰ فرمارہے کہ میرے عشاق بن کر رہو پھر کسی حکم کی تعمیل میں حکمت وغیرہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... اس طرح ممنوع چیزوں سے پرہیز میں بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا...... غذا کھائیں اور ساتھ ہی کوئی ایسی چیز کھالیں جو غذا کو نقصان دے کیا یہ ٹھیک ہے...... دوا کھائیں اور دوا کے ساتھ کوئی ایسی چیز کھالیں...... جو دوا کی خاصیت اور اثر کے زور کو دور کردے یا زائل کردے تو کیا یہ ٹھیک ہے؟...... کوئی عقلمند اسے ٹھیک نہیں کہے گا۔

گناہ طاعت کے اثر کو کمزور کردیتے ہیں

قوت جسم کے لیے غذا جسمانی کا کھانا اور مضر چیزوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے

......ایسے ہی قوت روح کے لیے اعمال صالحہ کا بجالانا اور تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے پرہیز ضروری ہے...... ظاہراً و باطناً' مامور بہا نماز کو بھی ادا کیا اور منہی عنہا حسد کو بھی کیا...... اب حسد...... مامور بہا نماز کا جو اثر ہے...... اس کو اندر ہی اندر کمزور کر رہا ہے...... اندر ہی اندر جھلسا رہا ہے...... اسی طرح رکوع' سجدہ...... جھک کر قدموں پر سر رکھ کر اظہار محبت سے روح میں جو اثر ہوا تھا...... مسجد سے باہر نکل کر کسی رنگین (خوبصورت) شکل پر نظر پڑی...... اس کو دیکھ رہا ہے...... تو اس طرح دیکھنے نے' اس بد پرہیزی نے قلب کے اندر کسر نفس کے ساتھ جو انکسار و محبت کی شدت کا اثر ہوا تھا...... اس کو مضمحل کر دیا وہ اثر کمزور ہو گیا۔ یہ ایک مثال دی ہے...... اسی پر تمام اخلاق رذیلہ تکبر وغیرہ کو قیاس کر لیجیے۔

گناہوں پر اصرار کیسا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ...... میں غیور ہوں...... غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ تو انتہائی غیور ہیں...... لامتناہی غیور ہیں...... تو یہ تمام گناہ جن سے بچنے کا حکم دیا ہے یہ من حیث الغیور ہیں کہ جب گناہوں کا بندہ سے ارتکاب ہوتا ہے...... تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور جب ذات حق کو غیرت آتی ہے...... تو اے سالک تجھ کو کتنی غیرت آنا چاہیے کہ یہ گناہ تو غیر ہے' بھلا اس غیر کا صدور کیوں ہو گیا...... غیرت آنا چاہیے اور اگر بتقاضاء بشریت کبھی شر ہو گیا...... ہو گیا لیکن یہ بار بار شر کے اندر اصرار کرنا کیسا؟...... کیونکہ تیرا اقدام تو قلب میں ذات حق کے ساتھ انابت اور رجوع قائم کرنے کا تھا...... پھر بار بار اس کے خلاف کرنا جائے تعجب ہے۔

اصلاح میں دیر کیسی؟

اگر کسی کو منزل پر پہنچنا ہے اور راستہ معلوم نہیں تو جگہ جگہ پوچھتا چلا جاتا ہے ...... تاکہ منزل تک پہنچ جائے...... اسی طرح طالب حق کو منزل پر پہنچنے کی طلب ہوتی تو پوچھتا...... بندوں کے حقوق کا کچھ خیال نہیں' کسی کا قرضہ ہے نہ ادا کرتا ہے نہ معافی مانگتا ہے...... کسی کے ساتھ کچھ کلام کرنے میں غلطی ہوئی' معافی نہیں مانگتا...... حالانکہ جانتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے...... میں نے اس طرح کلام کیا کہ دوسرے کا دل دکھ

گیا...... لیکن معافی نہیں مانگتا...... تو نہ آنکھ قابو میں آرہی ہے نہ زبان...... نہ کان قابو میں آرہے ہیں...... نہ دل اور نہ پیر قابو میں آرہے ہیں کہ...... جہاں چاہا اُٹھ کر چل دیا نہ ہاتھ قابو میں آرہے ہیں کہ ہاتھ اُٹھا کر مارنے کا ارادہ کررہا ہے...... یہ موٹی' موٹی باتیں ہیں...... یہ تو اچھا طالب ہے...... آخر دیر کیوں ہوتی چلی جارہی ہے...... اگر نیت واقعی خالص...... فکر آخرت اور بصدق اصلاح کی تھی تو دیر لگنے کی کوئی بات نہیں۔

اسلاف کی حالت

پہلے اکابر کی نظر اعمال پر تھی...... اس لیے سفر و حضر یکساں تھا...... گھر اور باہر یکساں تھا...... معمولات...... گھر پر اور مہمان بننے پر یکساں تھے...... البتہ عذر کی حالت کے احکام بھی جدا ہیں...... تو ان حضرات کے اعمال حالت عذر کو چھوڑ کر سفر و حضر میں یکساں تھے۔

استقامت کی برکات

استقامت' مضبوطی' جماؤ کا اثر کہ...... فرشتوں کے ذریعے سے رنج و غم دور کیا جاتا ہے...... جب یہ استقامت حاصل ہو جاتی ہے تو...... حضر میں بھی' سفر میں بھی' گھر میں بھی' مہمان داری میں بھی...... خوشنودی میں بھی...... رنجیدگی میں بھی' فراخدستی میں بھی...... تنگدستی میں بھی...... صحت میں بھی...... علالت میں بھی معمولات پر جمار ہتا ہے۔

اصلاح میں تاخیر کی وجہ

اس زمانہ میں اصلاح میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟...... جواب نکل آیا کہ وجہ تاخیر یہ ہے کہ پیر بنانے کے بعد جو دیکھ بھال کر بنایا جاتا ہے...... دو پیر بنا رکھے ہیں...... ایک وہ جس کو پیر بنایا ہے اور ایک خود پیر ہے...... خود اپنا شیخ ہے کہ جو بات اپنی مرضی کے موافق تھی وہ تو مان لی اور مرضی کے موافق نہ تھی وہ نہیں مانی تو دو شیخ ہو گئے...... اگر ایک بیوی کے دو خاوند ہو جائیں تو بیوی کی جان تباہی میں آجائے گی...... کبھی وہ بلا رہا ہے' کبھی وہ بلا رہا ہے...... یہ بیوی میں شرک ہو گیا...... اسی طرح ایک مرید کے دو پیر...... کبھی پیر کی بات مانتا ہے کبھی اپنی مانتا ہے...... یہ تو ویسی مثال ہو گئی: "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ"

(کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو) یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟...... تعجب کی بات ہے کہ اصلاح کا طالب بھی ہے اور اپنی چلاتا ہے۔

توحید خالص

آج جو اصلاح کے اندر دیر ہوتی چلی جارہی ہے...... اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ شیخ کی رائے کے آگے اپنی رائے چلاتا ہے...... دوسری وجہ یہ ہے کہ اپنی سعی پر نظر ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر باوجود نبی ہونے کے اپنی سعی پر نہیں...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ھٰذا الجهد وعليك التكلان"...... یہ میری کوشش ہے اور بھروسہ آپ ہی پر ہے...... تو سالک کی نظر سعی پر ہرگز نہ ہونا چاہیے...... یہ بھی شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے...... حاصل یہ نکلا کہ بس حکم کی تعمیل پر نظر رہے اور دعاء مسلسل کرتا رہے...... اپنے عمل پر نظر نہ ہو...... نظر صرف اللہ کی ذات پر ہو...... توحید خالص یہی ہے۔

اہل دنیا اور اہل دین

فرمایا کہ آج کل طبیعتوں میں فساد اس درجہ آ گیا ہے کہ...... علو اور بلندی کو پستی اور سفل اور پستی کو بلندی سمجھا جاتا ہے...... دیکھئے اہل دنیا اپنی دنیا کو اس میں لگے کھپے رہنے کو بلندی اور عمدگی کی چیز سمجھتے ہیں اور اہل دین کو جو بظاہر ٹوٹے حال میں رہتے ہیں...... ان کو پست اور حقیر سمجھتے ہیں...... یہ فسادِ طبیعت و مذاق کی بات ہے...... جیسے اگر کسی کو سانپ کاٹ لے تو اس کو نیم کے پتہ کڑوے معلوم نہیں ہوتے ہیں...... تو یہ فساد مذاق کی بات ہے...... کہ کڑوی چیز میٹھی معلوم ہورہی ہے اور جس پر صفرا کا غلبہ ہو جاتا ہے...... اس کو میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے...... اسی طرح اہل دنیا پر چونکہ دنیا کے صفرے کا زہر چڑھا ہوا ہے...... وہ دنیا کو میٹھا اور دین کو کڑوا سمجھتے ہیں...... حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

دین کے فیوض و برکات

دنیا خوبی اور کمال کی چیز نہیں ہے...... بلکہ نقص اور زوال کی چیز ہے۔ برخلاف اس کے دین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے دنیا میں بھی کام دینے والا ہے...... اور آخرت میں بھی ساتھ

رہے گا۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ...... جب مردہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو کبھی عذاب اس کے داہنی جانب سے آئے گا...... تو نماز آڑے آ جائے گی، کبھی بائیں جانب سے آئے گا تو روزہ آ جائے گا کبھی سر کی طرف سے عذاب آئے گا...... کوئی اور دینی بات آڑ بن جائے گی...... تو دیکھئے آنکھیں بند ہوتے ہی دنیا اور مافیہا تو یہیں رہ گیا...... کچھ بھی کام نہ آیا اگر آیا تو دین کام آیا...... پھر جنت میں پہنچ کر ہر قسم کی غیر فانی نعمتیں ہوں گی...... اور دنیا میں بھی دین کی برکت سے عزت وعظمت حاصل ہوتی ہے...... دیکھئے بزرگ اور عالم دین حضرات کے پاس دین کے سوا اور کیا ہے ......اس کے باوجود بڑے بڑے رؤسا...... امراء...... سلاطین ان کے پاس آ کر سر جھکاتے ہیں...... دیکھ لیجئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت حیات بھی نہیں ہیں ...... بلکہ زیر زمین ہیں مگر بڑے بڑے امراء...... رؤسا ان کے در پر جا کر سر جھکاتے ہیں...... یہ الگ بات ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا ناجائز ہے...... مگر اس وقت جواز و ناجواز سے بحث نہیں ہے...... مقصد یہ ہے کہ ان کو یہ مقام کس چیز سے حاصل ہوا ہے...... صرف دین کی پابندی سے حاصل ہوا ہے۔

ایک انگریز سیاح عرس کے زمانہ میں اجمیر شریف ...... کی سیر کرتا ہوا گیا...... سیر و سیاح سے فارغ ہو کر جب لندن پہنچا اور اپنا سفر نامہ لکھا ...... تو اس میں لکھتا ہے کہ میں نے ایک مردہ کو دیکھا کہ...... پورے ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے۔ (مجالس مسیح الامت قسط اول)

یادگار باتیں

مُحی السنة

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی شخصیت کا تعارف مؤرخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے الفاظ میں سنئے فرماتے ہیں "حکیم الامت کی تعلیم وتربیت...... تصنیف وتالیف...... وعظ وتبلیغ کی بدولت عقائد حقہ کی تبلیغ ہوئی...... مسائل صحیحہ کی اشاعت ہوئی دینی تعلیم کا بندوبست ہوا...... رسوم وبدعات کا قلع قمع ہوا...... سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء ہوا...... غافل چونکے...... سوتے جاگے...... بھولوں کو یاد آئی...... بے تعلقوں کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سینے گرمائے...... اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے دل روشن ہوئے...... اور وہ فن جو جو ہر سے خالی ہو چکا تھا...... پھر سے حضرت شبلی وجنید وبسطامی وجیلانی سہروردی وسرہندی بزرگوں کے خزانوں سے معمور ہو گیا" رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

حکیم الامت کی یہ مجددانہ شان تھی...... کہ زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح فرما کر ہزاروں نفوس کی زندگیوں کو تابناک بنا دیا...... قرآن حدیث فقہ وافتاء اور تمام اسلامی علوم پر گراں قدر تصانیف کے علاوہ آپکی خاص تجدیدی شان یہ تھی...... کہ علماء صلحاء کی کثیر تعداد کا آپ سے باضابطہ رابطہ تو تھا...... ہی اس کے علاوہ آپ کے خلفاء اور صحبت یافتگان کی فہرست دیکھی جائے...... تو آپکی مجددانہ شان یوں ظاہر ہوتی ہے...... کہ پروفیسر ڈاکٹر' وکیل' انجینئر' صحافی...... ادیب...... سکالر غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ سے منسلک حضرات آپکے دست حق پرست پر بیعت ہو کر کامل مسلمان بنے...... اور اپنے ظاہر وباطن کو سنوار کر دنیا وآخرت کی منازل میں سرخروئی حاصل کی...... انہی حضرات خلفاء کو دیکھ کسی صاحب دل نے کہا تھا

وہ دریا کیسا ہوگا...... جس کے یہ قطرے سمندر ہیں

برصغیر پاک وہند میں خانقاہ...... دینی مدارس اور شرعی حدود کی پاسدار طریقت کے ذریعے حکیم الامت کا جو فیض پھیلا...... اور تادم تحریر جاری وساری ہے...... اور ان شاء اللہ تا

قیامت جاری رہے گا...... اس سے کسی منصف مزاج شخص کو انکار کی گنجائش نہیں...... پاک وہند کے تمام کامیاب دینی مدارس...... حضرت کے خلفاء یا خلفاء کے خلفاء کی سرپرستی میں فروغ دین کیلئے سرگرم عمل ہیں...... پاکستان میں دارالعلوم اور جامعہ بنوریہ اور جامعۃ الرشید کراچی...... جامعہ اشرفیہ لاہور...... خیر المدارس ملتان...... جامعہ امدادیہ فیصل آباد وغیرہ اپنے تمام تر فیوض وانوار کے ساتھ...... اس پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

مولانا ابرارالحق کے والد ماجد مولانا محمود الحق بھی ...... حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مجاز صحبت تھے...... جو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے ''حقی'' کہلاتے تھے...... مولانا محمود الحق نے اپنے ایک صاحبزادے کو عصری تعلیم دلوائی...... جو وکیل بنے جبکہ مولانا ابرارالحق کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخلہ دلوادیا جو عالم دین بنے...... دونوں صاحبزادے بحمد اللہ دینی گھرانے میں شعور کی آنکھ کھولنے اور مصلح ومربی والد کی آغوش تربیت میں پرورش پانے کی وجہ...... سے نہایت فرمانبردار...... سعادت مند اور طاعت شعار تھے...... مگر الگ الگ درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ...... سے ان درسگاہوں کے مزاج و ماحول نے دونوں کی طبیعتوں پر الگ الگ اثرات ڈالے...... مولانا محمود الحق حقی جب کبھی سفر سے گھر لوٹتے تو وکیل صاحب پہلے اپنے ملازم کو بھیجتے تھے...... وہ خیر وعافیت دریافت کرکے وکیل صاحب کو اطلاع دیتا...... پھر وہ حاضر ہوتے...... جبکہ مولانا ابرارالحق والد مکرم کی تشریف آوری سے پہلے آتے...... اور والد مکرم کے جوتے اپنے ہاتھ سے اتارتے۔

سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

حضرت مولانا ابرارالحق کو...... حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے فطری صالحیت وصلاحیت کی بنا پر کم عمری (تقریباً ۲۱ سال کی عمر) ہی میں خلافت عطا فرمادی تھی ...... حضرت والا نے اپنے شیخ ومربی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اس اعتماد وانتخاب کی عمر بھر لاج رکھی...... اور علماء ربانیین کی طرح پوری زندگی اصلاح وارشاد اور عامۃ المسلمین کی دینی تربیت ورہنمائی میں گزاردی...... آپ رحمہ اللہ نے حضرت حکیم الامتؒ ہی کے حکم سے

اپنے آبائی شہر ہردوئی (بھارت) میں ایک دینی مدرسہ...... ''اشرف المدارس'' کی بنیاد رکھی...... جس سے سینکڑوں طلبہ فیض یاب ہوئے۔

ایک مرتبہ حضرت والا جامعہ خیر المدارس ملتان تشریف لائے...... مغرب کی نماز جامعہ میں ادا فرمائی...... اس دوران آپ رحمہ اللہ جامعہ کے مؤذن صاحب کی اذان وتکبیر سن چکے تھے...... عشاء کے بعد حضرت کا اصلاحی بیان تھا...... بیان سے پہلے جامعہ کے مؤذن صاحب کو بلایا اور علماء کرام کی موجودگی میں انہیں...... اذان اور تکبیر کا مسنون طریقہ سمجھایا اور علماء کے اطمینان کے لئے دُرمختار کا حوالہ دیا...... آپ کے بیان سے قبل جامعہ کے ایک بے ریش طالب علم نے نعت پیش کی...... آپ رحمہ اللہ نے وعظ کے دوران اس پر نکیر فرمائی...... اور ارشاد فرمایا کہ بے ریش لڑکا عورت کے حکم میں ہے...... اس لئے عام مجمعوں میں اس سے نعت پڑھوانا مناسب نہیں...... اہل علم کو ان مسائل کا اہتمام کرنا چاہئے...... غرض یہ کہ حضرت والا کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی...... اور آپ رحمہ اللہ سنت ہی کے داعی ومناد تھے...... بارگاہ اشرفی کے یہ مہر و ماہ اور درخشندہ ستارے ایک سے بڑھ کر ایک تابناک اور روشن تھے...... جن سے ہزار ہا انسانوں کو معرفت وروحانیت کی روشنی اور ہدایت کا نور نصیب ہوا...... حضرت والا کے دامن فیض سے بھی بے شمار علماء وفضلاء محدثین...... مفسرین خواص وعوام سب مستفید ہوئے...... آپ رحمہ اللہ کا دائرہ فیض برصغیر سے باہر تک وسیع ہے۔ (مسافران آخرت)

اس مرد قلندر نے مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا...... میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے علوم دینیہ کی تحصیل وتکمیل فرمائی...... اور اصلاح وعلوم باطن کیلئے حکیم الامت رحمہ اللہ سے تعلق قائم کیا...... جو ایسا استوار ہوا کہ...... حضرت کے خلفاء میں یہ شرف بھی اسی صاحب تذکرہ کو نصیب ہوا کہ...... 22 سال کی جواں عمری ہی میں خلعت خلافت سے مزین ہو کر مسند رشد واصلاح پر فائز ہوئے۔

آپ پاکستان...... بھارت بنگلہ دیش کے اہل حق علماء کی اصلاحی وفلاحی مجلس...... ''دعوت حق'' کے روح رواں رہے...... جس کی سرپرستی میں تقریباً 1165 مدارس ومکاتب اپنے اپنے علاقہ میں ایمان وعمل کی شمعیں روشن کیے ہوئے ہیں...... جن میں زیرِ تعلیم طلباء کی

تعداد ستر ہزار سے متجاوز ہے...... جن کی دینی تربیت قابل رشک ہے...... ایسی فعال ہستی جسے دنیا حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے نام سے جانتی ہے...... کل تک جنہیں مدظلہٗ کہا...... اور لکھا جاتا تھا...... آج وہ ہمیں داغ مفارقت دیکر مسافرانِ آخرت میں شامل ہو چکے ہیں...... انا للہ وانا الیہ راجعون

تقریباً ۸۸ برس کی عمر پاکر رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ۸ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ بمطابق 17 مئی 2005ء کی شام کو غروب ہوا...... غالباً امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ ہماری اللہ کے ہاں مقبولیت کا اندازہ ہمارے جنازے سے ہوگا...... اس قول کی روشنی میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اللہ...... اور اس کے بندوں میں مقبولیت کا اندازہ روز نامہ ''اسلام'' کی اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے...... کہ مرحوم کے جنازے میں تقریباً 10 لاکھ افراد نے شرکت کی...... اللھم اغفر لہٗ وارحمہٗ وعافہ واعف عنہ

آپ کی وفات پر برصغیر کی اسلامی تاریخ کا ایک اہم باب بند ہوگیا...... لیکن اپنی ضوفشانیوں کا جو نقش دوام...... رجال کار...... مدارس و مکاتب...... کتب و رسائل...... ملفوظات و مواعظ اور تعلیمات و ارشادات کی صورت میں صحیفہ عالم پر...... جو باقیات الصالحات چھوڑ گئے ہیں...... یہ سب یقیناً حضرت مرحوم کیلئے ایسا سدا بہار صدقہ جاریہ ہے...... جسے گردش لیل ونہار مٹا نہیں سکتے۔

حکیم الامت کی مجددانہ و مصلحانہ خدمات کا...... جو سلسلہ حضرت حکیم الامت کی ذات بابرکات سے شروع ہوا تھا...... آپ کے خلفاء کرام نے آپ کے بعد بھی اسے نبھایا اور پروان چڑھایا...... حضرت کے آخری خلیفہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کی رحلت پر شریعت کے چشمہ صافی کا...... یہ جامع و مخصوص فیضان اطراف عالم کو جگمگانے کے بعد اپنی انتہاء کو پہنچا۔

ماشاء اللہ اب حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے خلفاء کے خلفاء اس مبارک سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں...... اللہ پاک ان حضرات کو اپنی حفظ وامان میں رکھے...... اور حکیم الامت کی تعلیمات کے فیضان کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چند حسین یادیں

مقولہ فارسی ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است'' کے مصداق حکیم الامت رحمہ اللہ کے ہر خلیفہ میں ایک اپنی شان اور خصوصیت تھی...... حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کو اللہ پاک نے جن خصوصیات سے نوازا تھا...... ان کا احاطہ ہم جیسوں سے تو ناممکن ہے...... لیکن اپنی زندگی میں حضرت کی جو نمایاں خصوصیات دیکھنے میں آئیں...... انہیں بلا تکلف افادہ عام کی نیت سے سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

حضرت پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایسا غلبہ تھا...... کہ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے...... اور حسب موقع حکمت و بصیرت سے اس فریضہ کو ایسی باریک بینی سے ادا فرماتے...... کہ بڑے بڑے اہل علم بھی ششدر رہ جاتے...... ایک دفعہ ایک جلسے میں کرسی پر تشریف فرما تھے...... کہ ایک طالب علم کھڑے ہو کر...... قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا حضرت نے فوراً ٹوکا اور انتظامیہ سے فرمایا...... یا تو میں بھی کرسی سے اٹھ جاتا ہوں...... یا ان کیلئے بھی کرسی منگائیے...... زندگی کے ہر لمحے میں اتباع و احیاء سنت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے اور یہ اہتمام اکثر درجہ سنت سے ترقی کر کے مستحبات تک جا پہنچتا تھا...... اندازہ فرمائیے...... جس شخص کی بلند نظر مستحبات سے نہ چوکتی ہو...... وہ فرائض وواجبات کا کس قدر اہتمام والتزام کرتا ہوگا۔

قرآن کریم کی تلاوت میں تجوید کے ضروری قواعد...... اور حروف کی تصحیح کی طرف خصوصی توجہ فرماتے...... اسی طرح اذان کے کلمات سیکھنے سکھانے کی تاکید فرماتے...... اور بغیر سیکھے اذان دینے والے پر گرفت فرماتے...... مدارس میں جانا ہوتا تو...... وہاں دار القرآن کا خاص مشاہدہ فرماتے کہ...... کہیں ایسا تو نہیں کہ انتظامیہ کی دار الحدیث کی طرف توجہ ہو...... اور دار القرآن بے توجہی کا شکار ہو...... ایسی باریک چیزوں کی طرف توجہ حضرت ہی کی خاص شان تھی...... مساجد میں جانا ہوتا تو وہاں الماریوں میں رکھے...... قرآن مجید کے نسخوں کا بغور مشاہدہ فرماتے...... اور ضعیف نسخوں کی درستگی کیلئے اہل علاقہ کو متوجہ فرماتے...... مساجد میں شور وغیرہ سے سخت نفرت فرماتے...... اور رنگ روغن کے سلسلہ میں بھی مساجد کیلئے رنگینیوں کو پسند نہ فرماتے...... بلکہ سادہ سفید رنگ پسند فرماتے۔

ے سنے کون ھائے صدائے دل' ملے کس سے آہ شفائے دل
جو بیچتے تھے دوائے دل' وہ دکان اپنی بڑھا گئے

وعظ کا ضابطہ

جب وعظ کا اعلان دس منٹ کا ہو...... تو دس منٹ پر وعظ کو ختم کر دینا چاہئے ...... کیونکہ یہ اعلان بھی ایک عہد اور وعدہ ہے...... بعض لوگ مختصر وقت سمجھ کر شرکت کر لیتے ہیں ...... اور دس منٹ بعد ان کو کوئی ضروری کام ہوتا ہے...... اب اگر وعظ طویل ہوا تو مجمع سے اٹھتے ہوئے شرم محسوس کر کے بیٹھے رہ جاتے ہیں...... اور دوبارہ جب اس کا اعلان سنتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ یہ محض زبانی اعلان ہے عمل اس کے خلاف ہوگا...... اس سے اہل علم کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ساتھ قول فعل کے تطابق کا حسن ظن قائم نہیں رہتا...... البتہ دس منٹ کے بعد دعا مانگ کر وعظ ختم کرنے کے بعد بھی لوگ شوق ظاہر کریں...... تو پھر مضمون کو طویل کیا جا سکتا ہے جب تک وہ شوق سے بیٹھیں۔

دعا کا ادب

دعا میں دونوں ہاتھوں کو سینے کے سامنے ہونا چاہئے...... اور دونوں ہتھیلیوں میں تھوڑا سا فصل ہونا چاہئے...... فتاویٰ عالمگیری میں اس کی تصریح موجود ہے۔

قرآنی حرف کا صحیح تلفظ

جو لوگ ضالین کو دالین پڑھتے ہیں...... پلاؤ چھوڑ کر دال کھاتے ہیں دال کے حروف ابجد چار ہیں اور ضاد کے ۸۰۰ ہیں...... ایک دم سے ۷۹۶ درجہ کم ہو جاتے ہیں...... تفسیر ابن کثیر میں ضاد کو مشابہ ظا لکھا ہے...... کسی ماہر فن سے مشق کرنی چاہئے۔

اکابر سے اکرام کا معاملہ

اگر بڑوں کی پیالیوں میں چائے پیتے وقت مکھیاں گر جائیں...... تو چھوٹے فوراً اس کو نکال دیتے ہیں...... اور اس بات سے بڑے بھی خوش رہتے ہیں...... تو منکرات میں بھی یہی معاملہ ہونا چاہئے...... ہرگز ہرگز اس منکر میں شریک نہ ہو...... اور موقع سمجھ کر ادب سے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کر دے...... لیکن ایسے وقت اکابر کا اکرام اور اپنی پستی و کمتری کا استحضار بھی ضروری ہے۔

طلباء کا اکرام

طلبائے کرام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضیف (مہمان) اور دین کا مجاہد سمجھ کر ان کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا جائے...... اور ان کو اپنا محسن بھی سمجھا جائے کہ...... انہوں نے اپنے قلوب کی تختی ہمارے حوالے کر دی ہے...... جو کچھ دینی نقوش ہم ان پر ثبت کریں گے...... ہمارے لئے وہ صدقہ جاریہ بنیں گے...... اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی مزاج پرسی اور تیمارداری کو اپنی سعادت سمجھنا چاہئے...... اساتذہ کو یہ شکایت ہے کہ وہ ہمارا خیال نہیں کرتے ہم تو ان سے ضابطہ کا تعلق رکھیں...... اور ان کی طرف سے رابطہ کی توقع رکھیں...... پہلے آپ رابطہ کا تعلق کر کے دیکھیں کہ...... وہ کس طرح پھر آپ کا اکرام کرتے ہیں۔

تصحیح تلاوت قرآن

قرآن پاک کے ہر حرف پر دس نیکی ملنے کا جو وعدہ ہے...... وہ صحیح پڑھنے پر ہے...... مثلاً قل کے دو حرف پر بیس نیکی کا وعدہ ہے...... لیکن اگر کوئی اسی لفظ قل کو کل پڑھے اور قاف نہ ادا کرے تو یہ ثواب کس طرح ملے گا...... اگر اردو کا امتحان لیا جا رہا ہو اور کہا جائے کہ لکھو ظالم...... اور طالب علم لکھے جالم تو کیا آپ اس کو پاس کریں گے...... یا کوئی نمبر دیں گے حالانکہ صرف ایک حرف کو غلط لکھا ہے...... اور تین حرف کی اکثریت صحیح ہے...... اسی طرح آپ نے کہا لکھو طوطا اس نے لکھا توتا...... تو آپ کیا نمبر دیں گے پس جو فیصلہ یہاں کریں گے قرآن پاک کی تلاوت میں بھی کرلیں...... بہت اہتمام سے قرآن پاک کی تلاوت کو صحت حروف کے ساتھ مشق کریں...... قرآن پاک کی غلط تعلیم سے منتظمین مدرسہ بھی وبال

سے نہ بچ سکیں گے...... اور صدقہ جاریہ کے بجائے ضد صدقہ جاریہ ہوگا۔

صبر و شکر کا معمول

جب طبیعت کے موافق حالات پیش...... ہوں تو شکر سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے...... اور جب طبیعت کے ناموافق حالات پیش آئیں...... تو صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے...... پس مومن ہر حالت میں نفع میں ہے۔

وساوس کا علاج

وساوس کا علاج عدم التفات...... اور علم سے جواب نہ دینا...... اور کسی کام میں لگ جانا ...... اور جب تک وساوس کو مکروہ اور ناگوار سمجھتا رہے گا کچھ گناہ نہیں...... اور نہ کچھ ضرر ہے...... البتہ جسمانی کلفت ہوگی...... اس کو برداشت کرے...... اور اس مجاہدہ پر ثواب اور انعام کرلے۔

خلاف طبیعت امور پر رنج کیسا؟

جس طرح ماں باپ احسانات کے سبب اپنی اولاد کو...... جب ڈانٹتے اور مارتے ہیں ...... تو لائق اولاد بھی اور تمام عقلاء زمانہ بھی اس کو شفقت اور محبت سمجھتے ہیں...... اسی طرح حق تعالیٰ جورات دن بے شمار احسانات فرما رہے ہیں...... اور وہ ہمارے خالق اور مالک بھی ہیں ...... تو ان کی طرف سے اگر ہماری طبیعت کے خلاف امور...... رنج و تکلیف کے پیش آجائیں ...... تو اس وقت بھی راضی رہنا اور ان کی اطاعت میں لگے رہنا اصل عبدیت ہے...... یہ نہیں کہ جب تک حلوا ملتا رہے محبت اور اطاعت...... اور جب حلوا بند ہو جائے تو شکایت...... حلوا کھلا کر امتحان نہیں ہوا کرتا...... امتحان محبت کا تو تکالیف میں ہوا کرتا ہے...... حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عبدیت اس کم عمری میں اللہ اکبر...... کس مقام پر تھی گردن پر چھری چلنے والی ہے ...... اور باپ سے فرما رہے ہیں ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین ذبح میں کس قدر تکلیف ہوتی ہے...... مگر راضی ہیں۔ عشق کے دعوی پر ایک حکایت مثنوی میں مذکور ہے ...... ایک شخص ایک عورت کے پیچھے پیچھے پھر رہا تھا اس نے پوچھا یہ کیا۔ اس نے کہا میں تجھ پر عاشق ہوں...... اس نے کہا پیچھے دیکھ میری بہن مجھ سے بھی خوبصورت آرہی ہے...... اس

نے فوراً پیچھے دیکھا...... پس اس نے کہا اے جھوٹے بے شرم...... اگر تو اپنے دعوی عشق میں صادق تھا...... تو غیر پر کیوں نظر ڈالی۔ پس چرا بر غیر افگندی نظر

اس حکایت سے ہمارے حالات کا پتہ چلتا ہے...... حق تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہے ......اور غیر حق سے بھی...... دل لگائے بیٹھے ہیں۔

قدرت خداوندی

ایک شخص جب کسی ملکیت پر دعویٰ کرتا ہے...... اور اس کے خلاف کوئی دعوی کرنے والا نہ ہو تو اس کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے...... پس زمین اور آسمان اور چاند و سورج اور سمندر و پہاڑ...... اور جملہ کائنات کی خالقیت کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا...... تو عقلاً بھی ایمان لانا ہر انسان عاقل پر ضروری ہے۔

مصیبت کے وقت صدمہ کا احساس ہو پھر صبر کرے...... تب کمال ہے اگر صدمہ ہی نہ ہو تو کیا صبر ہے...... یہی وجہ ہے کہ کاملین پر صدمہ کے وقت حزن و غم کے آثار اور آنکھوں میں آنسو بھی پائے جاتے ہیں...... مگر حق تعالیٰ کے فیصلے پر دل سے راضی رہتے ہیں۔

دافع غم کا وظیفہ

مصائب میں **یاحی یاقیوم برحمتک استغیث** کو کثرت سے پڑھے ...... اور حق تعالیٰ کے مالک، حاکم، حکیم، ناصر اور ولی ہونے کو سوچا کرے...... پھر کیا غم حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مالک ہے جو چاہے کرے تصرف کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں مطمئن کہ یارب حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

رزق کا ادب

احقر نے کھانے کے وقت قالین بچھانا چاہا تو ارشاد فرمایا کہ...... نہیں مت بچھاؤ ......کھانے کی سطح سے کھانے والے کی سطح ذرا بھی بلند نہ ہونا چاہئے...... یا تو پھر اتنا بڑا قالین یا کوئی فرش ہو جس پر دستر خوان بھی بچھایا جا سکے...... حضرت حکیم الامت مولانا

تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے...... کہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی کھانا چارپائی کے پائنتی رکھا ہو...... اور خود سرہانے بیٹھ کر کھایا ہو کھانے کو ہمیشہ...... سرہانے کی طرف رکھ کر کھاتا ہوں۔

دینی کتب کا ادب

احقر نے مسجد کی دری پر وہ کاپی رکھ دی جس میں دینی علوم قلمبند کر رہا تھا...... ارشاد فرمایا کہ...... ایسا نہ چاہئے جہاں انسان پاؤں رکھتا ہو یا سرین رکھتا ہو...... وہاں دینی کتب بدون رومال وغیرہ حائل کے نہیں رکھنا چاہئے...... بعض لوگ مسجد کے ممبر پر قرآن پاک یا کوئی دینی کتب رکھ دیتے ہیں حالانکہ وہاں انسان پاؤں رکھتا ہے...... یہ بے ادبی ہے...... کوئی رومال رکھ کر پھر رکھے۔

رابطہ اور ضابطہ کا تعلق

جس سے ضابطہ کا تعلق بھی ہو اور رابطہ کا بھی ہو...... مثلاً کوئی مدرس اپنے مہتمم سے دوستی کا تعلق بھی رکھتا تھا اور اب ملازمت کا تعلق بھی ہو گیا...... یا کسی مرید کو دوستی کا تعلق تھا اور اب مرشد و شیخ بھی بنالیا...... تو ہر وقت اپنی طرف سے ضابطہ کے حقوق پر عمل کرے...... ہاں جب کسی وقت صراحت سے یا قرائن غالبہ سے رابطہ کے حقوق کیلئے اس کا لطف و کرم اجازت دے تو...... پھر اس وقت رابطہ کا معاملہ کرے...... ورنہ پھر اسی ضابطہ پر عود کر آئے ...... بعض لوگوں کو یہ بات نہ سمجھنے سے بہت ندامت اور پریشانی اٹھانی پڑتی ہے...... وہ ضابطہ کے تعلق کے ہوتے ہوئے اپنی خصوصیت اور رابطہ کا اظہار بے موقع کر کے...... مستوجب عتاب وسزا ہو جاتے ہیں۔

مساجد کی زیب و زینت کیلئے ضروری امور

آج کل مساجد کے اندر سامنے کی دیواروں پر...... نصائح کے کتبے آویزاں ہوتے ہیں...... حالانکہ وہاں تک نمازیوں کی شعاع بصری پہنچنے سے...... تشویش و انتشار پیدا ہوتا ہے...... اس لئے یا تو بہت بلندی پر لگائیں...... ورنہ داہنی جانب یا بائیں جانب لگائیں۔

اسی طرح آج کل مساجد میں پینٹ کا رواج ہو رہا ہے...... حالانکہ اس میں کس قدر بدبو

ہوتی ہے...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ خشک ہو جانے پر یہ بو زائل ہو جاتی ہے...... مگر افسوس کہ منکرات اور معصیت کے اس ارتکاب کو...... کہ اس سے اذیت ملائکہ اور مسلمین ہے...... کیا تھوڑی دیر کیلئے بھی روا رکھنا جائز ہوگا...... پھر مساجد میں پیاز لہسن جیسی بد بودار چیزوں...... کو کھا کر آنا کیوں منع فرمایا گیا...... میں نے بمبئی کی ایک مسجد میں یہ بیان کیا کہ یہ پینٹ بد بودار ناجائز ہے...... اور اس کیلئے چندہ دینے والے بھی گنہگار ہوں گے...... بس ایک صاحب نے مہتمم سے اپنے سو روپے اسی وقت واپس لئے...... ایک اہل علم نے اسی مجلس میں دریافت کیا کہ...... پھر دروازوں اور کھڑکیوں پر کیسے رنگ ہو...... اس میں بھی تو بد بو ہوتی ہے...... فرمایا کہ دروازوں اور کھڑکیوں کو لگانے سے پہلے ہی...... مسجد کے باہر رنگ کر لیا جائے۔

مدرس کیلئے ضرورت اصلاح

ہمارے مدرسین کی تعداد ۱۶۰ ہے...... مگر ان کے شرائط تقرری میں ہے کہ...... ان کا اکابر سے کسی کے ساتھ اصلاحی تعلق ضرور ہو...... اس کا فائدہ اس وقت معلوم ہوتا ہے...... جب کوئی استاد بغاوت اور بے تمیزی پر آمادہ ہو جاتا ہے...... فوراً اس کے مصلح اور مرشد کو اطلاع کر کے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے...... اسی طرح ہمارے یہاں تقرر سے قبل ہر مدرس کو تین مہینہ مرکز میں تربیت دی جاتی ہے۔

اسی طرح ہر مدرس کا خواہ وہ عالم بھی ہو...... اس کا امتحان قاعدہ میں ضرور ہوتا ہے...... اس میں بعض عالم صاحب کو عار محسوس ہوئی اور کہا کہ...... میری سند دیکھ لیجئے کہ میں نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں...... میں نے عرض کیا کہ مگر اس میں قاعدہ تو نہیں لکھا ہے...... پھر ان کے سامنے ایک قاعدہ پڑھنے والے بچے کو بلایا اور اس سے حروف ادا کرائے گئے...... تب انہوں نے اقرار کیا کہ یہ تو مجھ سے اچھا پڑھتا ہے...... پھر میں نے کہا کہ اگر آپ کو اس بچے کا امام بنا دوں تو آپ کی اس بچے کے قلب میں کیا وقعت ہوگی...... ماشاء اللہ اسی وقت نادم ہوئے اور قاعدہ شروع کر دیا۔

اہتمام تربیت

ہمارے یہاں موذنین اور ائمہ کی بھی تربیت کا نصاب ہے...... اور ہم ان کو اس کیلئے

معقول وظیفہ دیتے ہیں...... آج کل عام طور پر اذان اور تکبیر غلط کہتے ہیں...... کوئی حی علی الفلاح کی حا پر زیر دیکر وصل کرتا ہے...... کوئی قد قامت الصلوۃ کے آخری حرف پر پیش پڑھ کر وصل کرتا ہے...... یہ سب اصول فقہ سے جہل کے سبب ہے...... ایک سانس میں اللہ اکبر کے چار کلمات کہے اور ہر کلمہ پر جزم کرے...... اسی طرح حی علی الصلوۃ کی تا نہ ظاہر کرے ...... بلکہ جزم کرے...... اسی طرح قد قامت الصلوۃ کی تا بھی نہ ظاہر کرے بلکہ جزم کرے۔

مجلس علم یا وعظ کا ادب

جب وعظ ہو رہا ہو...... یا دینی کتاب سنائی جا رہی ہو...... تو تلاوت یا نفل نماز یا کوئی وظیفہ وہاں نہ پڑھنا چاہئے...... دین کا ایک مسئلہ سیکھنا سو رکعات نوافل سے بھی افضل ہے ...... اور ایسے وقت ایسے لوگوں کے ان اعمال سے واعظ کے مضامین کی آمد رک جاتی ہے ...... اس کا وبال الگ اس کی گردن پر ہوگا...... اسی طرح بعض لوگ سر جھکا کر آنکھ بند کر کے بیٹھتے ہیں...... خواہ وہ توجہ ڈالتے ہوں یا سوتے ہوں اس سے بھی واعظ کے قلب پر اثر پڑتا ہے...... اور مضامین کی آمد رک جاتی ہے...... لہٰذا توجہ ڈالنے والوں کو (یعنی سونے والوں کو) وعظ سے اٹھ جانا چاہئے...... کہیں اور جا کر سو رہنا چاہئے...... نیز پاس والوں کو بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ...... کوئی آنکھ بند کرنے نہ پائے۔

نظر و دل کی حفاظت

بعض لوگ نگاہ کی حفاظت تو کر لیتے ہیں...... مگر دل میں خیالی پلاؤ اڑاتے رہتے ہیں...... یعنی قلب سے مطالعہ حسن کرتے ہیں...... اس خیانت صدر سے بھی باطن کو بہت نقصان پہنچتا ہے...... اور دل کے خراب ہونے سے پھر آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں...... دل کا اور آنکھوں کا آپس میں خاص رابطہ ہے...... پس نگاہ چشمی کی جس طرح حفاظت واجب ہے...... اسی طرح نگاہ قلبی کی حفاظت بھی واجب ہے...... کیونکہ نص قرآن سے...... خیانت عین اور خیانت صدر دونوں کی حرمت ثابت ہے۔

دنیوی مشکلات کیلئے وظائف

اگر اولاد نافرمان ہو یا بیوی نافرمان ہو یا شوہر ظالم ہو یا کسی ملازم کا افسر ظالم ہو یا کوئی محلّہ کا دشمن

ستارہا ہوتو...... یہ وظیفہ نہایت مجرب ہے...... ۴۰ دن بعد نماز عشاء دوسومرتبہ پڑھے اول آخر درود شریف ۱۱۔۱۱۔مرتبہ پڑھے...... پھر بعد چلہ صرف ۲۱ مرتبہ ہر روز پڑھ لیا کرے۔وظیفہ یہ ہے۔

یا مقلب القلوب والابصار یا خالق اللیل والنہار یا عزیز یالطیف یاغفار

کرایہ دار شرارت کررہا ہوتو...... بھی یہی پڑھے اور جملہ مہمات اور مشکلات کیلئے **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** ایک سوگیارہ مرتبہ...... اول آخر ۱۱ بار درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دعا کرلیا کرے...... حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے اس عمل کی بہت تعریف لکھی ہے۔

اسی طرح اپنا حق طلب کرتے وقت صاحب معاملہ کے سامنے جب جائے...... تو **یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود** پڑھ کر جائے...... اور سامنے بھی آہستہ آہستہ پڑھتا رہے کہ...... کرایہ لینے جائے یا جس سے کام ہو...... اس کے سامنے اس کو پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا دل نرم ہوگا۔

صبر پر ثواب

ناگوار امور پر صبر کرنے سے اور ثواب کی امید رکھنے سے قلب پر پریشانی نہیں رہتی ...... ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے...... اور اس کو فیس بھی دیتے ہیں...... کیونکہ اس کی حکمت پر نظر ہے...... اور اگر دوسرا آدمی سوئی چبھو کر فیس مانگے تو اس کو آپ کیا دیں گے۔

اعمال کے مطابق اکرام

جیسا ٹکٹ ہوتا ہے...... اسی طرح کا اس کا ویٹنگ روم ہوتا ہے...... پس عالم برزخ ہر شخص کا اس کے اعمال کے مطابق ہوگا۔

ایمان کا ٹکٹ

ایک شخص صرف لنگوٹی باندھے فرسٹ کلاس میں گھسے...... تو لوگ اس کو دھکے دیں گے ...... اور جب وہ زبردستی طاقت سے بیٹھ جائے گا...... تو ٹی ٹی کو بلائیں گے...... ٹی ٹی نے آتے ہی ٹکٹ کا سوال کیا اور اس نے لنگوٹی سے ٹکٹ فرسٹ کلاس کا نکال کر دکھا دیا...... تو اب سب مجبور ہوگئے...... مگر سردی گرمی کھانے کی تکلیف ذلت ورسوائی سے یہ منزل وطن تک

پہنچے گا...... اسی طرح جس کے پاس ایمان کا ٹکٹ ہوگا...... اور اعمال صالحہ کا سامان نہ ہوگا تو جنت تک پہنچے گا مگر ذلت و پریشانی سے اور سزا کی تکالیف برداشت کر کے داخل ہوگا۔

توجہ الی اللہ

جب کسی سے ایذا پہنچے تسبیح و تحمید میں لگنے کا حکم ہے...... اس کا علاج حقیقت یہ ہے کہ توجہ ادھر سے ہٹالی جائے...... اور توجہ کا فرد کامل توجہ الی اللہ ہے۔

اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تنگی و پریشانی ختم ہو جائے گی۔

پردہ کی ضرورت

بے پردگی بڑھتی جارہی ہے...... اس منکر کی اصلاح کی بڑی فکر کی ضرورت ہے...... کیوں صاحب جب آپ لوگ ایک پاؤ گوشت خریدتے ہیں...... تو اس کو چھپا کر کیوں لے جاتے ہیں...... تاکہ چیل نہ اڑا لے جائے...... اور سو روپے کے نوٹ کو اندر کی جیب میں سینے کے ساتھ کیوں رکھتے ہیں...... تاکہ جیب کترا نہ اڑا لے جائے...... اور روٹی کو ڈھک کر کیوں رکھتے ہیں تاکہ چوہا نہ لے جائے...... اچھا صاحب یہ بتائیے کہ...... گوشت اڑ کر چیل کے پاس ...... یا نوٹ اڑ کر جیب کترے کے پاس...... یا روٹی اڑ کر چوہے کے بل میں جاسکتی ہے یا نہیں...... ظاہر بات ہے کہ نہیں...... اگر چیل گوشت اڑا کر لے جائے اور پھر آپ کے گھر پر گرادے...... تو آپ اسے دھو کر کھائیں گے...... یا عیب دار سمجھ کر پھینک دیں گے...... ظاہر ہے کہ اس گوشت میں کیا...... عیب آیا اور شکر یہ بھی چیل کا ادا کیا...... چلو گھر تک لانے سے بچے...... خود پہنچا گئی اسی طرح چوہا روٹی لے گیا اور آپ نے اس کے بل میں دیکھا کہ...... روٹی کا ایک حصہ بل میں...... اور تین حصہ بل کے باہر ہے آپ نے ہاتھ سے کھینچ کر...... اس کے کترے ہوئے حصہ کو کاٹ کر...... باقی حصہ کو کھالیا...... تو کیا عیب ہوا...... اسی طرح نوٹ سو روپے کا جیب کترا لے گیا...... مگر تھانہ والوں نے اسے پکڑ کر پیٹا...... اور اس سے چھین کر آپ کو دیدیا تو اس نوٹ میں کیا عیب آیا ظاہر ہے کہ وہ بے عیب رہا اور آپ کے کام کا اب بھی ہے۔

اب عورت کے معاملہ میں سنجیدہ ہو کر غور کیجئے...... کہ اگر اس کو کوئی اڑا لے جائے......

اور واپس کر دے...... یا آپ تھانے کی مدد سے یا عدالت کی مدد سے واپس کرالائیں...... تو وہ عورت آپ کیلئے عیب دار ہوگئی یا نہیں...... اور عورت میں خود اڑنے کی صلاحیت ہے یا نہیں ...... آپ لوگ خود فیصلہ کیجئے...... جو عقلائے زمانہ بنے ہوئے ہیں کہ...... کیا عورت کی قیمت آپ کے نزدیک ایک پاؤ گوشت...... ایک سو کے نوٹ اور ایک روٹی سے بھی کم تر ہے...... کہ ان سب کو پردہ میں رکھیں اور عورت کو بے پردہ کر دیں...... اور جبکہ ان چیزوں میں خود اڑنے کی صلاحیت نہیں...... اور عورت جو خود بھی نفسیاتی طور پر متاثر ہو کر بھاگ سکتی ہے...... اس کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں...... ڈوب مرنے کی بات ہے...... اور کس قدر بے غیرتی کا مقام ہے ...... اس پر ناز ہے کہ...... ہم ترقی یافتہ ہیں...... اور عقلائے زمانہ ہیں۔...... "اذا سئلتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب ذالکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن" ...... حضرات صحابہ کو یہ حکم ہو رہا ہے کہ...... جب پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے...... کچھ بات کرنا ہو پوچھنا ہو تو...... پردے میں سے پوچھو...... یہ تو ان پاکیزہ نفوس کیلئے حکم ہے...... تو ہمارا کیا حال ہے...... جو ہم اس حکم سے اپنے کو مستغنی سمجھتے ہیں۔

سنتوں پر عمل کا آسان طریقہ

جن سنتوں پر...... خاندان یا معاشرہ مزاحمت نہیں کرتا...... ان پر عمل فوراً شروع کر دیں...... جیسے کھانے پینے کی سنتیں...... سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ...... تو اس سے نور پیدا ہوگا...... اور نور سے روح میں قوت میں پیدا ہوگی...... اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی...... جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

ترغیب سنت

میں کہا کرتا ہوں کہ...... سنت کا راستہ اسہل...... اجمل اور اکمل ہے...... مثلاً ہاتھ دھو کر کھانا یہ اجمل ہے...... سامنے سے کھاؤ یہ اسہل ہے...... بسم اللہ وعلی برکۃ اللہ کہہ کر کھاؤ یہ اکمل ہے...... کیونکہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوا...... یہ مضمون ایسی جگہ بیان ہوا جہاں کے لوگ ہمارے اکابر سے حسن ظن نہ رکھتے تھے اس عنوان سے ان پر بہت اچھا اثر ہوا۔ الحمد للہ

اہتمام نہی عن المنکر

جس طرح امر بالمعروف کا اہتمام سے جگہ جگہ کام ہو رہا ہے...... نہی عن المنکر کا بھی تو اہتمام سے کام ہونا چاہئے...... دونوں ہی فرض کفایہ ہیں...... آج کل برائیوں پر روک ٹوک نہ ہونے سے...... برائیاں تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں...... جماعتی حیثیت سے اسکا کام بھی ہونا چاہئے۔

غیبت کے مفاسد

غیبت کرنے کو...... حدیث پاک میں زنا سے بھی اشد فرمایا...... ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ المغترین میں لکھا ہے...... کہ جو شخص غیبت کرتا ہے...... اپنی نیکیوں کو منجنیق میں رکھ کر منتشر کر رہا ہے...... اور دوسروں کو دے رہا ہے...... اور فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ...... ہم اپنی مجلس میں کسی کو غیبت نہ کرنے دیں...... حضرت سلطان ابراہیم بن ادھمؒ مہمان تھے...... میزبان نے کسی کی غیبت کی فوراً اٹھ گئے...... فرمایا پہلے ہی گوشت کھلا دیا...... اور وہ بھی مردہ بھائی کا...... اگر شرم کی جگہ زخم ہے تو سوائے معالج کے کسی کو دیکھنا یا دکھانا جائز نہیں...... اسی طرح اپنے بھائی کے عیب کو...... صرف اس کے معالج اور مصلح کے علاوہ کسی سے کہنا حرام ہے...... غیبت کرنا اور اس کا سننا دونوں ہی حرام ہے...... ایسا شخص قیامت کے دن مفلس اٹھے گا...... کیونکہ اپنی نیکیوں کو غیبت کر کے دوسروں کو دے رہا ہے...... جو شخص بدنگاہی نہ کرے اور غیبت نہ کرے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تمام گناہوں سے بچ جائے گا۔

نفع عام کی وجہ

حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ...... سے نوے لاکھ کافر مسلمانوں ہوئے...... اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے...... بعض لوگ اسلام نہ لائے...... اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی ۵ طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ غافل...... سائل...... مائل...... جاہل...... مجادل۔

اول ۴ قسم کے لوگوں کو نفع ہوتا ہے...... پانچویں قسم کے آدمی کو ہدایت نہیں ہوتی خواجہ صاحب سے جو اسلام لائے...... وہ انہیں چار قسم کے لوگ تھے...... اور حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے بعض لوگ جو اسلام نہیں لائے...... وہ پانچویں قسم کے تھے...... مجادل کو نفع نہیں ہوتا...... شیطان مجادل تھا...... مردود ہوا مجادل کی طبیعت ضدی ہوتی ہے...... اس کی مثل مشہور ہے پنچوں کا فیصلہ سر پر مگر پرنالہ رہے گا یہیں پر اس تقریر سے اشکال جاتا رہا۔

مریض کیلئے مبارک دعا

بخاری شریف کی روایت ہے...... کہ جب کسی مریض کے پاس جائے...... تو سات مرتبہ یہ دعا پڑھ لے۔...... "**اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک**" ہر مریض کی شفا کیلئے اکسیر ہے۔

عزت وکمال کا معیار

ہم لوگ اپنے خیال سے...... اپنی قیمت زیادہ لگالیتے ہیں...... اپنی قیمت سنت کی کسوٹی پر لگایئے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری چرا لیتے تھے...... دودھ بکری کا تھن سے نکال لیتے تھے...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاخرانہ لباس پہننے سے انکار فرمادیا...... کہ اپنے نفس میں کچھ محسوس کیا...... اور فرمایا کہ **نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام**۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے...... دسترخوان پر کھانا گر گیا اٹھا کر کھالیا...... بعض غیر ممالک کے سفرا بھی تھے...... بعض لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ کیا خیال کریں گے...... فرمایا ہم ان احمقوں کے سبب...... اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی...... سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

جنت کے اسٹیشن

لوگوں کو مرنے کے نام سے وحشت ہوتی ہے...... لہٰذا یوں کہنا چاہئے کہ فلاں صاحب اصلی وطن گئے...... قبرستان وطن اصلی کا اسٹیشن اور وطن اصلی کی گاڑی قبر ہے......

میرا نواسہ چھوٹا سا ہے...... جب قبرستان کئی روز نہیں جاتا ہوں تو تقاضا کرتا ہے...... کہ آپ جنت کے اسٹیشن کب چلیں گے۔

سفر آخرت کی شان

آخرت کی منزل مہتم بالشان ہے...... کہ ایک غریب آدمی...... مرنے کے بعد بڑے بڑے

سلاطین اور بڑے بڑے مشائخ اور علماء کے کندھوں پر قبرستان تک جاتا ہے۔ جو مقتدی تھا ......اب امام کے کندھے پر جا رہا ہے...... عظیم الشان سفر کا اکرام ہے...... جنازہ کے آگے نہ چلو...... جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے زندہ لوگ نہ بیٹھیں...... بادشاہوں کی سواری کار ہوتی ہے...... اور مرنے کے بعد اشرف المخلوقات کے کندھوں پر جا رہا ہے...... خادم کا جنازہ مخدوم کے کندھوں پر ہے...... جس سفر کی ابتداء کی یہ شان ہے...... تو اس کے اور منازل کی کیا شان ہوگی۔

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے　　تا کجے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے　　ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے
قبر میں میت اترنی ہے ضرور　　جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
تو برائے بندگی ہے یاد رکھ　　ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے　　کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حقوق العباد کی اہمیت

جس پر کسی کا حق ہو...... ابھی سے معاف کرالے...... ورنہ قیامت میں سزا ہوگی نیکیاں چھین کر اس کو دی جائیں گی...... اگر نیکیاں کم ہونگی تو اس کے گناہ...... اس پر لادے جائیں گے...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنی سوانح میں...... کس درد سے حقوق العباد معاف کرایا ہے اس مقام پر یہ اشعار بھی ہیں۔

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو　　بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام　　قیامت کے دن پہ نہ رکھے یہ کام
کہ خجلت بروز قیامت نہ ہو　　خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

امراض روحانیہ کے علاج کی ضرورت

بدن کے دانوں اور پھنسیوں پر...... صرف مرہم لگانے سے...... وقتی طور پر دانے کم ہوجائیں گے...... اور عارضی سکون ہوجائے گا...... مگر پھر اس سے بھی زیادہ دانے نکل آئیں گے لیکن اگر مصفی خون دواؤں سے خون صاف کردیا جائے...... تو پھر صحت ہوجاتی

ہے...... اسی طرح روحانی بیماری کا حال ہے...... نماز میں غفلت کرنے والے کو عارضی نمازی بنانے سے کام نہیں چلے گا...... اس کے اندر خوف خدا پیدا کرنے کی سعی کی جائے ...... جب اندر سے غفلت دور ہو کر خوف پیدا ہو جائے گا...... تو پھر مستقل اور دائمی فرمانبرداری نصیب ہو جائے گی...... اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے۔

دل میں اگر حضور ہو سر ترا خم ضرور ہو ۔۔۔ جسکا نہ کچھ ظہور ہو عشق وہ عشق ہی نہیں

پس مرہم لگانے کیلئے تو مریض جلد راضی ہو جاتا ہے...... اور عارضی سکون اور وقتی راحت بھی مل جاتی ہے...... اور مصفی خون کڑوی دواؤں سے ہر شخص گھبراتا ہے...... لیکن چند دن تلخ دواؤں کی تکلیف سبب دائمی راحت کا ہوگا...... بس آخرت کی دائمی راحت کیلئے...... روح کا علاج کسی اہل اللہ سے کرالینا چاہئے...... اور مجاہدات کی تلخیوں کو برداشت کر لینا چاہئے...... پھر راحت ہی راحت ہے۔ چین ہی چین ہے۔

رہ عشق میں ہے تگ و دو ضروری ۔۔۔ کہ یوں تا بہ منزل رسائی نہ ہوگی

پہنچنے میں حد درجہ ہوگی مشقت ۔۔۔ تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

اصلاح نفس کیلئے مجاہدہ کی ضرورت

اصلاح نفس میں ہمت سے کام لے...... اور ارادہ کر لے...... کہ مثلاً بدنگاہی سے نفس کے روکنے میں جان بھی چلی جائے گی...... تو بھی نامحرم عورت یا امرد حسین کو...... نہ دیکھوں گا اس ارادہ اور ہمت پر حق تعالیٰ کا فضل ہو جاتا ہے...... اور اگر کوتاہی ہو جائے...... فوراً توبہ سے تلافی کرے...... یہ نہیں کہ گندگی میں پڑا رہے...... صاف کپڑا پہن کر جمعہ کو نکلے...... کسی بچے نے روشنائی لگا دی دل کس قدر پریشان ہوگا...... بار بار کھٹک ہوگی...... اور یہ سیاہی تو کپڑے ہی میں لگنے سے دل کا یہ حال ہے...... اور گناہوں سے تو براہ راست دل پر سیاہی لگتی ہے...... ہر گناہ سے دل پر سیاہ نقطہ لگنے سے دل کی پریشانی کا کیا حال ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر گناہ سے دل پر سیاہ نقطہ لگتا ہے...... پھر اگر توبہ کر لے تو مٹ جاتا ہے...... ورنہ سیاہی بڑھتے بڑھتے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے تمام عمر مجاہدہ میں لگا رہے۔

......ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی...... مربی کو اطلاع حال کرتا رہے اور وہاں سے جو مشورہ ملے......اس کی اتباع کرتا رہے......بس کچھ ہی دن میں ان شاء اللہ بیڑا پار ہوگا۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو — تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی — کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے
جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی — بہرحال کوشش کو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے — جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کیلئے......اطلاع واتباع واعتقاد وانقیاد۔

فضیلت توبہ

توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے......جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا...... ''التائب من الذنب کمن لا ذنب له'' ......پس قیامت کے دن اگر کاملین میں نہ ہوگے......تو تائبین میں ہونا بھی بڑی دولت ہے۔لہٰذا توبہ کا اہتمام بہت ضروری ہے......اور توبہ کے وقت گناہ کے ترک کا قوی ارادہ کرلے اور خدائے تعالیٰ سے استقامت کی دعا بھی کرے۔

صحبت اہل اللہ

جب کار اسٹارٹ نہیں ہوتی......تو بیٹری چارج کراتے ہیں......اسی طرح جب دین کی کار......یعنی قلب کی ہمت کمزور ہو جانے سے نہ چلے......تو کسی اللہ والے سے اس کی بیٹری چارج کرالو پھر چلنے لگے گی۔

ذکر کو مقصود سمجھئے

مقصود حاصل ہونے سے سکون ہو جاتا ہے......پس جس شخص کو ذکر سے سکون نہ ہو رہا ہو......تو معلوم ہوا کہ یہ ذکر کو مقصود نہیں سمجھتا......اس کا کوئی اور مطلب ہے۔

آداب معاشرت

جب ایک شخص کو اندر آنے کی اجازت دی جائے......تو اس کے ساتھ کئی آدمیوں کا داخل ہو جانا

ٹھیک نہیں...... ان لوگوں کو بھی اجازت لینا چاہئے...... یا پہلا شخص ان لوگوں کی اجازت بھی لے۔

سنت کا نور اور اس کی ترویج

اپنے بچوں کو کھانے کی سنتیں...... وضو کی سنتیں...... نماز کی سنتیں سکھایئے...... اور اہل مدارس مدرسہ کے بچوں کو سکھائیں...... اور انہیں حکم دیں...... کہ وہ اپنے گھروں میں جا کر اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں کو سکھائیں...... اس طرح تمام ملک میں سنتوں کا نور پھیل جائے گا...... اور ان بچوں سے معلوم بھی کیا جائے کہ...... اپنے گھروں میں کہا یا نہیں...... اسی طرح مساجد میں داخل ہونے کی اور مساجد سے نکلنے کی...... سنتوں کی مشق کرایئے...... سنتوں سے بہت نور پیدا ہوتا ہے...... (اور یہ سنتیں تعلیم الدین اور بہشتی زیور سے یاد کرلے)

دین سے بے فکری بے عقلی ہے

لڑکوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہو جاتی ہے...... مگر مکروہ ہوتی ہے...... اور لڑکیوں کی کہنی اگر کھلی رہے تو نماز ہی نہیں ہوتی...... لیکن معاملہ کیا ہے کہ...... والدین لڑکوں کی آستین پوری بناتے ہیں...... اور لڑکیوں کی کہنی بھی کھلی رکھتے ہیں...... کیا حال ہے افسوس کا مقام ہے...... اسی طرح لڑکا ننگے سر نماز پڑھے نماز ہو جائے گی...... مگر مکروہ ہوگی...... اور لڑکی ننگے سر نماز پڑھے تو نماز ہی نہ ہوگی...... مگر والدین کا کیا حال ہے کہ...... لڑکے کے سر پر موٹی موٹی ٹوپی اور لڑکی کے سر پر باریک دوپٹہ...... جس سے بالوں کی سیاہی صاف نظر آتی ہے...... اور اب تو یہ دوپٹہ بھی غائب ہو رہا ہے...... رب کا سیات عاریات اب تو ایسا باریک لباس...... لڑکیوں کا ہو رہا ہے کہ نام لباس کا ہے...... مگر درحقیقت ننگی ہیں افسوس کا مقام ہے۔

دین میں کمال حاصل کرنے کی ضرورت

دنیا میں ہم ہر چیز بڑھیا پسند کرتے ہیں:...... امرود عمدہ ہو...... کیلا عمدہ ہو...... مکان عمدہ ہو...... لیکن وضو عمدہ ہو اور نماز عمدہ ہو اس کی فکر نہیں...... اور وضو اور نماز عمدہ ہوتی ہے...... ان کی سنتوں کی پابندی سے...... امرود کا باطن تو اچھا ہو...... لیکن اس کے اوپر داغ ہو...... آپ نہیں پسند کرتے پس مسلمان کا ظاہر بھی عمدہ ہو اور باطن بھی عمدہ ہو...... ظاہر بھی

وضع قطع صلحاء سے آراستہ ہو......اور باطن بھی ......زمانہ ہوگیا وضو کرتے اور نماز پڑھتے مگر سنتیں وضو اور نماز کی معلوم نہیں......الا ماشاء اللہ اور دماغ کا یہ حال ہے کہ موٹر کو کھول کر ہر جز علیحدہ کردیا اور صاف کر کے......پھر سب کو فٹ کردیا......جنرل اسٹور کی ہزاروں چیزیں ازبر یاد کہ......کون چیز کہاں ہے......گاہک نے مانگی اور فوراً ہاتھ وہاں پہنچا......مگر افسوس کہ آخرت کے معاملہ میں اس دماغ اور حافظہ کو استعمال ہی نہیں کیا کہ......وضو اور نماز کی تمام سنتوں کو اور سونے جاگنے چلنے پھرنے کھانے پینے کی تمام سنتوں اور دعاؤں کو سیکھتے۔

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے   دین میں کیوں آخر اتنا سست ہے

اگر ایک سنت ایک دن میں یاد کریں......تو ۳۶۰ دن میں......۳۶۰ سنتیں یاد ہوجائیں گی۔

عالم آخرت کے سفر کی تیاری

ایک ملک سے......دوسرے ملک میں جانے کیلئے......کس قدر پریشانیاں ہوتی ہیں......پاسپورٹ لو......ویزا لو......پھر کہاں کہاں بھاگنا پڑتا ہے......صحت کا سٹوفکیٹ لو کہ کوئی وبائی بیماری کا مریض تو نہیں......تو آخرت کا سفر کیسا ہوگا......جو ایک عالم سے دوسرے عالم کا سفر ہے......کس قدر اس کی تیاری کرنی چاہئے۔

کمال اسلام

مسلمان کامل وہ ہے......جس کی زبان سے اور ہاتھ سے......کسی مسلمان کو اذیت نہ ہو......یہ حدیث پاک کا مضمون ہے......اس پر ایک کافر نے سوال کیا کہ صاحب یہ کیسا آپ کا دین ہے کہ ''**المسلم من سلم المسلمون** ...... مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو......اور کافروں کو سلامتی دینا تکالیف سے یہ آپ کے یہاں کیوں نہیں ہے......اسی طرح ایک اور اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ دیں۔

''من لسانه ویده'' اور اگر سر سے یا پاؤں سے ماردیں اس کی ممانعت تو......اس سے ثابت نہیں ہوتی......اب جواب سنئے اشکال نمبر ا کا جواب یہ ہے کہ......مسلمان کو ہر وقت مسلمانوں سے معاملہ پڑتا ہے......رات دن انہی کے ساتھ اکثر معاملہ پڑتا ہے......اور کفار کے ساتھ کبھی

کبھی معاملہ پڑتا ہے...... تو جب مسلمان کے اخلاق ان لوگوں کے ساتھ اچھے ہوں گے...... جن کے ساتھ رات دن اسے معاملہ اور سابقہ پڑ رہا ہے...... تو جن سے کبھی کبھی معاملہ پڑتا ہے...... ان سے بدرجہ اولیٰ اسکے اخلاق اچھے ہوں گے...... جب مشکل معاملہ میں یہ پاس ہوگیا...... تو آسان معاملہ میں فیل ہونا کس قدر مستبعد ہوگا یعنی اس میں تو پاس ہو ہی جائے گا۔

اور اشکال نمبر۲ کا جواب یہ ہے کہ...... عموماً غصہ میں ہم لوگ زبان سے نامناسب کلمات کہہ کر اذیت دیتے ہیں...... اور اگر غصہ بہت بڑھا تو ہاتھ چلانا بھی شروع کر دیا...... اس لئے اول زبان کا ذکر ہے...... ثانیاً ہاتھ کا ذکر...... اور جب یہ اعضاء زبان اور ہاتھ جو غصہ کے وقت کثرت سے استعمال ہوا کرتے ہیں ایذا سے محفوظ ہو گئے...... تو سر اور پاؤں تو بہت ہی کم استعمال ہوتے ہیں...... وہ تو بدرجہ اولیٰ محفوظ ہو جائیں گے...... یعنی مشکل سوال میں جب پاس ہوگیا تو آسان سوال میں تو پاس ہو ہی جائے گا۔

اللہ کی ناراضگی کی نحوست

اگر پولیس افسر کا بیٹا پٹ رہا ہے...... تو لوگ کیا سمجھیں گے...... یا تو پولیس افسر کو خبر نہیں...... یا لوگوں کو نہیں معلوم کہ...... یہ پولیس افسر کا بیٹا ہے...... یا پولیس افسر اس بیٹے سے ناراض ہے جو اس کی ہمدردی نہیں کرتا...... آج امت مسلمہ کا یہی حال ہے جو نصرت نہیں ہو رہی ہے...... ہم نے اللہ پاک کو ناراض کر رکھا ہے...... گناہوں کا عموم ہے...... اور روک ٹوک سے بھی ہم غافل ہیں...... بنی اسرائیل کی ایک بستی پر عذاب کا حکم آیا تھا...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ایک صوفی عابد بھی اس بستی میں رہتا ہے...... جس نے آپ کی کبھی نافرمانی نہیں کی "**ان فیھا عبدًا لم یعصک طرفاً قط**" ارشاد ہوا اس بستی کو پہلے اس پر...... پھر تمام بستی والوں پر الٹ دو...... کیونکہ میری نافرمانیاں یہ عابد دیکھتا تھا...... اور اس کے چہرے پر ناگواری کا اثر بھی نہ ہوتا تھا...... "**اقلبھا علیہ وعلیھم لم یتمعر وجھہ فی**" اس صوفی عابد پر بستی الٹنے کا حکم مقدم فرمایا گیا۔

شفائے امراض کا نسخہ

ہر مریض کی شفا کیلئے...... یا سلام ۱۳۱ مرتبہ اول آخر درود شریف...... ۱۱'۱۱ مرتبہ پڑھ

کر دم کرنا اور دعا کرنا کہ...... اے خدا اس نام پاک یا سلام کی برکت سے...... جملہ امراض سے سلامتی عطا فرما۔ مجرب ہے۔

تلاوت کا طریقہ

جب تلاوت شروع کرے...... تو نیت کرلے کہ...... اس سے ہمارے قلب کا زنگ دور ہوگا...... اور حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی...... اور یہ تصور رہے کہ حق تعالیٰ سن رہے ہیں حدیث پاک میں وارد ہے...... کہ تلاوت قرآن پاک سے زنگ دور ہوتا ہے...... اسی طرح وضو اور نماز کے وقت اور ذکر کے وقت بھی نیت کرے...... کہ اس سے حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی...... نیت اور اخلاص ہی اصل ہے۔

ہماری ناقص حالت

اگر کوئی کہے...... کہ میرے مرض کیلئے ایک ڈاکٹر لاؤ...... جو اس فن کا ماہر اور اسپیشلسٹ بھی ہو...... اور دیکھا کہ اس ڈاکٹر کو چارپائی پر لادے آرہے ہیں...... معلوم ہوا کہ فالج گرا ہوا ہے...... مریض نے حال کہنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بہرے بھی ہیں ...... پھر لکھ کر حال پیش کیا تو معلوم ہوا کہ نابینا بھی ہیں...... تو آخر وہ چیخ کر یہی کہے گا...... ارے ظالم مجھے ایسے سپیشلسٹ کی ضرورت نہیں...... اور لانے والا فوراً ان کی ڈگری ان کی جیب سے نکال کر دکھادے تو کیا...... یہ ڈگری کچھ وقعت رکھے گی...... اسی طرح آج ہمارا حال ہے مسلمان ہونے کی سند ہے...... لیکن ناقص مسلمان ہیں...... لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگ فروعات کی کیوں نصیحت کرتے ہیں۔

میرے دوستو! فروعات ہی سے تو کل کی تکمیل ہوتی ہے...... اس ڈاکٹر میں فروعات ہی کی تو کمی تھی...... کان بہرا تھا کان فرع ہے کل جسم کے اعتبار سے اسی طرح آنکھ...... ناک...... ہاتھ...... پاؤں سب کل جسم کے مقابلے میں فروعات تو تھے...... جو اس ڈاکٹر کے خراب ہو رہے تھے...... مگر آپ نے فروعات کی خرابی والے ڈاکٹر کو پسند نہیں کیا...... بلکہ اسے بیکار سمجھ کر واپس کر دیا...... اپنے اسلام کے بارے میں بھی غور کیا کیجئے...... اگر کسی درخت کی سب شاخیں کاٹ

دی جائیں......اور صرف تنا رہے تو......آپ اس تنہ کو جلانے کے کام میں لا سکتے ہیں......مگر اس درخت سے پھل پھول کی توقع نہیں رکھ سکتے......اسی طرح اسلام کے تمام فروعات کو اہمیت حاصل ہے......کامل مسلمان جب ہوگا جب اس کے تمام فروعات پر عمل ہوگا۔

وعظ سے نفع کا گر

حضرت مولانا شاہ مظفر حسین صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ......آپ کے وعظ سے بہت نفع کیوں ہوتا ہے......فرمایا کہ میری نیت یہ ہوتی ہے......کہ یا اللہ میرے یہ سامعین مجھ سے بھی افضل ہو جائیں۔

اصلاح ظاہر کی ضرورت

ایک پولیس مین وردی میں نہ ہو......اور کسی کمرہ میں بیٹھا ہو......اور کسی نے دریافت کیا کہ اس کمرے میں سپاہی ہے......وہ دیکھ کر کہہ دے نہیں......وہاں سپاہی نہیں ہے......تو یہ نفی جس طرح صحیح ہے......اسی طرح آج مسلمانوں نے اپنی ظاہری وضع قطع غیر اسلامی کر لی ہے......تو دراصل مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کی نفی بھی صحیح ہوگی۔ **"من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر"** میں کفر کی جو وعید ہے......اس مثال سے اس کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ......جو بے نمازی ہے گویا کہ وہ غیر مسلموں جیسی حیثیت میں ہے کافروں جیسا کام کر رہا ہے۔

اصلاح برائے واعظین

مقرر اور واعظ اپنی نیت درست کر لے کہ......میں اپنی اصلاح......اور خدمت دین کیلئے وعظ کہہ رہا ہوں جاہ و شہرت کیلئے نہ کہے۔

اصاغر نوازی اور نظم

میں جب کسی دینی درسگاہ کے معائنہ کیلئے حاضر ہوتا ہوں......اور وہاں کچھ گزارش کرنی ہوتی ہے......تو تمام بچوں کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں......کیونکہ میں خود چھوٹا ہوں مجھے چھوٹوں سے مناسبت ہے......اور بچوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہوں......مثلاً پچاس بچے ہیں تو ۲۵ بچوں کو اپنے داہنے ممبر کے پاس......تین تین کی صف لگا کر بٹھا دیتا ہوں......اسی طرح ۲۵ کو بائیں

طرف اور اس میں قد وار بٹھاتا ہوں...... طویل قد روالوں کو پیچھے بٹھاتا ہوں...... اس کے بعد جملہ بالغین سامعین کو...... انکے پیچھے بٹھاتا ہوں...... اس میں دو بڑی مصلحت ہوتی ہیں۔

۱۔ پیچھے چھوٹے بچے جو شرارت یا بات چیت کرتے ہیں وہ سب ختم۔

۲۔ دوسرے یہ ان کو مقرر کو دیکھنے کیلئے اچکنا نہیں پڑتا۔

اور اپنے یہاں مسجد میں...... ایک چھوٹی چوکی رکھی ہوئی ہے...... کیونکہ منبر پر آ کر ... میں تکلیف ہوتی ہے...... چوکی پر بے تکلف آرام سے بیٹھ کر...... وعظ کہنے میں راحت رہتی ہے۔

آداب معاشرت

آج عام طور پر...... بعض صلحاء کے یہاں بھی اس کا اہتمام نہیں...... کہ کھانا مہمانوں کے بیٹھنے سے قبل...... دستر خوان پر نہ رکھیں...... اس طور پر کھانا انتظار کرتا ہے...... یہ خلاف ادب ہے...... اسی طرح دستر خوان اٹھنے سے قبل سب اٹھ جاتے ہیں...... پہلے دستر خوان اٹھنا چاہئے...... پھر کھانے والوں کو اٹھنا چاہئے۔ دستر خوان اٹھتے وقت کی دعا جو تعلیم فرمائی گئی ہے...... وہ پھر کس وقت پڑھیں گے...... یہ مسنون دعا بھی کم لوگوں کو یاد ہوتی ہے...... دستر خوان اٹھتے وقت کی دعا یہ ہے۔

"الحمدلله حمداً طيباً مبار كا فيه غير مكفي ولا مودع ولا مستغنى عنه ياربنا"

اس کی سہل صورت یہ ہے کہ...... سب لوگ نہ ہوں تو دو ایک آدمی...... دستر خوان پر بیٹھے رہیں جب تک کہ دستر خوان اٹھا نہ لیا جائے...... اس طرح شروع میں بھی...... دو ایک آدمیوں کو دستر خوان پر بیٹھ جانا بھی کافی ہے۔

کھانے کے ان آداب سے کھانے میں برکت ہوگی...... حق تعالیٰ خوش ہوں گے...... صاحبو جب رزق کم ہو جاتا ہے...... یا بالکل چھن جاتا ہے...... تب قدر معلوم ہوتی ہے...... کہ بعض لوگوں کو فاقے کی تکلیف میں تندور پر صرف روٹی کی خوشبو سے تقویت حاصل کرتے دیکھا گیا۔

دین کے منکرات سے حفاظت

اگر ہمارے گھروں میں کوئی بچہ خبر دیتا ہے...... کہ بستر پر فلاں بھیا نے جوتا رکھ دیا یا

...... دیوار پر لکیر بنادی...... یا چائے کی پیالی میں مکھی گر گئی...... تو ہم سب کو فکر ہو جاتی ہے...... حالانکہ چاء میں کمی تو نہیں ہوئی...... اضافہ ہی تو ہوا...... پیروں پر ورم ہے اضافہ ہوا...... مگر ڈاکٹر کے پاس بھاگے جارہے ہیں...... معلوم ہوا کہ ہر اضافہ اور ہر ترقی آپ پسند نہیں کرتے...... اسی طرح اگر مچھر دانی میں دو...... تین مچھر گھس گئے تو بغیر انکو نکالے چین نہیں ...... نیند ہی نہیں آسکتی...... جب تک انکو نکال نہ لیں گے...... حالانکہ یہ مچھر دو...... تین عدد کتنا خون پی لیتے...... ایک رتی یا ایک ماشہ پی لیتے...... پھر وہ بھی آرام سے سوتے آپ بھی آرام سے سوتے...... لیکن دو تین قطرہ خون دینا گوارا نہیں۔ دوستو سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے گھروں میں اگر منکرات داخل ہو جائیں...... خلاف شریعت گھر میں چیزیں داخل ہوتی جارہی ہیں ہمیں کوئی فکر نہیں...... ہمارے بچے انگریزی بال رکھیں ہمارے بچے جاندار کی تصویریں لائیں...... ان کی فکر کیوں نہیں...... گھر میں سانپ بچھو آجائے...... تو فوراً نکالنے کی فکر ہوگی ...... ان کے نکالنے والوں کو بلائیں گے...... اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہمارے گھر میں آئیں ...... تو ان منکرات کو دور کرنے کیلئے کیا ہم کو اتنی بھی فکر ہے...... جتنی گھروں سے مچھروں اور مکھیوں کے نکالنے کی فکر ہوتی ہے...... منکر کے معنی اجنبی کے ہیں...... جب دنیا کی اجنبی چیزوں سے سکون چھن جاتا ہے...... تو دین کے منکرات سے سکون کیسے باقی رہ سکتا ہے...... انگلی میں کانٹا گھس گیا چین چھن گیا...... اجنبی چیز داخل ہوگئی آنکھ میں...... گردوغبار آگیا کھٹک اور درد شروع ہوگیا۔...... لیکن اگر سرمہ لگالیا اور چین میں اضافہ ہو رہا ہے...... کیونکہ سرمہ آنکھ کیلئے اجنبی نہیں آنکھ سے سرمہ کو مناسبت ہے...... اسی طرح روحانی بیماریاں ہیں۔...... مثلاً حسد...... غضب...... کبران اخلاق رذیلہ کے آتے ہی سکون چھن جاتا ہے۔

تحقیر مسلم حرام ہے

عاصی سے نفرت حرام...... اور معاصی سے نفرت واجب ہے...... حضرت حکیم الامت ؒ کا ارشاد ہے کہ...... کسی بڑے عالم کیلئے بھی جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو حقیر سمجھے...... مخاطب کو اپنے سے محترم سمجھتے ہوئے منکرات پر روک ٹوک کرنا چاہئے...... فتاویٰ عالمگیری میں جزیہ

موجود ہے...... کہ اگر کسی مسلمان نے مثلاً نماز غلط پڑھی اور امید ہے...... کہ وہ ہماری بات قبول کرلے گا تو اس کو سمجھانا واجب ہے...... عالم کو اپنے کو عالم سمجھنا تو جائز ہے...... مگر افضل سمجھنا کسی مسلمان سے اس کے لئے حرام ہے...... کہ ابھی خاتمہ کا پتہ نہیں...... اس کی مثال ایسی ہے کہ منزل حسن خاتمہ تک مثلاً سو سیڑھیاں ہیں...... ایک پانچویں پر ہے...... کوئی پچاسویں پر...... کوئی نوے سیڑھی سے آگے...... اکیانوے سیڑھی پر قدم رکھے ہوئے ہے...... تو اکیانوے سیڑھی پر جو ہے اس کو پانچویں سیڑھی والے سے اپنے کو کیسے افضل سمجھنا جائز ہوگا...... اگر اکیانوے والا گر جائے...... تو ہڈی پسلی سب ٹوٹ جائے اور پانچویں والا بخیریت پوری منزل طے کرلے تو کیا ہوگا...... پس اس مثال سے یہ بات نہایت واضح ہوگئی۔

اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند   اے بساخر لنگ بمنزل رفت

ترجمہ۔ اے لوگو بسا اوقات تیز رو گھوڑا تھک کر بیٹھ گیا...... اور لنگڑاتا گدھا...... ہمیشہ چلتے چلتے منزل تک پہنچ گیا۔

صورت بگڑنے سے سیرت کی تباہی

ایک گلاس پانی میں...... چند ذرات لوہے کے ڈال دو...... پانی کا وزن ہلکا اور اس قلیل مقدار لوہے کا وزن زیادہ ہوگا...... اسی طرح وہ پانی لوہے سے کس قدر قوی تر...... مگر وہی پانی لوہے کی صورت بگاڑ دیتا ہے...... یعنی زنگ لگا دیتا ہے...... اور پھر اس لوہے کی حقیقت بھی تباہ ہوجاتی ہے...... یعنی اول صورت بگڑتی ہے...... پھر سیرت بھی بگڑ جاتی ہے...... وہ لوہا کمزور ہوجاتا ہے۔ اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہوں کے سیاہ نقطوں سے دل سیاہ ہوجاتا ہے...... اور اس میں زنگ لگتا چلا جاتا ہے اور اسی طرح بری صحبت خواہ کتنی ہی قلیل ہو اور کمزور ہو لیکن نقصان پہنچادے گی...... انگریزوں نے پہلے مسلمانوں کی صورت بگاڑی ہے...... سر پر انگریزی بال اور داڑھی صاف کراکے...... پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب صورت سے دور کردیا...... پھر جب صورت بگڑ گئی تو سیرت بھی بگڑ گئی...... اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت...... اور صورت دونوں ہی سے محرومی ہوتی چلی جارہی ہے...... اب علاج کیا ہے...... علاج یہ ہے کہ پہلے زنگ صاف کرتے ہیں...... پھر رنگ صاف کرتے ہیں...... آج

ہمارے بچے غیر صالح ماحول میں تعلیم وتربیت پاتے ہیں...... تو ان پر زنگ کیوں نہ لگے گا ...... البتہ اگر لوہے پر پینٹ کردیا جائے ...... تو رنگ کرنے کے بعد پانی کا اثر نہ ہوگا ...... اور زنگ سے محفوظ رہے گا...... اسی طرح اگر ہمارے دل اور ہمارے بچوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی خشیت ...... اور محبت ...... اور اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پینٹ ہوجائے ...... تو پھر دین کا نقصان نہ ہوگا...... مگر یہ پینٹ اللہ والوں کے پاس ملتا ہے۔...... "ان ھذہ القلوب تصدء کما یصدء الحدید اذا اصابه الماء الخ"...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... اے لوگو! تمہارے دلوں کو اس طرح زنگ لگ جاتا ہے...... جس طرح لوہے کو پانی زنگ لگاتا ہے...... عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کس طرح زنگ صاف ہوگا؟

طلباء کو عمل کی نصیحت

ہمارا نام طالب العلم والعمل تھا...... مگر اختصار کیلئے صرف طالب علم بولا جاتا ہے...... لیکن ہم عمل کو اب مقصود ہی نہیں سمجھتے ...... طالب علمی ہی سے اعمال میں مشغول ہونے کا اہتمام ...... اہل مدارس کو کرنا چاہئے۔ آج اساتذہ طلبا کی تربیت اور اصلاح نفس کی فکر نہیں کرتے...... صرف ان کی رہائش اور روٹیوں کی فکر ہوتی ہے...... پس صورت تو طالب علم کی ہے اور روح اور حقیقت غائب...... یعنی تعلق مع اللہ اور خشیت اور اساتذہ کا ادب واکرام...... سب ختم پھر اسٹرائیک اور بغاوت نہ ہوگی...... تو کیا ہوگا...... ہرچہ بر ماست از ماست ...... ہر کوتاہی اور معصیت کا ردعمل ہوتا ہے...... طلباء ہماری کھیتی ہیں ...... ہم ان کے قلوب میں اگر محبت اور تعلق مع اللہ اور خشیت اور اتباع سنت کے درخت نہ لگائیں گے...... تو دوسرے صحرائی خاردار درخت نکلیں گے ...... پھر رونا پڑتا ہے ...... کہ آج فلاں طالب علم نے فلاں استاد کو گالی دیدی...... فلاں نے فلاں کی پٹائی کردی آہ...... ان طلبائے کرام کو تو سو فیصد اولیائے کرام ہونا چاہئے تھا...... اور جو بے عمل اور بے اصول طلباء ہوں انہیں فوراً نکال دینا چاہئے تھا۔ درخت کی جو شاخ خراب ہو باغبان کی ڈیوٹی اور ذمہ داری ہے...... کہ اسے کاٹ کر پھینک دے...... مقصود نہ طلباء کی تعداد ہے نہ عمارت ہے کام کے اگر چند بھی نکلیں گے تو غلغلہ مچادیں گے۔

اہل اللہ کے وسیلہ سے دعاء کرنا جائز ہے

حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم نے ...... حضرت حکیم الامت

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب ارشاد نقل فرمایا...... وہ یہ کہ بعض اہل ظاہر کو...... یہ اشکال ہوا کہ...... دعا میں اللہ والوں کا واسطہ دینا جائز ہے یا نہیں...... حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ...... جب اعمال صالحہ کا واسطہ دینا ...... احادیث صحیحہ سے ثابت ہے...... تو اللہ والوں کا واسطہ دینا دراصل یہ انکی محبت قلبی کا واسطہ ہے...... اور محبت قلبی وہ عمل صالح ہے جو عمل جوارح سے بھی افضل ہے۔

خدائی ناراضگی رزق میں بے برکتی کا سبب

آج کل دکاندار ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو...... آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں...... حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا الگ الگ گناہ کرتے ہیں...... وہ سب جمع کر کے اس دکاندار کی گردن پر ڈالا جائے گا...... مرے گا جب تب اس کو اپنی آمدنی کا حال معلوم ہوگا...... زبان سے کہتے ہیں کہ رزق خدا دیتا ہے...... اور پھر گناہ کر کے خدا کی ناراضگی سے رزق بڑھا رہے ہیں۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کا اہتمام تقویٰ

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ ٹرین کا جب میل ہوتا تھا...... تو دوسری ٹرین کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے کہ...... کہیں کسی ڈبے میں...... کسی بے پردہ عورت پر نظر نہ پڑ جائے...... اللہ اکبر کیا تقویٰ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے پاکیزہ قلب کیلئے...... جب حکم صادر فرمایا گیا کہ...... اے علی رضی اللہ عنہ اچانک نظر کے بعد دوسری نظر پھر نہ کرنا...... کیونکہ پہلی تو اچانک ہونے سے معاف ہے مگر دوسری...... جو قصد و ارادہ سے ہوگی وہ حرام ہے...... آج کل وہ لوگ اس روایت سے سبق حاصل کریں...... جو کہتے ہیں کہ ہمارا دل صاف اور پاک ہے...... ہم بری نیت سے نہیں دیکھتے ہیں۔ یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ اپنے کو مقدس سمجھنے کا در پردہ دعویٰ ہے یا پھر جہل مرکب اور نفس کے دام میں ہیں۔

دین کا نقصان گوارا کیوں؟

اپنے مکان سے ایک اینٹ یا بلاک دینا گوارا نہیں...... اپنے خون سے مچھروں کو

ایک قطرہ دینا گوارا نہیں ...... مگر دین کے ہر نقصان کو ذرا سی بات کیلئے ...... گوارا کر لیتے ہیں ...... مثلاً افطار کی دعوت پر مغرب کی جماعت ...... اور مسجد کی حاضری کو اپنے اوپر معاف سمجھ لیا۔ دینی مجالس کیلئے بھی یہی حکم ہے ...... کہ اگر دو چار بوڑھے معذور ہوں ...... تو ان کی خاطر پوری مجلس کے شرکاء بھی گھروں میں جماعت نہ کریں ...... انہیں مسجد میں حاضر ہونا چاہئے ...... ہر نیک عمل سے جس طرح روح میں نور اور طاقت پیدا ہوتی ہے ...... اسی طرح ہر گناہ سے ظلمت تاریکی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

بھولو پہلوان اپنی تمام مقوی غذائیں کھاتے رہیں ...... صرف سال میں ایک دفعہ سنکھیا کھا کر دیکھیں ...... چارپائی سے لگ جائیں گے ...... سنکھیا کا زہر تو تمام سال کی مقوی غذاؤں پر پانی پھیر دے ...... اور کمزوری کا باعث ہو ...... اور زیادہ مقدار اگر کھالے تو موت بھی واقع ہو ...... اور گناہوں کا زہر روح کی نورانیت اور اعمال صالحہ کی طاقت پر اثر نہ کرے گا ...... یہ کس قدر دھوکہ ہے۔

ہر گنہ زنگیست برمرآۃ دل　　　دل شود زیں زنگہا خوار و خجل

(رومی)

ترجمہ۔ ہر گناہ سے دل کے آئینے پر زنگ لگتا ہے ...... اور دل اس کے زنگ سے ذلیل اور شرمند ہو جاتا ہے۔

چوں زیادت گشت دل را تیرگی　　　نفس دوں را بیش گردد خیرگی

(رومی)

ترجمہ۔ جب دل میں گناہوں سے تاریکی بہت بڑھ جاتی ہے ...... تو نفس ذلیل کی حیرانی اور گمراہی میں نہایت زیادتی ہو جاتی ہے۔

دعا اور تدبیر کی ضرورت

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے ...... ایک شخص اولاد کیلئے ایک عرصے تک دعا کراتا رہا ...... بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے نکاح بھی نہیں کیا ...... تو بہت ڈانٹا کہ ظالم نکاح کے بغیر ہی اولاد کی دعا کراتا رہا ...... کیا تیرے پیٹ سے بچہ نکلے گا ...... اسی طرح ہم لوگ اسباب رضائے حق کی نہ فکر کرتے ہیں ...... اور نہ ضد رضا کے اسباب سے

بچنے کی فکر...... دعا اور تدبیر دونوں ہی کی ضرورت ہے۔

نجات کے تین طریقے

ایک حدیث پاک میں نجات کے تین طریقے ارشاد فرمائے گئے...... ۱۔ اپنی زبان کی حفاظت رکھے...... ۲۔ اپنے گھر سے بدون ضرورت شدیدہ نہ نکلے اس کا گھر اس کیلئے وسیع ہونے کا مفہوم یہی ہے...... ۳۔ اپنی خطاؤں پر روتا رہے...... حدیث پاک یہ ہے۔

"وعن عقبة بن عامر رضی الله تعالی عنه لقبت رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فقلت ماالنجا ة فقال املک علیک لسانک ولیسع بیتک وابک علی خطیئتک" (احمد و ترمذی)

گناہوں کے ساتھ وظائف بے اثر رہتے ہیں

ایک صاحب نے رزق کیلئے دعا کرائی...... وظیفہ بھی دریافت کیا...... پھر وظیفہ کے بے اثر ہونے کا شکوہ کیا...... میں نے عرض کیا کہ دو ٹرک آمنے سامنے ہیں...... اور زور آزمائی ہو رہی ہے...... کوئی راستہ نہیں دے رہا تو کوئی منزل تک پہنچے گا...... ادھر وظیفہ جاری ہے...... ادھر گناہ بھی جاری ہیں...... وظیفہ تو جالب رزق ہے...... اور معاصی برعکس تنگی رزق کا اثر رکھتے ہیں۔

گناہ اور منکرات سے بچنے کی ضرورت

طاعون کے زمانے میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے...... کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ آجائیں...... اور بدعملی اور منکرات کے چوہے...... ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں...... سانپ گھر میں آجائے سب پریشان...... اور گھر میں خلاف شرع وضع قطع، تصاویر جاندار کی...... ریڈیو کے گانے...... ٹیلی ویژن کا گھریلو سینما آجائے تو کوئی فکر نہیں...... ہر عمل کے معاملے میں علم صحیح کی ضرورت ہے...... لاعلمی میں زہر کھانے سے نقصان تو یقیناً پہنچے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تشریف لے گئے...... وہاں تصویر جاندار کی تھی...... فوراً واپس آگئے...... رزق کی ترقی اور برکت کیلئے وظیفے پڑھنے کیلئے تیار ہیں...... مگر گناہ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔

تأمل وتحمل

کسی کام میں جلدی نہ کرے...... ورنہ ندامت ہوگی...... ہر کام میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا یہ گر یاد رہے...... جو صرف دو لفظوں پر مشتمل ہے۔

ا۔ تامل...... ۲۔ تحمل یعنی ہر کام کو سوچے اور تحمل سے کام لے۔

اسلام کا عملی مقام

حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ مکتب میں قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے...... مگر عملی مقام یہ تھا کہ...... چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی...... اور حضرت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے شیخ ہوئے۔

متکبرین کی وضع سے بچنے کی ضرورت

ٹخنہ ڈھانکنے سے منع فرمایا گیا...... کیونکہ یہ متکبرین کی نشانی ہے...... حکمت یہاں کیا ہے...... کہ اگر تم متکبرین کی صورت کی نقل بھی کرو گے...... تو متکبرین کی حقیقت بھی تمہارے اندر منتقل ہو جائے گی...... جیسے "صلوا کما رأیتمونی" میں ہے...... کہ صورت کی نقل کرو تو حقیقت کا عکس بھی اترے گا۔

مجلس وعظ کا ادب

وعظ جب ہو رہا ہو...... تو سب کو خاموشی سے سننا چاہئے...... اس وقت کسی کو وہاں پر تلاوت یا کوئی وظیفہ نہ پڑھنا چاہئے...... دیکھئے آپریشن روم میں کس قدر خاموشی رہتی ہے...... یہی روحانی علاج میں خیال ہونا چاہئے۔

اصلاح ظاہر کی اہمیت

کیوں صاحب اگر امام صاحب...... نماز کے وقت اپنے حجرے سے محراب مسجد کی طرف اپنے کپڑے اتارے ہوئے آئیں...... تو آپ آنے دیں گے...... یہ سمجھیں گے کہ عقل میں فتور آگیا...... حالانکہ امام صاحب کہہ رہے ہیں...... بھائی ہم کو نماز پڑھانے

دو...... مجھے نماز کے مسائل اور سورتیں یاد ہیں...... میرا باطن بالکل ٹھیک ہے...... صرف ظاہر کی خرابی سے آپ لوگ کیوں گھبرا گئے...... آپ انکی ایک بات نہ سنیں گے...... اور سیدھے مسجد سے نکال کر دماغ کے ڈاکٹر یا پاگل خانے لے جائیں گے۔

کیوں بھائی...... ظاہر کی خرابی سے آپ کو باطن کی خرابی پر یقین آ گیا...... اور دین کے معاملہ میں ہماری ظاہری وضع قطع...... ظاہری صورت...... حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے خلاف ہو...... تو یہاں ہماری باطنی خرابی اور ایمان کی خرابی پر یقین کیوں نہیں ہوتا اور اس کی اصلاح کی فکر کیوں نہیں ہوتی...... ایسے شخص کو دین کے ڈاکٹروں...... یعنی اولیاء ومشائخ کرام کے پاس کیوں نہیں لے جائے۔

باطن کی حفاظت کا تالہ

ظاہری وضع قطع صلحا کی رکھنا باطن کی حفاظت کا تالہ ہے...... جس طرح دکان کے اندر مال ہو...... اور باہر دروازہ میں تالہ نہ ہو تو چور حملہ کرتا ہے...... اور اندر کے مال کی خبر نہیں اسی طرح ظاہری وضع قطع اگر صالحین کی نہ ہوگی...... تو باطن کی صلاحیت کی خیر نہیں...... فاسقوں کی مشابہت اور صورت سے فسق کی حقیقت بھی اتر جائے گی۔

نمائش کی حرمت

۴ چیزیں ہیں...... ضرورت...... آسائش...... آرائش...... نمائش...... ضرورت وہ ہے کہ اس کے بغیر ضرر ہو...... ضرورت...... آسائش...... آرائش جائز ہے...... مگر نمائش حرام ہے۔

آخرت وطن اصلی

ہمارے زیادہ اقربا تو آخرت میں ہیں...... جب زیادہ خاندان وہاں ہیں تو یہاں سے بھی جو چلا گیا...... اقل خاندان سے اکثر خاندان کی طرف گیا...... پردیس سے وطن گیا اس تصور سے بڑی تسلی ہوئی۔

حاکم حقیقی کی ناراضگی بڑی چیز ہے

جب ہم حاکم ضلع کو ناراض کر کے چین سے نہیں رہ سکتے تو احکم الحاکمین کو ناراض کر کے کس

طرح چین اور سکون سے رہ سکتے ہیں...... آج ہر طرف سے پریشانی کی شکایت آتی ہے ...... لیکن اصل علاج کیا ہے...... اس طرف خیال نہیں جاتا...... اسباب رضا کی تو فکر ہے مگر ضد رضا...... یعنی گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حرام اعمال سے بچو...... تم سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے۔

"اتق المحارم تکن اعبد الناس" (الحدیث)

گناہ چھوڑنے کی ضرورت

اعمال صالحہ اور وظائف کا اختیار کرنا آسان ہے...... مگر گناہوں کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے...... جیسے سہارنپور کا گنا چوسنا تو آسان اور لذیذ ہے...... مگر کسی کے منہ سے گنا چھین لینا مشکل ہے...... اسی طرح نفس کو جن گناہوں کی عادت ہوگئی ہے...... ان کو چھڑانا نفس پر بہت شاق ہوتا اور عام طور پر لوگ ایسے واعظ کو بھی پسند نہیں کرتے...... جو برائیوں پر روک ٹوک اور گناہوں کے ترک پر وعظ کہتا ہو...... حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یا یھاالذین امنو لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ" ان آیات میں چند اصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے...... وہ یہ کہ بعض معاصی کے اثرات سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں...... جیسا کہ ان آیات میں ارشاد ہوا...... کہ اے ایمان والو اپنے صدقات کو باطل مت کرو احسان جتا کر اور اذیت دے کر...... اس سے معاصی کے ارتکاب سے احتیاط کی نہایت اہمیت ثابت ہوتی ہے۔

دین کی بات کا نفع

جب دین کی کوئی بات سنائی جاتی ہے...... تو بعض کے لئے تو نئی ہوتی ہے اور بعض کیلئے اس کا تکرار ہو جاتا ہے...... جس سے استحضار ہو جاتا ہے۔

بڑوں کی ضرورت

بڑے بوڑھوں کا مشورہ بڑے کام کا ہوتا ہے...... کچھ نوجوان کسی کے ولیمہ میں مدعو ہوئے...... ایک بوڑھے نے کہا ہم کو بھی لے چلو...... شاید میرا مشورہ تمہارے کام آئے ...... لیکن میزبان کو نہ بتانا...... اور ہم کو کہیں دور چھپا دینا...... جب دسترخوان بچھا کھانا آیا تو ہر

نوجوان کے ہاتھ پر میزبان نے کھپاچی باندھ دی...... جس کی وجہ سے ہاتھ منہ کی طرف مڑ نہ سکا...... اور سیدھا کھنچار ہا یہ بے چارے بڑے پریشان ہوئے کہ کھانا کس طرح کھائیں گے۔

ایک نوجوان جلدی سے اٹھا...... اور بڑے میاں سے مشورہ کیا...... بڑے میاں نے کہا کہ کیا فکر ہے...... تم دوسر کے منہ میں کھلا دینا...... دوسرا تمہارے منہ میں کھلا دے گا...... اس طرح ہاتھوں کے مڑے بغیر کام چل جائے گا۔

متبع سنت شیخ کی ضرورت

جولوگ اللہ والوں سے مستغنی اور اپنے کو بے پرواہ کرتے ہیں...... وہ یا تو مغضوب علیہم کے شکار ہوتے ہیں...... یا ضالین کے...... کیونکہ تین ہی لوگوں کا راستہ سورہ فاتحہ میں بیان فرمایا گیا ہے...... منعم علیہم کا راستہ...... مغضوب علیہم کا...... اور ضالین کا...... اس وجہ سے اللہ والوں سے استغناء نہایت خطرناک ہے...... منعم علیہم کون لوگ ہیں...... جنہوں نے علم وحی کے موافق عمل کیا وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں...... اور جنہوں نے علم کے باوجود عمل نہیں کیا...... وہ مغضوب علیہم لوگ ہیں...... یعنی یہودی...... اور جو علم ہی نہیں رکھتے...... وہ ضالین ہیں گمراہ ہیں...... انہیں تو راستہ ہی نہیں معلوم یہ نصاریٰ ہیں...... بس ہر آدمی کسی بزرگ اور شیخ متبع سنت کو اپنا بڑا بنا لے **"فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون"** جس فن میں کام کرنا ہے اس فن کے ماہرین کی تلاش ضروری ہے۔

اکابر کے مقابر کا فیض

بزرگوں کی قبر سے صرف تقویت نسبت کو پہنچتی ہے...... اصلاح نہیں ہوسکتی...... اصلاح تو زندہ شیخ ہی سے ہوسکتی ہے۔

حصول اولاد کیلئے وظیفہ

جس کے یہاں اولاد نہ ہوتی ہو...... تو یہ عمل بطور تدبیر کر لے...... **یا بدوح** تشتری پر ۱۶ خانے بنا کر ہر خانے میں **یا بدوح** لکھ کر ۴۰ دن پلائیں...... اس طرح دو تین چلے کرادیں۔

ایذائے دشمن سے حفاظت

جب دشمن ستا رہا ہو تو اس کی ایذا سے حفاظت کی نیت سے ...... یا قابض بعدِ نماز مغرب ...... ۲۱ بار پڑھ کر دعا کر لیا کرے ...... ان شاء اللہ تعالیٰ مغلوب ہو جائے گا ...... اسی طرح صبح و شام حزب البحر کا معمول بنا لیا جائے ...... اور سورہ اخلاص و سورہ فلق و سورہ ناس ...... تین تین مرتبہ پڑھ کر صبح شام اپنے بدن پر دم کر لے۔

اور اللہ تعالیٰ کے رب العالمین ...... رحمٰن و رحیم ...... ناصر و ولی ہونے کو سوچیں ...... اس کے ساتھ ساتھ مالک و حاکم و حکیم ہونے کو سوچیں ...... ہر مشکل کا حل اسی میں ہے ...... حضرت خواجہ صاحبؒ نے خوب فرمایا ہے۔

مالک ہے جو چاہے کر تصرف کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں میں، مطمئن کہ یارب حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

اور اللھم اکفنا ۔ مما شئت کا ورد بھی ہر نماز کے بعد ے مرتبہ کر لے۔

ایک وظیفہ

جب کسی افسر کا مواجہہ ہو ...... تو یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود کا ورد رکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت ظاہر ہو گی۔

انداز بیان

کلام میں معاملات میں یا تقریر میں ایسا کوئی عنوان نہ آنے پائے ...... جس میں اپنی بڑائی ...... یا کمال یا خوبی ظاہر ہو ...... اس بات کی طرف جملہ اہل تعلق کی نگرانی بھی خصوصی چاہئے ...... نیز تاکید بھی کرتے رہنا چاہئے۔

مواعظ و ملفوظات حکیم الامت

اساتذہ اور مدارس کے طلباء کو استغفار کا اہتمام ...... اور حیاۃ المسلمین کی روح ۲۲ کے مطالعہ کا اہتمام چاہئے ...... اور جزاء الاعمال کو ...... گھروں پر سنانے کا نظم بھی ہونا

چاہئے...... گناہوں کے نقصانات کو طلباء اور اپنے بچوں کو خوب زبانی یاد کرادینا چاہئے...... رزق کی کمی میں...... معاصی یا ان کے مقدمات کے ارتکاب کو بڑا دخل ہے...... اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ...... اور ملفوظات کا مطالعہ ہر شخص کو نہایت ضروری ہے...... اس سے اللہ تعالیٰ کے راستے کی فہم سلیم عطا ہوتی ہے...... جو بڑی دولت ہے۔

بہترین طرز معاشرت

جن لوگوں سے گاہ گاہ اذیت پہنچتی ہے...... انہیں گاہ گاہ کچھ ہدیہ بے تکلف پیش کر دیا کرے...... اور گاہ گاہ دعوت وناشتہ بھی کر دیا کرے...... اس سے قلب کو حق تعالیٰ کے ساتھ فراغ حاصل ہوگا...... اور بوقت اذیت یا حی یا قیوم کا ورد کریں اور حق تعالیٰ کے حاکم اور حکیم ہونے کو سوچ لیا کریں۔

اصلاح مبلغین

بعض لوگوں کو تبلیغ کا شوق تو ہے...... مگر صحیح علم حاصل نہیں کرتے...... سنی سنائی باتوں کو بدون تحقیق غلط سلط روایات پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں...... حالانکہ حق تعالیٰ کا ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے یہ ہے...... کہ "بلغ ماانزل الیک" جو آپ کی طرف نازل کیا گیا...... اس کی تبلیغ فرمایئے۔ پس ما انزل کا علم مبلغ کیلئے ضروری ہے اور اگر ما انزل کا علم ہی...... نہیں تو وہ کس بات کی تبلیغ کرے گا۔

حفاظت نظر کا طریقہ

جن کی بدنگاہی کا مرض شدید ہو...... وہ جب گھروں سے نکلیں...... تو باوضو ہو کر ۲ رکعت نفل...... حفاظت کی نیت سے پڑھ کر حفاظت کی دعا مانگ کر نکلیں...... پھر بھی اگر کچھ کوتاہیاں ہوگئیں...... یعنی گوشہ چشم سے بھی دیکھ لیا ہو یا لباس کے اوپر نظر پڑ گئی ہو...... یا کانوں نے ان کی گفتگو سے لذت حاصل کر لی ہو...... تو گھر واپس آ کر ۴ رکعات نفل ۲،۲ توبہ کی نیت سے پڑھ کر استغفار کر لیا کریں...... تضرع اور الحاح کے ساتھ...... اور استقامت واصلاح کی تکمیل کی دعا کر لیا کریں۔

علم دین کی ضرورت

مظفر نگر کا واقعہ ہے...... کہ ظہر کی چار سنتوں کو ایک بڑے میاں ۵۰ برس تک اس طرح پڑھتے رہے...... جس طرح فرض پڑھتے ہیں...... یعنی ۲ بھری اور ۲ خالی...... ایک دن وعظ میں کسی عالم سے سنا کہ...... ۴ رکعت کی سنت میں ہر رکعت بھری...... یعنی سورۃ کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں...... تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے تو ۲ خالی اور ۲ بھری ۵۰ برس سے ادا کی ہے...... مولانا نے فرمایا یہ سنت ادا نہیں ہوئی...... بڑے میاں سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے کہ...... ہائے ۵۰ برس کی سنتیں رائیگاں گئیں...... علم صحیح نہ ہونے سے یہی مصیبت ہوتی ہے...... کہ محنت بھی کرے...... اور اجر سے بھی محروم رہے...... علم صحیح کا حاصل کرنا کس قدر ضروری ہے...... اس کا اندازہ اس حکایت سے بخوبی ہو جائے گا...... قیامت کے دن جہل عذر نہ ہوگا...... علم کا حاصل کرنا بھی تو فرض ہے۔

عوام کیلئے طریقہ اصلاح

آج دل میں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ...... جو حضرات اصلاح میں باضابطہ مشغول نہیں ہیں...... لیکن صالحین کے پاس آمدورفت رکھتے ہیں...... ان کو مشورہ دیا جائے...... کہ وہ ایک تسبیح درود شریف...... ایک تسبیح کلمہ طیبہ ایک تسبیح اللہ اللہ کر لیا کریں...... اگر ان تینوں پر عمل نہ ہو سکے تو ان میں سے جس ایک پر بھی عمل ہو سکے...... شروع کر دیں...... ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اضافہ اور ترقی کا سبب بنے گا۔

نصیحت میں دوام کی ضرورت

ذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں...... نصیحت کیجئے...... بے شک نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے...... اس آیت مبارکہ کو بیان فرما کر...... حضرت والا نے فرمایا کہ نصیحت بار بار کرتا رہے...... کبھی بہت دن کے بعد اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے...... پھر یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ...... مولوی شبیر علی صاحب نے اپنے کسی عزیز سے سگریٹ کی عادت چھڑانا چاہا...... تو اس کو سگریٹ چھوڑنے پر نصیحت فرماتے رہے......

سو مرتبہ تک ان کی نصیحت نے موصوف پر اثر ظاہر نہ کیا...... تو جب ایک سو ایک مرتبہ کی تعداد ہوئی...... تو انہوں نے سگریٹ پینا چھوڑ دیا...... اس تجربہ سے معلوم ہوا...... کہ ہمت نہ ہارنی چاہئے...... اسی طرح حضرت حکیم الامت تھانوی قدس اللہ سرہ العزیز کی ایک حکایت ارشاد فرمائی...... کہ حضرتؒ بیت الخلاء میں تھے...... دو شخص باہر تھے ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ...... میں نے فلاں شخص کو نماز کیلئے متعدد بار کہا...... اس نے میری نصیحت نہ مانی...... تو میں نے پھر کہنا چھوڑ دیا...... دوسرے نے کہا واہ میاں واہ وہ تو اپنی بری بات پر جما رہا اور آپ اپنی اچھی بات پر...... یعنی نصیحت کرنے پر قائم نہ رہے...... اور ترک کر دیا...... یہ تو آپ نے اچھا کام نہ کیا...... کہ کوئی برائی نہ چھوڑے اور آپ بھلائی کو چھوڑ دیں...... آپ کو نصیحت کا کام جاری رکھنا چاہئے تھا...... حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے اس جواب کو بہت پسند فرمایا...... اور اپنے احباب میں اس کا ذکر فرمایا۔

اشراف نفس کی وضاحت

ایک بار حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانویؒ سے فرمایا کہ...... میں فلاں جگہ جایا کرتا ہوں...... وہاں کے احباب ہدیہ دیا کرتے ہیں...... ان لوگوں کی اس عادت کی بنا پر مجھے انتظار ہو جاتا ہے...... حالانکہ حدیث پاک کے حکم کے مطابق جب اشراف (انتظار) ہو جائے...... تو یہ ہدیہ قبول نہ کرنا چاہئے...... حضرت اقدس تھانویؒ نے فرمایا کہ...... حضرت آپ کی برکت سے قلب میں ...... اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی ہے کہ...... اگر وہ لوگ ہدیہ نہ دیں تو کیا آپ کو گرانی ہوگی...... فرمایا نہیں...... گرانی تو مطلق نہ ہوگی تو فرمایا پھر یہ اشراف نہیں ہے...... یہ انتظار خیال کے درجے میں ہے...... اشراف اس انتظار کو کہتے ہیں...... جس کے نہ ملنے پر تکلیف محسوس ہو۔

نفس وشیطان سے بچاؤ کی ضرورت

اگر کسی کار کے انجن میں پٹرول بھر دیا جائے...... مگر پٹرول کی ٹینکی میں سوراخ ہو...... جس سے پٹرول سڑکوں پر گرتا رہے...... تو کچھ دیر چل کر کار کھڑی ہو جائے گی...... اسی طرح سالک ذکر کے انوار سے اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرتا ہے...... مگر دل کے نور کی ٹینکی

کو شیطان اور نفس آنکھ کان اور زبان وغیرہ...... کے گناہ سے خالی کر دیتے ہیں...... جس سے سالک کی ترقی رک جاتی ہے...... پس ہر گناہ کی عادت سے سچی توبہ ضروری ہے...... بالخصوص بدنظری اور گندے خیالات...... اور بدگمانی...... اور غیبت سے...... کہ اس زمانے میں ان معاصی میں بہت کثرت سے ابتلا ہے...... اپنے شیخ و مرشد سے سب حالات کہہ کر مشورہ کرتا رہے...... اور عمل کرتا رہے...... تو انشاء اللہ تعالیٰ راستہ ضرور طے ہو جائے گا۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کا کمال معاشرت

مولوی شبیر علی صاحب ایک مرتبہ...... حضرت والا تھانوی رحمہ اللہ کے پاس کسی مشورے کے لئے گئے...... پھر جب اپنے دفتر میں آ گئے...... تو حضرت ان کے دفتر میں تشریف لائے...... اور فرمایا میاں شبیر علی میرا فلاں کام ہے...... تو مولوی شبیر علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے پاس تو ابھی گیا تھا...... وہیں فرما دیتے...... تو حضرت والا نے فرمایا کہ پھر میرے پاس تمہیں آنے میں فکر ہو جاتی...... کہ بڑے ابا کوئی کام نہ بتا دیں...... اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بے فکری سے آپکا آنا جانا ہو۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے رابا کسے کارے نباشد

اتباع سنت کی برکات

اذان کے وقت تلاوت اور ذکر روک دے جب سنت پر عمل کرے گا...... تو قلب میں نور پیدا ہوگا...... پھر نور قلب سے تلاوت کریگا...... تو خوب نور پیدا ہوگا۔

دین کی بے وقعتی کی ایک مثال

موذن ایسا ہو جو امامت بھی کر سکے...... ایک مقام پر موذن نے بہت عمدہ نماز پڑھائی...... بعد میں معلوم ہوا کہ یہ موذن ہیں...... میں نے تنخواہ معلوم کی تو بتایا پونے چار سو روپیہ...... اور امام کی تنخواہ ۱۱ سو روپے...... بہت خوشی ہوئی...... آج ہر کام میں اس کام کا ماہر تلاش کیا جاتا ہے...... مگر قرآن پڑھانے کیلئے...... اور اذان دینے کیلئے...... اور امامت کیلئے سستا تلاش کیا جاتا ہے...... یہ دین کی بے وقعتی نہیں تو اور کیا ہے۔

صحبت اکابر کی ضرورت

دینی خدام کو اپنے اکابر کی خدمت میں...... حاضری کا سلسلہ بھی رہنا چاہئے جیسے خوردہ فروش کہ...... بڑے کارخانے سے مال لیتے ہیں...... پھر دوسروں کو سپلائی کرتے ہیں...... ایک طرف سے لے دوسری طرف دے...... اس طرح نفس میں بڑائی بھی نہیں آنے پاتی...... ورنہ مسند مشیخت پر جم کر بیٹھ رہنے سے...... پھر شیطان دماغ خراب کر دیتا ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد ہے کہ...... جس نے اپنے کو مستقل بالذات سمجھ لیا وہ مستقل بدذات ہو گیا۔

دین کے تمام شعبے ایک دوسرے کے معاون ہیں

تبلیغی جماعت کی بنیاد جب ایک عالم ربانی کے ہاتھ سے ہوئی...... تو مدرسہ کا احسان...... اور اس کے وجود کو ضروری تسلیم کرنا ہو گا...... اسی طرح انہوں نے ایک بزرگ سے تزکیہ نفس کرایا...... تو خانقاہ کا احسان...... اور اس کا وجود بھی ضروری تسلیم کرنا ہو گا...... اگر کسی غیر عالم سے اس جماعت کی بنیاد پڑی ہوتی تو اب کتنی گمراہی پھیلی ہوتی...... پس دین کے تین شعبے ہیں...... تعلیم تزکیہ تبلیغ ہر ایک شعبے والوں کو ایک دوسرے کا معاون...... اور رفیق سمجھنا چاہئے...... جیسے ڈاکخانہ کے محکمے میں کوئی مہر لگا رہا ہے...... کوئی رجسٹری...... اور خطوط تقسیم کر رہا ہے...... کوئی پارسل کر رہا ہے وغیرہ۔

خدمت دین کیلئے یکسوئی کی ضرورت

شاہزادوں کو گھڑی بنانا اور ہوائی جہاز بنانا نہیں سکھایا جاتا...... ان کو آداب سلطنت اور آداب خسروانہ سکھائے جاتے ہیں...... پس جن حضرات کی پوری توجہ حق تعالیٰ کی رضا اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہے...... وہ شاہزادے ہیں۔ ان کا کام فنون سیکھنا نہیں ہے...... کیونکہ اگر سرکاری آدمی کو تجارت کی اجازت دیدی جائے...... تو پھر سرکاری کام کے قابل یہ شخص نہ رہے گا...... اگرچہ تجارت کا نفع صرف ایک دن کا...... اس کا سال بھر کی تنخواہوں کے مجموعہ سے بھی بڑھ جائے...... پس تجربہ سے یہی معلوم ہوا کہ...... دین کی تعلیم کے ساتھ اگر دنیا کی تعلیم بھی دی گئی...... تو آدمی دین کا نہیں رہتا...... دنیا ہی کی طرف مائل

ہو جاتا ہے......پس مخدوم کا کام الگ ہے......خادم کا کام الگ ہے......اگر مخدوم بھی خادم کا کام کرنے لگے......تو مخدوم کا کام کون کریگا اگر اسٹیشن ماسٹر کنٹرولر سگنل نہ دے......تو گارڈ اور ڈرائیور کچھ نہیں کر سکتے......مگر عام لوگ ریل چلانے میں گارڈ اور ڈرائیور ہی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں......کیونکہ بظاہر یہ نظر آتے ہیں......اور کنٹرولر اندر رہتا ہے نظر نہیں آتا......نیز تجربہ ہے کہ اگر اخلاص سے دین کی خدمت میں لگا رہے......تو دنیاوی کاموں میں حق تعالیٰ غیب سے مدد فرماتے ہیں......اور تھوڑی روزی میں بڑی برکت دیتے ہیں اور سکون قلب اور فراغ قلب کی جو نعمت ہے......وہ الگ ایک بڑا انعام ملتا ہے......جو ہفت اقلیم کی سلطنت سے بھی افضل ہے۔

سکوت شیخ بھی نافع ہے

رات کی رانی خوشبو دیتی ہے......مگر بولتی نہیں ہے......اور قریب والوں کا دماغ معطر کرتی رہتی ہے......اسی طرح شیخ کا سکوت بھی نافع سمجھے......اللہ والوں کے پاس بیٹھنا ہر حال میں نافع ہے۔

خدائی نظام رزق

حدیث پاک میں ہے کہ تم کو موت نہ آئے گی......یہاں تک کہ اپنا رزق مکمل طور پر نہ کھالو گے......معلوم ہوا کہ رزق خود تلاش کرتا ہے......اپنے کھانے والوں کو چنانچہ دیکھئے چھپکلی کے پاس پر نہیں ہیں......لیکن پروانے خود اڑ کر......اس کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

بلاؤں سے حفاظت کا وظیفہ

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ سورہ اخلاص......سورہ فلق......سورہ ناس......صبح وشام......تین......تین......بار پڑھ لیں......تو حق تعالیٰ سب بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں......گھر کے بچوں کو بھی یاد کرا دینا چاہئے۔

سنت وبدعت کی مثال

سیمنٹ کی سڑک پر کچے مکانات گر جائیں......تو سڑک پر بہت کافی مٹی جمع ہو جانے

سے وہ کچی سڑک معلوم ہونے لگے...... اب کوئی کہے کہ...... اس کچی سڑک کے نیچے پختہ سڑک سیمنٹ والی ہے...... تو کچھ لوگ مخالفت کریں گے کہ...... ہم تو باپ دادا سے اسی طرح کچی سڑک دیکھتے آرہے ہیں...... اور کچھ لوگ موافق ہوں گے کہ...... یہ صحیح بات ہے ...... پھر جب کھدائی ہوگی اور مٹی صاف کردی جائے گی...... تب سیمنٹ کی صاف سڑک نظر آنے لگے گی...... پس مجدد کا یہی کام ہے...... جب سنت کی سڑک پر بدعات اور رسومات کی مٹی جم جاتی ہے...... تو اس کی کھدائی ضروری ہے...... اس کے بعد سنت کی سڑک ملتی ہے۔

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کا اتباع شریعت

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے...... وصیت فرمائی تھی کہ میری جنازہ کی نماز مسجد نبوی کے اندر نہ ہو...... باہر پڑھی جائے...... کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مسجد کے اندر جنازہ کی نماز مکروہ ہے...... یہ بزرگ جنت البقیع میں...... حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب مدفون ہیں۔

فراخی رزق کا وظیفہ

جب رزق میں تنگی ہو تو اپنے اعمال پر نظر ڈالے...... اور گھر والوں کے اعمال پر نظر ڈالے کہ...... حق تعالیٰ کی کوئی نافرمانی تو نہیں ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کی تین قسمیں

مسلمان تین قسم کے ہیں...... ۱۔ فاسق...... ۲۔ صالح...... ۳۔ مصلح...... جیسے مریض، تندرست...... طبیب...... پس جس طرح مریض سے اور تندرست سے صحت کیلئے رجوع نہیں کرتے بلکہ طبیب کے پاس جاتے ہیں...... اسی طرح فاسق اور صالح سے نفس کی اصلاح نہ ہوگی...... مصلح تلاش کیا جائے...... جو صالح بھی ہو اور اصلاح کے فن سے واقف بھی ہو...... اور مشائخ واکابر وقت اس کے مصلح ہونے کی تصدیق کرتے ہوں۔

بدنظری کی اصلاح

ایک کپڑا فروش تاجر کو بدنگاہی کی شدید بیماری تھی...... انہوں نے اپنی اصلاح کا مشورہ

لیا...... میں نے ہر بدنگاہی پر ۵ روپیہ جرمانہ مقرر کیا...... اور لکھا کہ ہر دس دن پر تعداد بدنگاہی اور جرمانہ کی رقم ہردوئی بھیجئے...... یہ جرمانہ خود مساکین کو نہ دیں...... بلکہ مجھے وکیل بنادیں میں مساکین کو صدقہ کروں گا...... دس دن کے بعد خط آیا کہ...... میری یومیہ آمدنی تقریباً ۵۰ روپیہ ہے اگر میں نے...... ۱۰ مرتبہ بدنگاہی کرلی تو سارا نفع تو جرمانہ میں چلا جائے گا...... میں اور میرے بچے کیا کھائیں گے...... بس خوب ہمت سے کام لیا...... اور دس دن ہوگئے کہ ایک بدنگاہی بھی نہ ہوئی...... اللہ تعالیٰ نے ان کو اس مرض سے اس تدبیر کی برکت سے شفا دیدی۔

بے جا غصہ کا علاج

ایک صاحب کو غصہ کی بیماری تھی...... مجھے اپنا حال لکھا...... میں نے لکھا کہ بہشتی زیور کے ساتویں حصے میں غصہ کا جو علاج مذکور ہے...... آپ اس کے ہر نمبر پر عمل کریں...... اور بوقت غصہ جتنے نمبروں پر عمل نہ ہو...... ہر نمبر پر دو روپیہ جرمانہ اپنے نفس پر کریں...... اور خود نہ صرف کریں مجھے وکیل بنائیں...... یہاں بھیج دیں...... خود صرف کرنے میں بھی نفس کو کچھ حظ اور خوشی ہوتی ہے ...... اور علاجاً نفس کو پوری مشقت میں مبتلا کرنا ہے...... چنانچہ اس تدبیر سے ان کو بہت نفع ہوا۔

عورتوں کی دینی اصلاح ضروری ہے

اپنی عورتوں کو دینی باتیں سنانے کا بھی نظم ضروری ہے...... دنیا بھر کی باتیں ان سے کی جائیں...... اور دین کی باتوں سے ان کو محروم کیا جائے...... یہ سخت حق تلفی ہے...... عورتوں سے جو راحتیں ملتی ہیں...... جب وہ بیمار ہوجاتی ہیں...... تب ان کی قدر معلوم ہوتی ہے ...... ان کا بہت خیال کرنا چاہئے۔ یہ بہت قابل رحم ہوتی ہیں۔ ہمارے گھروں میں مقید ہیں ۔مرد کا دل گھبرائے تو نہ جانے کتنے انسانوں سے یہ دل بہلا سکتے ہیں...... مگر یہ بے چاریاں صرف اپنے شوہر ہی سے دل بہلا سکتی ہیں...... مردوں کی دینی خدمات بھی ان کی خدمات کا صدقہ ہے...... کہ ان کی وجہ سے گھر کے انتظام...... اور کھانے پینے کے امور سے بے فکری ہوتی ہے...... مرد دفتر گیا تو اس کے سر پر پنکھا چل رہا ہے...... اور یہ چولہے کے سامنے ہوتی ہیں...... مستورات کثرت سے ذکر...... سبحان اللہ...... الحمدللہ...... اللہ اکبر...... کرتی رہیں اس کا اثر بچوں پر بھی ہوتا ہے...... بچوں کے قلوب ذکر سے مانوس ہوجاتے ہیں۔

علماء واعظین کو نصیحت

مختلف مساجد میں خود جائے...... اور دین کی باتیں خواہ دس منٹ کی ہوں سنا دے ...... اس سے بہت نفع ہوتا ہے...... اہل علم کو اس کا انتظار نہ کرنا چاہئے...... کہ جب وعظ کیلئے بلایا جائے تب ہی جائیں...... اور اگر کام مسلسل ہو...... نظام سے ہو تو بہت ہی برکت ہوتی ہے...... منہیات میں بدگمانی...... بدنظری...... غیبت سے احتیاط کا مضمون اہتمام سے بیان کیا جائے...... ماموات میں نماز کی پابندی...... اسلامی وضع قطع کا اہتمام...... پردہ شرعی ...... قرآن شریف کی تلاوت کا اہتمام صحت حروف کے ساتھ بار بار بیان کرے...... عورتوں کے لباس اور زبان کی حفاظت پر خاص طور پر بیان کرے۔

اہل اللہ مایوس نہیں کرتے

دنیاوی ڈاکٹر تو جسمانی مریضوں کو مایوس بھی کر دیا کرتے ہیں...... مگر اہل اللہ کے پاس ہر روحانی بیماری کا علاج ہے...... اور وہ کبھی ناامید نہیں کرتے۔

علاج امراض کا وظیفہ

الحمد شریف ...... کثرت سے پڑھ کر ...... پانی اور کھانے پر دم کر کے مریضوں کو استعمال کرانا شفا کیلئے مجرب ہے۔

اجتماعی کاموں کی اہمیت

عالمگیری میں یہ مسئلہ تصریح سے منقول ہے کہ...... ایک کمرے میں کوئی شخص ذکر کر رہا ہے...... اور دوسرے کمرے میں وعظ ہو رہا ہے...... تو ذکر ملتوی کر کے وعظ میں شرکت کرے بعض لوگ دینی مذاکرہ کے وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں...... حالانکہ استماع کا حق یہ ہے کہ کان سے بھی سنے...... اور قلب بھی متوجہ رکھے...... حضرت اقدس حکیم الامت تھانویؒ سے کسی نے معلوم کیا کہ...... ذکر کامل کا کیا طریقہ ہے...... فرمایا کہ زبان سے ذکر کرے اور قلب کو بھی متوجہ رکھے۔

شیخ کامل کا طریقہ اصلاح

حضرت شبلیؒ کے ایک مرید میں عجب کی بیماری پیدا ہوگئی...... شیخ نے فراست سے محسوس کرلیا...... علاج یہ تجویز کیا کہ اخروٹ کی ٹوکری سر پر رکھا...... اور فرمایا کہ کسی محلے میں جا کر یہ کہو کہ جو بچہ میرے سر پر ایک دھپ لگائے گا...... اس کو ایک اخروٹ دوں گا...... بس لڑکوں کا کیا کہنا تھا دھپ لگانے کا مزہ الگ...... اور اخروٹ کا لطف الگ...... تھوڑی دیر میں ٹوکری خالی ہوگئی...... اور کھوپڑی بھی عجب سے خالی ہوگئی...... مال اور جاہ سے آدمی تباہ ہو جاتا ہے...... اس وقت مرشد کامل اور مربی ہی کے فیضان سے سالک محفوظ ہوسکتا ہے۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کی فراست

ایک مرید نے بعض خلفاء کے خطوط...... تربیت السالک سے نقل کر کے حضرت تھانویؒ کو لکھنا شروع کردیا...... کہ اس طرح ان کو بھی خلافت مل جائے گی...... حضرت والا نے ان کے خطوط پڑھ کر فرمایا کہ...... جانور پالنے والے اپنے بچھڑوں کے دانت سمجھتے ہیں...... کہ کتنے دانت نکالے ہیں۔

گناہوں سے بچنے کی ضرورت

جس طرح نیکی وثواب کا کام کرنا مطلوب ہے...... اسی طرح اس کے ثواب کا بقاء بھی مطلوب ہے...... زبان کی حفاظت نہ کرنے سے غیبت کے سبب...... یا اذیت مخلوق کے سبب اس عورت کا کیا حال ہوا...... جو نماز روزہ اور کثرت عبادت کے باوجود بھی...... فی النار کے لائق ہوئی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے...... پس ثواب کو ضائع کرنے والے اسباب سے بھی بچنا ضروری ہے...... یعنی گناہوں سے حفاظت کا اہتمام...... (بالخصوص حقوق العباد کا اہتمام)

حدیث فہمی کیلئے فقہ کی ضرورت

حدیث کو فقہ کی روشنی کے سمجھنے میں غلطی ہوجاتی ہے...... چنانچہ ایک محدث صاحب نے جب یہ حدیث دیکھی...... "من استجمر فلیوتر" یہ صاحب اس کا ترجمہ لغت سے یہ سمجھے...... کہ جب استنجا کرے تو وہ وتر پڑھے...... پس وہ استنجا کے بعد وتر پڑھا کرتے تھے...... ایک فقیہ نے کہا کہ نہیں بھائی مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب استنجا کرے تو طاق ڈھیلے استعمال کرے ۳ یا ۵۔

دوسروں سے حسن ظن کی حالت

حسن ظن کا حکم دوسروں کے ساتھ ہے......اور بدظنی سے بچنا دوسروں سے ہے مگر معاملہ برعکس ہے......کہ اپنے ساتھ حسن ظن......اور دوسروں سے بدظنی ہے۔

تلاوت میں صحت حروف کی ضرورت

آج کل جو خوش آواز ہو......اور قرآن پاک کے حروف کو صحت سے ادائیگی نہ کرتا ہو......اس کو اس شخص سے مقدم رکھتے ہیں......جو خوش آواز نہ ہو......اور صحت حروف کا پابند ہے حالانکہ معاملہ برعکس ہونا چاہئے۔

محاسبہ کیلئے بہتر وقت

محاسبہ کیلئے مشائخ کرام نے سونے کا وقت تجویز کیا تھا......لیکن اب لوگوں کے دماغ کمزور ہیں......چارپائی پر پڑے اور نیند آئی......اس لئے ہر نماز کے بعد ہی ایک نماز سے دوسری نماز تک کے اعمال کا محاسبہ کر لیا کرے کہ......مجھ سے کیا کیا اچھا عمل ہوا......اور کیا کیا برا عمل......پس اچھے اعمال پر شکر کرے......اور برے اعمال سے استغفار کرے۔

مختصر وعظ بھی نافع ہے

پانچ منٹ کا وعظ بھی کافی اور نافع سمجھنا چاہئے......سول سرجن سے وقت چند منٹ کا بھی کافی سمجھتے ہیں......اور انجیکشن میں تو ایک منٹ سے بھی کم لگتا ہے......کوئی یہ نہیں کہتا کہ ۵ منٹ تک سوئی گوشت میں چبھوئے رکھے......تو دین کی باتیں بھی اگر تھوڑی دیر ہوں......اس کو بھی مفید اور غنیمت سمجھنا چاہئے......آج کل جب تک ایک دو گھنٹہ کا بیان نہ ہو......اس کو وعظ ہی نہیں سمجھتے۔جسمانی معالج کی اہمیت ہے......روحانی معالج کی اہمیت نہیں......ورنہ دین کی ایک بات سن کر بھی خوش ہو جاتے۔

نماز میں خشوع کی مثال

خشوع فی الصلوٰۃ کا حاصل......قلب کا حق تعالیٰ کی عظمت کے استحضار سے حق تعالیٰ کے سامنے جھک جانا ہے......اور اگر جسم کے تمام اعضاء جھک گئے......اور قلب نہ جھکا تو اس کی مثال

ایسی ہے...... کہ ایس پی کسی تھانہ پر معائنہ کیلئے گیا...... وہاں چوکیدار اور سپاہی باادب کھڑے ہیں ...... اور تھانے دار صاحب لاپتہ ہیں...... پس ایسی صورت میں کیا ایس پی خوش ہوگا۔

احقر جامع ملفوظات عرض کرتا ہے کہ اس مثال سے یہاں کے احباب اور بعض اہل علم کو بہت نفع ہوا دل کے حاضر رکھنے میں یہ مثال بہت نافع ہے۔

واعظ کو بھی نفع ہوتا ہے

"وذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین" ...... اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نصیحت فرماتے رہیں...... یہ نصیحت کرنا ایمان والوں کے لئے نفع بخش ہے...... اب چونکہ واعظ بھی مومن ہے۔ اس لئے اس کو بھی نفع ہوتا ہے۔

عدم صحبت کی تباہ کاریاں

ہر فتنے کے بانی کو غور سے فکر کیجئے...... تو یہی معلوم ہوگا...... کہ یہ کسی بڑے کے زیر تربیت نہیں رہا ہے...... جب آدمی بے لگام ہوتا ہے اور کوئی اس کا مربی اور بڑا نہیں ہوتا...... تو بگاڑ شروع ہو جاتا ہے...... جاہ اور مال کے فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی رحمت وشفقت

ایک صاحب نے اشکال کیا کہ...... حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی کے یہاں اصلاح کیلئے آنے والوں کو چاء تک بھی نہ پلائی جاتی تھی تو کیا تعجب ہے...... جج کے پاس وکیل کے پاس ڈاکٹر کے پاس جب آپ جاتے ہیں...... تو کیا وہ چاء پلاتے ہیں...... بلکہ فیس بھی دینی پڑتی ہے ...... ان خدام دین کا احسان ہے...... اگر چاء بھی پلادیں...... اگر رہنے کا انتظام کردیں...... ورنہ جسمانی معالج کے یہاں جایئے...... تو ڈاکٹر فیس اور کمرہ رہائش کا کرایہ بھی وصول کرتا ہے۔

ظاہری وضع درست کرنے کی ضرورت

صالحین کی وردی ولباس میں محبوبیت ہے...... جس طرح پوسٹ مین کی وردی میں محبوبیت ہے...... اور پولیس مین کی وردی میں نہیں...... میں پیرس گیا انگریز افسر نے سب کی تلاشی لی...... اور میں طالبعلموں کی وضع میں تھا...... ہماری تلاشی نہ لی گئی...... اور ادب سے کہا تشریف لے جایئے۔

علماء کو صلحاء کی وضع ضرور اختیار کرنی چاہئے

دینی اساتذہ کرام کا لباس صلحاء کا ضرور ہونا چاہئے...... تا کہ عوام سے امتیاز ہو...... پولیس اور پولیس کے افسروں کی وردی میں فرق ہوتا ہے...... ہمارے ایک ماسٹر صاحب جو عالم نہیں ہیں...... ایک عالم صاحب کے ساتھ سفر کر رہے تھے...... عالم صاحب صلحا کی وضع ولباس میں نہ تھے...... عوام ماسٹر صاحب سے مصافحہ کرتے رہے...... کیونکہ یہ صلحاء کی وضع میں تھے...... اور عالم صاحب کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا...... ایس پی وردی میں نہ ہو...... اور پولیس کا سپاہی وردی میں ہو...... تو کس کی وقعت ہوگی۔

رزق کے اکرام کا حکم

انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے مصافحہ کے وقت...... ہاتھوں کے دھونے کا حکم نہیں دیا گیا...... لیکن کھانے کا یہ اکرام کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونا...... سنت قرار دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ...... رزق کا کتنا اکرام ہے...... اور ہاتھ دھو کر کھانے کیلئے جب بیٹھے تو تولیہ یا کسی رومال سے نہ پونچھے...... تا کہ یہ ہاتھ دھلنے کے بعد رزق ہی سے لگیں...... دستر خوان پر جو کھانے کے ذرات گریں...... ان کو اٹھا کر کھالے...... یا چیونٹیوں کے بلوں کے پاس ڈال دے...... کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے...... پلیٹ اور پیالہ بھی کھانے کا صاف کرلیں...... کہ برکت نہ جانے کس جزء میں ہو...... جب رزق کی برکت سے انسان محروم کر دیا جاتا ہے...... تو روتے پھرتے ہیں کہ میری روزی میں برکت نہیں ہوتی...... تعویذ دیجئے۔

شرعی وطبعی مکروہات

منکرات اور بدعات کے بارے میں...... بعض لوگ کہتے ہیں...... کہ صاحب باپ دادا سے یہی رسم دیکھتے چلے آرہے ہیں...... تو میں پوچھتا ہوں کہ...... اگر سات پشت سے باپ دادا چاء میں مکھی پیتے آرہے ہوں...... تو کیا آپ پی لیں گے...... تو طبعی مکروہات کے ساتھ جو معاملہ کیا جاتا ہے...... اس سے بڑھ کر احتیاط شرعی مکروہات اور منکرات سے ہونی چاہئے۔

شیخ کے علاوہ دیگر مشائخ کے حقوق

شوہر سے تعلق خاص عورت کو ہوتا ہے...... مگر کیا بھائی بہن اور والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق ختم ہو جاتے ہیں...... اسی طرح شیخ کے حقوق تو خاص ہیں...... مگر دوسرے اکابر و مشائخ اور علمائے کرام کا اکرام و ادب...... اور ان کی خدمت میں حاضری...... اور دعا کی درخواست کرنا...... ان کی مہمان نوازی...... کیا ان کے حقوق میں سے نہیں ہے...... کیا باپ کے بھائیوں کے حقوق...... یعنی چچا کا اکرام و ادب نہیں ہوتا...... ہاں باپ جیسا معاملہ تو نہیں کیا جا سکتا پس اپنے مرشد کے علاوہ اصلاح نفس کا تعلق تو نہ رکھے...... لیکن دوسرے اکابر و بزرگان دین کی محبت اور ان کا اکرام نہ کرنا یہ کوئی دینداری کی بات نہیں...... بجز جہل و نادانی یا غلو کے...... بعض لوگ مجھے ایسے ملے...... جو احقر کے وعظ میں شرکت کیلئے آپس میں پوچھنے لگے...... کہ شریک ہوں یا نہ ہوں...... حالانکہ یہ ایک ہی سلسلے کے حضرات تھے...... بعض لوگ وحدت مطلب کا مفہوم غلط سمجھتے ہیں کہ شیخ کے علاوہ کسی بزرگ سے ملاقات بھی نہ کرے...... یہ نادانی ہے...... ہمارے اکابر کے معمولات اور اصول کے خلاف ہے...... ہمارے اکابر اپنے شیخ کے علاوہ دوسرے بزرگان دین کی زیارت بھی کرتے تھے...... چنانچہ حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب...... تھانہ بھون سے واپسی پر...... حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔

روحانی غذا مقدم ہے

کہ آج کل مشائخ اور بزرگوں کو اپنے اپنے گھروں پر برکت کیلئے بلاتے ہیں...... اور ان کے پیٹ میں کچھ ڈالنا بھی چاہتے ہیں...... خواہ بھوک ہو یا نہ ہو...... مگر ان بزرگوں کے سینے میں جو ہے...... وہ روحانی غذائیں...... اپنے پیٹ میں ان سے نہیں مانگتے...... حالانکہ یہ زیادہ اہم اور ضروری تھا...... کہ ان سے کچھ لیکر اپنے دل میں بھر لیتے...... مگر استفادہ کی فکر نہیں ہے...... حالانکہ ایک مسئلہ سیکھنے کی فضیلت سو رکعات نوافل سے بھی زیادہ ہے...... میں اسی لئے ایسے لوگوں کی دعوت ہی قبول نہیں کرتا...... جہاں کم از کم دس منٹ کے وعظ کا...... بھی سلسلہ نہ قائم کیا جائے...... اگر متعدد جگہ جانا ہو اور ہر جگہ چاء کا انتظام ہو...... تو ہر جگہ دس منٹ کے وعظ کا بھی نظم ہونا چاہئے۔

طریقہ تلاوت

۱۔ تلاوت کے وقت یہ نیت کرے کہ...... اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے...... اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... ہمارا کلام ہم کو سناؤ...... دیکھیں کیسا پڑھتے ہو۔

۲۔ یہ بھی سوچے کہ ہمارے دل سے زنگ دور ہو رہا ہے...... جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہو رہی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کا نوران حروف کے واسطوں سے میرے قلب میں آرہا ہے۔

۵۔ ہر حرف پر دس نیکی مل رہی ہے...... اور ایک پارہ کے حروف کو شمار کرنے سے ایک لاکھ نیکی بنتی ہے...... لہٰذا اگر ایک پارہ تلاوت کر لیا...... تو ایک لاکھ نیکی جمع ہو گئی۔

۶۔ تلاوت کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کیا جائے...... تو اہل اللہ ہو جائے گا...... اہل القرآن کو حدیث میں اہل اللہ کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔

برکات درود شریف

اگر درود شریف کم از کم تین سو مرتبہ روز پڑھ لیا جائے...... تو بڑی برکتیں حاصل ہوں گی...... اور بہت نور قلب میں پیدا ہوگا...... اور ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکی کا ملنا دس گناہ کا معاف ہونا دس درجہ بلند ہونا...... حدیث پاک میں موعود ہے۔

مفضول سے نفع اور اسکی مثالیں

کبھی افضل سے نفع نہیں ہوتا...... اور مفضول سے نفع ہو جاتا ہے...... جیسے مٹکے سے پانی پینا...... بعض لوگ کنوئیں سے براہ راست استفادہ نہیں کر سکتے...... حالانکہ کنواں افضل ہے مٹکے سے...... بعض وقت روٹی سینکنے کیلئے تو...... آگ پر رکھتے ہیں اور روٹی کو توا پر گرم کر کے سنکائی کرتے ہیں...... براہ راست آگ پر روٹی رکھیں تو جل جائے...... پس توا کی گرمی اگرچہ آگ سے کمزور اور مفضول اور کمتر ہے...... لیکن نافعیت اسی مفضول اور کمتر ہی سے ہے...... پس مشائخ کبار سے استفادہ مشکل ہو تو ان کے خدام سے بھی عار نہ ہونا چاہئے۔

تعلیم شریعت

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ...... کھانے کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں...... "وجعلنا من المسلمین" بھی ہے...... تو کھانے کے شکر کے ساتھ اسلام پر شکر کا کیا ربط ہے...... تو بات یہ ہے کہ جس نعمت کا تسلسل ہوتا ہے اس کا احساس نہیں ہوتا...... جیسے صحت برعکس کھانے میں بھوک لگتی ہے...... پھر حاجت تازہ ہو جاتی ہے...... تو یہ شریعت کا احسان ہے کہ ایمان کی نعمت کا احساس جو تسلسل کے سبب بعض وقت نہیں رہتا...... کھانے کی حسی نعمت کے ساتھ باطنی اور معنوی نعمت ایمان اور اسلام کی طرف بھی متوجہ کرا دیا...... اور نعمت کے شکر پر زیادتی نعمت کا وعدہ ہے پس حسی نعمت (کھانے کی)...... اور معنوی نعمت ...... (ایمان و اسلام) دونوں میں اس شکر کے سبب اس دعا سے ترقی ہوگی۔

وعظ اور دعوت کے اجتماع کی رسم

آج کل وعظ اور دعوت کو جمع کیا جا رہا ہے...... اس رواج و رسم کو توڑنے کی ضرورت ہے...... اس میں حسب ذیل مفاسد ہیں۔

۱۔ اہل خانہ کھانے اور چاء کی فکر میں وعظ سننے نہیں پاتے ...... اور اگر سنتے بھی ہیں ...... تو گھر والوں کا دل ...... آنے والوں کی تعداد ...... اور اپنے کھانے کی مقدار میں ...... توازن اور تناسب کی ضرب اور تقسیم میں مشغول رہتا ہے۔

۲۔ جو خاندان کے لوگ غریب ہیں ...... ان کی ہمت وعظ کہلانے کی نہ ہوگی ...... کیونکہ وہ اس رسم دعوت سے گھبرائیں گے ...... کہ وعظ کیلئے اتنا روپیہ کہاں سے لائیں ...... اور اگر قرض لے کر دعوت کا انتظام کریں تو یہ اور مصیبت کا سبب ہے۔

۳۔ علماء کی بے وقعتی بھی ہے...... عوام یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ...... بدون لقمہ تر مولویوں کے قدم کہاں اٹھتے ہیں...... حالانکہ مولوی کے صدقے میں بہت سے لوگ مال اڑائیں گے لیکن بدنام بے چارہ مولوی ہوگا۔

سورہ فاتحہ سورہ شفا

مریضوں کی صحت کیلئے کم از کم......۱۱ بار الحمد للہ شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائے ......اور کثرت سے یہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کر کے پانی پر پلاتے رہیں......جس قدر زیادہ تعداد الحمد شریف کی ہوگی......اثر بڑھتا جائے گا......مریضوں کو اس عمل سے بہت جلد حق تعالیٰ کی رحمت سے شفا ہوتی ہے......اس کا نام سورہ شفا بھی ہے۔

ذکر میں کثرت وتسلسل کی ضرورت

ذکر کا نفع جب ہوتا ہے کہ کثیر بھی ہو......اور تسلسل بھی ہو......جیسے پیاس لگی ہو اور کوئی ایک چمچہ پلا دے......تو کیا پیاس کو تسکین ہوگی......اسی طرح اگر ایک مرتبہ خوب سیر ہو کر پلا دیا جائے......اور پھر پانی نہ پلایا جائے تو کیا وہ عمر بھر کیلئے کافی ہے......پس معلوم ہوا ذکر کثیر ہو......اور اس کا تسلسل بھی ہو اور ذکر کی تعداد کی کثرت کسی اہل اللہ سے......یعنی اپنے دینی مشیر سے تجویز کرا لے۔

اہل دین کو اخلاص وتوکل سے روزی ملتی ہے

اگر کسی فوجی سے کوئی کہے کہ بھائی کھانے کمانے کی بھی فکر میں لگو......تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہم کو سرکاری خزانے سے ملے گا......اسی طرح جو دین کے خدام ہیں......ان کو حق تعالیٰ شانہ کے سرکاری خزانے سے روزی ملتی ہے......اخلاص......اور جانبازی......اور توکل......شرط ہے ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھئے کیسی روزی ملتی ہے۔

اصلاح برائے مبلغین

ڈاکٹر شہزادہ کو جب انجیکشن لگاتا ہے......تو اپنے کو شہزادہ سے افضل نہیں سمجھتا...... اسی طرح دین کی بات سنانے والے کو سامعین سے اپنے کو افضل نہ سمجھنا چاہئے...... ماہر فن کو اکمل سمجھنا جائز...... مگر افضل سمجھنا حرام ہے...... کیونکہ فضیلت کا مدار قبولیت عند اللہ پر ہے ...... جو دنیا میں نہیں معلوم ہو سکتی...... ہر مومن کی قلب میں عظمت ہو...... کسی عالم اور شیخ

کامل کیلئے بھی جائز نہیں کہ کسی گنہگار مسلمان کو حقیر سمجھے...... باپ کے اوپر چھوٹا بچہ اگر پیشاب کر دے...... تو کپڑا باپ کا ناپاک سمجھا جائے گا...... لیکن باپ کی عظمت میں کمی نہ ہو حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ...... میں جب کسی پر دارو گیر کرتا ہوں...... تو خود سے اس کو افضل سمجھتا ہوں...... اسی طرح میں بھی اپنی ماں بہنوں کو...... اور آپ لوگوں کو...... اپنے سے افضل سمجھتا ہوں...... مگر خدائے تعالیٰ کا حکم سنا رہا ہوں۔

تجوید قرآن کی اہمیت

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ...... کلام پاک کے...... ۴حق ہیں ۱۔عظمت...... ۲۔محبت...... ۳۔تلاوت مع الصحت...... ۴۔احکام کی متابعت...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حروف قرآن کو غلط پڑھنا...... یعنی جیسے صاد کو سین پڑھنا یہ لحن جلی کہلاتا ہے...... جو حرام ہے...... تھانہ بھون میں بعض محدثین کو بھی نورانی قاعدہ پڑھنا پڑا...... مکان کے رنگ روغن کی فکر ہے...... تاکہ جمال پیدا ہو...... لیکن قرآن پاک کے جمال کی فکر کیوں نہیں...... تھانہ بھون میں جمال القرآن کی تعلیم کا سالکین کیلئے اہتمام تھا...... جہاں ضروریات دین کا اہتمام نہ ہو...... تو پھر وہاں معارف و دقائق تصوف ان کو کیا نفع دے سکتا ہے۔

اظہار حق فرض ہے

اظہار حق انبیاء علیہم السلام پر فرض ہے...... ہر حال میں خواہ جان بھی چلی جائے...... لیکن علماء کیلئے گنجائش ہے کہ...... اگر قتل کا خطرہ ہو تو سکوت جائز ہے...... لیکن اظہار حق افضل ہے۔

حکیم الامت رحمہ اللہ کا طرز معاشرت

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی مجلس سہ دری میں...... حضرت والا کیلئے حضرت خواجہ صاحبؒ نے قالین بچھا دی...... حضرت نے اٹھوا دی...... پھر ارشاد فرمایا اس سے آنے والوں پر ہیبت ہوتی ہے...... میں اپنے احباب کو بے تکلف رکھنا پسند کرتا ہوں...... تاکہ ہر عامی بے تکلف دینی استفادہ کر سکے۔

مقدمہ سے نجات کا وظیفہ

جس پر مقدمہ دائر ہو وہ یا حفیظ کثرت سے پڑھے...... اور جو خود کسی پر مقدمہ دائر کرے تو یا لطیف کی کثرت کرے۔

انسداد بدعات کا طریقہ

بدعت کا گندہ پانی نکالنے کا سہل طریقہ یہ ہے...... کہ سنتوں کی خوب اشاعت کی جائے...... جب سنت کے صاف پانی کا بہاؤ آئے گا...... گندہ پانی خود بخود ختم ہو جائے گا۔

بیوی کی دلجوئی ضروری ہے

اپنے بھائی بہن کو دینے سے اگر بیوی کو ناراضگی ہوتی...... ہو تو بیوی پر ظاہر نہ کرے...... چھپا کر دینا چاہئے...... اور یوں کہہ دے کہ کسی کار خیر میں اتنی رقم خرچ کی...... اس طرح کام بھی چلتا ہے اور بیوی کی دلجوئی بھی رہتی ہے۔

اللہ کو ناراض کرنا بے عقلی ہے

کوئی شخص کلکٹر کو ناراض کر کے تحصیلدار کو نہیں راضی کرتا...... لیکن ہم لوگوں کا کیا حال ہے کہ مخلوق کو راضی کرنے کیلئے حق تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں...... حالانکہ چھوٹوں کو راضی کرنے کیلئے بڑوں کو ناراض کرنا سب کے نزدیک بے عقلی ہے۔

دین میں کمی گوارا کیوں؟

چاء میں شکر ذرا بھی کم ہو...... گوارا نہیں...... اسی طرح کھانے میں نمک ذرا بھی کم ہو تو گوارا نہیں...... لیکن دین کے اندر ہر کمی کو گوارا کر لیا جاتا ہے...... یہ بات قابل عبرت ہے۔

استاد کا دیندار ہونا ضروری ہے

استاد اگر دیندار ہو تو اس سے انگریزی پڑھنے والے بھی منور اور دیندار ہوں گے...... اور اگر معلم بددین ہو...... تو اس سے قرآن اور حدیث پڑھنے والے بھی بددین ہی پیدا ہوں گے۔

صالح معلم کی برکات

حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحبؒ...... خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے...... لیکن مولانا کی برکت سے شاگرد تہجد گزار ہونے لگے۔

شان صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی تکلیف پہنچی...... تو فرمایا "الحمدلله الذی

لم یذھب السمع والبصر" ...... شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہماری سماعت اور بصارت نہیں سلب فرمائی ...... کیا ان حضرات کی دینی فہم تھی۔

مصائب میں اعمال کا محاسبہ

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے لکھا ہے کہ ...... جب کوئی پریشانی آئے ...... تو اپنے اعمال کو سوچے کہ ...... ہمارے اعمال تو زیادہ پریشانی اور مصائب کے لائق ہیں ...... لیکن الحمدللہ کہ حق تعالیٰ کی رحمت سے سستے چھوٹے۔

گناہوں کا زہر

سانپ جس عضو کو بھی کاٹتا ہے ...... آدمی مرجاتا ہے ...... کیونکہ اس عضو سے پھر تمام بدن میں زہر پھیل جاتا ہے ...... اسی طرح گناہ کا زہر ہے ...... جس عضو سے بھی معصیت کی جائے گی ...... اس کا زہر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔

بری صحبت کے نقصانات

پانی نرم ہے ...... لیکن اپنی صحبت سے لوہا کو زنگ آلود کر کے اس کی صورت اور سیرت خراب کر دیتا ہے ...... اسی طرح بری صحبت انسان کے اخلاق کو خراب کر دیتی ہے۔

زاویہ نظر بدلنے کی ضرورت

نیت بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں ...... ڈاکٹر سوئی لگاتا ہے اس سے خوش ہوتے ہیں ...... اور اس کو فیس بھی دیتے ہیں ...... اور کوئی دشمن اتنی ہی بڑی سوئی چبھودے تو اس سے لڑتے ہیں ...... پس اس مثال کو سمجھنے کے بعد حق تعالیٰ کی حکمت ...... ورحمت پر ...... نظر رکھنے سے تمام تکالیف کا تحمل آسان ہو جاتا ہے۔

تلاش گمشدہ کا وظیفہ

گم شدہ چیز یا جانور ...... یا انسان کی واپسی کیلئے یہ وظیفہ مجرب ہے ...... حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ دامت برکاتہم نے مجھ کو عطا فرمایا۔

۲ رکعت نماز حاجت پڑھ کر پھر سورہ اخلاص ۵ مرتبہ...... مع سورۃ فاتحہ...... اول آخر درود شریف پڑھے...... پھر یاحی یاقیوم ۵۰۰ مرتبہ پڑھے اور دعا کرے۔

ناقص عمل بھی کار آمد ہے

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اگر برا لکھنے والا لکھنا چھوڑ دے...... تو یہ کبھی اچھا لکھنے والا نہ بنے گا...... پس ہر عمل ناقص عمل کامل کی بنیاد ہے...... جو کچھ ہو سکے اصول کے موافق عمل شروع کردے جی لگنے نہ لگنے کی پرواہ نہ کرے۔

بدگمانی سے بچو

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ کوئی رقم کسی سے لے...... تو دوبارہ گن لے...... مگر اس نیت سے کہیں شاید زیادہ نہ دیدیئے ہوں...... کیونکہ کم دینے کا گمان کرنا بدگمانی ہے۔

گناہوں کی مثال

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو گناہ اس طرح لذیذ معلوم ہوتے ہیں ...... جس طرح سانپ کے کاٹے کو نیم کی پتی لذیذ معلوم ہوتی ہے...... لیکن جب زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے...... تو پھر نیم کی پتی تلخ معلوم ہوتی ہے...... دنیا کی محبت اور آخرت سے بے فکری کا زہر ہر گناہ کو لذیذ کر دیتا ہے۔

وصول الی اللہ کے ضامن دو کام

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ دو کام کرلو...... تو میں ذمہ لیتا ہوں وصول الی اللہ کا۔

ا۔ گناہوں سے حفاظت...... ۲۔ کم بولنا...... اور ذکر کیلئے خلوت کا اہتمام...... اور دو چیزوں سے بہت بچے...... عورتوں سے...... اور امردوں سے...... (لڑکوں سے)۔

اسمائے حسنیٰ کی برکات

ہم نے اپنے بچوں کو اسمائے حسنیٰ یاد کرانا شروع کرا دیا ہے...... اور اس کے معانی کو بھی یاد کرایا ہے...... اب تک ۷۵ اسماء کو یاد کرلیا ہے...... اس سے حق تعالیٰ کی عظمت و معرفت پیدا ہوگی...... اور جو حاجت پیش ہوگی...... اس نام کے واسطہ سے دعا کی توفیق ہوگی۔

عقل کا ضعف

عقل ایسی ضعیف چیز ہے کہ وہم سے بھی مغلوب ہو جاتی ہے...... مثلاً مردہ بے ضرر ہے کوئی حرکت نہیں کر سکتا...... لیکن اس کے پاس سونے سے انسان ڈرتا ہے...... کتنا ہی اطمینان دلایا جائے...... لیکن سو نہیں سکتا اس کے باوجود بعض انسان اپنی عقل کو خدا بنا لیتا ہے۔

بولے کہ اس خدا پہ جو آتا نہیں نظر — ہے عقل سے بعید کہ ایمان لایئے
میں نے کہا بجا ہے یہ فرمان آپ کا — لیکن ذرا وہ عقل بھی ہم کو دکھایئے

ہر شے کو اس کے علامات سے پہچان لیتے ہیں۔

تغیرات جہاں سے خدا کو دیکھ لیا — اڑی جو خاک تو ہم نے ہوا کو دیکھ لیا

کعبہ شریف دربار شاہی

ایک کافر نے مجھ سے پوچھا کہ...... ہم آپ کو اپنے مندر میں آنے کی اجازت دیتے ہیں...... آپ لوگ ہم کو کعبہ شریف کیوں نہیں جانے دیتے...... میں نے کہا مسجد میں آپ بھی آسکتے ہیں...... مگر کعبہ شریف شاہی حرم ہے...... آپ بادشاہ کے محل سرا میں بدون اجازت نہیں جاسکتے...... جو شخص بادشاہ کو نہ تسلیم کرے...... تو اس کو تو اس کے ملک میں داخلہ بھی نہیں ملتا۔

روحانی امراض کے علاج کی ضرورت

علاج سے نفع ہوتا ہے...... اور اگر علاج نہ کرے تو ڈاکٹر بھی بیمار ہی رہے گا۔ اسی طرح ریا...... غصہ...... تکبر...... عالم بننے سے نہیں جاتا...... بلکہ اور بڑھ جاتا ہے...... خاندانی تکبر تو پہلے ہی سے تھا...... اور علم کا نشہ اور آ گیا اور عبادت کرنے لگے تو یہ مرض اور بھی بڑھ جائے گا ...... پس معلوم ہوا کہ بیماری تو علاج ہی سے جاتی ہے علم اور عبادت سے نہیں جاتی۔

مقدمہ سے نجات کا وظیفہ

سنگین مقدمہ میں جو پھنس گیا ہو وہ شخص...... **یا حلیم یا علیم یا علی یا عظیم** ایک لاکھ اکیاون ہزار صاف کپڑے پہن کر عطر لگا کر پڑھے...... نہ وقت کی قید...... نہ عمر کی قید نہ...... مرد اور نہ عورت کی قید...... ایک جوڑا کپڑا اس کیلئے الگ رکھے۔ یہ عمل برائے سنگین مقدمہ مجرب ہے۔

بیماری میں حکمتیں

صحت کی دعا کرتے رہنا چاہئے...... لیکن جب بیماری آجائے تو اس کو بھی اپنے لئے خیر سمجھے...... گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے...... اور عاجزی و تواضع پیدا ہوتی ہے...... اور تکوینی طور پر ڈاکٹر کی روزی...... ٹیکسی والوں کی روزی...... تیمارداروں کو ثواب...... اور دواخانوں کا نفع...... اور نہ جانے کیا کیا حکمتیں ہیں...... بالخصوص جب مقتدائے دین اور مشائخ بیمار ہوتے ہیں...... تو وہ ضعفاء اور کم ہمت...... جو دین کے کنوئیں تک نہیں جاسکتے ہیں...... تو بیماری کی راہ سے کنواں وہاں تک پہنچا دیا جاتا ہے...... میں حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے بارے میں کہا کرتا ہوں کہ مولانا جب بیمار ہو کر علاج کیلئے بمبئی تشریف لے گئے...... تو بمبئی کے کتنے لوگوں کو دینی نفع ہوا اور کتنے ڈاکٹروں کی اصلاح ہوئی۔

توکل کی حقیقت

توکل ترک اسباب کا نام نہیں...... بلکہ اسباب ضرور یہ اختیار کر کے نظر اسباب پر نہ رکھے...... ان کو موثر نہ سمجھے...... بلکہ حق تعالیٰ ہی پر نظر رکھے...... کہ ہمارا کام حق تعالیٰ ہی سے ہوگا...... جب اسباب نہ ہوں تو پھر مسبب پر نظر آسان ہے...... کمال یہ ہے کہ اسباب ہوتے ہوئے اسباب پر نظر نہ کرنا اور مسبب پر نظر رکھنا۔

جنت کا ٹکٹ

دنیا کا سفر مشکل ہے...... آخرت کا آسان ہے...... یہاں کے سفر کیلئے ٹکٹ کے بعد ریزرویشن اپنے اختیار میں نہیں ہوتا...... اور آخرت کے سفر کیلئے ایمان جو جنت کا ٹکٹ ہے وہ بھی اختیار میں دیدیا...... اور ریزرویشن بھی اختیار میں دیدیا...... وہ ثم استقاموا ہے...... جیسی استقامت ہوگی اسی درجہ کا جنت میں مقام ملے گا...... اور مرنے سے پہلے ہی...... ریزرویشن کی بشارت "لاتخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون"۔

ترجمہ۔ نہ اندیشہ کرو آخرت کے ہولناک حالات کا...... اور نہ غم کرو دنیا کے چھوٹنے کا ...... اور بشارت تم کو اس جنت کی دی جاتی ہے...... جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

طویل مرض کا علاج

اگر بیماری طویل بھی ہو...... تب بھی الحمد شریف...... کی کثرت سے تلاوت کر کے پانی پر دم کر کے پلانا بہت مفید ہے۔

آداب صحبت صلحاء

جس طرح اہل اللہ کی محبت مطلوب ہے...... اسی طرح ان کی خفگی سے بھی بچنا مطلوب ہے...... حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے فرمایا کہ مجھے کوئی تکلیف دیتا ہے...... تو اس کو کچھ ڈانٹ ڈپٹ لیتا ہوں...... کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ...... اس کو اگر معاف کر دوں تو بھی کوئی بلا اس پر نازل ہو جاتی ہے۔

الامر فوق الادب

حضرت مولانا محمد اللہ صاحب دامت برکاتہم...... خلیفہ حضرت تھانویؒ...... کا سفر حجاز مقدس میں ایک جگہ ساتھ ہوا مولانا زیادہ عمر کے بزرگ ہیں...... اس کے باوجود مجھے فرمایا کہ تم اوپر چارپائی پر لیٹو...... ہم نیچے لیٹیں گے...... چونکہ چارپائی ایک ہی تھی...... حضرت کا حکم سمجھ کر اوپر لیٹ گیا...... لیکن میں نے احباب سے عرض کیا کہ اچھا بھائی آپ لوگ یہ بھی سمجھ لیجئے...... کہ موتی دریا میں نیچے ہوتا ہے...... اور بلبلہ اوپر ہوتا ہے...... اور ترازو کا وزنی پلہ نیچے ہوتا ہے...... اور ہلکا پلہ اوپر ہوتا ہے۔

ترویج سنت

سنتوں کو خوب پھیلانا چاہئے...... ایک دو سنت ہر روز ہر مدرسہ اور ہر مسجد میں سکھائیں...... سنتوں کے پھیلنے سے بدعت خود بخود دفنا ہونے لگے گی...... ایک انگریزی سکول کے لڑکے کو ایک سنت ہر روز سکھائی گئیں...... جب بیس سنتیں یاد ہو گئیں...... تو ان پر عمل کی برکت سے انگریزی بالوں کے متعلق خود ان کو توفیق ہوئی پوچھا کہ بالوں کی سنت کیا ہے...... بس چھپی بال خود بخود ختم کرنے کی توفیق ہو گئی...... اتباع سنت کی برکت عجیب ہے...... گلزار سنت اور تعلیم الدین سے ایک ایک سنت روز یاد کرائی جائے...... اور طلبا اپنی نوٹ بک میں نوٹ کر لیں۔

گھڑی کا بہترین مصرف

گھڑی کا مقصد تھا کہ صف اول میں نماز ادا کریں...... تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو...... مگر آج کل گھڑی کا مقصد برعکس ہو گیا ہے...... یعنی کاہلی اور تاخیر کا سبب بن گئی ہے...... گھڑی اس نیت سے دیکھتے ہیں...... کہ ابھی جماعت میں کتنے منٹ باقی ہیں...... اور حجرے میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔

جمال قرآن

جوتے پر پالش کی چہرے پر مالش کی مکان پر پلاسٹر کی ضرورت ہے...... ہر جگہ جمال مطلوب ہے...... مگر قرآن پاک کے جمال...... اور صحت سے پڑھنے کی فکر نہیں۔

اصلی عاشق

جہاں سنتوں کو خوب پھیلا دیا گیا...... وہاں کے عوام سے...... وہ بدگمانی جو ہمارے اکابر کے ساتھ تھی جاتی رہی...... اور ان کی سمجھ میں آ گیا کہ...... یہ تو بڑے ہی اصلی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں...... ہر سنت کا طریقہ اسہل اجمل اور اکمل ہے۔

غیبت کی مذمت

غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا کیوں ہے...... کیونکہ جس کی غیبت کی جاری ہے...... وہ غائب ہونے کے سبب اپنے الزام کے عدم دفاع میں مثل مردہ ہے۔

ہمت کی ضرورت

جو آدمی بیڑی پیتا ہے...... یا سگریٹ پیتا ہے...... تو طلب کے وقت ذرا موقع ملا تو اپنے خلاف ماحول سے دور جا کر پی لیتا ہے...... اور بعض بے تہذیب...... تو اسی مجلس میں پینا شروع کر دیتے ہیں...... تو ہم لوگ ذکر اللہ اور نیک کام میں...... کیوں ماحول سے ڈرتے ہیں۔

داعی کا متاثر ہونے کی بجائے موثر ہونا

عادۃ اللہ یہی ہے کہ داعی الی اللہ...... ماحول کے اثرات سے متاثر نہیں ہوتا...... فرمایا کہ ہم ناقص ہیں مگر ہم کو حکم دیا گیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا...... ان تنصر و الله ینصر کم" کا ارشاد ہم کو تقویت دے رہا ہے...... جب کام میں لگیں گے کمال حق تعالیٰ عطا فرمائیں گے...... جس طرح بیج ہم بوتے ہیں...... مگر پھل حق تعالیٰ عطا فرماتے ہیں...... ام نحن الزار عون۔

تواضع اور صحبت اہل اللہ

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ　　　خاک شو تا گل بردید رنگ رنگ

مولانا رومی فرماتے ہیں...... کہ موسم بہار میں پتھر تو سر سبز نہیں ہوتا...... اس لئے تکبر کی راہ چھوڑ دو خاک ہو جاؤ...... تا کہ رنگ رنگ کے پھول پیدا ہوں...... یعنی عاجزی وانکساری اور تواضع اختیار کرو تا کہ اہل اللہ کی صحبت کا اثر تمہارے اندر نفوذ کر سکے...... اور اخلاق حمیدہ...... اور اعمال صالحہ کے پھل تمہارے اندر پیدا ہو سکیں۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت

صحبت کی نافعیت موقوف ہے...... کہ اہل اللہ کی صحبت کا تسلسل رہے جس طرح کثرت ذکر اللہ مطلوب ہے...... اسی طرح صحبت اہل اللہ کی کثرت بھی مطلوب ہے...... یعنی ان کی صحبتوں میں آنا جانا کثرت سے ہوتا رہے...... تسلسل اور کثرت دونوں ضروری ہیں۔

حدیث پاک میں ہے اے اللہ میں آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں...... پھر یہ ہے کہ اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت بھی مانگتا ہوں...... اور پھر یہ ہے کہ...... اور ان اعمال کی محبت عطا فرما دیجئے...... جو آپ کی محبت سے قریب کرنے والے ہیں...... "اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقرب الی حبک"۔

اس حدیث سے تین باتیں مطلوب ہونا ثابت ہوئیں۔ ا۔محبت حق...... ۲۔محبت اہل اللہ...... ۳۔محبت اعمال صالحہ...... اور محبت اہل اللہ محبت حق اور محبت اعمال صالحہ کے حصول کا بنیادی ذریعہ ہے۔

صلحاء کی نقل کی برکات

صالحین کی وضع قطع کی نقل میں بھی بہت برکت ہے...... جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وضع قطع بنائی...... یہ مشابہت ان کی ہدایت کا سبب بن گئی...... حق تعالیٰ کا فضل ہو گیا...... سب کو ایمان عطا ہو گیا...... حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ متشبہ بالصوفی کی بھی قدر کرو...... کیونکہ صوفیوں کے لباس کی نقل دلیل ہے...... کہ اس کے دل میں صوفیوں کی یا محبت یا عظمت ہے...... ہمیشہ نقل کا سبب دو ہوتے ہیں...... یا تو جس کی نقل کرتا ہے اس کی محبت ہوگی...... یا اس کی عظمت ہوگی۔ پس جو لوگ صالحین کی وضع قطع ترک کر کے اہل مغرب کی وضع قطع کی نقل کرتے ہیں...... یا تو ان کے دلوں ان کی محبت ہے یا عظمت ہے...... اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں...... "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا

ظالمون'' ظالموں کی طرف میلان نہ ہونا چاہئے۔

لباس صلحاء کا اختیار کرنے والا...... ان شاءاللہ محروم نہ رہے گا...... ایک شخص آزاد طبع تھا جب مرنے لگا تو اپنے گھر والوں سے کہا میری داڑھی پر آٹا چھڑک دو...... جب قبر میں سوال ہوا کہ یہ آٹا کیوں چھڑک رکھا ہے...... جواب دیا کہ سنا ہے آپ بوڑھوں پر رحم فرما دیتے ہیں ...... تو بوڑھا نہیں مرا ہوں مگر بوڑھوں کی شکل آٹا چھڑک کر بنالایا ہوں...... اسی پر رحم فرمادیا۔

رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانمی جوید

نظر بد کا مجرب عمل

نظر بد کا علاج مجرب ہے...... جس پر نظر لگی ہو سات سرخ مرچوں پر...... "وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم "...... سے "الا ذکر للعالمین"...... تک ۷ مرتبہ پڑھ کر دم کریں...... یا الگ الگ مرچ سے ایک ایک بار پھر پڑھ کر دم کریں...... پھر ایک ایک مرچ کو اس کے جسم سے...... یعنی سر سے پیر تک دونوں طرف لگا کر جلا دیں...... اگر دھانس آنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ نظر اتر گئی...... اور اگر دھانس نہ آئے تو دوبارہ یہی عمل کیا جائے۔

خیر القرون میں دینی ذوق

دین سیکھنے کیلئے پہلے زمانے میں کیسا ذوق تھا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ تعالیٰ کے زمانے میں ...... ایک شخص دمشق سے مدینہ شریف حاضر ہوا...... صرف التحیات سیکھنے کیلئے کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے التحیات پڑھا کرتے تھے...... ویسی التحیات سکھا دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے اس جذبہ سے رونے لگے...... اور فرمایا اللہ اکبر کیا طلب ہے...... جنتی کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔

اہل اللہ دل کے معالجین

بیماری کی دو قسمیں ہیں...... اصلی اور عارضی...... جیسے قبض سے دردسر ہو تو اصلی بیماری قبض ہے...... اور دردسر عارضی ہے اسی طرح قلب کی غفلت اور خرابی اور سختی اصلی بیماری ہے ...... پھر اس کی خرابی سے اعمال میں خرابی عارضی بیماری ہے...... پس اصلی بیماری کا علاج کرنا چاہئے...... یعنی دل کا علاج اللہ والوں سے کرانا چاہئے...... پھر دل کی درستی سے اعمال اور اخلاق کی درستی خود بخود ہونے لگتی ہے۔

جنازہ میں تاخیر و دیگر رسومات

آج کل تاخیر جنازہ کی بیماری امت میں عام ہو رہی ہے...... جذبات محبت و عقیدت میں...... اہل علم حضرات کے ماحول میں بھی یہ مسئلہ نظر انداز ہو جاتا ہے...... کہیں تو جنازہ کو منتقل کرنے کی غلطی ہوتی ہے...... اور کہیں رونمائی میں تاخیر کی جاتی ہے...... حالانکہ "اسرعوا بالجنازة دون الجنب" ...... کا حکم ہے جنازہ کو جلد دفن کرنے کا حکم ہے...... اس میں دو حکمت ہے...... اگر نیک ہے...... تو اپنے عیش و آرام کی جگہ جلد پہنچ جائے...... اور اگر بد ہے...... تو اس کو اپنے کندھوں پر دیر تک کیوں رکھا جائے...... اس مسئلہ کی فقہاء نے تصریح فرما دی ہے...... کہ اگر جمعہ سے قبل تدفین ممکن ہے...... تو جمعہ کا انتظار کرنا جائز نہیں...... تھوڑے آدمی سنت اور رضائے حق کے مطابق نجات اور مغفرت کیلئے کافی ہیں...... برعکس کثیر تعداد جو خلاف سنت اور خلاف رضا حق ہو...... یہ کچھ مفید نہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ مسافرت کی موت سے شہادت کا درجہ ملتا ہے...... پھر جنازہ کو وطن لانے کی کیا ضرورت ہے...... بے اصولی اور قانون شکنی جب اہل علم کی جانب سے ہونے لگے گی تو عوام کو کون سمجھا سکتا ہے...... بعض اہل علم ایسے وقت اکابر کا عمل پیش کرتے ہیں...... تو سوال یہ ہے کہ کیا فقہ کی یہ سب کتابیں عمل کیلئے نہیں لکھی گئیں ہیں...... عمل کو کتاب سے ملایئے نہ کہ اشخاص سے...... البتہ کتاب کو اشخاص سے سمجھئے۔

جن اکابر کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ پیش آچکا ہے...... وہ پسماندگان کے معاملات ہیں...... جذبات کہیں غلبہ عقیدت کہیں خاموشی کہ شاید وہ کہیں گے شاید وہ کہیں گے بروقت نکیر کرنی چاہئے۔

دین کو مقدم رکھا جائے

جب دین شکنی اور دل شکنی کا تقابل ہو تو دین کو مقدم رکھا جائے...... اور سب مصالح کو قانون شریعت کے...... احترام و عظمت پر مثل مصالحہ پیس دینا چاہئے...... ایسے مواقع پر جذبات پر شریعت کو ترجیح دینی چاہئے۔

نقل کی برکت

نقل کی برکت اصل تک پہنچا دیتی ہے...... ڈرائیور کی نقل کرتے کرتے آدمی ڈرائیور ہو جاتا ہے...... جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وضع قطع اور لباس کی نقل کی تھی

......نقل کی برکت سے سیرت بھی بدل دی گئی......اور سب کو ایمان عطا کر دیا گیا......اور سب کے سب کافر سے صحابی ہو گئے۔

اسی طرح شیطان کی نقل سے......شیطان کی سیرت بھی آ جاتی ہے......مثلاً شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے......تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما دیا کہ......ہرگز ہرگز کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے......اس قدر اہتمام سے منع فرمایا جو نہایت ہی بلیغ انداز ہوتا ہے......اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ فاسقین کی نقل سے سخت پرہیز کرنی چاہئے......اور راز اس میں یہ ہے کہ......جس کی نقل کی جاتی ہے......اس کی یا محبت یا عظمت دل میں ہوتی ہے......پھر اس کی عادتیں اندر آنے لگتی ہیں......دل میں جس کی عظمت و محبت ہوتی ہے......اعمال اس عظمت و محبت پر شہادت پیش کرتے ہیں......چنانچہ انگریز کو دیکھئے بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں......ان کے اندر شیطان کی خود بینی تکبر اور بڑوں پر اعتراض کا مادہ ہوتا ہے......اور جو لوگ پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکاتے ہیں......چونکہ یہ متکبرین کی وضع ہے......اس لئے اس کی نقل کرنے والوں میں تکبر......اور اپنے بڑوں پر اعتراض۔ بدگمانی وغیرہ کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے......اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے......ٹخنہ سے نیچے پائجامہ یا لنگی کو......یا کرتا و قمیض وعبا کو لٹکانے سے منع فرمایا......(احقر جامع عرض کرتا ہے کہ......بعض اہل علم نے......بعض روایت کی تکبر کی قید سے اس کو قید احترازی سمجھ کر یہ سمجھ گئے......کہ اگر تکبر سے نہ ہو تو درست ہے......یہ ان کو سخت علمی دھوکہ شیطان نے دیا ہے......علمائے محققین فرماتے ہیں کہ تکبر یہاں قید واقعی جو بھی لٹکاتا ہے......ٹخنے کے نیچے وہ تکبر ہی سے لٹکاتا ہے......(البتہ وہ بیمار جن کا پیٹ آگے نکل آتا ہے)......اس کی ایک نظیر قرآن پاک میں ارشاد ہے......"لا تقتلوا اولادکم من خشیة املاق"......تنگ دستی کے خوف سے اپنے بچوں کو مت قتل کرو......تو کیا مالداروں کو قتل اولاد جائز ہو جائے گا......بلکہ یہاں وہی قید واقعی ہے کہ......جو بھی قتل کرتا تھا بخوف تنگ دستی کرتا تھا۔

بے عمل آدمی کی حالت

جب توراۃ پر عمل نہ کرنیوالوں کو قرآن پاک میں گدھا قرار دیا گیا......تو قرآن پاک جو توراۃ سے افضل ہے......اسکے علم رکھنے کے بعد بے عمل ہونیوالا......کیا مستحق وعید نہ ہوگا۔

پختہ خام سالک

جو آدمی خام ہوتا ہے...... وہی اہل دولت کے ہاتھ فروخت ہو جاتا ہے یا خوف مخلوق سے...... یا طمع مال سے...... اپنا دینی رنگ اور مذاق اور اصول شریعت کو توڑ دیتا ہے...... اس کی ایک عجیب مثال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے...... صراحی خام میں پانی ڈالئے وہ مٹی گھل کر اپنا وجود بھی غائب پائے گی...... اور اگر آگ میں پکا دی جائے...... تو پختہ صراحی کا پانی صراحی کے وجود کو نہیں مٹا سکتا...... بلکہ صراحی اس کو اپنے فیض سے ٹھنڈا کرے گی...... یہی حال اس عالم ربانی کا ہے...... جو بزرگوں کی صحبت میں پختہ ہو جاتے ہیں...... پھر مخلوق سے اختلاط اشاعت دین کیلئے ان کو مضر نہیں ہوتا...... نہ جاہ نہ مال نہ شہرت کوئی فتنہ ان کو خراب نہیں کرتا...... استقامت کی نعمت ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے...... اور ہر وقت صاحب نسبت ہونے کے سبب حق تعالیٰ پر نظر ہوتی ہے کہ قبر میں...... صرف رضائے حق کام آئے گی نہ جاہ نہ شہرت نہ ہجوم خلق...... یعنی معتقدین کا مجمع وہاں کام نہ آئے گا۔

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے ۔۔۔ تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

پس صراحی کی مثال سے خام سالک...... اور پختہ سالک کے...... حالات خوب سمجھ میں آسکتے ہیں خام سالک دوسروں سے متاثر ہو جاتا ہے اور پختہ سالک دوسروں کو متاثر کر دیتا ہے۔

اصلاح منکرات

ایک صاحب نے کہا کہ فلاں شادی میں شرکت سے بڑا صدمہ ہوا...... فوٹو کھینچے گئے...... اور ریکارڈنگ بھی ہوئی...... گانا بجانا اور تصویر کھینچانے کے گناہ میں ہم بھی مبتلا ہو گئے...... وہاں سے اٹھنے میں خاندان کے لوگوں کا لحاظ اور دباؤ معلوم ہوا...... میں نے کہا اچھا اگر شادی والے...... ایک خوبصورت پلیٹ میں چاندی کے ورق کے ساتھ...... مکھی کی چٹنی پیش کرتے تو آپ خاندان کے لحاظ اور دباؤ سے کھا لیتے...... یا نہیں یا اٹھ کر چلے آتے...... کہنے لگے اٹھ کر چلا آتا...... فرمایا کہ پھر حسی منکر کے ساتھ جو معاملہ ہے...... کم از کم وہی معاملہ شرعی منکر سے بھی کیجئے۔ ایک صاحب نے کہا کہ...... مکھی کی چٹنی تو طبعی منکر بھی ہے...... طبعی کراہت معلوم ہوتی ہے اور گناہوں سے اس طرح کی طبعی کراہت نہیں معلوم ہوتی...... میں نے کہا...... اچھا سنکھیا اگر کھلائی جائے...... کسی شادی میں تو آپ کھا لیں گے...... کیا سنکھیا بھی طبعی منکر ہے...... طبعی کراہت تو اس سے نہیں ہوتی...... پس جس طرح یہ عقلی منکر آپ نہیں کھا سکتے...... اسی طرح گناہ کے ساتھ معاملہ کیجئے۔

تاثیر صحبت اہل اللہ

بعض وقت روشنی ہے...... علم ہے یقین بھی ہے...... مگر عمل کی قوت نہیں ہوتی۔ مثلاً کمرے میں روشنی ہے...... اور الماری میں سیب نظر آرہا ہے...... اور اس کے وجود اور نافع ہونے پر یقین بھی ہے...... ڈاکٹروں نے اس کو کھانے کیلئے حکم بھی دیا ہوا ہے...... اور دل بھی چاہتا ہے مگر سیب تک اٹھ کر جانے کی قوت نہیں ہوتی...... پھر ڈاکٹر طاقت کا انجیکشن لگاتا ہے...... اور وٹامن کے کیپسول کھلاتا ہے...... جب طاقت آجاتی ہے...... تو خود اٹھ کر الماری تک جا کر سیب کھاتا ہے۔ یہی حال ان اہل علم کا ہے...... کہ علم کی روشنی بھی ہے یقین بھی ہے...... مگر عمل کی قوت نہیں ہے...... اللہ والوں کی صحبت میں...... آنے جانے سے کچھ ہی دن میں قوت آنی شروع ہو جاتی ہے...... اور اعمال میں ترقی شروع ہو جاتی ہے۔

فساد دل کی خرابی

ظاہری اعمال کا فساد اس کے دل کے فساد و خرابی پر دلالت کرتا ہے...... دلیل حدیث یہ ہے...... "**اذا فسدت فسدت کلہ**" جب دل صالح ہو جاتا ہے...... تو تمام اعضاء صالح ہو جاتے ہیں...... اور جب دل فاسد ہو جاتا ہے...... تو تمام اعضاء فاسد ہو جاتے ہیں۔

اصلاح ظاہر کی اہمیت

میں نے ایک جگہ ظاہر کی اصلاح پر بہت تاکید کی...... تو ایک صاحب نے کہا کہ...... اگر باطن ٹھیک ہو...... تو ظاہری وضع قطع...... یعنی داڑھی وغیرہ کے اوپر سختی کی کیا ضرورت ہے میں نے کہا کہ آپ تاجر ہیں...... آپ اپنی دکان کا سائن بورڈ الٹ کر لگا دیجئے...... تو کہنے لگے لوگ مجھے پاگل کہیں گے...... اور دماغی توازن کے خراب ہونے پر دلیل قائم کرلیں گے...... تو میں نے کہا کہ اس وقت اس سائن بورڈ کا باطن تو ٹھیک ہوگا...... صرف ظاہر خراب ہوگا...... تو آپ نے کیوں پاگل ہونے...... اور دماغی توازن کی خرابی کا سرٹیفکیٹ خود ہی دیدیا...... تو کہنے لگے مولانا اب سمجھ میں بات آگئی...... بعض وقت مثالوں سے بات خوب سمجھ میں آجاتی ہے۔

بے پردگی کے مفاسد

بے پردگی کے مفاسد کو اہل فتاویٰ سے پوچھئے...... ایک عورت نے خط لکھا کہ میری بہن

بے پردہ آتی جاتی تھی...... میرے شوہر کا دل اس پر آگیا ہے...... مجھے بھنگن کی طرح ذلیل رکھتا ہے کوئی تعویذ دیدیجئے...... بعض لوگ دل صاف اور نظر پاک یا نظر صاف دل پاک کا بہانہ کرتے ہیں...... ان سے پوچھتا ہوں کہ...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا دل اور ان کی نظر کے بارے میں کیا خیال ہے...... کہنے لگے کہ ارے صاحب کیا کہنا ہے...... ان کا دل تو پاک اور نظر بھی پاک تھی...... میں نے کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کیوں حکم دیا...... کہ اے علیؓ پہلی اچانک نظر معاف ہے...... مگر خبردار دوسری نظر مت ڈالنا...... پھر میں نے پوچھا کہ...... کیا آپ لوگوں کی نظر اور آپ لوگوں کا دل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ صاف اور پاک ہے۔

دیکھئے اگر بجلی کا تار ننگا ہو...... اور پاور ہاؤس سے اس وقت بجلی نہ آرہی ہو...... تو بھی اس کو عقلمند نہیں چھوتے اور کہتے ہیں...... کہ ارے بھائی پاور ہاؤس سے بجلی آنے میں دیر تھوڑا لگتی ہے...... بس یہی حال نظر کا ہے...... ابھی پاک ہے مگر اسی نامحرم سے جس سے نظر ابھی پاک ہے...... ذرا تنہائی ہوئی تو ناپاک ہونے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں لگتی...... جنہوں نے اپنے نفس پر بھروسہ کیا...... عمر بھر کا تقویٰ اور دین ذرا سی دیر میں غارت ہوگیا...... اسی کو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا:

نفس کا اژدہا دلا دیکھ ابھی مرا نہیں غافل ادھر ہوا نہیں اس نے ادھر ڈسا نہیں

اخلاص وصدق

صرف اخلاص قبول نہیں...... اگر شریعت اور سنت کے مطابق وہ عمل نہ ہو اس لئے قانون کا معلوم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے...... اس کی مثال یہ ہے...... کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں نماز عصر کے بعد تنہائی میں گھر کے اندر ۲۰ رکعت نفل پڑھتا ہے...... اور یہ سمجھ رہا ہے...... کہ میں خدا کے قریب ہو رہا ہوں...... لیکن کیا اس کا یہ اخلاص قبول ہوگا...... اور کیا اس کو قرب ملے گا؟...... کیونکہ عصر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں...... پس اس صورت میں اخلاص تو ہے...... مگر مقبول نہیں کیونکہ اخلاص کے ساتھ صدق شرط ہے...... یعنی قانون کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

تین قسم کے لوگ

حق تعالیٰ شانہ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر سورہ فاتحہ میں فرمایا ہے...... ایک وہ لوگ ہیں...... جنہوں نے صراط مستقیم کا علم ہی نہیں حاصل کیا...... ان کا لقب ضالین ہے...... یہ من مانی زندگی گزارتے ہیں...... دوسرے وہ لوگ ہیں...... جنہوں نے صراط مستقیم معلوم کرلیا...... مگر اس

پر عمل نہ کیا یہ لوگ مغضوب کہلاتے ہیں...... تیسرے وہ لوگ جنہوں نے علم بھی سید ھے راستہ کا حاصل کیا......اور اس پر عمل بھی کیا یہ لوگ منعم علیہم...... (انعام والے لوگ) کہلاتے ہیں۔

متبع سنت کا مقام

غیر متبع سنت جو ہوا پر اڑنے والا ہے......وہ استدراج میں مبتلا ہے......اور متبع سنت سے افضل نہیں ہوسکتا......اس کی مثال ایسی ہے......جیسے کہ وزیر اعظم ہوائی جہاز اڑا نہیں سکتا مگر ایک پائلٹ ہوائی جہاز اڑا کر وزیر اعظم کو بھی بٹھا کر سفر کرا سکتا ہے......تو درجہ کس کا افضل ہے۔

بعض وقت......ہوائی جہاز اڑانے والا غیر مسلم ہوتا ہے......اور اس ہوائی جہاز پر بیٹھنے والے اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔

اصلاح برائے واعظین

جب کہیں وعظ کیلئے کوئی بلائے......تو اہل علم کو شرط کر لینا چاہئے......کہ کوئی ہدیہ نقد یا کسی صورت میں ہوگا قبول نہ کریں گے......کیونکہ معاوضہ کی صورت سے بھی بچنا چاہئے۔

"اتبعوا من لا یسئلکم اجرا"......پر عمل ہونا چاہئے......اور اس سے سامعین کو اتباع کی توفیق بھی ہوتی ہے......جب اخلاص ہوتا ہے تو اثر بھی ہوتا ہے۔

محقق شیخ کی ضرورت

شیخ کیلئے صرف اہل حق ہونا کافی نہیں......بلکہ محقق ہونا شرط ہے......فرمایا کہ نواب صاحب ڈھاکہ نے......جب حضرت اقدس تھانویؒ کو دعوت نامہ بھیجا......تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط لگائی......کہ مجھے وہاں ہدیہ نہ پیش کیا جائے......دوسرے یہ کہ ہر روز تھوڑی دیر تنہائی میں ملاقات کا موقع دیا جائے......اور میری قیام گاہ ایسی عام جگہ ہو......جہاں بے تکلف غربا و مساکین بھی مل سکتے ہوں......نواب صاحب نے سب شرطیں تحریری طور پر قبول کر لیں......جب حضرت والا تشریف لے گئے......تو انہوں نے حضرت سے اپنے بچے کی بسم اللہ کرائی......اور بسم اللہ کرا کے ایک طشت پر تکلف سرپوش سے ڈھکا ہوا پیش کیا......جس میں اشرفیاں تھیں......حضرت والا نے اس وقت سب کے سامنے لے لیا......جب تنہائی میں حسب وعدہ

ملاقات ہوئی...... تو حضرت والا نے یہ کہہ کر ہدیہ واپس فرما دیا کہ...... آپ نے شرط کی خلاف ورزی کی...... ہمارا معاہدہ تھا کہ آپ ہدیہ نہ پیش کریں گے...... لیکن ہم نے اس وقت اس وجہ سے لے لیا کہ...... سب کے سامنے نہ لینے میں آپ کی سبکی ہوتی...... اور میری عزت ہوتی...... اور لے لینے میں ہماری سبکی ہوئی...... اور آپ کی عزت ہوئی میں نے اپنی سبکی گوارا کر لی...... کیونکہ آپ اہل وجاہت ہیں۔...... یہاں آپ کو وجاہت کی ضرورت بھی ہے...... اور اب تنہائی ہے اس لئے حسب شرط اسے واپس کرتا ہوں...... نواب صاحب رونے لگے...... اور کہا کہ آپ نے ہماری دنیا ہمارے ہی پاس چھوڑ دیا...... اور ہم کو دین دے کے جا رہے ہیں۔

ولایت کا مختصر راستہ

جیسے کسی کا مکان ہو...... اور اسے وہاں جانا ہو تو عموماً مکان کی طرف جانے کیلئے کئی راستے ہوتے ہیں...... بعض تو جلدی پہنچنے کے ہوتے ہیں...... یعنی ان سے فاصلہ مختصر ہوتا ہے...... بعض دیر میں پہنچنے کے ہوتے ہیں...... کہ فاصلہ اس سے طویل ہوتا ہے...... اسی طرح اللہ کا ولی بننا یہ ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے...... تو ایک تو ولی بننے کا راستہ ہے...... طویل وہ یہ کہ احکام کی پابندی اور ہر گناہ سے بچتے رہنا...... اور ایک دوسرا راستہ جو کہ نہایت مختصر ہے...... وہ حج اور رمضان شریف ہے...... حج تو ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا...... مگر رمضان شریف یہ ہر ایک کو میسر بھی ہے...... اور آسان بھی ہے...... مگر اس کے روزے قاعدے سے رکھے۔

ماہ مبارک اور روحانی شفا

رمضان شریف میں شیطان تو بند ہو جاتا ہے...... اور نفس تنہا رہ جاتا ہے...... لہٰذا اب اس کو روزے کے ذریعہ سے اپنا تابع بنالیا جائے...... جیسے جسمانی مرض کے علاج کیلئے پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں...... اور وہ آسان لگتا ہے...... کوئی پریشانی محسوس نہیں ہوتی ہے...... اسی طرح رمضان المبارک میں روحانی مرض کی شفا کیلئے بھی اہتمام کی ضرورت ہے۔

گناہ ہونے پر فوراً توبہ کرے

بعض مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے...... کہ ناواقفیت کی وجہ سے انسان سے گناہ ہو جاتے ہیں

......اس لئے دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ کرے...... بہت عمدہ چیز ہے...... ایسے ہی روزہ رکھے گا......تو گناہ کم ہوں گے......روزہ کی برکت سے طاقت وقوت پیدا ہوگی۔

نیکی کا ثواب بقدر اخلاص

دنیا ہی میں دیکھو ایک بیج سے کتنے بیج تیار ہو جاتے ہیں......اسی طرح انسان کی اخلاص کے اعتبار سے اس کی نیکی بھی بڑھتی رہتی ہے......جس درجہ کا اخلاص ہوتا ہے......اسی اعتبار سے نیکیاں بڑھتی رہتی ہیں...... یہاں تک کہ ایک نیکی سات سو نیکیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔

عمل کیلئے طاقت کی ضرورت

علم الگ چیز ہے......عمل الگ چیز ہے......عمل کیلئے قلب میں جذبہ اور داعیہ پیدا ہوتا ہے......اور علم سے قلب میں روشنی پیدا ہوتی ہے......عمل کیلئے طاقت وقوت کی ضرورت ہے......جسمانی عمل ہے......تو جسمانی طاقت وقوت کی ضرورت ہے......اور اگر روحانی عمل ہے......تو اس کیلئے روحانی طاقت وقوت کی ضرورت ہے۔

جلسوں میں تلاوت سے پہلے اس کے فوائد بتلانا چاہئے

عام طور پر جلسوں میں قرآن پاک کی تلاوت کرائی جاتی ہے......مگر اس کے پڑھنے کا مقصد ہی بدل گیا......اس وجہ سے ہمارے یہاں طلبہ کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے......کہ وہ جب بھی مجمع میں قرآن پاک کی تلاوت کریں......تو پہلے اس کے فوائد و آداب بیان کردیا کریں......تاکہ اصل مقصد واضح ہو جائے......پھر تلاوت کریں......تاکہ تلاوت کا پورا نفع ہو۔

انسان کو گناہ سے بچنا چاہئے

انسان تقویٰ اختیار کرے......جو ذریعہ رزق بھی ہے......کیونکہ اس کی وجہ سے دین کے کاموں میں آسانی ہو جاتی ہے......اور جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے......اللہ تعالیٰ اس کو رزق اس جگہ سے عطا کرتے ہیں......جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا ہے......اس لئے بھائی......انسان کو چاہئے کہ گناہ سے بچے۔

محبت یا خوف

روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت یا اس کا ڈر ہو...... کیونکہ کام دو وجہوں سے ہوتا ہے...... یا تو انڈے ملیں گے کھانے کیلئے...... اگر کام نہیں کریں گے...... تو پھر ڈنڈے ملیں گے...... کام یا محبت کی وجہ سے ہوتا ہے...... یا خوف کی وجہ سے...... روزہ نہ رکھیں گے...... تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے...... کہ جیل خانہ میں نہ بھیج دیئے جائیں تو روزہ وہی رکھے گا...... جس کو اللہ تعالیٰ سے پوری محبت ہو...... یا اللہ تعالیٰ سے پورا ڈر ہو...... بعض لوگ روزہ تو رکھتے ہیں...... مگر ان سے بعض گناہ بھی ہو جاتے ہیں...... تو یہ نشانی ہے کہ ان میں محبت یا ڈر کی کمی ہے...... جتنی محبت یا ڈر ہونا چاہئے...... اگر اتنا ہوں تو پھر گناہ نہیں ہوتے۔

روزے کی خاصیت

روزہ کی خاصیت یہی ہے...... کہ اگر ڈر کم ہو...... اللہ کا خوف کم ہو تو اس کو بھی بڑھا دے...... عظمت و محبت کے کام کرنے سے عظمت و محبت پیدا ہوتی ہے...... ہر چیز کا اثر پڑا کرتا ہے...... اس لئے روزہ رکھنے سے اس کا بھی اثر پڑے گا...... لہٰذا ہمت کر کے روزہ رکھے اور گناہ سے بچے...... ان شاء اللہ اس کی برکت سے قوت پیدا ہو جائے گی...... جب اللہ کا خوف و محبت پیدا ہو جائیں...... تو پھر کیا کہنا ہے...... انسان ولی اللہ بن جائے گا...... دین میں مضبوطی ہوگی۔

روزے سے خاص قسم کی قوت آ جاتی ہے

بعض لوگ روزہ بہت پابندی سے رکھتے ہیں...... کوئلہ والا انجن چلاتے ہیں...... مگر روزہ رکھتے ہیں...... بہت سے رکشہ چلاتے ہیں...... پھر بھی روزہ رکھتے ہیں...... مزدوری و معماری کرتے ہیں...... پھر بھی روزہ رکھتے ہیں...... ان سے سبق لینا چاہئے...... یہ روزہ کی برکت ہے کہ انسان کے اندر ایک خاص قسم کی طاقت و قوت پیدا ہو جاتی ہے...... برے کاموں سے بچنے کی ہمت ہو جاتی ہے...... اچھے کاموں کے کرنے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ولی اللہ بننے کا طریقہ

رمضان شریف میں ہر نیکی ستر گنا بڑھ جاتی ہے...... تلاوت کرنے پر ایک حرف پر دس

نیکیاں ملتی ہیں......اور رمضان شریف میں جب ستر گنا زیادہ ہو جائیں گی...... تو حساب لگایئے کہ کتنا ثواب ملے گا......سات سو کے قریب نیکیوں کا ثواب مل جائے گا...... یہ کتنا بڑا انعام ہے......اور یہ کتنی بڑی نعمت ہے؟......رمضان کے روزے اگر قاعدے سے رکھ لے ......جیسا کہ اس کا حکم ہے......تو پھر اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔

رمضان میں اصلاح نفس

نیک کام کرنے میں انسان کے دو دشمن ہیں......ایک شیطان یہ کتنا بڑا دشمن ہے" اور دوسرے نفس یہ کتنا بڑا دشمن ہے......یہ سب سے بڑا دشمن ہے...... جب نفس ٹھیک ہو جاتا ہے......تو پھر اشاروں پر چلتا ہے......جیسے کار اشاروں پر چلتی ہے......ایک لال بتی ہوتی ہے......ایک ہری بتی......لال بتی گناہ ہے......ہری بتی مباحات ہیں......لال بتی منکرات ہیں......اور ہری بتی نیکیاں ہیں......اور یہ کھلی ہوئی نشانی ہے......کیونکہ دیکھ لیجئے رمضان سے پہلے مغرب میں عشا میں فجر میں کتنے لوگ آیا کرتے تھے؟......دوسری صورت میں دیکھئے......جب رمضان کی پہلی تاریخ آئی......تو تعداد بڑھ گئی......ایک دشمن کے قید ہونے کی وجہ سے......اور اب دوسرے دشمن کو تابع کرنا......آسان ہے کہ جب روزے قاعدے سے رکھ لے......تو ہمیشہ کیلئے دوسرا دشمن مغلوب ہو جاتا ہے......یہ علاج کا طریقہ ہے۔

حقوق والدین....زندگی میں

عظمت......(انکا اکرام......احترام کرنا) محبت......(ان سے الفت وانسیت رکھنا)

اطاعت......(ان کی فرمانبرداری کرنا) خدمت......(انکے کام کرنا......انکے کام آنا)

فکر راحت......(ان کو آرام پہنچانا) رفع حاجت......(ان کی ضروریات پوری کرنا)

گاہ بہ گاہ ان کی زیارت وملاقات۔

حقوق والدین....وفات کے بعد

دعائے مغفرت......(ان کیلئے معافی کی درخواست کرنا)

ایصال ثواب......(ان کو ایصال ثواب کرنا)

اکرام اعزا واحباب واہل قربات۔

(ان کے رشتہ دار...... دوست اور متعلقین کی عزت کرنا)

اعانت اعزا احباب واہل قرابت......

(ان کے رشتہ دار، دوست و متعلقین کی حسب طاقت مدد کرنا)

ادائے دین وامانت...... (ان کی امانت وقرض ادا کرنا)

تنفیذ جائز وصیت...... (ان کی جائز وصیت پر عمل کرنا)

گاہ بہ گاہ ان کی قبر کی زیارت۔

ہر صالح مصلح نہیں

تربیت اور اصلاح کیلئے صرف بزرگی کافی نہیں...... بلکہ اصلاح کے فن سے واقفیت بھی ضروری ہے...... اسی سبب سے ہر صالح مصلح نہیں ہوتا ہے۔

بدنظری کی حرمت

جب نامحرم کی تصویر کی اصل دیکھنا حرام ہے...... تو نقل دیکھنا کیسے جائز ہوگا؟...... پس ٹیلی ویژن کا مسئلہ اسی سے سمجھ لیا جائے...... کہ مردوں کیلئے نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور عورتوں کیلئے نامحرم مردوں کو دیکھنا بالکل حرام ہے۔

اصلاح ظاہر مقدم ہے

وائرنگ کے بعد کرنٹ آتا ہے...... اسی طرح ظاہر کے باطن عطا ہوتا ہے...... پہلے ظاہری حالت کو سنت اور شریعت کے مطابق بنادے...... اللہ تعالیٰ ظاہر کی صلاحیت کی برکت سے باطنی صلاحیت بھی عطا فرمادیتے...... اگر کوئی شخص وائرنگ ہی نہ کرائے تو کرنٹ (بجلی) اس کے گھر میں کیسے دی جاسکتی ہے۔